حدیثِ مبارکہ کی عظیم الشان کتاب

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصّحیحُ البخاری

کی

فارسی میں جامع، مکمل اور مُدلّل شرح بنام

شرح عقیدہ

از حضرت محدثِ کبیر، فقیہ افخم، غواصِ بحرِ حقیقت و معرفت علامہ اجل

سیّد شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

پشاوری ثم لاہوری المتوفی ۱۱۷۳ھ

بن

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن ٹھٹوی ثم پشاوری قادری گیلانی المتوفی ۱۱۱۵ھ

رحمہما اللہ تعالیٰ

مع اردو ترجمہ

از مفتی خلیل الرحمٰن قادری کلوزئی و فقیر محمد امیر شاہ بن حافظ سیّد محمد رمضان شاہ قادری گیلانی

یکہ توت پشاور شہر

Marfat.com

حدیثِ مبارکہ کی عظیم الشان کتاب

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری

کی

فارسی میں جامع، مکمل اور مدلّل شرح بنام

شرح غوثیہ

پارہ سوم

از حضرت محدثِ کبیر، فقیہ افخم، غواصِ بحرِ حقیقت و معرفت علامہ اجل

سیّد شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

پشاوری ثم لاہوری المتوفی سنہ ۱۱۷۳ھ

بن

حضرت ابو البرکات سیّد حسن ٹھٹوی ثم پشاوری قادری گیلانی المتوفی سنہ ۱۱۱۵ھ

رحمہما اللہ تعالیٰ

مع اردو ترجمہ

از مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوذی و فقیر محمد امین شاہ بن حافظ سیّد محمد رشاد قادری گیلانی

یکہ توت پشاور شہر

Marfat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت بحق شاہ محمد غوث اکیڈیمی محفوظ ہیں

نام کتاب: شرح غوثیہ صحیح البخاری شریف

شارح: محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث قادری گیلانی پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی و (فقیر) سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

کمپیوٹر کمپوزنگ: جاوید الحسن آفریدی قادری و محمد عمر قریشی قادری

طبع اول: ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

سائز: $\frac{27 \times 17}{4}$

مطبع: رضوان پرنٹرز، ڈھکی نعلبندی پشاور شہر۔

قیمت:

ناشر: شاہ محمد غوث اکیڈیمی کوچہ آقا پیر جان
یکہ توت پشاور شہر۔

فہرست ابواب

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
	عرض مترجم	
	مقدمہ	
۱	**کتاب مواقیت الصلوٰۃ**	۱
۲	**باب مواقیت الصلوٰۃ و فضلها**	۱
	یہ باب نماز کے اوقات اور انکی فضیلت کے بیان میں ہے	
۳	**باب قولہ تعالیٰ منیبین الیہ و اتقوہ و اقیموا الصلوٰۃ**	۵
	یہ باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اسی سے ڈرو اور نماز کو قائم کرو۔	
۴	**باب البیعة علی اقام الصلوة**	۸
	یہ باب اقامت نماز پر بیعت لینے کے بیان میں ہے	
۵	**بابٌ الصلوٰۃ کفارۃ**	۸
	یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز کفارہ ہے گناہوں کیلئے	
۶	**باب فضل الصلوٰۃ لوقتها**	۱۲
	یہ باب نماز اور اسکے اوقات کی فضیلت کے بیان میں ہے	
۷	**باب الصلوة الخمس کفارة للخطایا اذا صلاهن لوقتها فی الجماعة و غیرها**	۱۴
	یہ باب اس بیان میں ہے کہ پانچ وقت نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔	
۸	**باب فی تضییع الصلوة عن وقتها**	۱۵
	یہ باب اس نماز کے بیان میں ہے جو کہ اپنے وقت پر ادا نہ کی جائے۔	
۹	**باب المصلی یناجی ربه عزوجل**	۱۷
	یہ باب بیان کرتا ہے کہ نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے۔	
۱۰	**باب الابراد بالظهر فی شدة الحر**	۱۹
	یہ باب اس فضیلت کے بیان میں ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے۔	
۱۱	**باب الابراد بالظهر فی السفر**	۲۴
	یہ باب ہے جس میں ظہر کی نماز کو سفر میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا بیان ہے۔	
۱۲	**باب وقت الظهر عند الزوال**	۲۵
	اس باب میں ظہر کی نماز کا وقت بیان کیا گیا ہے جو کہ زوال کے قریب ہے۔	
۱۳	**باب تاخیر الظهر الی العصر**	۳۱
	یہ باب ظہر کی نماز کو عصر کی نماز تک تاخیر سے پڑھنے کے بیان میں ہے۔	
۱۴	**باب وقت العصر**	۳۲
	یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے۔	
۱۵	**باب وقت العصر**	۳۸
	یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے۔	
۱۶	**باب اثم من فاتته العصر**	۳۹
	یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو کہ عصر کی نماز کو فوت کرتا ہے۔	
۱۷	**باب اثم من ترک العصر**	۴۰
	یہ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں ہے جو کہ نماز عصر کو ترک کر دے۔	
۱۸	**باب فضل صلوٰۃ العصر**	۴۲
	یہ باب نماز کی فضیلت کے بیان میں ہے۔	
۱۹	**باب من ادرک رکعة من العصر قبل الغروب**	۴۶
	یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جس نے نماز عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے پالی۔	
۲۰	**باب وقت المغرب**	۵۰
	یہ باب نماز مغرب کی ادائیگی کے وقت کے بیان میں ہے۔	
۲۱	**باب من کرہ ان یقال للمغرب العشاء**	۵۴
	یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو مغرب کو عشاء کہنا مکروہ سمجھتا ہے۔	
۲۲	**باب ذکر العشاء والعتمة و من راہ واسعا**	۵۵

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۲۳	یہ وہ باب ہے جس میں عشاء اور عتمۃ کا ذکر ہے باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا یہ باب عشاء کے وقت کے بیان میں ہے جبکہ لوگ جمع ہو جائیں یا جمع ہونے میں تاخیر کریں	۵۹
۲۴	باب فضل العشاء یہ باب عشاء کی فضیلت میں ہے	۶۱
۲۵	باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء یہ باب اس بارے میں ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے۔	۶۴
۲۶	باب النوم قبل العشاء لمن غلب یہ باب نماز عشاء سے پہلے نیند کے بارے میں ہے۔	۶۵
۲۷	باب وقت العشاء الی نصف اللیل یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔	۶۹
۲۸	باب فضل صلوۃ الفجر یہ باب نماز فجر کی فضیلت کے بیان میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ باب نماز فجر کے بیان میں ہے۔	۷۲
۲۹	باب وقت الفجر یہ باب فجر کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے اور اس میں اضافہ ہے۔	۷۵
۳۰	باب من ادرک من الفجر رکعۃ یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو نماز فجر کی ایک رکعت پالے۔	۷۸
۳۱	باب من ادرک من الصلوۃ رکعۃ یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو نماز کی ایک رکعت پالے۔	۷۹
۳۲	باب الصلوۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس یہ باب نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نفل نماز	۸۰
۳۳	پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے۔ باب لا یتحری الصلوۃ قبل غروب الشمس یہ باب اس بیان میں ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے نماز کا ارادہ نہ کیا جائے۔	۸۴
۳۴	باب من لم یکرہ الصلوۃ الا بعد العصر والفجر یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو کہ مکروہ نہیں کہتا نماز کو مگر صرف نماز عصر اور فجر کے بعد نماز پڑھنے کو مکروہ کہتا ہے۔	۸۸
۳۵	باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت و نحوھا یہ باب ان نمازوں کے بیان میں ہے جو نماز عصر کے بعد پڑھی جاتی ہیں فوت شدہ نمازوں کی مانند قضا یا اس کی مثل دوسری نمازیں۔	۸۹
۳۶	باب التبکیر بالصلوۃ فی یوم غیم یہ باب اس بیان میں ہے کہ ابر والے دن نماز کے لئے زیادہ عجلت کرنی چاہئے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے۔	۹۴
۳۷	باب الاذان بعد ذھاب الوقت یہ باب وقت گزرنے کے بعد اذان کے حکم کے بیان میں ہے۔	۹۵
۳۸	باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت یہ باب اس شخص کی نماز کے حکم کے بیان میں ہے کہ	۹۹

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
	جس نے وہ نماز لوگوں کے ساتھ باجماعت پڑھی وقت گزرنے کے بعد۔	
۳۹	باب من نسی صلوة فلیصل اذا ذکر یہ باب کہ ذکر کیا جائے گا اس میں اس شخص کا حال جو کہ نماز کو بھول جائے پس جب اسے یاد آئے تو پڑھ لے	۱۰۱
۴۰	باب قضاء الصلوات الاولی فالاولی یہ باب فوت شدہ نمازوں کی قضا ترتیب کے ساتھ پڑھنے کے بیان میں ہے کہ نمازی پہلے اس نماز کی قضا کرے گا جو پہلے فوت ہوئی ہے۔	۱۰۴
۴۱	باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء یہ باب ان چیزوں کے بارے میں ہے جو نماز عشاء کے بعد مکروہ ہیں۔	۱۰۵
۴۲	باب السمر فی الفقه والخیر بعد العشاء یہ باب نماز عشاء کے بعد فقہ اور نیکی کی باتیں کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۰۸
۴۳	باب السمر مع الاهل والضیف یہ باب اہل وعیال اور مہمان سے باتیں کرنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	۱۱۲
۴۴	**کتاب الاذان** یہ کتاب نماز کے لئے اذان کے بیان میں ہے۔	۱۲۱
۴۵	باب بدء الاذان والاقامة یہ باب نماز کے لئے اذان اور اقامت کے بیان میں ہے۔	۱۲۱
۴۶	باب الاذان مثنی مثنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ اذان کے کلمات دو بار ہیں	۱۲۶
۴۷	باب الاقامة واحدة الا قوله قد قامت الصلوة یہ باب اقامت ایک بار ہے مگر اقامت کہنے والے کا یہ قول کہ "قد قامة الصلوة" دو بار ہے۔	۱۲۷
۴۸	باب فضل التاذین یہ باب اذان کہنے کی فضیلت میں ہے۔	۱۲۸
۴۹	باب رفع الصوت بالنداء یہ باب اذان میں آواز بلند کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۳۰
۵۰	باب ما یحقن بالاذان من الدماء یہ باب اذان کی وجہ سے خون ریزی بند کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۳۲
۵۱	باب ما یقول اذا سمع المنادی یہ باب اذان سننے والے کے قول کے بیان میں ہے۔	۱۳۵
۵۲	باب الدعاء عند النداء یہ باب اذان ختم ہونے کے بعد دعا کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۳۷
۵۳	باب الاستهام فی الاذان یہ باب اذان میں قرعہ اندازی کے بیان میں ہے۔	۱۳۹
۵۴	باب الکلام فی الاذان یہ باب اذان کے درمیان باتیں کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۴۰
۵۵	باب اذان الاعمی اذا کان له من یخبره یہ باب اس بیان میں ہے کہ نابینا کے لئے اذان دینا جائز ہے مگر اس وقت جبکہ کوئی شخص اس کو خبر دینے والا ہو کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے۔	۱۴۱
۵۶	باب الاذان بعد الفجر یہ باب فجر کے بعد اذان کے بیان میں ہے اور اس باب میں اضافہ ہے۔	۱۴۳
۵۷	باب الاذان قبل الفجر یہ باب طلوع فجر سے پہلے اذان کے حکم کے بیان میں ہے کہ آیا وہ اذان جائز ہے یا نہیں جو اذان طلوع صبح سے پہلے دی جائے اور وہ بعد الفجر اذان کی جگہ کفایت کرتی ہے کہ نہیں۔	۱۴۴

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۵۸	باب کم بین الاذان و الاقامة یہ باب اس بیان میں ہے کہ اذان اور اقامت میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے۔	۱۴۷
۵۹	باب من انتظر الاقامة یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو اذان سننے کے بعد اقامت کا انتظار کرتا ہے۔	۱۴۸
۶۰	باب بین کل اذانین صلوة لمن شآء یہ باب اس بیان میں ہے کہ دونوں اذانوں یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے اس کے لئے جو چاہے	۱۴۹
۶۱	باب من قال لیوذن فی السفر موذن واحد یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو یہ کہے کہ سفر میں ایک مؤذن اذان دے	۱۵۰
۶۲	باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة و الاقامة یہ باب مسافر کے لئے اذان اور اقامت کے حکم کے بیان میں ہے جب جماعت کی صورت میں ہوں	۱۵۲
۶۳	باب هل یتبع الموذن فاه ههنا و ههنا اس باب میں یہ ذکر کیا جائے گا کہ آیا اذان کے دوران اپنا منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرے گا۔	۱۵۷
۶۴	باب قول الرجل فاتتنا الصلوة یہ باب آدمی کے اس قول کے بیان میں کہ وہ کہے کہ نماز نے ہمیں فوت کر دیا۔	۱۵۹
۶۵	باب لا یسعی الی الصلوة و لیاتها بالسکینة و الوقار یہ باب ہے جس میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز کے لئے آدمی کو دوڑ کر نہیں آنا چاہئے بلکہ آرام وسکون سے آنا چاہئے۔	۱۶۱
۶۶	باب متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامة یہ باب ہے جس میں ذکر کیا جاتا ہے کہ لوگ کس وقت اٹھ کھڑے ہوں جبکہ دیکھ لیں امام کو اقامت کے وقت۔	۱۶۲
۶۷	باب لایسعی الی الصلوة ولا یقوم الیها مستعجلا و لیقم بالسکینة والوقار یہ باب تنوین کے ساتھ ہے جس میں ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز کے لئے دوڑ کر نہیں آنا چاہئے اور نماز کے لئے عجلت سے کھڑا بھی نہیں ہونا چاہئے بلکہ نماز کے لئے اطمینان ووقار کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے۔	۱۶۳
۶۸	باب هل یخرج من المسجد لعلة اس باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اقامت کے بعد آدمی علت کی وجہ سے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔	۱۶۴
۶۹	باب اذا قال الامام مکانکم حتی ارجع انتظروا یہ باب ہے کہ ذکر کیا جاتا ہے اس میں یہ مسئلہ کہ جس وقت امام اپنی قوم سے کہہ دے کہ اپنی اپنی جگہ پر برقرار رہو یہاں تک کہ میں آجاؤں تو قوم امام کے آنے کا تک انتظار کرے گی۔	۱۶۶
۷۰	باب قول الرجل للنبی ما صلینا یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص کی طرف سے یہ عرض کرنے کے بیان میں ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی اور بعض نسخوں میں للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔	۱۶۷
۷۱	باب الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة یہ بات اس بارے میں ہے کہ اقامت کے بعد امام کو کوئی عارضہ پیش آجائے۔	۱۶۸
۷۲	باب الکلام اذا اقیمت الصلوة یہ باب نماز کیلئے اقامت ہوتے وقت باتیں کرنے کے بیان میں ہے	۱۶۹
۷۳	باب وجوب صلوة الجماعة یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز جماعت سے واجب ہے۔	۱۷۰
۷۴	باب فضل الصلوة بالجماعة یہ باب نماز باجماعت کی فضیلت کے بیان میں ہے۔	۱۷۳

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۷۵	باب فضل صلوة الفجر فی جماعة یہ باب نماز فجر کی فضیلت کے بیان میں ہے۔	۱۷۷
۷۶	باب فضل التهجير الى الظهر یہ باب ہے اس بیان میں کہ نماز ظہر کے لئے پہلے آنے میں فضیلت ہے۔	۱۸۰
۷۷	باب احتساب الآثار یہ باب نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہوئے قدموں کے شمار کے بیان میں ہے۔	۱۸۱
۷۸	باب فضل صلوة العشاء فی الجماعة یہ باب نماز عشاء باجماعت پڑھنے پر زیادہ ثواب کے بیان میں ہے۔	۱۸۳
۷۹	باب الاثنان فما فوقهما جماعة یہ باب اس بیان ہے کہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی جماعت ہے۔	۱۸۴
۸۰	باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلوٰة و فضل المسجد یہ باب اس شخص کی فضیلت کے بیان میں ہے جو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہو اور مسجد میں نماز سے زیادہ اجر حاصل ہونے کے بیان میں ہے۔	۱۸۵
۸۱	باب فضل من يخرج الى المسجد و من راح یہ باب زیادتی ثواب اور فضیلت کے بیان میں ہے اس شخص کے لئے جو کہ اپنے گھر سے نکل آتا ہے۔	۱۹۰
۸۲	باب اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز جائز نہیں۔	۱۹۲
۸۳	باب حد المريض ان يشهد الجماعة یہ باب اس بیان میں ہے کہ مریض کو مرض کی کس حد تک جماعت میں شامل ہونا مستحب ہے۔	۱۹۴
۸۴	باب الرخصة فی المطر و العلة ان تصلی فی رحله ''یہ باب بارش اور بیماری میں نمازی کے لئے اجازت کے بیان میں ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھ لے''	۲۰۰
۸۵	بابٌ هل يصلی الامام بمن حضر و هل يخطب يوم الجمعة فی المطر ''یہ باب اس بیان میں ہے کہ کیا امام نماز پڑھ لے اس کے ساتھ جو حاضر ہوا ہو اور کیا خطبہ پڑھ لے جمعہ کے دن جب بارش ہو''	۲۰۲
۸۶	باب اذا حضر الطعام و اقيمت الصلوة ''یہ باب تنوین سے اس بیان میں ہے کہ ذکر کیا جائے گا اس میں یہ کہ کسی شخص کے سامنے طعام حاضر ہونے کے وقت اقامت کہی جائے تو کیا وہ آدمی طعام کھانا شروع کرے یا نماز پڑھے''	۲۰۶
۸۷	باب اذا دعی الامام الی الصلوة و بيده ما يا كل یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب اس مسئلہ کے حکم کے بیان میں ہے کہ جس وقت امام کو نماز کے لئے بلایا جائے درانحالیکہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو جسے وہ کھا رہا ہو۔	۲۱۰
۸۸	باب من كان فی حاجة اهله فاقيمت الصلوة فخرج یہ باب اس بیان میں ہے کہ جو آدمی اپنے [illegible] کسی حاجت میں مشغول ہو اور نماز کیلئے اقامت ہو جائے تو وہ اس حاجت کو چھوڑ کر نماز کے لئے آ جائے۔	۲۱۱
۸۹	باب من صلی بالناس وهو لا يريد الا ان يعلمهم صلوٰة النبی صلی الله عليه واله وسلم و سنته یہ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور امامت کرے۔	۲۱۲
۹۰	باب اهل العلم و الفضل احق بالامامة	۲۱۴

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
	یہ باب اس بیان میں ہے کہ اہلِ علم اور اہل فضیلت حضرات امامت کیلئے اپنے علاوہ دوسروں سے زیادہ لائق ہیں۔	
۹۱	باب من قام الی جنب الامام لعلة یہ باب اضافہ کے ساتھ ہے یعنی یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو کھڑا ہو جائے امام کے پہلو میں جو کسی بیماری کی وجہ سے بیٹھا ہوا ہو۔	۲۲۲
۹۲	باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول فتاخر الاول او لم یتأخر جازت صلوٰته فیه عن عائشة رضی الله عنها عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه و آله وسلم یہ باب ہے جس کا ترجمہ من دخل الیٰ آخرہ ہے اور ترجمہ کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کوئی آدمی محراب میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے داخل ہوا نیابت کے طور پر اس امام کی جگہ جو مقرر ہے امامت کیلئے۔	۲۲۳
۹۳	باب اذا تسوروا فی القراءة فلیؤمهم اکبرهم " یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا تسوروا آخر تک ہے یعنی قرآن کریم پڑھنے میں تمام حاضرین برابر نہ ہوں تو پھر چاہئے کہ ان کی امامت وہ کرے جو ان سب میں بلحاظ سال وعمر سب سے بڑا ہو"	۲۲۷
۹۴	باب اذا زار الامام قوماً فامهم " یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا زار الامام آخر تک ہے یعنی جبکہ زیارت کرے (ملنے جائے) بڑا امام یا اس کا قائم مقام کسی قوم کی پس نماز پڑھائے اس قوم کو ان کی اجازت سے"	۲۲۹
۹۵	باب انما جعل الامام لیؤتم به یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا یہ ہے انما جعل الامام آخر تک یعنی بات یہی ہے کہ مقرر کیا گیا ہے امام اس لئے کہ افعال نماز میں اس کے پیچھے اقتدا کی جائے۔	۲۳۰
۹۶	باب متی یسجد من خلف الامام یہ باب سجدہ کرنے کے وقت کے بیان میں ہے اس کے لئے جو امام کے پیچھے کھڑا ہے۔	۲۳۷
۹۷	باب اثم من رفع راسه قبل الامام یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو سجدہ میں امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے۔	۲۳۸
۹۸	باب امامة العبد والمولی یہ باب اس بیان میں ہے کہ غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت جائز ہے۔	۲۳۹
۹۹	و ولد البغی والاعرابی والغلام الذی لم یحتلم نیز یہ باب زانیہ کے بیٹے کی امامت اور بدو کی امامت کے بیان میں ہے جو صحرا یا دیہات میں رہتا ہے اور اس لڑکے کی امامت کے بیان میں جو کہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔	۲۳۹
۱۰۰	باب اذا لم یتم الامام و اتم من خلفه اور پورا کر لیا ہو نماز کو اس نے جو امام کے پیچھے ہے یعنی مقتدی نے تو امام کی کمی کوتاہی مقتدیوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتی۔	۲۴۲
۱۰۱	باب امامة المفتون والمبتدع یہ باب اس شخص کی امامت کے حکم کے بیان میں ہے جو فتنہ میں گرا ہوا ہے اور اس شخص کے حکم کے بیان میں جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہوا ہو جو کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع امت کے خلاف ہو۔	۲۴۳
۱۰۲	باب یقوم عن یمین الامام بحذائه سواء اذا کانا اثنین یہ باب تنوین سے ہے جس میں ایک امام اور ایک مقتدی کا ذکر ہے یعنی اس باب کا ترجمہ یقوم آخر تک ہے۔	۲۴۷

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۱۰۳	باب اذا قام الرجل عن یسار الامام فحوله الامام الی یمینه لم تفسد صلوتهما یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا قام آخر تک ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ جب ایک آدمی امام کے بائیں طرف کھڑا ہو جائے پھر امام نے اس کو بائیں طرف سے دائیں طرف گھمایا تو اس سے امام کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۲۴۸
۱۰۴	باب اذا لم ینو الامام انیوم ثم جاء قوم فامهم یہ باب تنوین کے ساتھ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ امام نے امامت کی نیت نہیں کی تھی پھر ایک قوم آئی اور اس نے ان کی امامت کی۔	۲۵۰
۱۰۵	باب اذا طول الامام و کان للرجل حاجة فخرج فصلی یہ باب ہے اس بیان میں کہ جس وقت امام نماز لمبی کردے اور مقتدیوں میں سے کسی ایک کو کوئی ضروری کام ہو اور وہ آدمی امام کے ساتھ نماز چھوڑ کر اپنے لئے خود تنہا نماز پڑھ لے۔	۲۵۲
۱۰۶	باب تخفیف الامام فی القیام و اتمام الرکوع و السجود یہ باب اس حکم کے بیان میں ہے کہ امام قیام کو مختصر کرے چھوٹی سورۃ پڑھنے کی وجہ سے اور یہ باب امام کو رکوع اور سجود کو پورا کرنے کے بیان میں ہے اور قیام کے تخفیف کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس کو لمبی سورۃ پڑھنے کی وجہ سے طویل کیا جا سکتا ہے۔	۲۵۵
۱۰۷	باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے کہ اکیلا نماز پڑھتا ہے یعنی جب کوئی شخص تنہا اپنے لئے نماز پڑھتا ہے تو قرأت لمبی کرے جتنی اس کی مرضی ہے جبکہ وقت کی گنجائش ہو یعنی اتنی لمبی نہ کرے گا کہ مکروہ وقت آجائے۔	۲۵۶
۱۰۸	باب من شکی امامه اذا طول یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جس نے شکایت کی ہے اپنے امام کی جبکہ امام نے نماز لمبی کردی۔	۲۵۷
۱۰۹	باب ایجاز الصلوة و اکمالها یہ باب ہے اس بیان میں کہ نماز کو طول نہ دے اور تخفیف کے ساتھ پڑھے اور ارکان نماز کو کامل طریقے پر ادا کرنا چاہئے اور بعض نسخوں میں صرف باب الایجاز ہے۔	۲۶۰
۱۱۰	باب من اخف الصلوة عند بکاء الصبی یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو بچے کے رونے کی وجہ سے نماز کو مختصر کردے۔	۲۶۱
۱۱۱	باب اذا صلی ثم ام قوما یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ لے اور کسی قوم کو امام بن کر نماز پڑھائے۔	۲۶۴
۱۱۲	باب من اسمع الناس تکبیر الامام "یہ باب اس شخص (مکبر) کے حکم کے بیان میں ہے جو سناتا ہے لوگوں کو امام کی تکبیر"	۲۶۴
۱۱۳	باب الرجل یاتم بالامام و یاتم الناس بالمامور یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو اقتدا کرتا ہے امام کی اور لوگ اقتدا کرتے ہیں اس مقتدی کی۔	۲۶۷
۱۱۴	باب هل یاخذ الامام اذا شک بقول الناس یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب امام کو نماز کے افعال میں کوئی شک و تردد لاحق ہو جائے تو کیا وہ لوگوں یعنی مقتدیوں کے اقوال قبول کرے گا اور ان پر اعتبار کرے گا؟	۲۶۹

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۱۱۵	باب اذا بکی الامام فی الصلوۃ یہ باب نماز میں امام کے رونے کے حکم کے بیان میں ہے	۲۷۱
۱۱۶	باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ و بعدھا یہ باب ہے صفوں کو برابر کرنے کے حکم کے بیان میں اقامت کہنے کے وقت میں یا اقامت کے بعد نماز شروع ہونے سے پہلے۔	۲۷۴
۱۱۷	باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف یہ باب امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونے کے بیان میں ہے جس وقت کہ صفیں برابر کی جاتی ہیں۔	۲۷۶
۱۱۸	باب الصف الاول یہ باب نمازیوں کی صفوں میں پہلی صف کے ثواب کے بیان میں ہے۔	۲۷۷
۱۱۹	باب اقامۃ الصف من تمام الصلوۃ یہ باب اس بیان میں ہے کہ صفوں کو برابر کرنا اور درست کرنا تکمیل نماز میں سے ہے۔	۲۷۸
۱۲۰	باب اثم من لم یتم الصفوف یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو صف کو پورا نہیں کرتا۔	۲۸۰
۱۲۱	باب الزاق المنکب بالمنکب یہ باب کندھے کو کندھے سے ملانے کے بیان میں ہے	۲۸۱
۱۲۲	باب اذا قام الرجل عن یسار الامام و حولہ الامام خلفہ الی یمینہ تمت الصلوۃ یہ باب کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی امام سے بائیں پہلو میں لحظہ بھر ہو جائے۔	۲۸۲
۱۲۳	باب المرئۃ وحدھا تکون صفا یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ عورت تنہا صف ہے۔	۲۸۴
۱۲۴	باب میمنۃ المسجد و الامام یہ باب مسجد کے دائیں جانب اور امام کے دائیں جانب کے بیان میں ہے۔	۲۸۵
۱۲۵	باب اذا کان بین الامام و بین القوم حائط او سترۃ یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس وقت کہ امام اور قوم کے درمیان دیوار یا ستہ واقع ہو تو اقتدا کے لئے مانع ہے یا کہ نہیں۔	۲۸۶
۱۲۶	باب صلوۃ اللیل یہ باب تہجد کی نماز کے بیان میں ہے۔	۲۹۱
۱۲۷	ابواب صفۃ الصلوۃ یہ سب باب صفت نماز کے بیان میں ہیں۔	۲۹۳
۱۲۸	باب ایجاب التکبیر و افتتاح الصلوۃ یہ باب تکبیر تحریمہ کے واجب ہونے اور نماز شروع کرنے کے بیان میں ہے۔	۲۹۳
۱۲۹	باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواء یہ باب تکبیر اولی کے وقت دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کے بیان میں ہے نماز شروع کرتے ہوئے برابر اور یہ قول اس کا کہ سوا ہے حال ہے یعنی اس حال میں ہاتھ اٹھائے شروع نماز میں کہ برابر ہوں۔	۲۹۶
۱۳۰	باب رفع الیدین اذا کبر و اذا رکع و اذا رفع یہ باب دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کے بیان میں ہے ہو اور جس وقت رکوع سے سر اٹھاتا ہو ہاتھ اٹھائے گا جب ان افعال کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو۔	۲۹۷

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۱۳۱	باب الی این یرفع یدیہ یہ باب اس بیان میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا چاہئے۔	۳۰۰
۱۳۲	باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین یہ باب دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کے بیان میں ہے۔	۳۰۱
۱۳۳	باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ یہ باب داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بیان میں ہے یعنی جب نماز میں کھڑا ہو۔	۳۰۲
۱۳۴	باب الخشوع فی الصلوۃ	۳۰۴
۱۳۵	یہ باب نماز میں خشوع کے بیان میں ہے۔	
	باب ما یقول بعد التکبیر یہ باب اس کے بیان میں ہے جو تکبیر کے بعد نمازی کہتا ہے	۳۰۷
۱۳۶	باب یہ باب بغیر ترجمہ کے تنوین سے ہے۔	۳۱۰
۱۳۷	باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ یہ باب نمازی کا اپنے امام کی طرف حالت نماز میں دیکھنے کے بیان میں ہے۔	۳۱۴
۱۳۸	باب رفع البصر الی السماء فی الصلوۃ یہ باب نمازی کا آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے بیان میں ہے۔	۳۱۹
۱۳۹	باب الالتفات فی الصلوۃ یہ باب نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۲۱
۱۴۰	باب ھل یلتفت لامر ینزل بہ او یری شیئا او بصاقا فی القبلۃ	۳۲۳
۱۴۱	یہ باب اس بیان میں ہے کہ اگر نماز کی کسی چیز کی طرف نظر کرے جو اسے نماز میں پیش آجائے۔	
۱۴۲	باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوۃ کلھا فی الحضر والسفر وما یجھر فیھا وما یخافت یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام اور مقتدی سب کو قرآن پڑھنا واجب ہے سب نمازوں میں اقامت کی حالت میں اور سفر میں بھی۔	۳۲۶
۱۴۳	باب القراءۃ فی الظھر یہ باب نماز ظہر میں قرأت کے بیان میں ہے۔	۳۳۳
۱۴۴	باب القراءۃ فی العصر یہ باب نماز عصر میں قرأت کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۴۵
۱۴۵	باب القراءۃ فی المغرب یہ باب نماز مغرب میں قرأت کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۴۶
۱۴۶	باب الجھر فی المغرب یہ باب نماز مغرب میں جہر سے قرأت کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۳۸
۱۴۷	باب الجھر فی العشاء یہ باب نماز عشاء میں قرأت جہر سے پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۳۹
۱۴۸	باب القراءۃ فی العشاء بالسجدۃ یہ باب نماز عشاء میں اس سورہ کی قرأت کرنے کے بیان میں ہے جس میں سجدۂ تلاوت ہے۔	۳۴۰
۱۴۹	باب الجھر فی العشاء یہ باب نماز عشاء میں قرأت کے بیان میں ہے۔	۳۴۱

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
۱۵۰	باب یطول فی الاولیین ویحذف فی الاخرین یہ باب تنوین سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی چارگانہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں لمبی قرات کرے اور اس کی آخری دو رکعتوں میں قرأت کو ترک کردے۔	۳۴۲
۱۵۱	باب القراءۃ فی الفجر یہ باب نماز فجر کی قرأت کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۴۳
۱۵۲	باب الجهر بقراءۃ صلوۃ الفجر یہ باب نماز فجر میں جہر سے قرأت پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۴۵
۱۵۳	باب الجمع بین السورتین فی رکعة یہ باب ایک رکعت میں دو سورتیں جمع کرنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۵۰
۱۵۴	باب یقرأ فی الاخریین بفاتحة الکتاب یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی چارگانہ نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحة الکتاب کی قرأت کرے گا۔	۳۵۶
۱۵۵	باب من خاف القراءۃ فی الظهر والعصر یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو نماز ظہر میں اور نماز عصر میں آہستہ قرأت کرتا ہو۔	۳۵۷
۱۵۶	باب اذا اسمع الامام الآیة یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر امام سنادے ایک آیت مقتدیوں کو سری نماز میں تو کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اس نماز کی سریت میں اس آیت کے جہر سے	۳۵۷
۱۵۷	باب یطول فی الرکعة الاولی یہ باب اس بارے میں ہے کہ نمازی تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں قرأت کو لمبا کرے۔	۳۵۸
۱۵۸	باب جهر الامام والناس بالتامین	۳۵۹
۱۵۹	یہ باب امام اور مقتدیوں کے جہر سے آمین کہنے کے حکم کے بیان میں ہے۔	
۱۶۰	باب فضل التامین یہ باب نمازی کے آمین کہنے کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے۔	۳۶۲
۱۶۱	باب جهر الماموم بالتامین یہ باب مقتدی کا آمین جہر سے کہنے کے بیان میں ہے۔	۳۶۲
۱۶۲	باب اذا رکع دون الصف یہ باب اس حکم کے بیان میں ہے کہ ایک شخص صف سے پیچھے اکیلے رکوع کرے۔	۳۶۳
۱۶۳	باب اتمام التکبیر فی الرکوع یہ باب تکبیر کو رکوع میں ختم کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۶۵
۱۶۴	باب اتمام التکبیر فی السجود یہ باب تکبیر کو سجدہ میں ختم کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۶۷
۱۶۵	باب التکبیر اذا قام من السجود یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے۔	۳۷۹
۱۶۶	باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع یہ باب حالت رکوع میں ہتھیلیوں کو زانوؤں پر رکھنے کے بیان میں ہے۔	۳۷۱
۱۶۷	باب اذا لم یتم الرکوع یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس وقت نمازی رکوع کو پورا نہ کرے۔	۳۷۳
۱۶۸	باب استواء الظهر فی الرکوع یہ باب نمازی کو رکوع میں اپنی پیٹھ برابر کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۷۴
۱۶۹	باب حد اتمام الرکوع والاعتدال فیه والاطمانیة	۳۷۵

Marfat.com

نمبر شمار	باب	صفحہ نمبر
	یہ باب رکوع کی حد کو پورا کرنے اور رکوع میں سیدھا اور صحیح ہونے اور رکوع میں آرام کرنے اور برقرار رہنے کے بیان میں ہے۔	
۱۷۰	باب امر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الذی یتم رکوعه بالاعادة یہ باب اس بیان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو رکوع پورا نہ کرنے کی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھنے کا امر فرمایا۔	۳۷۶
۱۷۱	باب الدعاء فی الرکوع یہ باب رکوع میں دعا کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۷۸
۱۷۲	باب ما یقول الامام ومن خلفه اذا رفع راسه من الرکوع یہ باب اس چیز کے بیان میں ہے کہ پڑھتا ہے اس کو امام اور جو امام کے پیچھے ہے مقتدیوں میں سے اس وقت جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتا ہے۔	۳۷۹
۱۷۳	باب فضل اللهم ربنا ولک الحمد یہ باب اللهم ربنا ولک الحمد کہنے کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے۔	۳۸۰
۱۷۴	باب یہ باب تنوین کے ساتھ ہے بغیر ترجمہ کے۔	۳۸۰
۱۷۵	باب الطمانینة حین یرفع راسه من الرکوع یہ باب رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے کھڑے ہونے کے بیان میں ہے یعنی قومہ کی حالت میں۔	۳۸۳
۱۷۶	باب یهوی بالتکبیر حین یسجد یہ باب تنوین سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی نیچے جائے گا تکبیر کے ساتھ جس وقت سجدہ کرے گا۔	۳۸۶
۱۷۷	باب فضل السجود یہ باب سجدہ کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے۔	۳۹۱
۱۷۸	باب یبدی ضبعیه و یجافی فی السجود یہ باب تنوین سے ہے کہ مرد نمازی سجدہ میں کھلا رکھے اپنا دونوں بازوؤں کو اور باہر رکھے یعنی دور رکھے (بغلوں سے)۔	۳۹۹
۱۷۹	باب یستقبل باطراف رجلیه القبلة یہ باب اس بیان میں ہے کہ نمازی سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کے کنارے (سرے) قبلہ کی طرف پھیرے۔	۴۰۰
۱۸۰	باب السجود علی سبعة اعظم یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز میں سجدہ سات ہڈیوں پر ہے۔	۴۰۱
۱۸۱	باب السجود علی الانف یہ باب ناک پر سجدہ کرنے کے حکم کے بیان میں ہے اور بعض نسخوں میں باب اور ترجمہ یہاں ساقط ہے۔	۴۰۳
۱۸۲	باب السجود علی الانف فی الطین یہ باب ناک پر سجدہ کرنے کے بیان میں ہے اس حال میں کہ نمازی کیچڑ میں ہو۔	۴۰۴

Marfat.com

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

مقدمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ وجل مجدہ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کیلئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور اُنہیں وحی الٰہی سے نوازا جس کی روشنی میں وہ اپنے اپنے ادوار کے لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ پیغمبر اسلام نبی آخر الزمان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر یہ سلسلہ نبوت ورسالت کمالِ معراج کو پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے آخری نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید فرقان حمید جیسی عظیم الشان، روشن ومنور کتاب عطا کی گئی جو قیامت تک جن وانس کے لئے رشد وہدایت کا ایک بہترین ذریعہ اور دستور العمل ہے۔

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ آخری پیغام قرآن کریم بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کی وساطت سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں بیان فرمائی۔

و انه لتنزیل رب العلمین ط نزل به الروح الامین ط (الشعرا، ۲۶ : ۱۹۲. ۱۹۳)

ترجمہ: اور بے شک یہ قرآن مجید رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے جسے روح الامین (جبرئیل امین) لے کر اُترا۔

اِس مقدس وحی الٰہی کے نزول کا آغاز مکہ مکرمہ میں غار حرا سے ہوا اور تیئیس برس تک موقع محل وضرورت کے مطابق آیت آیت، ٹکڑا ٹکڑا، سورۃ سورۃ کی شکل میں نازل ہوتے ہوئے مدینہ منورہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سکھاتے رہے جو لکھنا جانتے تھے اس کو لکھ لیا کرتے اور باقی خواتین وحضرات زبانی یاد کرلیا کرتے تھے۔

قرآن مجید اور صحابہ کرام کی زبان ایک تھی یعنی عربی لیکن اِس کے باوجود وحی الٰہی کی فصاحت وبلاغت ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے کئی مقامات اہل عرب کی دسترس، فہم اور رسائی سے باہر تھے۔ وہ عرب جنہیں اپنی زباندانی پر اِس قدر ناز تھا کہ وہ غیر عربوں کو عجم (گونگا) کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرتے اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذانوئے تلمذ تہہ کر کے کلام الٰہی کے مفہوم اور معانی ومطالب سیکھا کرتے تھے چنانچہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس منصب رسالت کا ذکر کرتے ہوئے رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔

و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم و لعلهم یتفکرون (النحل ۱۶ : ۴۴)

Marfat.com

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ قرآن ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کھول کھول کر لوگ سے بیان کریں جو اُن کی طرف اُترا تا کہ وہ اِس پر غور وفکر کریں۔

تاریخ شاہد ہے کہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اِس مقدس فریضے کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور ہر ممکن طریقے سے اس کی شرح وتفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے پیش فرمائی، عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ قرآن کریم کی یہ وضاحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقاریر کی صورت میں منظر عام پر آئی جسے تاریخ اسلام میں ''احادیث نبویہ'' کے معزز، پرشکوہ اور دلکش نام سے یاد کیا گیا اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم، ۵۳: ۳-۴)

ترجمہ: اور وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر وہی کرتے ہیں جو اُن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

اس فرمانِ خداوندی سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی بھی وحی الٰہی ہے اور قرآن وحدیث دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں، ایک کو دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا اور قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے احادیث نبویہ مسلّمہ اہمیت کی حامل ہیں۔ البتہ دونوں میں کچھ فرق ہے اور وہ یہ کہ قرآن مجید وحی متلو ہے جس کی باقاعدہ تلاوت کی جاتی ہے اور یہ قرآن پاک جبرئیل امین کے ذریعے نازل ہوا جبکہ احادیث نبویہ وحی غیر متلو ہیں۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ جمع وتدوین پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں احادیث نبویہ کی حفاظت کا دارومدار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی قوت حافظہ پر تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض لسان سے نکلنے والے ارشادات کو زبانی یاد کرلیا کرتے تھے لیکن ایسی شہادتیں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ صحابہ کرام احادیث نبویہ کو قلمبند بھی کیا کرتے تھے نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنفس نفیس اپنی نگرانی میں احادیث لکھوائیں اس ضمن میں درج ذیل روایات خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ احادیث نبویہ قلم بند کرنے والے صحابہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

كنت اكتب كل شئی اسمعه من رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ارید حفظه فنهتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شئی تسمعه من رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و رسول الله بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول الله صلی الله علی

وآلہ وسلم فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما خرج منی الاالحق (رواہ الامام احمد)[1]

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے سننے والے ہر لفظ کو اس ارادے سے لکھ لیا کرتا تھا کہ اسے یاد کروں گا پس قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں کبھی غصہ میں بھی کچھ فرما دیتے ہیں لہٰذا میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "جو مجھ سے سنو ضرور لکھ لیا کرو اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے حق کے بغیر اور کچھ نہیں نکلتا"

اس سے جہاں حدیث نبویہ کی حقیقت عیاں ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو احادیث نبویہ لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کی مزید تائید و وضاحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے

ما احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ یکتب (رواہ البخاری. کتاب العلم: باب کتابۃ العلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی شخص بھی سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مجھ سے زیادہ حدیث روایت کرنے والا نہیں ہے بے شک وہ احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔

فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو ایک شخص ابو شاہ حاضر ہوا اور اسے قلمبند کرنے کی درخواست پیش کی جس کا ذکر حدیث شریف میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

فجاء رجل من اھل الیمن فقال اکتب لی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم فقال اکتبوا لابی فلان (بخاری. کتاب العلم. باب کتابۃ العلم)

ترجمہ: اس یمن کا ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس خطبے کو مجھے لکھوا دیجئے تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ابی فلاں (ابو شاہ) کے لئے اسے لکھ دیا جائے۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے معاہدات اور مکتوبات بھی لکھوائے۔ معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب "الوثائق السیاسیہ" میں آپ ﷺ کے ۳۸۶ خطوط، ہدایت نامے، معاہدے اور خطبے درج کئے ہیں۔[2]

یہ عہد رسالت مآب ﷺ میں تدوین حدیث کی روشن مثالیں ہیں جن سے اہل علم انکار نہیں کر سکتے۔ پیغمبر

---

[1] تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، تفسیر سورہ والنجم

[2] غلام جیلانی برق، تاریخ حدیث، مکتبہ رشیدیہ لاہور صفحہ ۲۹

Marfat.com

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد دور خلافت راشدہ میں مدینہ منورہ، مکّہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، اور شام میں اسلام کی اشاعت وترویج کے بڑے بڑے مراکز قائم ہوئے جہاں اکابر صحابہ کرام اپنے شاگردوں کو درس حدیث دیا کرتے تھے اور اُن کے تلامذہ (تابعین) نے صحابہ کرام کی روایات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔[1]

بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں جید ترین علماء حدیث کی باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے احادیث کا یہ لکھا ہوا ذخیرہ یکجا کیا۔[2] احادیث نبویہ کی تدریس اور تالیف کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ تیسری صدی ہجری میں جامع اور منفرد اسلوب کے ساتھ صحاح ستّہ منظر عام پر آئیں جن میں اُن کے عالی قدر مولفین نے نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے الگ الگ ابواب قائم کر کے اُن کے تحت احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرنے کا گراں قدر فریضہ انجام دیا اور پھر اُن چھ کتابوں میں سے ''اصح الکتاب بعد کتاب اللہ'' کا عظیم الشان اعزاز ''بخاری شریف'' کے حصے میں آیا جسے حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمت اللہ علیہ (۱۹۴-۲۵۶ھ) نے نہایت عرق ریزی سے تیس پاروں میں ترتیب دیا، اس کا پورا نام ''الجامع الصحیح المسند المختصر من اُمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے۔

اس کتاب کو ہر دور کے علماء کرام نے بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے اِسے اپنے درس ومطالعے میں شامل رکھا اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم وشروح لکھیں، زیر نظر شرح غوثیہ صحیح بخاری شریف صوبہ سرحد کے ایک جلیل القدر عالم دین، کثیر التصنیف بزرگ اور سادات گھرانے کے چشم وچراغ، محدث کبیر، فقیہ افخم، امام العارفین، قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی رحمت اللہ علیہ پشاوری ثم لاہوری (المتوفی ۱۱۷۳ھ) کے رشحات قلم کا مظہر ہے جس میں آپ نے بخاری شریف کی شرح کا حق ادا کرتے ہوئے علمِ حدیث کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ فرمایا ہے۔

جامع شریعت وطریقت محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب رحمت اللہ علیہ کا سلسلہ نسب وسلسلہ طریقت سولہ واسطوں سے حضرت غوث اعظم، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سید شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے ہندوستان اور افغانستان کے جید ترین علماء کرام کے سامنے ذانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی۔ آپ کو سند حدیث لاہور کے فاضل ترین محدث حضرت علامہ مولانا جان محمد کلان نے مرحمت فرمائی تھی اور انہوں نے مولانا عبدالحمید اور مولانا

---

[1] غلام رسول سعیدی، تذکرۃ المحدثین، حامد اینڈ کمپنی لاہور ۱۹۷۷ء صفحہ ۳۲

[2] ایضا

ور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے اکتساب کیا تھا جبکہ یہ دونوں لاہور ہی کے مشہور و معروف محدث حضرت علامہ مولانا محمد
اعیل المروف میاں وڈے رحمت اللہ علیہ شاگرد اور سند یافتہ تھے۔[1]

محدث کبیر کے والد گرامی مرتبت حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمت اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۱ھ) خود بہت بڑے محدث تھے۔ اُن کی خانقاہِ عالیہ قادریہ گیلانیہ کوہاٹ روڈ پشاور شہر بارہویں صدی ہجری میں شریعت وطریقت کا ایک ایسا مرکز تھی جس کی علمی و روحانی شعائیں برصغیر پاک و ہند کے علاوہ افغانستان اور سمرقند و بخارا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی رحمت اللہ علیہ نے تحصیل علم سے فراغت کے بعد اپنی اِسی آبائی خانقاہ معلّٰی میں معلم کی حیثیت سے پڑھانا شروع کیا خصوصاً درسِ حدیث آپ خود دیا کرتے تھے، اِسی عرصے میں آپ نے بخاری شریف کی یہ شرح لکھی جس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''واصح الکتاب المصنفہ فی علم الحدیث کتاب صحیح بخاری است لہٰذا فقیر را شوق مطالعہ او غالب بود واکثر اوقات اشتغال بہ او داشت و دریں ایّام قصد برآں شد کہ شروح آں ملاخطہ نمودہ ترجمہ او بزبان فارسی باید نوشت تا نفع او عام شود''[2]

ترجمہ: علم حدیث کی صحیح کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے یہی وجہ ہے کہ فقیر کو اس کتاب کے مطالعے کا بہت شوق رہتا تھا اور اکثر یہی شغل غالب رہتا اُنہی ایّام میں یہ ارادہ پیدا ہوا کہ اس کی شروح کو ملاخطہ کرتے ہوئے اِس کا فارسی میں ترجمہ لکھوں تا کہ اِس کا فائدہ عام ہو جائے۔

اِس عظیم الشان فارسی شرح کے ابتدائی تین پاروں پر مشتمل دو خطی نسخے دستیاب ہوئے ہیں، ایک نسخہ محدث کبیر کے اپنے قلم کا ۱۱۳۸ھ کا لکھا ہوا ہے اور بڑے سائز کے ۱۰۰۶ صفحات پر ضخیم جلد کی صورت میں ہے جو محدث کبیر شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی رحمت اللہ علیہ کے پوتے استاذِ گرامی حضرت سید محمد کبیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف مولوی جی صاحب مدظلہ العالی کے ذاتی کتب خانہ ''الحسن حوالہ جاتی کتب خانہ آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور شہر'' میں موجود ہے اور اِسی نسخے کی ایک نقل جو ۱۲۷۸ھ میں لکھی گئی یہ سنٹرل لائبریری پشاور یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔

یہ شرح غوثیہ فارسی زبان میں ہے کیونکہ اُس دور میں یہاں فارسی زبان عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی تھی لیکن

---

[1] ام سلمٰی گیلانی ڈاکٹر، محدث کبیر شاہ محمد غوث کی دینی اور علمی خدمات'' مکتبہ الحسن پشاور، ۱۹۹۰ء صفحہ ۳۱۵۔

[2] شاہ محمد غوث شرح غوثیہ بخاری شریف (قلمی) صفحہ ۱

آج کل عام پڑھا لکھا طبقہ فارسی زبان سمجھنے سے قاصر ہے۔لہٰذا عامہ مسلمین کے استفادہ کے لئے اُستادِ محت
قبلہ مولوی جی صاحب مدظلہ العالی نے اِس کا اردو ترجمہ کرنے کا پروگرام بنایا اور پہلے دونوں پاروں کا اردو ترجمہ
عکس اصل فارسی متن بخطِ شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے شائع کیا اور تیسرے پارے کا ترجمہ بھی شروع فرمایا تھا لیکن ضعف
بصارت کے باعث یہ کام جاری نہ رکھا جا سکا اور مفتی سرحد حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل الرحمٰن صاحب قادر
گلوزوی مدظلہ العالی کے سپرد کیا گیا جنہوں نے اس تیسرے پارے کا اردو ترجمہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

شروح بخاری میں شرح ہذا کے علمی وادبی مقام کا تعین تو علماء کرام خصوصاً محدثین ہی بہتر طور پر کر سکیں گے
راقم الحروف کو اس موقع پر اپنی بے بضاعتی، ہیچ مدانی، کم علمی اور کم مائیگی کا پورا پورا احساس ہے اور احقر کی طرف
سے اس گراں مایہ شرح غوثیہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن اُستا
کامل حضور مولوی جی صاحب کی نگرانی میں جب پارہ ہذا کے اردو ترجمہ پر نظر ثانی کا کام شروع کیا گیا تو جن عالما
وعارفانہ نکات نے قلب وذہن کو منور کیا اُن کی ایک مختصر سی جھلک قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت
حاصل کی جارہی ہے۔

جیسا کہ قبل ازیں عرض کی جا چکی ہے کہ محدث کبیر حضرت سید شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی رحمت اللہ
علیہ اپنی آبائی خانقاہ معلّٰی میں درس حدیث دیا کرتے تھے اور تدریس کے اِسی شغل مبارک میں انہماک کے باعث
آپ نے بخاری شریف کی شرح لکھنے کا ارادہ فرمایا تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں بھی وہی تدریسی انداز اختیار فرما
چنانچہ شرح ہذا کے مطالعے کے دوران یہی محسوس ہوتا ہے کہ مشفق ومہربان اُستاد ایک ایک لفظ کی وضاحت
فرما رہے ہیں، ذہن میں پیدا ہونے والی ہر اُلجھن اور دِل میں جنم لینے والے ہر سوال کا تسلی بخش جواب مرحمت فر
رہے ہیں۔

اگر کہیں مشکل لفظ یا اصطلاح آتی ہیں تو اُس کا صحیح اور درست تلفظ بتاتے ہیں اس مقصد کے لئے اُس کے
حروف پر اعراب کا تعین کرتے چلے جاتے ہیں اگر اس لفظ کی ادائیگی میں علماء قرأت کے درمیان اختلاف پایا جا
ہے تو اُسے بھی بیان کر دیتے ہیں۔ کسی جگہ، شخص یا قبیلے کا نام آتا ہے تو اُس کا بھی درست تلفظ بتانے کے ساتھ
ساتھ اُس کے متعلق مفید اور کارآمد معلومات بھی فراہم کرتے چلے جاتے ہیں۔اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظ
فرمائیں۔

۱۔دِمَشق:۔دال مہملہ کی زیر اور میم کی زبر سے ہے یعنی دِمَشْقُ(باب فی تضییع الصلوٰۃ عن و قتھا)

۲۔عمرو بن زرارۃ:۔ عین مہملہ پر زبر ہے اور زاء معجمہ پر پیش ہے اور دونوں راء مہملہ کے درمیان الف ہے اور اس

Marfat.com

کے آخر میں ۃ ہے۔(باب فی تضییع الصلوٰۃ عن و قتھا)

۲۔ بطحان :- باء موحدہ پر پیش اور طاء مہملہ پر جزم اور حاء مہملہ کے ساتھ غیر منصرف ہے۔ یہ مدینہ طیبہ میں ایک وادی ہے اور اِس لفظ بطحان کو محدثین حضرات باء موحدہ پر پیش کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اہل لغت باء موحدہ پر زبر اور طاء مہملہ پر بھی زبر کے ساتھ کہتے ہیں اور جوہری نے کہا کہ بطحان ایک موضع ہے جہاں انواع واقسام کے درخت ہیں اور بطحاء ایک وسیع میدان ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے ہیں۔(باب فضل العشاء)

۳۔ زبیدی :- زاء معجمہ کے پیش اور باء مدحدہ کی زبر سے زُبید کی طرف منسوب ہے اور قبیلے کا نام ہے۔(باب امامۃ المفتو ن والمبتدع)

اگر کسی راوی کے بارے میں شک وشبہ پیدا ہوتا ہے تو محدث کبیر اس شک کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں مثلاً ''باب النوم قبل العشاء لمن غلب'' کی ایک حدیث میں عطاء نامی ایک راوی کا ذکر آتا ہے کرمانی شرح بخاری میں اس کے بارے میں یوں ذکر کیا گیا ہے ''ظاہر ہے کہ یہ عطاء بن یسار ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ عطاء بن رباح ہوں'' شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ نے اس شبے کا ازالہ باقاعدہ حوالے سے کیا ہے چنانچہ بخاری شریف کی ایک دوسری معتبر شرح ''خیر جاری'' سے اس مسئلے کا حل پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عطاء بن رباح ہیں''۔

محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے احادیث میں تطبیق دینے کی بھی پوری پوری کوشش کی ہے جیسے ''باب فضل الصلوٰۃ با جماعت'' میں تنہا نماز کے مقابلے میں باجماعت نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں ۲۵، دوسری میں ستائیں اور تیسری حدیث میں ۲۹ درجے زیادہ بیان ہوئے ہیں اس اختلاف کے بارے میں علماء کرام کی آراء نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں ''یہ فرق تعداد میں کبھی بلحاظ مراتب اخلاص کے ہوتا ہے۔ عدد قلیل عدد کثیر کی نفی نہیں کرتا اور یا یہ اختلاف بحساب مساجد کے قریب یا بعید ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور یا یہ کہ سِرّی نماز میں ۲۵ درجے ثواب ہے اور جہری میں ۲۷ درجہ ہے''

اِسی طرح ''باب انما جعل الامام لیوتم به'' کے آخر میں ایک حدیث آئی ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیماری کے دوران بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو''۔

محدث کبیر اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یہ حدیث منسوخ ہے اُس پہلی حدیث سے کہ مرض

Marfat.com

وصال میں مروی ہے'' چنانچہ یہ مذکورہ بالا حدیث ایک دوسری بیماری کا واقعہ ہے جو آپ ﷺ گھوڑے سے گ
زخمی ہوئے تھے اور اُس موقع پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا لیکن اِس دنیا سے وصال کرتے ہوئے بیما
کے دوران آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام نے کھڑے رہ کر نماز ادا کی اور آپ ﷺ
اُنہیں کھڑے ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ یہ حدیث بھی اسی باب میں موجود ہے اور اسی باب کے آخر میں ا
بخاری رحمت اللہ علیہ نے یہ اُصول بھی بیان کیا ہے کہ ''حضور ﷺ کا آخری فعل پہلے کے لئے ناسخ ہوتا ہے''
اسی اُصول کے تحت محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین کا مسئلہ بھی حل فر
ہے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں'' وہ (رفع یدین) ابتداء اسلام میں ہوا تھا اور پھر منسوخ ہو گیا
اس پر دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع میں جانے کے وقت اور رکوع سے اُٹھ
کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتا تھا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُس کو کہا کہ یہ مت کرو کیونکہ یہ وہ فعل ہے جس
حضور ﷺ نے کیا تھا اور پھر اِسے ترک فرما دیا'' (باب رفع یدین اذا کبرو اذا رکع و اذا رفع)

شرح غوثیہ کا سب سے بڑا وصف و امتیاز یہ ہے کہ اِس میں محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے حدیث و فقہ میں تطبیق
پیدا فرمائی ہے۔ احادیث کی وضاحت دیگر احادیث کی روشنی میں کی ہے نیز اکابر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین
اور فقہاء کرام کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور اس طرح مختلف مقامات پر پیدا ہونے والے اشکال کو دور کر کے
منشاء رسالت ﷺ کے صحیح مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے مثلاً ''باب
الاقامت'' میں یہ کہا گیا ہے کہ '' قدقامت الصلوۃ کے علاوہ اقامت کے الفاظ ایک ایک بار ہیں'' محدث
کبیر رحمت اللہ علیہ اس پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''اس باب سے امام بخاری رحمت اللہ علیہ کی غرض حنفیوں پر دلیل قائم کرنا ہے کیونکہ حنفی اقامت میں بھی
کلمات کے تثنیہ یعنی دو دو بار کہنے کے قائل ہیں اور حنفیوں نے ایسی چیز پر استدلال پکڑا ہے کہ وہ مشہور
ہے اور وہ یہ کہ تحقیق حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک اقامت کے کلمات دو دو بار کہا کرتے تھے نیز
استدلال پکڑا ہے حنفیوں نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضور ﷺ کلمات اذان و
اقامت کو دو دو بار کہنے کے لئے امر فرمایا کرتے'' (باب الاقامة واحدة الاقوله قدقامت الصلوٰة)
علاوہ ازیں ''باب بدء الاذان و الاقامة'' میں اس کی تائید و وضاحت میں محدث کبیر نے درج ذیل
اقوال نقل فرمائے ہیں۔

''حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مؤذن نے اقامت میں کلمات کو ایک ایک بار کہا تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے فرمایا کہ دو دو بار کہو۔ اور شعبی نے روایت کی ہے کہ تحقیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے کلمات کو ایک ایک بار کہا وہ معاویہ تھا اور مجاہد نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اقامت دو دو بار تھی یہاں تک کہ ظالم امراء نے اسے کم کر دیا''

محدث کبیر رحمت اللہ علیہ اگر چہ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ کے مقلد تھے لیکن تعصب سے پاک تھے آپ کی وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کا یہ عالم ہے کہ کسی فقہی مسئلے پر بحث کرتے ہوئے حنفیوں کے اقوال بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فقہ کے دیگر آئمہ کرام کی آرا بھی نقل فرماتے چلے جاتے ہیں مثلاً

۱۔ اگر نماز میں امام کو کوئی شک لاحق ہو جائے تو کیا وہ مقتدیوں کی طرف رجوع کرے گا؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے محدث کبیر رقم طراز ہیں۔

''امام مالک رحمت اللہ علیہ سے اس میں دو قول ہیں ایک قول کے مطابق رجوع کرے گا امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ اور امام مالک کا دوسرا قول یہ ہے کہ امام اپنے ذاتی علم کے مطابق عمل کرے گا۔ اور مقتدیوں کے قول کی طرف رجوع نہ کرے گا۔ اور یہی ہے قول امام شافعی رحمت اللہ علیہ کا اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہی صحیح ہے'' (باب هل يا خذ الامام اذا بقول الناس)

۲۔ امام اور مقتدیوں کے درمیان رکاوٹ (دیوار، نہر یا راستہ) حائل ہو تو اس کا کیا حکم ہے، اس مسئلے کی وضاحت محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

''امام مالک رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کوئی حرج نہیں اس میں کہ آدمی اقتداء کرے امام کے پیچھے اس حال میں کہ اُس کے اور امام کے درمیان چھوٹی نہر یا راستہ ہے اور اس طرح جائز ہے اُن کشتیوں میں جو نزدیک ہوں یعنی امام ایک کشتی میں ہو مقتدی دوسری کشتی میں اور اس کے پیچھے اقتداء کریں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام اور قوم کے درمیان راستہ یا دیوار یا نہر ہو تو ایسا شخص امام کا مقتدی نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نماز جائز نہیں مگر ہاں اس وقت جبکہ راستے میں بھی صفیں متصل ہوں تو اس صورت میں نماز جائز ہوگی''

(باب اذا كان بين الامام و بين القوم حائط و سترة)

Marfat.com

علوم اسلامیہ کے وسیع مطالعے اور اُن پر گہری نظر نے شاہ صاحب کو مجتہدانہ مقام پر فائز فرمادیا تھا

''باب الرجل یاتم باالامام'' (یہ باب اُس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو نماز میں اقتداء کرتا ہے اور لوگ اُس کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں) اِس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

''تم میری اقتداء کرو اور وہ لوگ جو تمہارے پیچھے ہیں تمہاری اقتداء کریں''

محدث کبیر رحمت اللہ علیہ اس حدیث مبارک سے ایک بڑا دلچسپ اور مفید علمی و ادبی نکتہ نکالتے ہوئے ہیں

''اور یہ بھی احتمال ہے کہ اِس سے مراد یہ ہو کہ تم علم اور کلام شریعت مجھ سے سیکھو اور تابعین تم سے سیکھیں گے، تبع تابعین، تابعین سے سیکھیں گے اِس طرح یہ سلسلہ اختتام دنیا تک جاری رہے گا

اس طرح ''باب الکلام فی الاذان'' کی حدیث کے آخری کلمہ کا ترجمہ اور شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''و انها عزمة ''اور تحقیق یہ نماز جمعہ عزیمت ہے یعنی واجبہ ہے اور کلما انھا ہمزہ کی زیر سے ہے اور اس کی ضمیر جمعہ کی طرف راجع ہے جو خطبنا سے معلوم ہے'' اس حدیث مبارکہ میں جمعۃ المبارک کا ذکر واضح طور پر موجود نہیں، لیکن محدث کبیر نے اپنی گہری بصیرت سے لفظ خطبنا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِس پنہاں راز تک رسائی حاصل کرلی اور ترجمے میں جمعہ کا اضافہ فرمادیا حالانکہ بخاری شریف کے اردو تراجم میں عموماً جمعہ کا ذکر مفقود ہے۔

یونہی ''باب فضل العشاء'' کی دوسری حدیث جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی اِس میں ایک جگہ لفظ ''نفر'' آیا ہے بخاری شریف کے مترجمین نے نفر کا ترجمہ ایک شخص کیا ہے لیکن محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے نفر کا ترجمہ ایک شخص کی بجائے ایک جماعت کیا ہے اور اِس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''نفر کا اطلاق اُس جماعت پر کیا جاتا ہے جو تین سے دس تک کے درمیان ہو''۔

شرح غوثیہ کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرح قلم بند کرتے وقت بخاری شریف کے متعدد نسخے محدث کبیر رحمت اللہ علیہ کے پیش نظر تھے جہاں کہیں آپ نے الفاظ و حروف کا فرق موجود پایا تو اُسے نقل کردیا صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

''باب السحر مع الاهل و الضیف'' کی طویل حدیث کے آخر میں لفظ ففر قنا اثنی عشر پر بحث کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

''ففرقنا کی فاء فصاحت کے لئے ہے اور اس کا معطوف الیہ مقدر ہے فجاء افرقنا اور بعض نسخوں میں فعرفنا ہے عین مہملہ اور راء مہملہ پر تشدید کے ساتھ یعنی ان بارہ آدمیوں کو سردار بنا دیا اور بعض نسخوں میں فقرینا ہے جو قری سے مشتق ہے ضیافت کے معنی میں یعنی ان بارہ آدمیوں کو ہم نے مہمان بنا اور اثنی عشر بنا برحالت منصوب ہے اور بعض نسخوں میں اثنا الف کے ساتھ مکتوب ہے ان کی لغت میں جو، مثنیٰ کو تین حالتوں میں الف کے ساتھ کہتے ہیں''

محدث کبیر حضرت سید شاہ محمد غوث صاحب قادری گیلانی رحمت اللہ علیہ صرف محدث، فقیہ اور محقق و ادیب ہی نہیں بلکہ عرفان الٰہی کی دولت سے بھی مالا مال تھے آپ کا گھرانہ شریعت و طریقت اور معرفت کا گہوارہ تھا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا علم و عرفان، نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا آنجناب رحمت اللہ علیہ کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم جلوہ افروز تھا۔ چنانچہ معرفت کی یہ تجلیات شرح غوثیہ میں بھی جا بجا ضوفگن ہیں اس کے چند ایک نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

''باب المصلی یناجی ربه'' (نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے) پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں

''جس وقت بندہ کا دِل غفلت کے پردوں میں ڈھکا ہوا ہو اور اللہ جل جلالہ کے جلال اور کبریائی سے غافل ہو اور اپنی عادت کے مطابق زبان مناجات کر رہی ہو تو اس قسم کی نماز قبولیت سے ہزار درجہ دور ہے اور امام غزالی رحمت اللہ علیہ نے بشر حافی رحمت اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص کہ نماز میں خشیت نہیں رکھتا تو اُس کی نماز فاسد ہے اور خواجہ حسن بصری رحمت اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر وہ نماز جس میں حضور قلب نہ ہو وہ نماز عذاب کی طرف جلدی لے جاتی ہے۔ لیکن فقہاء اس قسم کی نماز کو بھی جائز کہتے ہیں تا کہ نماز کو بالکل ترک ہی نہ کر دیا جائے اور احتیاط پر عمل کرنا لازمی ہے تا کہ لذت مناجات حاصل ہو جائے''

شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ نماز میں حضور قلب پر بہت زور دیتے ہیں چنانچہ '' باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰة '' میں ایک روایت کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے عشاء کا کھانا رکھا جاتا اور ادھر نماز عشاء کی اقامت شروع ہو جاتی تو آپ پہلے کھانا کھاتے پھر نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے اور کھانا کھانے کے دوران آپ امام کی قرآت بھی سن رہے ہوتے۔ شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ اس پر روشنی ڈالتے

Marfat.com

ہوئے فرماتے ہیں ''باوجود اس کے کہ لوگ اُن کے قریب نماز پڑھتے اور وہ امام کی قرآت بھی سنتے لیکن کھانا چھ
کر نماز کے لئے نہ آیا کرتے اس لئے کہ نماز میں حضور قلب جماعت سے زیادہ اہم ہے''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندوں پر فرشتے نگران مقرر کر رکھے ہیں، فجر اور عصر کے وقت اُن کی ڈیوٹیاں تبدیل
ہوتی ہیں چنانچہ رات گزارنے والے فرشتے جب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے
میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے اُنھیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نما
ادا کرتے تھے۔ (باب فضل صلوٰۃ العصر)

شاہ صاحب اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ملائکہ سے سوال کرنے میں راز یہ ہے کہ اُس حکمت کو بیان کیا جائے جو کہ بنی نوع انسان کی
پیدائش کے بارے میں فرشتوں نے پوچھی تھی اور کہا تھا کہ کیا تو اُس کو پیدا کرنے والا ہے اس
زمین پر جو فساد پھیلائے گا۔ تو جان لینا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دن میں دو دفعہ فرشتوں پر اپنی
حجت قائم فرماتا ہے صرف ایک سوال کے جواب میں جو فرشتوں سے بطریق ہدایت طلب کرنے
کے ہوا تھا۔ پس ہر حالت میں انسان کو چاہیے کہ نصیحت حاصل کرے اور خبردار رہے اور گناہوں
سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے کسی وقت بھی غفلت اختیار نہ
کرے'' (باب فضل صلوٰۃ العصر)

''باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ و بعد ھا'' میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

''درست اور برابر کرو اپنی صفوں کو اس لئے کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں
جس طرح کہ میں تمھیں آگے سے دیکھتا ہوں''

محدث کبیر رحمت اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''امام احمد رحمت اللہ علیہ اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہ رویت عینی ہے اور حقیقی ہے مطلب یہ کہ
حضور ﷺ جس طرح آگے کی چیز کو دیکھتے تھے اسی طرح پیٹھ پیچھے چیز کو بھی دیکھتے تھے اور یہ بھی کہا گیا
ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا ادراک عطا فرماتا ہے حضور ﷺ کو کہ اس کی وجہ سے پیٹھ
پیچھے چیز کو بھی دیکھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرقِ عادت پر اس سے زیادہ اختیار اور تصرف
حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا اور اس کے لئے عقلاً کوئی مانع نہیں اور پھر شرعی دلیل بھی وارد ہے لہٰذا
اسے قبول کرنا واجب ہے''

Marfat.com

اس قسم کے متعدد مباحث شرح غوثیہ میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ جس کے باعث یہ علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزینہ بن گئی ہے جس میں قرآن و حدیث، فقہ و تصوف، صرف و نحو، ریاضی و ادب، روایت و درایت، تاریخ و جغرافیہ، اور سیر و سوانح وغیرہ جیسے علوم پر مبنی گراں قدر معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ استاذِ گرامی حضرت سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالیٰ کا یہ علمی و ادبی دنیا پر ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ تقریباً تین صدیوں تک پردۂ اخفا میں پڑے ہوئے اس عظیم الشان علمی شاہکار کو نہ صرف منظر عام پر لائے بلکہ اردو ترجمہ کیا اور اس کی اشاعت کا اہتمام کر کے عصر حاضر کے پڑھے لکھے طبقے کو بھی اس سے مستفید و مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اگر علماء محققین اس کی طرف توجہ فرمائیں اور اسے تحقیق کا موضوع بنائیں تو اس میں زیر بحث مختلف علوم و فنون پر الگ الگ تحقیقی مقالہ جات تیار ہو سکتے ہیں۔

سید محمد انور شاہ قادری

لائبریرین گورنمنٹ ہائر سکنڈری سکول نمبر ۱ پشاور شہر

۱۱ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ / ۲۲ جولائی ۲۰۰۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ

''یہ نماز پنج گانہ کے اوقات کے بیان میں ہے''

بَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ وَ فَضْلِهَا

''یہ باب نماز کے اوقات اوران (اوقات) کی فضیلت کے بیان میں ہے''

یعنی ان اوقات میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا وَقَّتَهُ عَلَيْهِم ''اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بیان میں کہ ان الصلوٰۃ آیت کے آخر تک یعنی بیشک مومنوں پر نماز لکھی گئی ہے اور فرض کی گئی ہے اور اوقات مقررہ کے ساتھ تعین کی گئی پھر امام بخاری نے موقوتا کی تفسیر کی ہے جو اسم مفعول مجرد سے ہے اسم مفعول باب تفعیل سے، یہ اسلئے کہ توقیت تعین کے معنی میں بہت آیا ہے اور اس کا فعل ماضی معروف بھی ذکر کیا ہے اور پھر اس کے فاعل کو مضمر لایا ہے بغیر ذکر مرجع کے اور یہ اس لئے کہ تنبیہ ہو کہ اس کا فاعل ایک ہی ہے متعین ہے اور اس میں تعدد نہیں ہے اور وہ اللہ جل جلالہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس نماز کو مومنوں پر معین کر دیا ہے اور وقتہ میں جو مفعول مذکر ذکر کیا گیا ہے یہ اس اعتبار سے کہ صلوٰۃ سے لفظ کتاب پر تعبیر کی گئی ہے جس کے معنی مکتوب کے ہیں (مکتوب لفظ مذکر ہے) وقت قاف کی شد سے روایت کیا گیا ہے اور میقات مواقیت کا واحد ہے جس کے معنی ہیں ایک کام کے کرنے کے لئے وقت مقرر کیا گیا ہے چنانچہ وہ جگہ جہاں کوئی کام کیا جائے اس کو میقات کہتے ہیں اور اس کام کے کرنے کے وقت کو بھی میقات پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے نماز کے اوقات کا تعین اس معنی کے لحاظ سے فرمایا ہے کہ اگر بغیر کسی عذر کے اس وقت کو گزار دیا (اور نماز نہ پڑھی) تو گناہ گار ہوگا۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ''ہمیں عبداللہ بن مسلم
حدیث بیان کی'' مسلمہ کی دونوں میم پر زبر ہے اور لام پر بھی زبر ہے'' اس نے کہا کہ میں نے مالک بن انس
پڑھی وہ ابن شہاب زہری سے روایت کرتا ہے'' اَنَّ عُمَرَ بْنُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ اَخَّرَا الصَّلٰوةَ يَوْمًا ''یہ کہ عمر
عبدالعزیز نے'' یہ عمر بن عبدالعزیز بن مروان ان خلفاء میں سے ایک تھے جو خلفاء راشدین کے بعد ہوئے
خلفاء راشدین چار ہیں لیکن عمر بن عبدالعزیز نے ان خلفاء راشدین کے طریقے کی کمال درجہ اتباع کی جس
بدولت وہ بھی اس لقب سے ملقب ہوئے اور اسی وجہ سے وہ خلیفہ کہلائے باوجود اس عظمت کے بتقاضائے بشریت
''ایک دن نماز پڑھنے میں تاخیر کی'' یعنی وہ وقت جو مستحب تھا اس سے تاخیر کی نہ کہ اس وقت سے نکل گیا جو
جواز کا باعث تھا اور کوئی بھی عقلمند اس قسم کے خلیفہ سے یہ تاخیر جائز نہیں سمجھ سکتا اور کہتے ہیں یہ عصر کی نماز تھی جس
کہ اس نے وقت مستحب سے تاخیر سے ادا کیا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرُ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنُ شُعْ
اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَ هُوَ بِالْعِرَاقِ ''پس اس عمر بن عبدالعزیز کے پاس عروہ بن زبیر آیا پھر اس نے اس کو خبر دی
کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن نماز تاخیر سے ادا کی اس حال میں کہ مغیرہ عراق میں تھا'' عراق سے مراد عرب کے
اور طول میں یہ عبادان سے لے کر موصل تک ہے اور عرض (چوڑائی) قادسیہ سے لے کر حلوان تک ہے اور ایک
روایت میں ہے کہ وہ کوفہ میں تھا خاص طور پر کوفہ اور عراق کا بیان ہے اس لئے کہ کوفہ عراق کا ایک شہر ہے اور مغیرہ
اس جگہ کا حاکم تھا فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَاهٰذَا يَا مُغِيْرَةُ ''پس ابومسعود انصاری مغیرہ
کے ہاں آئے اور (حیرت سے پوچھا) کہ اے مغیرہ یہ نماز میں تاخیر کیسی ہے'' اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلى الله عليه و آله وسلم ''کیا تو نہیں جانتا کہ
جبرائیل علیہ السلام اترا پس اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی'' اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے
مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز پڑھنا جبرائیل علیہ السلام کے نماز پڑھنے کے بعد تھا لیکن دوسری حدیث سے
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جبرائیل کی اقتدا میں تھی جان لینا چاہئے کہ جبرائیل علیہ السلام کا اترنا اس رات
کی صبح صادق سے پہلے تھا جس میں کہ پنجگانہ نماز فرض ہوئی تھی اس کے اوقات بیان کرنے کے لئے تھا ثُمَّ
صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم ''پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی'' اور یہ ظہر کی نماز تھی ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم

Marfat.com

پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی'' اور یہ عصر کی نماز تھی ثُمَّ صَلّٰی صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی'' اور یہ مغرب کی نماز تھی ثُمَّ صَلّٰی فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی'' اور یہ عشاء کی نماز تھی اور لفظ صلی جس کی اسناد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کی گئی ہے پھر اس پر فاء کو لایا گیا اور یہ بھی ہے کہ اسی لفظ کو جبرائیل علیہ السلام کی طرف اسناد کیا گیا ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کی نماز کے بعد اس کی پیروی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور ان دونوں کی نماز میں وقت بھی نہیں گزرا بلکہ ایک دوسرے کے پیچھے فوراً ادا ہوئیں اور جبرائیل کی نماز دوسری نماز سے کافی دیر کے بعد واقع ہوئی اسی وجہ سے اس پر ثم داخل ہوا جو کہ تراخی پر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث سے یہ استدلال کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز ہوتی ہے کیونکہ جبرائیل کی نماز نفل تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز فرض تھی یہ اس لئے نہ کیا جائے کہ جبرائیل علیہ السلام نماز کے مقرر کئے ہوئے اوقات بتانے کے مامور من اللہ تھے پس اس وقت کی نماز اس پر لازم ہوگئی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرائیل نے پڑھ کر دکھلا دی وہ فرض نہیں تھی پس دونوں طریق پر مفترض (فرض پڑھنے والے) کی اقتداء متنفل (نفل پڑھنے والے) پر ٹھیک ہیں ہوتی اور فساد کا استدلال اس حدیث سے جواز کی صورت میں ظاہر ہو کر آیا ہے ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ ''پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اس پر مامور کیا گیا تھا'' یعنی یہ مقررہ اوقات جو کہ آپ کے لئے ادائیگی نماز کے ہیں ان کی آپ کو تعلیم دوں اور ان کے اوقات کا آپ کے لئے تعین کر دوں اور آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بھی سکھا دوں لیکن یہ معنی اس وقت ہوں گے جس وقت کہ ہم اس صیغہ کو متکلم کے معنی میں لیں گے اور جب یہ صیغہ مخاطب لیا جائے تو یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ہوگا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ادائے نماز [illegible] کے ساتھ ان اوقات مقررہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا گیا ہے فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ ''پھر عمر بن عبدالعزیز نے عروہ بن زبیر کو کہا کہ جان لے اور سمجھ لے اس چیز کو جسے تو بیان کر رہا ہے'' اور یہ عمر بن عبدالعزیز کا دو وجہ پر عروہ بن زبیر کے اس کہنے کا انکار ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ اس نے ترک اسناد کیا یعنی اس نے ابو مسعود سے روایت کی حالانکہ اس نے ابو مسعود کو پایا ہی نہیں اور اس کے کلام کو بے واسطہ سنا ہی نہیں لہٰذا یہ کہا کہ حدیث کا فہم پیدا کر اور واسطہ کو ترک نہ کر اور دوسری یہ وجہ ہے کہ اس حدیث میں وقت کی حد معلوم نہیں ہے لہٰذا تیرا میری نماز پر

Marfat.com

تاخیر وقت کی دلیل لانا درست نہیں ہے اَوْ اِنَّ جِبْرِیْلَ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ و
وَقْتَ الصَّلٰوةِ ''آیا یہ کہ اور تحقیق جبرائیل وہ جبرائیل جس نے مقرر کیا اور آنحضرت ﷺ کے لئے
وقت قائم کیا'' پہلے جو ہمزہ آیا ہے یہ استفہام کا ہے اور واؤ عطف کے لئے ہے اور مشہور روایت ہے کہ ہم
زیر سے ہے اور مفتوحہ زبر کے ساتھ برتقدیر او علمت ہے اَنَّ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ
مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ ''عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابی مسعود بھی اسی طرح تھا جو کہ اپنے والد سے حدیث
کرتا تھا'' قَالَ عُرْوَةُ حَدَّثَتْنِی عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''عروہ نے کہا کہ
تعالیٰ کی قسم ہے تحقیق مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا ﷺ ''کہ
يُصَلِّی الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ فِیْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ ''نماز عصر پڑھا کرتے تھے حالانکہ سورج کی دھو
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں ہوتی اس سے پہلے کہ نکل جاتی'' یعنی آنحضرت ﷺ عص
نماز کو ادا کرتے تھے جبکہ سورج خاصہ بلند ہوتا تھا اس لئے کہ جس وقت سورج خاصہ بلند ہوتا ہے تو اس کی رو
خاصی ہوتی ہے اور اس روشنی کو سورج ہی کہتے ہیں جو کہ گھروں کے اندر نظر آتی ہے اور جب مغرب قریب ہو جا
ہے تو نور آفتاب گھروں کے اندر سے نکل کر اوپر چھتوں پر چلا جاتا ہے۔ عروہ بن الزبیر کا کلام ہے جو عمر بن
عبدالعزیز کے ہر دو انکار کا جواب ہے۔ پہلے انکار میں اسناد کو ترک کیا تھا لہٰذا اسناد بیان کر کے اس کا رد کر دیا۔ ا
دوسرا انکار عدم تحدید (وقت کی حد مقرر نہ کرنا) کی وجہ سے تھا' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث
بیان کرنے سے عصر کی نماز کے وقت کا استحباب بیان کرنا تھا اور امامت جبرائیل کی حدیث میں جو یہ اعتراض پ
ہوا ہے کہ ایک دن تو ابتداء اوقات میں اور دوسرے دن آخری اوقات میں نماز کی امامت کی تو اس کا یہ جواب
اور دوسرے دن دیر کے ساتھ نماز پڑھانا جواز کے طور پر تھا جو کہ عذر کی وجہ سے ہو سکتا ہے نہ اس وجہ سے کہ نماز
آخر وقت میں ادا کرنا مستحب ہے یعنی تاخیر کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام نمازوں کو اوائل وقت میں
ہی ادا کیا ہے اور کچھ تاخیر کی تو تاخیر بھی درحقیقت بالکل آخری وقت نہ تھا اس حدیث میں ہے کہ نماز میں مبادرت
کرنی چاہئے اور علماء کا امراء کے پاس جانا جائز ہے اور سنت کی مخالف کرنے پر ان امراء کی مخالفت کرنا علماء
جائز ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ مفہوم ہوا کہ (حدیث) مقطوع حجت نہیں بلکہ (حدیث) مسند حجت ہے اس
لئے کہ جس وقت عروہ نے اسناد کا ذکر نہ کیا تو عمر نے ان کا انکار کر دیا اور بھروسہ نہ کیا لیکن جس وقت کہ بشیر

ف اسناد کی تو پھر عمر نے اس کو بھی قبول نہ کیا۔

بَابٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰی مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ

وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

''یہ باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی طرف رجوع کرو اور اسی سے ڈرو اور نماز کو قائم کرو''

ہ ''باب ہے'' یعنی باب کی ''ب'' پر تنوین ہے اور بعض نے باب کو قولہ پر مضاف کہا ہے یعنی اوقات مستحبہ میں

ماز کو ادا کرو کیونکہ وہ ایک طاعۃ عظمیٰ (عظیم عبادت) ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ''اور اس (نماز) کو

رک کر کے مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ'' بلکہ موحدوں، نماز پڑھنے والوں اور مخلصین کی طرح ہو جاؤ یعنی صرف اللہ

عالیٰ ہی کی عبادت کے لئے خالص ہو جاؤ اور عبادت میں سوائے اس اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کا ارادہ بھی نہ کرو

ور یہ آیت ایسی ہے کہ اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس شخص پر جو کہ تارک نماز کی تکفیر کا اعتقاد رکھے اور اس کے

لئے تقاضا کرتا ہے تو اس کے لئے اس آیت کا یہ مفہوم ہے لیکن مراد یہ ہے کہ نماز کا ترک کرنا مشرکین کے افعال

سے ہے پس یہ نہیں کہ مشرکین کی تشبیہ کے طور پر واقع ہوئی ہے نہ اس لیے کہ کوئی شخص ترک نماز میں جو مشرکین

کے ساتھ موافقت کرتا ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے اور یہ آیہ کریمہ قرآن مجید میں فضیلت نماز پر ایک نہایت ہی عظیم

خبر وارد ہوئی ہے اس لئے کہ اس نماز کو قائم کرنے والا موحد مخلص ہو جاتا ہے اور اس نماز کو ترک کرنے والا

مشرکین کے مشابہ ہو گیا! اور اس کتاب میں اس باب کے عنوان کی وجہ سے نماز کو وقت پر ادا کرنے کے ضمن میں بیان

کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ وَ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث

بیان کی قتیبہ بن سعید نے'' قاف پر پیش ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں عباد نے حدیث بیان کی اور یہ ابن عباد ہے'' عباد

کی عین مہملہ پر زبر ہے اور باء موحدہ پر شد ہے ''اور یہ دونوں ابی جمرہ سے روایت کرتے ہیں'' جمرہ جیم اور راء مہملہ

ی حضرت محدث کبیر رحمت اللہ علیہ نے اس باب میں نہایت خوبصورت اور جامع طریقے پر احناف کے مذہب کی روشنی میں تشریح فرمائی یعنی گناہ کبیرہ کرنے یا

ترک فرائض اور واجبات پر کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا بلکہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے لہٰذا تشبیہ دینے کے ساتھ تکفیر مسلم نہیں ہوتی۔

Marfat.com

سے بھی ہے ''وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْ
اللهِ صلى الله تعالىٰ عليه واله وسلم ''ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عبدقیس کے قبیلہ کے پیغام لانے والے رسو
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے'' یہ پیغام لانے والے فتح مکہ کے سال میں آئے فَقَالُوْا اِنَّا هٰذَا الْحَ
مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِى الشَّهْرِ الْحَرَامِ ''پس انہوں نے کہا کہ تحقیق ہم میں حائل ہے
قبیلہ قوم ربیعہ سے اور ہم (اس قبیلے کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی وقت بھی نہیں پہنچ سکتے مگر حرمت
والے مہینے میں'' یعنی بیہقی کے نزدیک شہر حرام سے مراد جنس ہے لہٰذا یہ چاروں مہینوں پر شامل ہے[1]۔ قسطلانی نے
اسی طرح ذکر کیا ہے اور هٰذا الحی کی یاء پر جوز بر ہے باتقدیر معنی ہے فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهُ عَنْكَ وَ
نَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا ''پس ہمیں چند چیزوں کے احکام دیجئے جن پر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق
مضبوطی سے عمل کریں اور جن لوگوں کو ہم اپنے گھروں میں چھوڑ آئے ہیں ان احکام کو ان تک پہنچا دیں'' پس
ناخذہ مرفوع ہے استیناف پر یہ مجزوم نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا جواب دینا امر سے ہے تو یہ مجزوم نہیں اس لئے کہ
ندعوا معطوف ہے ناخذ پر اور ناخذ مرفوع ہے لہٰذا ندعو بھی مرفوع ہے۔ فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ
عَنْ اَرْبَعٍ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تم کو چار چیزوں سے منع کرتا
ہوں'' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چار چیزیں جن کے کرنے کا حکم دیا تھا بیان فرمانی شروع کر دیں پس
فرمایا اَلْاِيْمَانُ بِاللهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ ''ان چار چیزوں میں سے ایک چیز اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ پر ایمان لانا ہے[2]''
اور لفظ ایمان مجرور ہے اس بناء پر کہ یہ اربع کا بدل ہے یا مرفوع ہے اس لئے کہ اس کے اندر ہی پوشیدہ ہے یا
منصوب ہے اس اعتبار سے کہ اس کے اندر یعنی پوشیدہ ہے فسرھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ایمان کی تفسیر
بیان فرمائی یا ان چار چیزوں کی'' اور یہ ضمیر مؤنث جو آئی ہے یعنی ھا یہ کلمہ ایمان کی طرف نظر لے جاتی ہے پس
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّىْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ''ایمان گواہی دینا

---

[1] حرمت والے مہینے چار ہیں ان چار مہینوں میں عرب کے لوگ آپس میں نہیں لڑتے کیونکہ وہ ان مہینوں کا احترام کرتے ہیں اور یہ چار مہینے شوال، ذیقعدہ اور ذی
الحجہ مسلسل ہیں اور رجب الگ ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبیلہ عبدالقیس کے درمیان قبیلہ ربیع آباد تھا جن کی ان سے دشمنی تھی لہٰذا انہوں نے معذرت چاہی کہ
اس دشمنی کی وجہ سے بغیر اشہر الحرم کے ہم آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے۔

[2] یعنی ایمان باللہ سے مراد توحید الٰہی اور نبوت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا ہے گویا بغیر رسالت پر ایمان لانے کے صرف توحید الٰہی پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا
بے معنی ہے۔ استاذ العلماء محدث جلیل صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن حکیم یا حدیث مبارکہ میں جہاں بھی صرف ایمان باللہ کا
ذکر آیا ہے تو اس سے مراد توحید الٰہی اور رسالت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔۔ فافہم

ہے اس بات پر کہ نہیں ہے کوئی معبود جو کہ معبودیت کے قابل ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یقیناً میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں'' یعنی توحید الٰہی اور رسالت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہی دینا حقیقت ایمان ہے وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلٰی خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ ''اور دوسری چیز ان چار چیزوں میں سے نماز قائم کرنا ہے اور تیسری چیز ان چار چیزوں میں سے فرض زکوٰۃ ادا کرنا ہے اور چوتھی چیز ان چار چیزوں میں سے مجھے اپنے مال غنیمت میں سے جو کہ تمہارا ہے پانچواں حصہ میرے لئے لاؤ'' یعنی وہ مال جو تمہیں کافروں سے ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ متصل اقامت نماز کا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ توحید کے بعد نماز اسلام کی بزرگ ترین علامات میں سے ایک علامت ہے اور حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ نزدیک ترین وسائل سے ہے اور اس سے پہلے باب میں رمضان کے روزے کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا اس جگہ ذکر نہیں کیا گیا باوجود اس کے کہ رمضان کا روزہ ہجرت کے دوسرے سال فرض کر دیا گیا تھا اور عبدالقیس کا یہ وفد فتح مکہ کے سال میں آیا پس بعض نے اس کی وجہ یہ لکھی کہ روایت میں یہ اغفال ہے نہ اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مقام پر فرمایا اور دوسرے مقام پر نہیں فرمایا اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ فرضیت حج ان کے جانے کے بعد ہوئی دوسرا یہ کہ اس قوم کو کافر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچنے دیتے تھے تو ان کے لئے حج کا میسر ہونا جب کہ کافر ان کے راستے میں رکاوٹ تھے اس لئے ذکر نہیں کیا۔ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيْرِ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چار چیزوں کا بیان کرنا شروع کر دیا جو کہ منہیات سے تھیں اور فرمایا ''میں تم کو منع کرتا ہوں اس سے کہ تم کدو میں پانی پیو اور نبیذ بناؤ (یعنی کدو کو پانی پینے اور نبیذ بنانے میں استعمال مت کرو) اور سبز مرتبان میں اور اس برتن میں جس پر رال لیپ کی گئی ہو اور وہ برتن جو کہ لکڑی کو تراش کر بناتے ہیں'' (یعنی لکڑی کے پیالے) اور سوا اس کے نہیں کہ ان برتنوں کے ساتھ یہ نہی کا حکم خاص فرمایا ہے کہ ان میں نشہ زیادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ان برتنوں سے پیتے تھے حرمت شراب سے پہلے اور شراب بناتے تھے جب شراب حرام ہوگئی تو پھر بھی ان چاروں برتنوں میں شراب باقی رہتی لہٰذا منع فرما دیا کہ نہ ان میں نبیذ بناؤ اور نہ پیو اور بعض نے کہا ہے کہ دوسرے برتنوں سے ان برتنوں میں نبیذ بہت جلد نشیلی بن جاتی ہے اور نشہ بھی زیادہ پیدا کرتی ہے اور ان لوگوں کو ان برتنوں کے استعمال کرنے سے اس لئے منع فرما دیا کہ ان میں شراب بناتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شخص کو اس کے مناسب حال امر و نہی فرماتے تھے اور مطابقت اس حدیث مبارکہ کی اس باب کے ساتھ یہ ہے کہ باہم توحید الٰہی اور

Marfat.com

اقامت صلوٰۃ کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی اثبات توحید اقامت صلوٰۃ کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى اِقَامِ الصَّلٰوةِ

''یہ باب اقامت نماز پر بیعت لینے کے بیان میں ہے یعنی نماز کو اپنی اوقات پر ادا کرنا''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن المثنیٰ نے'' نون پر شد ہے زبر کے ساتھ ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' القطان ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل نے'' یہ ابن ابی خالد ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی قیس نے'' اور یہ ابن ابی حازم ہے حاء مہملہ ہے اور زاء معجمہ ہے یہ تابعی ہے ''وہ روایت کرتا ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ''جریر نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیعت کی نماز کے ادا کرنے پر'' یعنی اس کے اوقات میں فرض نماز کی ادائیگی پر ''اور فرض زکوۃ دینے پر اور گفتگو کے وقت ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر'' اور بعض نسخوں میں بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے النبی صلى الله عليه وآله وسلم آیا ہے اور النصح کے نیچے زیر اس لئے آئی ہے کہ اقام الصلوۃ پر عطف ہے اور جناب جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بیعت کے ساتھ خاص فرمایا گیا ہے اسلئے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ اپنے محلے کے بڑے اور ان کے پیشوا تھے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نصیحت کے ساتھ جس کی اس کو بہت زیادہ ضرورت تھی ارشاد فرمایا بخلاف وفد عبدالقیس کے جسے مال غنیمت کے پانچویں حصے کے ادا کرنے کی نصیحت فرمائی اس لئے کہ کفار مضر کے ساتھ جو کہ ان کے متصل رہتے تھے اور ہر وقت لڑائی رہتی تھی لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اس قوم کو جسے کسی مسئلے میں نصیحت کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ان کو نصیحت فرماتے۔

بَابُ اَلصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ

''باب پر تنوین ہے یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز کفارہ ہے گناہوں کے لئے''

Marfat.com

ثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْاَعْمِشِ حَدَّثَنِی شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی
ددنے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' قطان ہے ''وہ اعمش سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ
ے حدیث بیان کی شقیق نے اس نے کہا کہ میں نے سنا حذیفہ سے'' یہ بن الیمان ہے قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ
مَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِی الْفِتْنَةِ ''حذیفہ نے کہا کہ ہم
ر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمر نے کہا تم میں سے کون ہے جو یاد رکھتا ہو حضور کے قول کو
تنے کے بارے میں'' یعنی کون شخص ہے جسے فتنے کے بارے میں حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے یاد رکھتا ہے قُلْتُ
ا كَمَا قَالَهُ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهَا لَجَرِیٌّ ''میں نے کہا کہ مجھے یاد ہے اسی طرح جس طرح
نحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کے بارے میں فرمایا تھا یعنی بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بغیر کسی تغیر
ر تبدیلی کے یاد رکھتا ہوں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ کو کہا کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول پر
الصورت دلیر ہے'' اگر ضمیر مذکر ہو تو یہی معنی مراد ہے اور اگر ضمیر مؤنث ہو تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی طرف
اجع کرنا چاہئے اور یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کلام ہے اور یہ جو او ہے یہ راوی کا شک
ہے قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ ''حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''میں نے کہا کہ مرد کا فتنہ اس
کے اہل میں ہے'' یہ اس صورت میں فتنہ ہے کہ ان کے لئے حرام کی کمائی لے کر آئے خواہ وہ قول سے ہو یا فعل
سے ''اور اس مرد کا فتنہ جو اس مال میں ہے'' وہ اس صورت میں ہے کہ یہ مرد اس جگہ سے وہ مال حاصل کرے جس کا
حصول وہاں سے درست نہیں ہے اور اس مال کو اس جگہ صرف کرے جہاں اسے صرف کرنا روا نہیں ہے ''اور مرد کا
فتنہ اس کی اولاد میں ہے'' یہ اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے پسندیدہ اعمال میں اس کی اولاد کی محبت
اور شغل اس کے لئے مانع ہو (یعنی اپنی اولاد کو خوش رکھنے میں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور
ان کو راضی رکھنے میں احکام شرع کی پابندی نہ کرتے ہوئے اپنے لئے فتنہ مول لیتا ہے) اور اپنی اولاد کی خوشی کے
لیے یہ اتنا مشغول ہو جائے کہ یہ امتیاز نہیں کر پاتا کہ یہ مال کہاں سے کماتا ہے اور کیسے کماتا ہے۔ ''اور مرد کا فتنہ اس
کے ہمسائے میں ہے'' یہ اس صورت میں ہے کہ اپنے ہمسائے کے حقوق کی رعایت میں کمی کرتا ہے اور اہل و اولاد
کے حق میں بھی تقصیر کرتا ہے اور یہ قصور اس وجہ سے بھی اس سے سرزد ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو راضی رکھنے میں ان کو
صحیح تعلیم نہیں دیتا اچھا ادب نہیں سکھاتا نیکی کا امر نہیں کرتا اور ان کو بدی سے نہیں روکتا، (معلوم ہوا کہ اولاد کی تعلیم

Marfat.com

وتربیت اسے نیکی کی ہدایت دینا اور بدی سے بچانا والدین کی ذمہ داری ہے اگر وہ ان فرائض کی ادائیگی میں
کرتے ہیں تو یہ ان کے لئے دنیا وآخرت میں فتنہ کا باعث ہے تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَ الصَّدَ
الْاَمْرُ وَ النَّهْيُ ''کفارہ ہوجاتا ہے اس فتنے کے لئے نماز، روزہ، صدقہ امربالمعروف و نہی عن الم
اور اس سے مراد گناہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا
الصلوٰةُ الیٰ الصلوٰةِ کفارةٌ لِما بینھما مَا اجْتُنِبَتِ الکبائرُ ''یعنی ایک نماز دوسری نماز تک کفار
گناہوں کے لئے اس وقت تک جب تک کہ ان دونوں نمازوں میں گناہ کبیرہ نہ کرے'' لہٰذا اس میں و
جو مطلق ذکر کی گئی ہے اس کی تاکید ہے قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَ لٰكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِىْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُ
الْبَحْرُ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا مگر میں ارادہ کرتا ہوں اس فتنے کا جو کہ موج مارتا
اس طرح جیسے کہ دریا موجزن ہوتا ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ فتنہ دریا کی موج کی صورت
ہے اور اس فتنے کو دریا کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس جگہ پر مواج کا لفظ جو استعمال ہوا ہے اس کے معنی فتنے کی شد
اور اس فتنے کی بڑائی، زیادتی اور اس کی کئی قسموں کے لئے ہے قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَا اَمِيْ
الْمُؤْمِنِيْنَ ''حذیفہ نے کہا اے امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ پر اس فتنہ کی کوئی ذمہ داری نہیں'' اِنَّ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ
لَبَابًا مُغْلَقًا ''یقیناً آپ کے درمیان اور اس فتنہ کے درمیان ایک دروازہ ہے جو کہ مقفل ہے'' یعنی تالا لگا
ہے۔ قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ ''حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا (یہ دروازہ) توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا قَالَ يُكْسَ
قَالَ اِذًا لَا يُغْلَقُ اَبَدًا ''حذیفہ نے کہا توڑ دیا جائے گا'' حضرت عمر نے فرمایا کہ ہاں ٹوٹ سکتا ہے مگر ہرگز
نہیں کیا جا سکتا ہے'' قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ ''شقیق نے کہا کہ ہم نے کہا کہ آیا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے؟ حضرت حذیفہ نے کہا کہ ہاں وہ (حضرت عمر) اس کو جانتے تھے'' کہ
ان دون الغد اللیلة ''چنانچہ جس طرح یہ جانا جاتا ہے کہ کل سے پہلے رات آتی ہے'' اِنِّىْ حَدَّثْتُهٗ بِحَدِيْ
لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ (حذیفہ کہتے ہیں) ''یقیناً میں نے اس کو حدیث بیان کی ہے (یعنی حضرت عمر کو) ایسی حد
جس میں کسی قسم کی غلطیاں نہیں ہیں'' اغالیط یہ اغلوط کی جمع ہے اور وہ اس کے سوائے اس کے نہیں کہ غلط
جاتا ہے جو اس نے کہا کہ نووی کے نزدیک یہ معنی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث بیان کی ہے جو کہ سچ
اور حق اور تحقیق کے لحاظ سے ثابت ہے نہ کہ از روئے اجتہاد رائے اور غرض (مفاد) کے، حذیفہ وہ صاحب

Marfat.com

اس دروازہ کو جانتے ہیں جس سے مراد اس مرد کے قتل ہونے سے ہے چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے جیسا
نووی نے فرمایا ہے کہ حذیفہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کئے جائیں گے لیکن ناپسند کرتے تھے کہ حضرت
رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذکر کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ میں ہوں لہٰذا انہوں نے ایک ایسا فقرہ ادا
یا جس سے ان کا مطلب واضح ہو جاتا ہے اور واضح طور پر اس خبر کی اطلاع ہوئی اور وہ خبر حضرت عمر
وق رضی اللہ عنہ کا قتل تھا نتیجتاً یہ معلوم ہوا کہ فتنہ اور اسلام کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے اور وہ دروازہ جو ہے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو اسلام میں فتنہ داخل نہیں ہو سکتا، جس وقت حضرت
رضی اللہ عنہ انتقال فرمائیں گے تو (وہ دروازہ کھل جائے گا) اور اسلام میں فتنے داخل ہو جائیں گے یعنی اسلام میں فتنہ
ے داخل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اہل اسلام میں فتنے داخل ہو جائیں گے اور فتنہ سے مراد عام شر و فساد ہے یعنی عام
لمان امام اور حاکم وقت سے لڑیں اور خلیفۂ وقت کو قتل کریں فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ ''شقیق نے کہا کہ ہم
ے اس بات سے کہ حذیفہ سے اس دروازے کی بابت پوچھیں'' فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ
مَرُ ''پس ہم نے حکم دیا مسروق کو پھر پوچھا مسروق نے، حذیفہ نے اس کو جواب دیا اور کہا کہ وہ دروازہ جناب
رضی اللہ عنہ تھے''

دَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
ہمیں قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی اور اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے'' زریع زا
عجمہ کی پیش سے ہے اور راء مہملہ پر زبر ہے اور یاء کے اوپر جزم ہے'' وہ روایت کرتے ہیں سلیمان التیمی سے''
لیمان کی سین پر پیش ہے اور لام پر زبر ہے'' وہ روایت کرتے ہیں ابی عثمان النہدی سے'' النہدی کی نون پر زبر
ہے اور ھا پر جزم ہے اور دال مہملہ ہے'' وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود سے'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام
کے صحابی ہیں اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِىَّ صلى الله عليه و آله وسلم '' یہ کہ ایک شخص''
بوالیسر جو کہ قبیلہ تمار سے تھا'' نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا'' جو کہ انصار میں سے تھی پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا'' اور نبی کی زبر بنز ع خافض ہے اور اس عبارت کو تقدیر اپڑھا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس آیا فاخبره فانزل الله ''پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاملے کی خبر دے دی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت
کریمہ کو نازل فرمایا'' اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ''یعنی

Marfat.com

نماز کو قائم رکھو دن کے دونوں کناروں پر'' جو کہ صبح اور ظہر (پیشین) اور عصر (دیگر) ہے ''اور رات کے کناروں جو کہ مغرب اور عشاء (خفتن) ہے ''اور یقیناً نیکیاں'' یعنی پانچ وقت نماز ''مٹا دیتی ہیں برائیوں کو'' اور برائی مراد گناہ صغیرہ ہے فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلِيْ هٰذَا ''پس اس شخص نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی کیا یہ گناہوں کا کفارہ خاص میرے ہی لئے ہے'' قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حکم میری تمام امت کے لئے ہے، بلکہ اس امت کے قیامت تک کے تمام افراد کے لئے ہے''

بَابُ فضل الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا

''یہ باب نماز اور اس کے اوقات کی فضیلت کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ اَخْبَرَنِيْ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید'' ولید کی واو پر زبر ہے اور لام کے نیچے زیر ہے ''ہشام بن عبدالملک نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے اس نے کہا کہ مجھے خبر دی الولید بن العیزار نے'' العیزار کے عین پر زبر ہے اور یا کے اوپر جزم ہے اور زاء معجمہ ہے الف کے ساتھ اور راء مہملہ ہے الف کے بعد قَالَ سَمِعْتُ اَبَاعُمَرَ الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ''ولید بن العیزار نے کہا کہ میں نے ابو عمر الشیبانی سے سنا'' اور یہ عبداللہ بن مسعود کے صحابہ (شاگردوں) میں سے تھے ''وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی اس گھر والے نے'' اور اشارہ فرماتے جناب عبداللہ بن مسعود کے گھر کی طرف قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا ''عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل نہایت ہی محبوب ہے۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے وقت مقررہ پر نماز کا ادا کرنا'' یعنی وہ نماز جو کہ مستحب وقت میں پڑھی جائے وہ نماز بہت پسندیدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاد میں احتراز فرمایا اس بات سے کہ علی وقتها نہیں فرمایا یعنی اس نماز سے جو کہ وقت کے گزر جانے پر ادا کی جائے اس معذوری کے اعتبار سے کہ جنبی ہے یا سویا رہ گیا ہے یا بھول گیا ہے لہٰذا اس وجہ سے علی وقتها کے ساتھ موصوف نہیں فرمایا اس لئے کہ ایسے شخص کا نماز پڑھنا جائز

Marfat.com

ں تھا اسی لئے اسے ان الفاظ کے ساتھ موصوف نہیں فرمایا اور اسی وجہ سے یہ بات ناپسندیدہ ہے درحقیقت وہ
ازا اپنے وقت پر بہت بہتر ہے اس اعتبار سے کہ لوقتہا کا استعمال اس معنی پر صحیح ہے اور اس حدیث میں جس
ں علی وقتہا آیا ہے یہ معنی ہیں کہ لام کبھی کبھی بمعنے علی آتا ہے اور وہ لام اس معنی میں مانند ہے جس میں اللہ
عالی نے فرمایا ہے۔ ویخرون للاذقان یعنی علی الاذقان ہے (لام بمعنے علی ہے) اور وقتوں سے نماز ہے
ر قائم مقام ہوا کرتا ہے علی کے اور لوقتہا میں جو لام آیا ہے اور علی وقتہا میں یہ قائم مقام فی یعنی میں
کے معنی میں ہے اور بصریوں کے نزدیک یہ ارادہ کے اعتبار سے وقت پر استعلا ہے اس سے تمام ہو جاتے ہیں
ز پر قرار پکڑتا ہے۔ یہ وہ لام جو اس صریح ہو پس وہ لام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہے فصلوٰۃ لہ

عدتہن اس لام کو لام موقت اور لام مؤرخ کہتے ہیں۔ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ یہ ان معاملات سے
رمایا کہ اس کے بعد کونسی چیز ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا یہ ان نیکیوں میں سے پانچ
نحضرت ﷺ سے کہ نماز کے پڑھنے کے بعد کونسا عمل بزرگ ترین ہے تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا
ولاد کا اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے
ن کی خدمت میں موجود رہے اور ان کے لئے دعا مانگے اور ان سے برکات حاصل کرے اور ان کی باتیں
نہ کرے اور بعض کتابوں میں تم بر الوالدین آیا ہے اور ہی ثابت شدہ اور اچھی سے ساتھ اچھی سے

ہے کہ یہ وقف خفیف سے بھی آیا ہے یعنی "ی" پر وقف ہے اور اس کے بعد پھر یہ ہے فی سبیل اللہ
الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ "عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اعمال میں سے
نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا" یعنی میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اعمال میں سے
کے بعد کونسا عمل بہتر ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اعمال میں سے
روئے مرتبہ کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے سے
کہ اس میں وقف پر غوش ہو اور نہ ابتدا کرنے والی اور نہ خبر والی غوش ہو۔ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهُ
عبداللہ بن مسعود نے فرمایا آنحضور ﷺ نے ان تین چیزوں کے بیان کرنے پر اکتفا فرمائی اور اگر میں
پوچھنے کی ہمت کرتا تو آنحضور ﷺ مجھ سے اور بھی زیادہ بیان فرماتے یعنی یہ سے مراتب
مراتب اعلیٰ زیادہ ہوتے۔

بَابُ اَلصَّلٰوةُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا اِذَا

صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهَا فِی الْجَمَاعَةِ وَ غَيْرِهَا

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے (باب کی ''ب'' پر دو پیش ہیں) یہ باب

اس بیان میں ہے کہ پانچ وقت نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے''

جبکہ یہ نماز اپنے وقت میں جماعت کے ساتھ یا اکیلے ادا کی جائے'' یہ باب اور اس کا ترجمہ بعض نسخوں میں اسی طرح ہے جیسا کہ ابی الھیثم سے ثابت ہے اور بعض نسخوں میں یہ نہیں ہے اور جو کہ بعض نسخوں میں موجود ہے اس میں بجائے کفارہ کے کفارةٌ ہے اور بعض نسخوں میں لوقتھن کی جگہ لوقتھا آیا ہے۔

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِیْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ يَزِيْدَ بن عبد الله عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے'' یہ حاء مہملہ کے ساتھ ہے اور زاء معجمہ ہے ''اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی'' بعض نسخوں میں واحد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور بعض نسخوں میں جمع کے ساتھ یعنی حدثنا ابن ابی حازم ''ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی حازم نے'' حاء مہملہ کے ساتھ اور زاء معجمہ کے ساتھ ہے ''اور دراوردی نے'' دراوردی کی دال پر زبر ہے اور راء مہملہتین ہے ''ر'' کے بعد جو الف ہے وہ اور ''و'' اور اس کے بعد جو ''ر'' ہے وہ ساکن ہیں اور آخری دال مہملہ ہے اور آخری ''ی'' پر جزم ہے اور اس سے پہلے دال کے نیچے زیر ہے اور یہ خراسان میں ایک قریہ کا نام ہے ان دونوں نے حدیث بیان کی ''یزید بن عبداللہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہیں اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم يَقُوْلُ لَوْاَنَّ نَهَرًا بِبَابِ احدِكم يغتسل فيهِ كلِّ يومٍ خَمْسًا مَا نَقُوْلُ ''کہ بیشک شان یہ ہے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر یہ کہ تمہارے دروازے کے باہر ایک نہر ہو اور تم اس نہر میں دن میں پانچ مرتبہ نہاتے ہو تو اس شخص کے بارے میں تم

کیا کہو گے جو کہ اس نہر میں پانچ مرتبہ روزانہ نہاتا ہے'' ذٰلِکَ یُبْقِی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْئًا ''اس کا روزانہ دن میں پانچ مرتبہ نہانا کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل چھوڑے گا؟ یبقی کی پہلی ''ی'' پر پیش ہے اور تیسرے حرف یعنی قاف کے نیچے زیر اور ''ی'' پر جزم ہے قَالُوْا لَا یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِهٖ شَیْئًا ''صحابہ نے عرض کیا کہ (یہ پانچ وقت کا نہانا) اس کے بدن پر ذرہ برابر بھی میل کچیل باقی نہیں چھوڑے گا'' قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوةِ الخمسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا ''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مثال ہے پانچ وقت نماز پڑھنے کی۔ اللہ تعالیٰ اس پانچ وقت نماز پڑھنے والے کے تمام گناہ صغیرہ مٹا دیتا ہے'' اور یہ جو مذکر کی ضمیر آئی ہے (بہ) یہ صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے اور بعض کتابوں میں بھا مؤنث کے ساتھ آیا ہے اور یہ اس مثال کے بیان میں تاکید کا فائدہ دیتی ہے اور معقول بمنزلہ محسوس کے ہے۔

بَابٌ فِیْ تَضْیِیْعِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا

''یہ باب اس نماز کے بیان میں ہے جو کہ اپنے وقت پر ادا نہ کی جائے''

اور لفظ باب اضافت سے ہے اور بعض کتابوں میں لفظ فی کے ساتھ ذکر نہیں ہوا اور بعض میں فی کے ساتھ تنوین بھی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ عَنْ غَیْلَانَ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مہدی نے'' بن میمون ہے ''وہ روایت کرتا ہے غیلان سے اور وہ انس سے روایت کرتا ہے'' غیلان غین معجمہ کی زبر سے ہے قَالَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''جناب انس نے کہا میں کچھ نہیں جانتا اس چیز سے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی'' قِیْلَ الصَّلٰوةُ قَالَ اَلَیْسَ ضَیَّعْتُمْ مَا ضَیَّعْتُمْ فِیْهَا ''کہا گیا کہ نماز تو ہے'' یعنی انس کو ایک شخص نے کہا اور وہ شخص (یعنی کہنے والا) ابو رافع تھا'' کہ وہ چیز نماز ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھی اور وہ اس وقت تک موجود ہے لہٰذا تمہارا یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے قضیہ سالبہ کلیہ'' جناب انس نے اس کے جواب میں کہا کہ کیا آپ لوگوں نے یقیناً اس کو ضائع نہیں کیا'' اور مراد اس ضائع کرنے سے ان کے نزدیک وقت پر نماز

Marfat.com

ادا نہ کرنا ہے اور بعض نے نماز وقت پر ادا کرنے کو مستحب کہا ہے اور وقت کے بعد پڑھنا جواز ہے۔ اور ضیـ
میں ضاد معجمہ ہے اور عین مہملہ ہے اور ان دونوں کے درمیان جو ''ی'' ہے زیر سے ہے اور بعض نسخوں میں صاد
ہے اور صاد مہملہ ہے اور نون اور عین بھی مہملہ ہے مگر نسخہ کی مطابقت پہلی عبارت سے ہے (یعنی ضیـعتم ہے)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ اَبُوْعُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی رَوَّا
اَخِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ''ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن زرارہ نے'' عین مہملہ پر زبر ہے اور زاء معجمہ پر پیش ہے اور
نون راء مہملہ کے درمیان الف ہے اور اس کے آخر میں ـــــ ة ـ ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبدالواحد بن
واصل ابوعبیدہ الحداد نے'' عین مہملہ پر پیش ہے آخر میں جو ''ة'' ہے یہ مصغر تانیث ہے اور الحداد کی جو ''ح'' ہے
وہ مہملہ ہے اور دونوں دال مہملتین ہیں'' وہ روایت کرتے ہیں عثمان بن ابی رواد سے'' راء مہملہ پر زبر ہے واو پر ش
ہے اور دال مہملہ ہے'' یہ عبدالعزیز بن ابی رواد کا بھائی ہے'' قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰی اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقٍ وَهُوَ يَبْكِیْ ''عثمان بن ابی رواد نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں
دمشق میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ (یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) رو رہے تھے'' او
دمشق دال مہملہ کی زیر اور میم کی زبر سے ہے زہری جناب انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دمشق پہنچے تا کہ ان کے حضور میں
حجاج کی شکایت کریں اس وقت حجاج والی عراق تھا فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ
اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ ''پس میں نے کہا کہ کونسی چیز آپ کو رلا رہی ہے پس جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا
کسی ایک چیز کو جس کو میں نے اس حالت میں پایا مگر وہ چیز نماز تھی'' یعنی میرا رونا اس لئے ہے کہ جو کچھ اس نماز
کے متعلق میں عہد مبارک حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پاتا تھا اب طاعات وعبادات میں نہیں پاتا سوائے اس نماز کے
اور هٰذه الصلوٰة جو ہے یہ استثناء کی بناء پر زبر کے ساتھ ہے۔ چاہئے کہ اس کے ترجمہ میں لیتہ کا اعتبار کیا جائے
وَ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ ''حالانکہ اس نماز کو وقت پر نہ پڑھنے کے باعث ضائع کر دیا گیا ہے'' یہ مستحب
ہونے پر جواز ہے ثابت ہوا کہ ان کا یہ کہنا حجاج بن یوسف کی نماز صحیح کرنے کے لئے تھا جو کہ اپنی نماز اپنے وقت
سے دیر کر کے پڑھتا تھا وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِیُّ نَحْوَهٗ ''اور بکر بن خلف نے
کہا'' باء موحدہ پر زبر ہے اور کاف پر جزم ہے'' ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بکر البرسانی نے'' البرسانی کی باء موحدہ
پر پیش ہے اور نون کے نیچے زیر'' اس حدیث کی طرح'' یعنی عمرو بن زرارہ کی حدیث کی طرح ہے۔

Marfat.com

بَابُ اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ

''یہ باب ہے تنوین سے ہے جو کہ بیان کرتا ہے کہ ''نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ
کو مخاطب کرتا ہے اور اللہ عزوجل سے راز و نیاز (سرگوشی) کرتا ہے''

اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حضور میں مناجات (سرگوشی کرنا) خود اس بندہ
کے لئے درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا هِشَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے''
اس نے کہا کہ ''ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' یہ ہشام عبداللہ کا بیٹا ہے'' وہ روایت کرتا ہے قتادہ بن دعامہ سے
وہ روایت کرتا ہے (جناب) انس رضی اللہ عنہ سے'' قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا
صَلَّی یُنَاجِیْ رَبَّهٗ'' کہا'' جناب انس رضی اللہ عنہ نے'' کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً تم میں سے کوئی
ایک شخص جب کہ وہ نماز ادا کرتا ہے تو اپنے پروردگار سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے'' جان لینا چاہئے کہ اس
وقت تک مناجات ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ عبادت کرنے والے کی زبان سے وہ چیز جو اس کے دل میں ہے ادا
نہ کی جائے پس ثابت ہوا کہ غفلت مناجات کی ضد ہے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت
نماز اور باقی اذکار سے بندے کا مقصود اللہ تعالیٰ کے حضور میں مناجات ہے۔ پس جس وقت اس بندہ کا دل غفلت
کے پردوں میں ڈھکا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے جلال اور کبریائی سے غافل ہو اور اپنی عادت کے مطابق
زبان مناجات کر رہی ہو تو اس قسم کی نماز قبولیت سے ہزار ہا درجہ دور ہے اور امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے
بشر حافی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز میں خشیت (ڈر) نہیں رکھتا تو اس کی نماز فاسد ہے
اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ہر وہ نماز جس میں حضوریٔ قلب نہ ہو وہ نماز عذاب کی طرف جلدی لے
جاتی ہے'' لیکن فقہاء اس قسم کی نماز کو بھی جائز سمجھتے ہیں تا کہ نماز کو بالکل ترک ہی نہ کر دیا جائے اور احتیاط سے
احکام پر عمل کرنا لازمی ہے تا کہ لذت مناجات حاصل ہو جائے۔

فَلَا یَتْفِلَنَّ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی ''اور چاہئے کہ اپنی تھوک کو دائیں طرف نہ گرائے بلکہ
اپنی بائیں جانب پاؤں کے نیچے گرائے'' یعنی اگر نماز میں مجبوراً تھوک پھینکنے کی ضرورت پیش آ جائے تو بے ادبوں

Marfat.com

کی طرح ہر طرف تھوک نہ پھینکے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور میں راز و نیاز کر
اور یہ حالت انتہائی درجہ ادب کا تقاضہ کرتی ہے مگر درحقیقت اس حاجت کو رفع کرنے کے لئے یہ بندہ چونکہ
ہے اور اس کی یہ احتیاج اس کے لئے ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل محض اپنے فضل و کرم کی بناء پر جناب
الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کے ساتھ یہ اجازت دے کر جائز کر دیا کہ اپنی تھوک کو اپنے بائیں
کے نیچے پھینک دے باوجود اس امر کے یہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور مناجات کے منافی نہیں ہوتی واللہ اعلم۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی حفص
عمر نے'' عین مہملہ پر پیش ہے یہ حارث الازدی کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ ''ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ابر
نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے'' بن دعامہ ہے اور ''وہ روایت کرتا ہے جناب انس رضی اللہ عنہ

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم اَنَّهُ قَالَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ ''وہ (یعنی انس رضی اللہ عنہ) جناب
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درست کرو اپنے سجدوں کو'' سجد
درست ادا کرنا یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور دونوں بازوؤں کو جدا رکھو اور بازوؤں کو پہلوؤں سے
چمٹاؤ اور پیٹ کو دونوں رانوں کے ساتھ نہ لگاؤ اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھو اس لئے کہ یہ ہیئت انتہا
تواضع کے قریب ہے اور بہت ہی بہتر ہے پیشانی کا زمین پر اطمینان سے رکھنا اور سجدہ کرنے کا یہ طریقہ کاملی
دور ہے وَلَا يَبْسُطُ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ ''اور نہ پھیلائے اپنے دونوں بازوؤں کو تم میں سے کوئی ایک
کتے کے پھیلانے کی صورت'' وَاِذَا بَزَقَ لَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ ''اور جب (مجبوراً) کوئی تھوک
پھینکے تو نہ پھینکے سامنے اپنے اور نہ اپنے داہنے طرف'' اس لئے کہ نمازی کے سامنے قبلہ ہے اور داہنی طرف ا
کے کہ تھوک پھینکنے سے منع فرمایا کہ اس طرف فرشتہ مقرب موجود ہے جو کہ نیک اعمال لکھتا ہے فَاِنَّهُ يُنَاجِ
رَبَّهُ ''پس بیشک شان یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے ساتھ سرگوشیاں کرتا ہے'' وَقَ

سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفُلُ قُدَّامَهُ وَلَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ''اور (اس مذکورہ
ساتھ) کہا سعید نے'' بن عروبہ ہے عین مہملہ پر زبر ہے'' اور وہ قتادہ سے روایت کرتا ہے پھینکے تھوک ا
سامنے نہ پھینکے'' راوی کو شک ہے کہ اس نے لفظ قدامہ کہا یا بین یدیہ کہا'' یہ معنی کے اعتبار سے نہیں ہے
دونوں کے معنی یکساں ہیں'' لیکن پھینکے اپنے بائیں طرف یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے'' اور کلمہ ''او'' تن

Marfat.com

لئے ہے وَقَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ''اور (ان
ناد کے ساتھ) شعبہ نے کہا ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی اپنی داہنی طرف لیکن مجبوراً تھوک
ے اپنے بائیں طرف'' وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم لَا يَبْزُقُ فِي
قِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ''اور انہی اسناد کے ساتھ حمید نے کہا'' حمید تصغیر
ہے یعنی یہ حمید طویل ہے ''وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ نماز پڑھنے والا قبلے کی طرف نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی طرف لیکن (مجبوراً) تھوک دے اپنی بائیں طرف یا اپنے
(بائیں) پاؤں کے نیچے''

بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

''یہ باب اس فضیلت کے بیان میں ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے)

یعنی بہت گرمی میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا اور بعض نسخوں میں فی شدة الحر نہیں ہے

حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْرَجُ
عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن سلیمان مدنی نے'' اس نے کہا
کہ ''مجھے حدیث بیان کی ابوبکر نے وہ روایت کرتا ہے سلیمان سے'' یہ سلیمان جس کا ذکر ہوا ہے ایوب کا باپ
ہے ''صالح بن کیسان نے کہا'' کیسان کی کاف پر زبر ہے ''ہمیں حدیث بیان کی اعرج عبدالرحمٰن وغیرہ نے''
حافظ ابن حجر کے گمان میں یہ عبدالرحمٰن ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن نہیں ہے ''وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتا ہے'' وَنَافِعٌ
مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ ''اور نافع نے ہمیں حدیث بیان کی جو کہ عبداللہ ابن عمر کا
آزاد کردہ ہے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله
وسلم ''بے شک ان دونوں نے'' یعنی ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''حدیث بیان کی ہے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' صالح کی حدیث سے یعنی یہ حدیث بطریق تحدیث بیان کی گئی ہے نہ بطریق معنعن یا یہ
کہ یہ تثنیہ کی ضمیر حدثاہ ۱۰ اعرج اور نافع کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ ضمیر مفعول ہوگی صالح بن کیسان کی طرف

Marfat.com

یعنی اعرج اور نافع نے صالح کو یہ حدیث بیان کی اور بعض نسخوں میں ضمیر " ہ "، مفعول نہیں ہے اَنَّـــهُ قَـــالَ اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ "کہ بے شک شان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت ب زیادہ گرمی ہو جائے تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو" چنانچہ ایک روایت میں صلوۃ الظھر (ظہر کی نماز) ہے پس مطلق کو مقید پر حمل کیا گیا یعنی تاخیر کرو تا کہ کچھ موسم ٹھنڈا ہو جائے اور یہ تاخیر کرنا مستحب ہے ان شہر میں جہاں پر بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے اور یہ مستحب کا حکم ان شہروں میں نہیں ہے جہاں موسم معتدل ہے اور ا مسجد میں جس میں کہ دور سے لوگ آتے ہیں (تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے) نہ اس مسجد میں کہ جہاں پر لوگ د سے نہیں آتے اور بعض نسخوں میں بجائے بالصلوۃ کے عن صلوٰۃ آیا ہے لہٰذا عن با کے معنی میں آیا ہے چنا کہا جاتا ہے کہ و رمیت عن القوس یعنی بالقوس ہوتا ہے فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّمِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ "پس شک بہت زیادہ گرمی بھی جہنم کے ابال سے ہے" چنانچہ آنے والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو یہ ہے فاذ لَهَا بنفسين کہ اگر کوئی وہم کرے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے تو نماز کی تاخیر کرنے کے لئے یہ کیسے علت بن سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان علتوں کا بیان کرنا شارع کے سپرد ہے لہٰذا ان علتوں کو قبول کرنا ضروری ہے اگرچہ ان کے معنی سمجھ میں نہ آ سکیں اور یہ معنی ظاہر ہیں کہ عین وقت کے اوپر عبادت کا کرنا بہت زیادہ فائد مند ہے اور لفظ فیح کی ف پر زبر ہے اور یا ساکن ہے جس کے معنی کشادہ کے اور کھلے ہونے کے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِى الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِى ذَرٍّ "ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے" باء موحدہ پر زبر ہے اور شین معجمہ پر شد ہے اس نے کہا کہ "ہمیں حدیث بیان کی غندر نے" غین معجمہ پر پیش ہے اور دال مہملہ پر بھی پیش ہے اور اس کا نام محمد بن جعفر ہے اس نے کہا کہ "ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے" یہ حجاج کا بیٹا ہے "وہ روایت کرتا ہے مہاجر ابی الحسن سے" مہاجر اسم فاعل ہے "اس مہاجر نے زید بن وہب سے سنا اور وہ زید بن وہب روایت کرتا ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے" اَنَّـــهُ قَالَ اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم الظُّهْرَ "کہ بے شک شان یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان کہی" یعنی اذان دینا چاہی اور وہ مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھا اور الظھر پر جو نصب ہے اس کے ظرف ہونے کی بناء پر ہے اس لئے کہ مضاف یہاں پر حذف ہے اور وہ مضاف لفظ وقت ہے اور بجائے مضاف کے مضاف الیہ کو قائم کر دیا گیا فَقَالَ اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْقَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ "پس رسول

Marfat.com

Marfat.com

باعث ہواور یہ حیرت اور تفکر نماز میں حضور قلب کے منافی ہے اس لئے کہ یہ حضور قلب نماز میں ضروری ہے لئے یہ حکم دیا کہ نماز میں تاخیر کرو اگر تو یہ کہے کہ اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے تاخیر کا واجب ہونا ثابت ہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قرینہ صارفہ موجود ہے جو کہ وجوب سے ندب (مستحب) کی طرف لے جارہا ہے لئے کہ اس میں جو علت ہے وہ نمازی سے گرانی کو دور کرنے کے لئے ہے شفقت، فائدہ، نفع اور اسی قسم کے امور جو کہ اس ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں یہ سب کے سب ندب (مستحب) کے لئے ہیں پس اگر تو کہے کہ ظہر کو اول وقت میں ادا کرنا اور پھر تاخیر میں ادا کرنا کس وجہ سے مستحب پر جمع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے حبان کی حدیث مبارکہ سے ہی یہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے حِبّان شَکُوْنَا اِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآ وسلم حَرَّ الرَّمْضَا فَلَمْ یُشْکِنَا ''یعنی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں رمضان کی گرمی کی شکای کی'' یعنی پتھروں کے گرم ہونے کی ''لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری اس شکایت پر توجہ نہ کی'' تو ہم یہ چاہ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز میں تاخیر فرمائیں مگر تاخیر نہ فرمائی۔ ہم کہتے ہیں کہ گرمی کی شدت میں اول وقت نماز پڑھنا یا تاخیر کے وقت نماز پڑھنا ان دونوں میں مستحب پر جمع کرنے کی یہ وجہ ہے کہ حبان کی حدیث نما کو ٹھنڈا کرنے پر محمول ہے اور یہی مستحب کی طرف لے جاتی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی ادائیگی میں اتنی دیر فرماتے کہ لوگ (صحابہ) دیوار کے سائے میں نماز ادا کر لیتے اور یہ صاحبان یہ چاہتے تھے کہ یہ تاخیر اتنی ہو کہ پتھ ٹھنڈے ہو جائیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک تاخیر نہیں فرماتے تھے وَ اشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا ''او جہنم کا اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور میں شکایت کرنا'' اور یہ جملہ جہنم کے جوش مارنے پر ثابت ہو رہا ہے خاص طور یہ بولنے والی زبان کے ساتھ اس جہنم کا مخلوق پر حقیقی شکایت کرنا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے اس جہنم کو یہ بولنے کی طاقت عطا فرمائی فَقَالَ یَا رَبِّ اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا ''پس اس جہنم نے کہا اے میر پروردگار بعض (آگ) نے بعض (آگ) کو کھایا'' اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ آگ بہت ہی زیادہ تھی گویا آگ کے شعلوں کے اندر آگ کے شعلے داخل ہو رہے تھے اور یوں کہنا چاہئے کہ آگ کی خاصیت اشیاء ہے چنانچ بہت جلدی ایک دوسرے کو کھا جاتا ہے اور مٹا دیتا ہے پس جس وقت کہ نہیں آتی کوئی اور چیز تو چھوٹے چھو اجزاء کو کھا جاتی ہے اور یہ جملہ شکایت کو بیان کرنے کے لئے ہے وہ اس معنی کے اعتبار سے تھی۔ فَاَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ نَفَسٍ فِی الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِی الصَّیْفِ ''پس اس جہنم کی آگ کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اجازت د

Marfat.com

سانس لینے کے لئے ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں'' اور نفس کی ف پر زبر ہے یہ ہوا ہے جو کہ
یٹ کے اندر سے آتی ہے اور پھر وہ ہوا پیٹ میں داخل ہوتی ہے اور نفسین تثنیہ کا صیغہ ہے دونوں جگہوں پر سین
کے نیچے زیر ہے اس لئے کہ یہ نفسین کا یا تو بدل ہے یا بیان ہے اور دونوں پر پیش بھی جائز ہے اس اعتبار سے کہ
حدهما تقديرا ہے اور ان دونوں جگہوں پر زبر کا لانا بھی جائز ہے باعتبار مقدر ہونے کے اگر چہ زبر کو پورا پورا
فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ جو زبر کے ساتھ آتا ہے وہ الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے (نفسا)۔ اَشَدَّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ
لْحَرِّ وَ اَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ''گرمی کی شدت کی وجہ سے جو تکلیف تم پاتے ہو یا محسوس کرتے ہو
سی طرح سردی کی شدت کی وجہ سے تم جو چیز پاتے ہو یا محسوس کرتے ہو'' میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ وہ نفس
(سانس) جو کہ وہ آگ، سردی میں لیتی ہے جس سے تم بہت زیادہ سردی پاتے ہو اور وہ چیز جو تم اس کی گرمی میں
پاتے ہو (یا محسوس کرتے ہو) اور میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ وہ نفس (سانس) جو کہ وہ آگ، گرمی میں لیتی
ہے جس سے تم نہایت گرمی محسوس کرتے ہو۔ اور لفظ اشد دونوں جگہوں پر زبر کے ساتھ ہے۔ تقديرا، یعنی یہ
نشر کے طور پر بغیر ترتیب الف کے ہے اور یہاں ٹھنڈے نفس (سانس) کا ہونا آگ سے بعید (علیحدہ) نہیں ہے
اس لیے کہ آگ سے مراد اس کے نکلنے کی جگہ ہے اور وہ جہنم ہے اور جہنم میں ہی زمہریر ہے یا اس وجہ سے کہا کہ جس
طرح آگ جلاتی ہے چیزوں کو اسی طرح یہ کمال سردی بھی جلا دیتی ہے چیزوں کو اور تنفس سے مراد اس کی انبساط
اور فراخی ہے اور بعض نسخوں میں یہ عبارت اس طرح ہے فهو اشد ما تجدون لہٰذا ان بعض نسخوں کے
مطابق اس کے یہ معنی ہوتے ہیں لہٰذا یہ سردی کا سانس لینا ایک بہت گراں چیز ہے جو تم سردی میں اسے بہت سخت
محسوس کرتے ہو یا پاتے ہو، لہٰذا یہ گرمی کا سانس لینا ایک بہت گراں چیز ہے جو تم اس گرمی میں اسے بہت سخت
محسوس کرتے ہو یا پاتے ہو اور عینی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آگ
کو چار قسم پر پیدا فرمایا ہے ایک قسم وہ ہے جو وہ آگ کھاتی بھی ہے اور پیتی بھی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو کہ نہ
کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو نوش کرتی ہے مگر کھاتی نہیں ہے اور چوتھی قسم وہ ہے جو کہ کھاتی ہے
اور نوش نہیں کرتی لہٰذا پہلی قسم سے ملائکہ پیدا ہوئے اور دوسری قسم سے پتھر اور تیسری قسم سے درخت اور اس سے
سورج بھی پیدا ہوا ہے اور چوتھی قسم سے جہنم کی آگ جو کہ کافروں کا گوشت اور ہڈیاں کھاتی ہے حَدَّثَنَا عَمْرُو
بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ''ہمیں حدیث بیان کی

عمرو بن حفص نے'' اور بعض نسخوں میں حفص بن غیاث ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے نے'' جس کا نام حفص ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی صالح نے وہ روایت کرتا ہے ابوسعید سے'' جو کہ صحابی رسول ﷺ ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ ع وآلہ وسلم ابرِدوا بِالظُّهرِ '' ابوسعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کرو ظہر کو'' یعنی تاخیر کر ٹھنڈے وقت میں نماز ادا کرو فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ '' پس بے شک گرمی کی انتہائی شدت جہنم آگ کا پراگندہ ہونا ہے'' اور بعض نے فیح کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وہ آگ جو نہایت ہی شدت کے سا جلائی جائے اور اس کے شعلے بہت اونچے اور لمبے ہوں۔ تَابَعَهُ سُفْيَانُ وَيَحْيَى وَ اَبُوعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَ ابردوا بالظھر کے لفظ میں'' اس حفص کی تبعیت (پیروی) کی ہے سفیان ثوری اور یحییٰ بن سعید قطعان اور ابوعوا الوضاح بن عبداللہ نے'' وہ روایت کرتا ہے اعمش سے'' جو سلیمان بن مہران ہے۔

بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِی السَّفَرِ

'' یہ باب ہے جس میں ظہر کی نماز کو سفر میں ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا بیان ہے یعنی مسافر کے لیے تاخیر کرنا ظہر کی نماز میں استحباب (مستحب) ہے یہ حکم اس وقت ہے جبکہ یہ (سفر) سیر و تفریح کا نہ ہو''

حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ اَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِيْ تَيْمِ اللهِ '' ہمیں حدیث بیان کی آد نے'' جو کہ ایاس کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ'' ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' یہ حجاج کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ'' ہمیں حدیث بیان کی مہاجر ابوالحسن نے جو کہ آزاد کردہ غلام بنی تیم اللہ کا ہے'' قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ '' مہاجر نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا'' یہ جہنی ہے کوفی ہے'' وہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' یہ صحابی رسول ﷺ ہے قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِيْ سَفَرٍ '' ابوذ غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں پیارے محبوب ﷺ کے ہمراہ تھے'' فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْ '' پس اذان دینے والے نے چاہا کہ ظہر کی نماز کے لئے اذان دے'' فَقَالَ لَهُ اَبْرِدْ حَتّٰى رَاَيْنَا فِيْءَ التُّلُوْ '' پس پیغمبر اسلام ﷺ نے مؤذن (اذان دینے والا) کو خاص طور پر فرمایا'' یعنی اذان دینے پر دیر کر پھر چاہا

Marfat.com

ؤذان دے دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤذن کو خاص طور پر فرمایا کہ دیر کر ایک روایت میں آیا ہے کہ
ضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دو بار فرمایا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا ''یہاں تک کہ دیکھا
نے سایہ دو (ٹیلوں) کا'' اور یہ ریت یا اس کے مانند ہوتے ہیں اور یہ زمین پر ہوتے ہیں فَقَالَ النَّبِیُّ صلی
علیہ وآلہ وسلم اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ ''پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک گرمی کی شدت
رخ کے سانس سے ہے'' فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ ''پس جس وقت انتہائی درجہ کی گرمی ہو تو اس
ت ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو'' اور اس انتہائی ٹھنڈا کرنے کے (وقت) میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ کسی چیز کی
ر کے چوتھائی حصے تک ہے اور یہ اس کے سایہ اصلی کے اعتبار سے ہوگا اور بعض نے دو تہائی بعض نے نصف
آدھا) لکھا ہے مگر آخری وقت تک دیر کرنا مستحب نہیں ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَتَفَیَّؤُ تَتَمَیَّلُ ''حضرت ابن
باس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں تتفیؤ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کے معنی تتمیل کے ہیں یعنی فی نے
نی اس وجہ سے لیے ہیں کہ یہ سایہ زوال (آفتاب) کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہ اس لیے کہ (آفتاب) ایک
ت (طرف) سے دوسری جہت کی جانب لوٹتا ہے۔

بَابُ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

''یہ باب تنوین سے ہے جس میں ظہر کی نماز کا وقت بیان کیا گیا ہے جو کہ زوال کے قریب ہے''

یعنی ظہر کی نماز کا اول وقت زوال آفتاب کے قریب ہے اور آفتاب کے زوال سے (یہ مراد) ہے کہ خط
استوا کی طرف سے مغرب کی طرف جھکنا ہے۔ عینی نے ابو طالب مکی سے یہ ذکر کیا ہے کہ زوال آفتاب
تین قسم پر ہے۔ اس کی پہلی قسم وہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ایک نہیں جانتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ
جس کو فرشتے بھی جانتے ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جس کو آدمی بھی جانتے ہیں اور قوت القلوب میں بھی یہ
آیا ہے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک دن پوچھا کہ زوال آفتاب ہوا ہے؟۔
جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا لا نعم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا لا نعم کے کیا معنی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام
نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سورج نے اپنے آسمان سے پانچ سو برس کی مسافت

Marfat.com

لانعم کے کہنے میں طے کی ہے لیکن اس حدیث کی صحت کے بارے میں بعض لوگوں نے گفتگو کی ہے

عینی میں ہے وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يُصَلِّيْ بِالْهَاجِرَةِ ''اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا'' جو کہ مشہور صحابی ہیں اور اس کے باپ کا نام عبداللہ ہے ''کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے نصف میں نماز پڑھا کرتے تھے''۔ انتہائی سخت گرمی میں نصف دن کو ھاجرۃ کہتے ہیں اور یہ حدیث حدیث ابراد (ٹھنڈا کرنا) کے ساتھ معارض نہیں ہے اس لیے کہ یہ حدیث مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے فعل مبارکہ سے ثابت ہے اور ابراد (ٹھنڈا کرنا) کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور فعل سے ثابت ہے پس یہ راجح ہوگئی اور بعض کہتے ہیں کہ جابر کی حدیث ابراد کے حدیث سے منسوخ ہے اور یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال سے متصل نماز ادا فرماتے تھے یہ پہلی تشریح ظہر کے وقت کے متعلق ہوا اور کان جو ہے یہ ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اکثر آپ اس طریقہ پر پڑھتے کہ نہ اتنا زیادہ اور نہ ہی زائد زیادتی کے ساتھ۔ پس یہ بات اس کے منافی نہ ہوئی کہ ٹھنڈا کرنا استحباب کی جہت سے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کبھی کبھی نماز ظہر کا پڑھنا اول وقت کے ذکر کرنے پر ہے یا یہ کہ جناب جابر کا ذکر کرنا موسم گرما میں ہے نہ کہ موسم سرما میں ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ھاجرۃ (نصف دن) ابراد (ٹھنڈا کرنا) میں شامل ہو اس لیے قاموس اللغت میں ہے کہ ھاجرۃ آدھا دن ہے زوال سے لے کر عصر تک۔ یہ اس لیے کہ لوگ اس وقت اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ گویا کہ لوگوں نے ہجرت کی اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس وجہ سے اس کا نام مھاجرۃ رکھا گیا۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور اس کا نام حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی شعیب نے'' اور وہ ابی حمزہ کا ہے ''وہ روایت کرتا ہے زہری سے'' اور زہری کا نام محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالک نے'' اور انس بن مالک نہایت ہی مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ ''کہ بیشک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت باہر تشریف لائے جبکہ (آفتاب) زوال کی طرف جھک گیا تھا'' یعنی زوال کی جانب جھک گیا تھا گویا زوال کا وقت ہوگیا تھا فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ ''پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر

Marfat.com

ریف فرما ہوئے'' اس لیے منبر پر قیام فرمایا کہ آپ کو منافقوں کی جس بات کی خبر ہوئی اس کا رد فرمائیں اور وہ
ہ بات تھی کہ منافقوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکالیف پہنچائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاجواب کر دیں، پس
نحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال میں آئے اور خطبہ ارشاد فرمایا فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَ ذَكَرَ اَنَّ فِيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ''پس
سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت اور اس میں جو بڑے بڑے امور تھے ان کا ذکر فرمایا'' یعنی اس قیامت کے احوال
ور اس میں آزمائشیں ہیں اور جو اس میں عذاب ہیں یا اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کا ذکر فرمایا۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ
حَبَّ اَنْ يَسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْ ''پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو
چاہئے کہ وہ مجھ سے پوچھے فَلَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا ''پس نہ پوچھو
گے تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں مگر میں تمہیں اس کی خبر دوں گا جب تک کہ میں اپنے اس مقام پر موجود ہوں''
ور لفظ مقام کی میم پر زبر ہے اور اخبرتکم ماضی کا صیغہ ہے جس سے مستقبل کی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے اس
جہت سے کہ یہ اشارہ ہے اس بات کا کہ یہ مستقبل کے واقع کی مثل ہے فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَ اَكْثَرَ اَنْ
يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ ''پس بہت لوگ (درمیان خطبہ) آہ و بکا کر رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار تکرار فرما رہے
تھے سلونی'' اور اس کلمہ کا یہ معنی ہے کہ ''پوچھو مجھ سے'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلمہ کو بار بار فرمایا اور
لوگوں کا آہ و بکا کرنا اس سبب سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے حالات و واقعات اپنے خطبہ مبارکہ میں
ارشاد فرمائے تھے۔ اور یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال میں آنے سے دنیا میں ان پر عذاب نازل ہو چنانچہ یہ قاعدہ
مقرر تھا کہ گزری ہوئی امتوں میں جس وقت وہ اپنے نبی (علیہ السلام) کی بات کو رد کرتے اور اپنے نبی کو جلال میں
لانے کا باعث بنتے تو ان پر عذاب نازل ہوتا۔ اور بکآء کا لفظ مد کے ساتھ بہت زیادہ اونچی آواز کھینچ کر رونے
اور کثرت سے آنسو بہانے کو کہتے ہیں فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ ''پس عبداللہ بن
حذافہ السہمی کھڑے ہو گئے'' حذافہ حاء مہملہ پر پیش ہے اور ذال معجمہ پر زبر ہے السہمی کے سین مہملہ
پر زبر ہے اور ہا پر جزم ہے یہ مہاجر ہے ''پس کہا (عبداللہ بن حذافہ) نے کہ میرا باپ کون ہے'' یہ سوال اس نے کیا
کہ درحقیقت اس کا باپ کون ہے آیا وہ جس کو ہم جانتے ہیں وہی ہے یا کوئی اور آدمی ہے اور اس سوال کرنے کی
وجہ یہ تھی کہ آپ سے پوچھا جائے کیونکہ لوگ اس کے نسب میں طعن کرتے تھے کہ اس (یعنی عبداللہ) کا باپ
حذافہ نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص ہے پس (عبداللہ) نے یہ چاہا کہ اس طعن کو جس کی مجھے عار دلائی جاتی ہے دور کیا

Marfat.com

جائے فَقَالَ اَبُوْکَ حُذَافَةَ ''پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا والد درحقیقت یہی حذافہ ہے
تیرے نسب میں کسی قسم کا طعن نہیں ہے ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَقُوْلَ سَلُوْنِیْ ''پس آنحضرت ﷺ نے بار بار کئی
تکرار کے ساتھ یہ فرمایا سلونی ''(مجھ سے پوچھو) یعنی آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ دہرا دہرا کر بیان فرمایا
حضور ﷺ کے جلال کی زیادتی کم نہیں ہوتی تھی فَبَرَکَ عُمَرُ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ ''پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں
بل'' اونٹ کی طرح ''بیٹھے'' آپ کا اس طریق پر اٹھنا حضور ﷺ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہونا ہے اور ا
درخواست کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کیلئے یہ اہتمام کرنا ہے اور برو ک کے معنی اونٹ
بیٹھنے کو کہتے ہیں لیکن اس جگہ واحد بیان کرنا صرف بیٹھنے سے مراد سمجھا گیا ہے۔

فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا ''پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم راض
ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے اس کے رب ہونے کی بناء پر اور اسلام پر اس کے دین ہونے کی وجہ سے او
جناب محمد ﷺ سے ان کے نبی ہونے کی وجہ سے'' اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر (بتدریج پرورش کرنے پر) اور دین
اسلام پر اور جناب محمد ﷺ کی نبوت پر راضی ہوئے ہیں اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آنحضرت ﷺ کے
غضبناک ہونے کے وقت ان تین چیزوں کا عرض کرنا یہ احتمال رکھتا ہے یا اس وجہ سے ہو کہ مطلوب کے حاصل
کرنے پر غصہ فرو ہو جاتا ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کو مخلوق کی طرف سے توحید کو قبول کرنے پر بہت خوشی ہوتی تھی
لہٰذا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزارش کرنے کا یہ مطلب تھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) وہ چیز جو مطلوب ہے موجود
ہے (یعنی ہم توحید و رسالت کو تسلیم کرتے ہیں) اور یہاں پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمع کا صیغہ (رضینا) ذکر
کر کے تمام لوگوں (صحابہ کرام) کو اپنے ساتھ اس گزارش اور اقرار میں شریک کر لیا ہے اور سب کی طرف سے خود
(نمائندگی کرتے ہوئے) قابل اعتبار ہوئے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کے اس جلال کی کیفیت میں کسی کو
ہمت نہیں تھی کہ اس موقع پر کوئی قدم اٹھاتا اگرچہ جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی جلالت شان سے
بخوبی آگاہ تھے مگر ان کے لئے کوئی اور راستہ نہ تھا سوائے اس اقدام کے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے جلال کو ٹھنڈ
کرتے کیونکہ حضور ﷺ کا غضبناک ہونا حق تعالیٰ کا غضبناک ہونا ہے اور ان تین چیزوں کا خصوصیت سے
بیان کرنا اس وجہ سے تھا کہ یہ تینوں امور اعتقادی اور عملی عبادت کے اصولوں میں سے ہیں۔

فَسَکَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ کَا الْخَیْرِ وَ الشَّرِّ

Marfat.com

یں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے'' یعنی کلمہ سلونی کہنے سے خاموش ہو گئے ''اس کے بعد فرمایا کہ میرے
امنے اس وقت جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا اس دیوار کے ایک گوشہ میں (میں نے) دیکھا پس میں نے اس
نت اور دوزخ کی طرح ابھی تک کوئی چیز نہیں دیکھی'' یعنی اس جنت کی طرح میں نے کوئی بہترین چیز نہیں دیکھی
راس جہنم کی طرح میں نے کوئی بری چیز نہیں دیکھی اور اس جنت اور دوزخ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کرنا
ں طرح تھا کہ یا وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پیش کئے گئے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس جنت اور
وزخ کے درمیان جو حجابات تھے وہ دور کر دیئے گئے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بطور تمثیل وہ دونوں پیش
کئے گئے اور لفظ آنفا الف کی مد کے ساتھ ہے اور آخر میں جو تنوین ہے وہ ظرفیہ ہے اور عرض کا لفظ عین مہملہ کی پیش
کے ساتھ ہے جس کے معنی طرف یا گوشہ کے ہیں اور خیر سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں اور شر سے مراد دوزخ کے
ذاب ہیں یا خیر سے مراد وہ اعمال اور اعتقادات ہیں جو جنت کو واجب کرتے ہیں اور شر سے مراد وہ اعمال اور

اعتقادات ہیں جو دوزخ کو واجب کرتے ہیں حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ
عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے'' یہ عمر الحارث الحوضی کا بیٹا ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں
حدیث بیان کی شعبہ نے'' یہ حجاج کا بیٹا ہے ''وہ ابی المنہال سے روایت کرتا ہے'' منہال کی میم کے نیچے زیر ہے
اور بعض نسخوں میں ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالمنہال نے ''وہ ابی برزہ سے روایت کرتا ہے'' باء موحدہ پر زبر
ہے اور راء مہملہ سکون کے ساتھ ہے اور دوسری راء معجمہ ہے اور اس کا نام نضلہ ہے نون پر زبر ہے اور ضاد معجمہ پر
جزم ہے عبید کا بیٹا ہے عبید مصغر ہے یہ صحابی ہے۔

قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا یَعْرِفُ جَلِیْسَهُ ''ابو برزہ نے کہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز اس حال میں ادا فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کو
پہچانتا تھا'' یعنی ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا صبح کے اجالے کی وجہ سے پہچانتا
تھا اور واو حال کے معنی میں ہے اور یہ حال بتا رہا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد ہے۔

وَیَقْرَاُ فِیْهَا مَابَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ ''اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ سے لے کر سو تک قرآن کی
آیات تلاوت فرماتے تھے'' اور سیاق کلام کی وجہ سے فوق (زیادہ) کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے اور لفظ بین تقاضا
کرتا ہے کہ اس میں متعدد یعنی زیادہ موجود ہے پس قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ آیتیں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں

Marfat.com

جبکہ اس میں کلمہ الیٰ نہ ہوتا۔اس تمام گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساٹھ آیتوں سے زیادہ تلاوت فرما
اس زیادتی کی انتہائی حد سو آیت تک ہوتی وَ یُصَلِّی الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ''جس وقت خط استوا
سورج زوال پزیر ہونے لگتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے'' چونکہ یہ ظہر کی نماز کا اول وقت تھا
باقی سارا وقت وَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَاَحَدُنَا یَذْهَبُ اِلَی اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ''
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے کہ ہم میں سے کوئی ایک شخص مدینہ منورہ کے آخ
کنارے تک جانا چاہتا اور پھر اس جگہ سے واپس لوٹ کر اپنے گھر آتا جو مدینہ منورہ کے دوسرے کنارے پر
سورج اسی طرح چمکتا تھا'' یعنی نہ تو سورج کی گرمی میں کمی ہوتی اور نہ سورج کا رنگ بدلتا اور نہ اس میں کسی قسم کا
پیدا ہوتا اور یہ وقت جو پہلے ذکر کیا گیا ہے یہ نماز عصر کا اول وقت ہے اور اس عبارت میں قد مقدر ہے رجع
یعنی احدنا یذهب الی اقصی المدینة قد رجع اور بعض نسخوں میں رجع جو ہے یہ بلفظ مضارع (یرجع
ہے اور بعض نسخوں میں ثم یرجع ہے اور بعض نسخوں میں فاذا رجع رجع والشمس حیه ہے وَنَسِیْتُ
قَالَ فِی الْمَغْرِبِ ''اور میں بھول گیا ہوں مغرب کی نماز کے وقت کے بارے میں جو ابو برزہ نے بتایا تھا'' یع
ابو منہال نے کہا کہ ابو برزہ نے جو مغرب کا وقت بتایا تھا میں اسے بھول گیا وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَآءِ اِلٰی
ثُلُثِ اللَّیْلِ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کی تاخیر (دیر) کرنے میں کوئی پرواہ نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ دو تہائی
رات بھی گزر جاتی'' ظاہر عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ بے پروائی دو تہائی رات کی عام طور پر نہیں تھی نہ کہ
مستحب ہونے کی وجہ سے چنانچہ یہ مشہور ہے لیکن بے پروائی نہ ہونے کی وجہ سے دیر کرنا بے باکی نہیں ہے۔لہٰذا
بے پروائی جلدی کے ساتھ بھی منتفی ہے چونکہ یہ تاخیر کرنا بسا اوقات تھا لہٰذا اس کا استحباب ہونا بھی حاصل ہو گ
واللہ اعلم اور لایبالی کا جملہ جو ہے یہ یصلی کے جملہ پر عطف ہے۔ ثُمَّ قَالَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ ''پھر ابو منہا
نے کہا کہ آدھی رات تک'' اور شطر نصف کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات تک نماز عشاء میں تا
کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِیْتُهٗ مَرَّةً فَقَالَ اَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ ''اور معاذ
کہا کہ شعبہ نے کہا کہ میں نے ابو منہال کے ساتھ اس کے بعد ایک بار ملاقات کی تو اس نے کہا کہ تہائی را
تک'' یعنی ابو منہال نصف یا ثلث کے درمیان متردد تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِ

Marfat.com

مَطَّانِ عَن بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِّي عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مقاتل نے'' مقاتل کی میم پر پیش ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے'' بن مبارک ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی خالد بن عبدالرحمٰن نے اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی غالب قطان نے'' قطان کے قاف پر زبر ہے اور طاء مہملہ پر تشدید ہے ''وہ روایت کرتا ہے بکر بن عبداللہ مزنی سے'' بکر کی ب پر زبر ہے اور کاف پر جزم ہے ''وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' جو صحابی ہے قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اِتِّقَاءَ الْحَرِّ ''انس بن مالک نے کہا کہ ہم جب ظہر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرتے تھے تو اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تاکہ گرمی سے بچ جائیں'' ظهائر ظهيره (پیشین) کی جمع ہے اور یہ جمع بہت زیادہ دنوں کی وجہ سے آئی ہے اور بعض نسخوں میں فسجدنا آیا ہے یعنی فاء زیادہ ہے اور عطف اس میں مقدر ہے یعنی فرشنا الثياب فسجدنا على ثيابنا (ہم اپنے کپڑوں کو بچھاتے اور ان کپڑوں پر ہم سجدہ کرتے) اور اتقا وقایہ سے مشتق ہے یعنی گرمی کی شدت سے بچنا ہے اور لقاء پر جو زبر ہے وہ مفعول له کی وجہ سے ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے کپڑوں پر نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے اور یہ حدیث ان کے رد پر آئی ہے اور نیز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ اس پر حجت ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب اس حدیث کے متعلق یہ ہے کہ جائے نماز کا رکھنا ہے یا اس کی مانند کسی چیز کا نہ کہ وہ کپڑا جو نماز پڑھنے والے کے بدن پر ہے جو کہ اس کے وجود کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔

بَابُ تَاخِيرِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ

''یہ باب ظہر کی نماز کو عصر کی نماز تک تاخیر سے پڑھنے کے بیان میں ہے''

یعنی اس اعتبار سے کہ یہ ظہر کی نماز ادا کرتا ہے جبکہ عصر کا وقت داخل ہوتا ہے نہ اس اعتبار سے کہ ظہر کی نماز عصر کی نماز کے ساتھ دونوں کو ایک وقت میں ادا کرے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعمان نے'' جس کا نام محمد ہے فضل کا بیٹا ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتا ہے وہ جابر بن زید سے روایت کرتا ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

کرتا ہے'' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صَلَّی بِالْمَدِیْنَۃِ سَبْعًا وَ ثَمَانِیًا ''یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینہ مبارکہ میں سات اور آٹھ رکعت نماز ایک ساتھ ادا فرمائیں''یعنی ظہر کو اتنا تاخیر سے ادا فرمایا کہ ظہر کے رکعت فرض ادا کرنے کے بعد عصر کا وقت داخل ہو گیا اور عصر کو اول وقت میں ادا فرمایا اس طرح یہ آٹھ رکعت گئیں، جبکہ مغرب اور عشاء میں بھی ایسا ہی کیا، یعنی مغرب کی نماز اس قدر تاخیر سے ادا فرمائی کہ تین رکعت فرض سے فراغت پانے کے بعد عشاء کی نماز کا وقت داخل ہو گیا اور آپ ﷺ نے نماز عشاء اول وقت میں ادا فرما یوں مغرب اور عشاء، سات رکعت فرض ہو گئے۔ اور جب کہ بعض کے نزدیک مغرب میں تاخیر کرنا اور عشاء کو اول وقت میں ادا کرنے میں اختلاف ہے تا کہ سرخی غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہے اس کے بعد عشاء کا وقت ہے بعض کے نزدیک سفیدی کے غائب ہونے کے وقت تک مغرب کا وقت ہے اس کے بعد عشاء کی نماز کا وقت ہے اور یہ اختلاف شفق کی تفسیر میں اختلاف کی بناء پر ہے اور وہ اختلاف یہ ہے کہ بعض حمرہ (سرخی) کے اور بعض بیاض (سفیدی) کے غائب ہونے کو کہتے ہیں اس بناء پر بعضوں نے وہم کر کے نماز مغرب کو نماز عشاء کے وقت میں ادا کر دیا اور بعضوں نے عشاء کو مغرب میں پڑھ لیا اور انہوں نے ان دونوں نمازوں کی ادائیگی کو حقیقی وقت میں جمع کرنے کا خیال کیا ہے حالانکہ یہ اکٹھا کرنا ایک صدوری فعل تھا فَقَالَ اَیُّوْبُ لَعَلَّہٗ فِیْ لَیْلَۃٍ مُطِیْرَۃٍ قَالَ عَسٰی ''پس ایوب سجستانی نے جناب جابر سے کہا کہ شاید وہ جماعت بہت ہی بارش والی رات میں ہوئی تھی جابر نے کہا کہ ہاں ہو سکتا ہے کہ اس رات بہت زیادہ بارش ہوئی ہو'' اور اس سے مراد تمام رات اور تمام دن ہے اس لئے کہ ظہر اور عصر کا ذکر فرمایا اور باقی ذکر نہ کیا تو یہ کافی تھا۔ یہ اس لیے کہ ایک قرینہ کا ذکر کرنا دوسرے قرینہ کا بیان ہوتا ہے اور یہ جو حذف کیا گیا ہے سوال کے اندر قرینہ کے اعتبار سے موجود ہے۔

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ

''یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے''

وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ مِنْ قَعْرِ حُجْرَتِھَا ''اور ابو اسامہ نے کہا'' الف پر پیش ہے ''وہ ہشام سے روایت کرتا ہے'' اور یہ ہشام عروہ کا بیٹا ہے ''وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے'' جس کا نام عروہ

Marfat.com

ہے وہ یعنی عروہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ جس کا نام زبیر ہے اور یہ زبیر ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے اور یہ زبیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ **من حجرتها** (اس حجرہ سے مراد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارکہ ہے) جیسا کہ آنے والی حدیث میں بیان کیا جا رہا ہے کہ **من قعر حجرتها** اور اس باب میں اس حدیث مبارک کو بیان کرنا نماز عصر کے اول وقت میں ادا کرنے کے لئے ہے۔ **منذ** رقمہ **من حجرتها** کو ظاہر پر محمول کریں تو اس سے مراد نماز عصر کا آخری وقت ہے۔ اس لئے کہ سورج کا مکمل طور پر حجرہ مبارکہ کے اندر آنا غروب آفتاب کے وقت ہوتا تھا پس اس اعتبار سے **من حجرتها** کی یہ تفسیر بیان کی اور اس سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز اس وقت ادا فرمائی کہ سورج کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک سے کبھی منتقل نہیں ہوتا تھا اور بعض نسخوں میں یہ تعلیق نہیں ہے اور تاخیر کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ آنے والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ سورج کا جو حصہ ہے وہ کسی چیز کو بیان کر رہا ہے جو کہ اس حدیث میں ہے۔

وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ حدیث بیان کی ابراہیم المنذر نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے اور اس نے روایت کرتا ہے ہشام سے یہ ہشام عروہ کا بیٹا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس کے باپ نے اور یہ عروہ

زبیر کا بیٹا ہے وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے **قَالَتْ كَانَ الْمُصَلِّي الَّذِي كَانَ يُصَلِّي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا** ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ تھا وہ مصلیٰ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے اس حال میں کہ حجرہ مبارکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سورج خارج نہیں ہوتا تھا **وَالشَّمْسُ** کی جو واؤ ہے اس کے معنی میں ہے اور **حجرتها** میں جو ضمیر ہے یہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف لوٹ رہی ہے اور **خروج** کے معنی میں ہے اور سایہ کے بغیر رہنے کی حالت کی قسم سے بیان کیا ہے اور بعض اہل بیان کے قول کے مطابق تجرید کے معنی کرتے ہیں یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ سے اور اپنے ہے اور عورتوں میں سے ایک عورت کے (حجرہ) کا ذکر کیا ہے اور اس وجہ ثابت کیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ اس عورت کے حجرہ سے آفتاب ابھی خارج نہیں ہوتا تھا

سورج سے مراد سورج کی روشنی ہے اس لئے کہ خاص سورج حجرہ میں داخل نہیں ہوتا تھا کہ وہ سورج اس (
سے نکل آئے اور اسامہ نے من حجرتها کی تفسیر میں من قعر حجرتها کہا ہے یعنی سورج اس حجرہ سے
میں نکلا۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ تفسیر من حجرتها کی. من قعر حجرتها سے کی جائے اور یہ تعجیل کا مقید
واضح تر ہے عصر کے مطلق ہونے سے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ
عَائِشَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے'' یہ سعید کا بیٹا ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے'' یہ
مصریوں کے امام ہیں ''وہ ابن شہاب سے روایت کرتا ہے'' یہ شہاب زہری ہے ''وہ روایت کرتا ہے عروہ سے
زبیر کا بیٹا ہے ''وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وس
صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا ''یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز ادا کرتے تھے اس حال میں کہ
المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں سورج ہوتا تھا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا ''ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں سایہ نظر نہیں آتا تھا'' اس لیے کہ جس وقت سورج حجرہ مبارک میں ہوتا
حجرہ میں سایہ نہ پڑتا اور یہ معنی وقت کے اوپر دلالت کرتا ہے کیونکہ فی بمعنے سایہ کے ہے اور بعض نے یہ معنی بیان
کیے ہیں کہ ان کے حجرہ مبارکہ سے روشنی نہیں نکلی تھی اور یہ معنی بھی وقت پر دلالت کرتا ہے کہ سایہ کو ضوء کے معنی میں
کہا اور ظاہر ہونا بمعنے صعود (چڑھنا) کے ہیں پس اس معنی کے اعتبار سے حجرہ مبارکہ میں سایہ کا نہ ہونا لازمی
کہ سورج حجرہ مبارکہ کے اندر موجود ہو۔ پس ان کے ان دونوں اقوال میں کوئی معارضہ نہیں ہے اور وہ دو اقوال
ہیں والشمس فی حجرتها اور دوسرا قول یہ ہے لم يظهر الفئی من حجرتها۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعِيْمٍ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے'' اس کا نام فضل
بن دکین ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عیینہ نے'' اور بعض نسخوں میں بجائے حدثنا کے اخبرنا
آیا ہے (یعنی ہمیں خبر دی ابن عیینہ نے) اور اس کا نام سفیان ہے ''وہ زہری سے روایت کرتا ہے وہ عروہ سے
روایت کرتا ہے'' یہ زبیر کا بیٹا ہے اور زبیر عوام کا بیٹا ہے ''وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتا ہے''
قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ
''ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ مبارکہ میں عصر کی نماز ادا فرمایا کرتے
تھے جبکہ سورج میرے حجرہ مبارکہ میں موجود ہوتا'' لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ ''ابھی تک سایہ ظاہر نہیں ہوا ہے'' یعنی

Marfat.com

ل وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے اور اس سے فارغ ہو جاتے اور بعد کا لفظ پیش کے ساتھ مبنی ہے بعدا سلئے کہ یہ

ظرف ہے، لفظ میں اضافت کو قطع کیا گیا ہے قَالَ اَبُوْعَبْدُ اللّٰہِ قَالَ مَالِکٌ وَیَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَشُعَیْبٌ

ابْنُ اَبِیْ حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ ''کہا ابوعبداللہ نے'' جو کہ اس کتاب کا مؤلف ہے'' اس نے کہا

کہ مالک نے کہا اور یحییٰ بن سعید اور شعیب اور ابن ابی حفصہ نے کہا اور سورج بہت زیادہ ظاہر تھا'' یعنی حجرہ میں

سورج خوب موجود تھا اور ابھی چڑھا ہوا نہیں تھا اور ظہور کے معنی یہاں پر چڑھنے کے ہیں (اونچا ہونے کے ہیں)

اور عدم ظہور جو ہے ان کے روایت میں سورج کے لیے ہے اور ابن عیینہ کی روایت میں سایہ کے لیے ہے۔ حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی

محمد بن مقاتل نے'' اور اس کی کنیت ابوالحسن مروزی ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے'' یہ عبداللہ بن

مبارک ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی عوف نے'' عوف ''ف'' کے ساتھ ہے اور وہ دیہاتی ہے'' وہ روایت کرتا

ہے سیار بن سلامہ سے'' سیار کی سین مہملہ پر زبر ہے اور یاء کے اوپر شد ہے اور سلامہ کی سین مہملہ پر زیر ہے اور لام

تخفیف سے ہے قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ ''سیار نے کہا کہ میں اور میرا باپ'' یعنی

سلامہ ہم دونوں ''ابی برزہ اسلمی کے پاس گئے'' ابی برزہ اسلمی کا نام فضلہ ہے فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَةَ ''ابی برزہ کو میرے باپ نے کہا کہ کس طرح رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کو ادا فرماتے تھے'' اور سلامہ کی مراد اس سوال سے نماز کے اوقات کا پوچھنا تھا لہٰذا ابو برزہ نے

اس کے جواب میں یہ کہا فَقَالَ کَانَ یُصَلِّی الْهَجِیْرَةَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰی حِیْنَ تَدْحَضُ

الشَّمْسُ ''پس ابو برزہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی نماز (ظہر) پڑھا کرتے تھے جس کو تم پہلے

وقت کے نام سے نام موسوم کرتے ہو جس وقت آسمان کے درمیان سے سورج مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوتا

ہے اور پہلا وقت اس وجہ سے اسے کہا گیا کہ نماز اول وقت میں پڑھی جاتی ہے اور ان اول اوقات میں جبرائیل

امین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی امامت کرائی تھی'' وَیُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰی رَحْلِهٖ فِی

اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ ''اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے اس کے بعد لوٹتے اور جس

وقت ہم میں سے کوئی ایک اپنے گھر جاتا جو مدینے منورہ کے آخری کونے میں تھا اس حال میں کہ سورج اسی طرح

تابناک ہوتا'' یعنی اس میں اسی طرح گرمی ہوتی اسی طرح اس کا رنگ ہوتا اور اسی طرح اس کی روشنی ہوتی اور لفظ

Marfat.com

رحل راء مہملہ کی زبر سے ہے اور حاء مہملہ پر جزم ہے جس کے معنی مکان کے ہیں وَ نَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ ''اور میں بھول گیا اس وقت کو جو ابی برزہ نے مغرب کے وقت کے بارے میں مجھے بتایا تھا'' اور ا بات کا کہنے والا سیار ہے۔ وَ کَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ ''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے اول وقت میں تاخیر کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے کہ تم بھی اس نماز کو پڑھا کرو عتمہ کے ساتھ'' عتمہ کے عین تاء اور میم پر زبر ہے اس نماز کو خاص طور پر اس وقت کے بیان کرنے میں پوری علامت ہے اسلئے کہ یہ مؤذن کا نام ہے اس کے تاخیر کرنے کے ذکر نے، برعکس اور نمازوں کے نماز ظہر اور نماز عشاء کو مقید کر دیا ہے اس لئے کہ وہ پہلے پڑھی جاتی ہیں اور ان دونوں میں تاخیر کرنی ہے نہ کہ باقی نمازوں میں۔ وَ کَانَ یَکْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَ الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا ''اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے نیند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے'' اور اس عشاء کی نماز کے بعد ''باتیں کرنے کو بھی ناپسند فرماتے تھے'' اور اس نیند سے ہمیشہ (عمداً) اور ارادہ کے ساتھ سونا مراد ہے۔ اگر چہ صحابہ کرام سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نیند غالب آ جاتی تھی اس وقت جبکہ وہ مسجد نبوی شریف میں نماز کا انتظار فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کا سر اقدس ان کے سینہ مبارک پر گر جاتا اور باتیں کرنے سے مراد بغیر ضرورت کے دنیا داری کی باتیں کرنا ہے اس لیے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت کے وقت اور کسی بات کی حاجت کے وقت گفتگو فرماتے تھے چنانچہ یہ مسئلہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے اپنے موقع پر آ جائے گا وَ کَانَ یَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِیْنَ یَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِیْسَهٗ ''اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو (ہر شخص) اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو پہچان لیتا تھا'' یعنی صبح کا وقت اس طرح روشن ہو جاتا کہ ہر ایک شخص اس آدمی کو پہچان لیتا تھا جو اس کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوتا، کہ یہ کون ہے وَ یَقْرَاُ بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ ''اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے سو آیتوں تک تلاوت اور قرأت فرماتے تھے'' یعنی کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساٹھ آیتیں اور کبھی ان سے زیادہ سو آیتوں تک تلاوت فرماتے اور مشیت ایزدی سے کبھی کم اور کبھی زیادہ تلاوت فرماتے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے وہ روایت کرتا ہے امام مالک سے وہ روایت کرتا ہے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' یہ صحابی ہیں قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ یَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلَی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَیَجِدُهُمْ یُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ ''انس بن

ک نے کہا ہم نماز عصر پڑھا کرتے تھے کہ اس کے بعد ایک شخص بنی عمرو بن عوف کی طرف نکلتا اور وہاں لوگوں کو
صر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا'' اور بنی عمرو بن عوف قبا میں رہتے تھے اور یہ جگہ مدینہ مبارکہ سے دو کروہ (یعنی پانچ
یل) کے فاصلے پر تھی یَجِدُ اور نَجِدُ متکلم کا صیغہ اور غائب کا صیغہ ہے اور دونوں سے روایت ہوا ہے اور عصر
سے مراد اس دن کی عصر ہے اور یہ تاخیر سے نماز پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے لہٰذا وہ عصر کی نماز کو

س کے درمیانے وقت میں پڑھتے تھے حَدَّثَنَا اِبْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ
ثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی ابن مقاتل نے'' یہ ابن مقاتل
بوالحسن محمد مروزی ہے وہ کہتا ہے کہ ''ہمیں خبر دی عبداللہ نے'' یہ ابن مبارک ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر
ن عثمان بن سہل حنیف نے'' حنیف تصغیر کا صیغہ ہے ''ابوبکر نے کہا کہ میں نے سنا ابا امامہ سے'' امامہ کے حمزہ پر
یش ہے اور اس کا نام سعد بن سہل بن حنیف ہے یَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ''کہ وہ کہتا تھا

کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی'' ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّى الْعَصْرَ ''پھر اس کے بعد ہم نکلے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے پس ہم نے اس کو

نماز عصر پڑھتے ہوئے اپنے گھر میں پایا'' اس کا گھر مسجد نبوی کے ایک جانب تھا فَقُلْتُ يَاعَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ
الَّتِىْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ ''پس میں نے کہا اے چچا جان یہ کون سی نماز ہے جو تو نے پڑھی ہے تو انہوں نے
جواب دیا کہ یہ عصر کی نماز ہے'' ابوامامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو یہ چچا جان کہا یہ ان کی تعظیم اور توقیر کی وجہ سے کہا
اور جناب انس رضی اللہ عنہ ابی امامہ کے کوئی نسبی یا رشتہ دار نہیں تھے دراصل ان کا سوال کرنا نماز کے وقت معین کے متعلق
تھا کہ کیا وہ ظہر کی نماز ہے یا عصر کی۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے ظہر میں جو تاخیر کی وہ اس وجہ سے تھی کہ ان کو حدیث
پہنچی تھی کہ تاخیر مستحب ہے یا عمر بن عبدالعزیز کو کوئی عذر ہوگا (جس کی وجہ سے اس نے تاخیر کی) اور ہم میں یا جو ہے

یہ یا میم کے بعد ہے (یعنی عمی ہے اور یہ یا گر گئی ہے) اور اصلی بات وہی وقت کا تعین ہے وَهٰذِهِ صَلٰوةُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الَّتِىْ كُنَّا نُصَلِّىْ مَعَهٗ ''اور یہ نماز وہی نماز ہے جو کہ ہم رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور هٰذِهِ کا جو اشارہ ہے وہ نماز کے وقت کے تعین کے لئے ہے اور بعض
اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت عصر کی نماز پڑھتے تھے اور یہ تعین نوعیت کے اعتبار سے تھا نہ اس شخص کے اعتبار
سے واللہ اعلم۔

Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ

''یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے اور اکثر نسخوں میں یہ باب اور ترجمہ نہیں ہے اس لئے کہ دوبارہ اس کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیا کی ابوالیمان نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی شعیب نے وہ روایت کرتا ہے زہری سے اس نے کہا کہ مجھے حدیہ بیان کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے'' جو صحابی ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يُصَلِّ الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ ''انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کر تے تھے اس حال میں کہ سورج بلند ہوتا اور خوب روشن ہوتا'' یعنی اس سورج میں کوئی تغیر نہ ہوتا اور نہ وہ رنگ بدلتا فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِیْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ''اور جاتا جانے والا مدینہ منورہ کے دیہاتوں میں اور وہاں پہنچ کر واپس لوٹ کر آتا تو اس حال میں بھی سورج بلند ہی ہوتا'' مگر اس کے نواح میں پہنچنے پر جو بلندی تھی یہ اس سے کمتر ہوتی اور عوالی، عالیہ کی جمع ہے اور یہ دیہات جن کا ذکر کیا گیا ہے یہ نجد کی جانب ہیں وَ بَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ ''اور بعض دیہات مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلے پر ہیں یا اس کے برابر اور دونوں طرف سے کمی اور زیادتی کے اعتبار سے بالکل درمیان میں ہیں اور تحقیق کے ساتھ بعض لوگوں نے آٹھ میل لکھا ہے اور بعض نے دو میل لہٰذا معلوم ہوا کہ جو دیہات نواح مدینہ کے قریب ہیں وہ دو میل پر ہیں جو سب سے دور ہیں وہ آٹھ میل پر ہیں اور فرسخ کا تیسرا حصہ میل ہے اور ایک فرسخ چار ہزار گز ہے محمد بن فرخ شاہ کے دور میں ایک گز چوبیس انگشت کے برابر تھا اور یہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کے شمار کے برابر ہے (یعنی یہ حروف جو چوبیس ہیں) اور انگلی کی چوڑائی چھ جو (شعیر) ہے اور جو ملا ہوا ہے دوسرے جو (شعیر) کے ساتھ اور جو (شعیر) کے دانے کا وزن رائی کے سات دانوں کے وزن کے برابر ہے اور اس حدیث میں ملاپ پایا جاتا ہے اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی توجہ فرماتے عصر کی نماز کے ساتھ کمال توجہ کے ساتھ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی امام مالک نے وہ روایت کرتا ہے ابن

Marfat.com

ب سے وہ روایت کرتا ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' صحابی ہیں قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ
ذَاهِبٌ مِنَّا إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ''انس بن مالک نے کہا کہ ہم نماز عصر پڑھا کرتے تھے
ں کے بعد جانے والا ہم سے قبا کی طرف جاتا پھر قبا سے واپس آتا اس حال میں کہ ابھی سورج بلند ہوتا'' اور انس
ن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مراد اس جانے والے سے اپنی ذات تھی جیسا کہ ابی الابیض کی روایت میں ہے ثم ارجع
لی قومی فیناحیة المدینة الی اهل قبا (پھر میں واپس لوٹتا اپنی قوم کی طرف اہل قبا سے نواح مدینہ کی
یاب اور لفظ قبا مد کے ساتھ ہے قصر صرف عدم صرف مذکر اور مؤنث ہوتا ہے اور اس قبا میں نہایت فصیح یہ ہے
کہ مذکر ہے اور صرف ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

''یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو کہ عصر کی نماز
کو فوت کرتا ہے اور مراد اس فوت ہونے سے تاخیر کرنا ہے''

یعنی ایسی تاخیر کرنا جو بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر کی جاتی ہے اس وقت سے جس میں نماز ادا پڑھنا
جائز ہے اس لئے کہ گناہ کا مرتب ہونا اسی دانستہ تاخیر کرنے پر ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ''ہمیں حدیث بیان کی
عبداللہ بن یوسف نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی مالک نے وہ روایت کرتا ہے نافع سے اس وہ عبداللہ بن عمر

روایت کرتا ہے عبداللہ بن عمر سے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ ''یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے نماز عصر فوت ہوئی
(جاتی رہی) گویا کہ اس سے اس کے اہل اور اس کا مال برباد ہوا'' وتر مجہول کا صیغہ ہے اور اس روایت سے ساتھ
اس کا ما بعد نصب سے ہے اور چونکہ مفعول ثانی ہے اس لئے مشہور ہے اور مفعول اول میں ضمیر چھپی ہوئی ہے جو کہ
اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس سے نماز عصر فوت ہوئی ہے یعنی وہ شخص گویا وتر کیا گیا اپنے اہل اور مال سے پیچھا کیا گیا
ہے۔ اور اہل اور مال پیش (رفع) سے بھی روایت ہے وہ اس بنا پر کہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اور فاعل

Marfat.com

پروتر میں ضمیر مستتر نہیں ہوتی قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ یَتِرَکُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَہٗ قَتِیْلًا اَوْ اَخَذْتَ

''ابوعبداللہ نے کہا'' جو کہ مؤلف ہے اس نے کہا کہ جو یتـــرکـم ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اس ارشاد کی طر
کہ لَنْ یَتِرَکُمْ اَعْمَالَکُمْ کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ اس مقام پر وتر جو ہے یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی
اور اس کی تفسیر انہوں نے اس لئے بیان نہیں کی کہ مفسروں نے اس کی تفسیر اپنے مقام پر بیان کر دی ہے چنا
انہوں نے کہا ہے کہ ''اس کے معنی کسی چیز کا کم کرنا ہے'' اور دوسروں نے کہا وتـرت الـرجل یعنی میں نے ا
آدمی کو الگ کر دیا اور یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے کہ ''جبکہ ایک آدمی کو مار دیا جائے یا قتل کیا جائے یا اس کا ما
چھین لیا جائے اور یہ قول اس وقت ہے جبکہ وتر ایک مفعول پر متعدی ہو اور روایت بالا کا یہ قول مؤید (تائید کر
والا) ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ تَرَکَ الْعَصْرَ

''یہ باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں ہے جو کہ نماز عصر کو ترک کر دے یعنی نہ پڑھے''

اس باب کا مطلب گزرے ہوئے باب سے خاص طور پر بیان کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس جگہ کلمہ ترک
مسند ہے تارک (چھوڑنے والا) کی طرف یہ اخلا کے ساتھ ہے اور گزرے ہوئے باب میں لفظ فوت
مسند ہے جو کہ استناد کیا گیا ہے نمازی کی طرف جس نے نماز کو اس کے وقت کے اندر قائم کیا ہے۔ اور
وہ اخلا سے عام ہے اس لئے کہ ترک کا وہ قصد کر رہا ہے اس کے بعد اس مؤلف (امام بخاری) نے
اس باب کے لکھنے کا اس لئے ارادہ کیا تا کہ عصر کی نماز کے نہ پڑھنے کا تذکرہ کرے اور اس حدیث میں
جو ذکر کیا ہے وہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس طرح دنیا کی نعمتیں فوت ہو جاتی ہیں اسی طرح یہ عصر کی
نماز بھی ایک نعمت ہے جو فوت ہوئی ہے اور احباب نے اس کو دوسرے باب کے ساتھ باندھا اس لئے
کہ اس میں ایسی حدیث مبارک کا ذکر ہے جس میں دلیل ہے اس کی کہ آخرت کی محبوب ترین چیزوں
کے فوت ہونے کے باعث عصر کی نماز کے ترک کرنے کی جزا کا ذکر ہے اور وہ آخرت کی نعمتیں اعمال
صالحہ ہیں جن پر ثواب اور آخری نعمتیں مرتب ہوتی ہیں لہٰذا اس باب کی تخصیص پہلے باب پر یہ ہے کہ
عصر کی نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز کا وقت دنیاوی امور میں انتہائی منہمک اور مشغول

Marfat.com

رہنے کا وقت ہے چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ شارع (پیغمبر) نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس نماز کے متعلق خاص حکم اس آیت میں فرمایا ہے اور یہ حکم نہایت ہی واضح اور مشہور ہے کہ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی ''حفاظت کرو تمام نمازوں کی اور خصوصاً نماز وسطی یعنی نماز عصر کی''۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ

ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن ابی قلابہ نے'' قلابہ قاف کی زبر کے ساتھ ہے'' وہ روایت کرتا ہے ابی الملیح سے'' ملیح میم کی زبر کے ساتھ اور لام کی زیر کے ساتھ ہے اور اس کے آخر میں حاء مہملہ ہے اور اس ابی الملیح کا نام عامر بن اسامہ ہے

قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِى غزوة فِى يَوْمٍ ذِى غَيْمٍ ''کہا ابی ملیح نے کہ ہم بریدہ کے ساتھ تھے بریدہ صحابی ہے اسلمی کا بیٹا ہے اور یہ شخص صحابہ میں وہ آخری صحابی ہے جو خراسان میں ۶۳ھ میں فوت ہوا ایک غزوہ میں اس نے کہا

کہ جب بارش ہو رہی تھی'' فَقَالَ بَكِّرُوا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ ''بریدہ نے جلدی پڑھو عصر کی نماز کو اس دن کے بادل اور بریدہ نے فرمایا کہ یہ ارشاد جو حکم کی صورت میں ہے عصر کی نماز کے وقت سے آنے پر دلالت کرتا ہے بطور پر ظاہر تھا یا دلیل کے حکموں سے نکل رہا تھا یا ان کا اپنے اجتہاد کا قول ہے اور بکروا عجلوا و اسرعوا (جلدی کرو) کے معنی میں ہے۔

بِاَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ''ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عصر کی نماز کو ترک کرے پس تحقیق ضائع ہوئی اس کی محنت (حبط کے نیچے زیر سے ہے جس کے معنی بطلان (ضائع ہونا یا گم ہونا) کے ہیں اور ترک سے مراد ترک کرنا (چھوڑ دینا) یا اس عصر کے فرض کا انکار کرنا ہے اس جان بوجھ کر فرض کے ترک کرنے والے کا یعنی عصر کی نماز کو وقت کے اندر ادا کرنے کو فرض نہ جاننا کفر ہے اور جب وہ یہ قول سے جتنے اس سے پہلے اسلام کے زمانے میں عمل کئے تھے وہ سب ضائع ہو گئے یا حبط سے مراد اس کے نیکیوں کا ضائع ہو گئے یا اس سے مراد وہ دنیاوی عمل ہیں جو اس وقت کی نماز نہ پڑھنے کے وقت کرتا رہا حاصل نہ کرنا اور انتہائی ڈرانے کے لئے یہ حدیث لائے ہیں یعنی کوئی ضائع ہو یا نہ ہو طور پر ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ اس میں وعید ہے اس بات پر کہ اس وقت اس کے فوت ہونے سے

پیش کئے جاتے ہیں اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت لوگ امور دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں اور فر
وشام اکٹھے ہوتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

''یہ باب نماز عصر کی فضیلت کے بیان میں ہے اکثر علماء کے
نزدیک یہ عصر کی نماز کی فضیلت دوسری نمازوں پر ہے''

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ
''ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے'' حمیدی کی حاء مہملہ پر پیش ہے اور وہ حمیدی عبداللہ بن زبیر ہے جو قرشی
مکی ہے۔ ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مروان بن معاویہ نے'' بن حارث کراری ہے ''اس نے کہا
ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل نے'' جو کہ ابن ابی خالد ہے۔ ''وہ روایت کرتا ہے قیس سے'' اور یہ قیس ابی حازم
بیٹا ہے۔ حاء مہملہ اور زاء معجمہ سے ہے (حازم) یہ بلخی کوفی محضرمی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ روایت کرتا ہے اور اس
سے روایت کی جاتی ہے دس اشخاص کے ساتھ۔ ہجرت کے نوے سال میں یا اس سے پہلے فوت ہوا اس کی عمر

سال سے زیادہ تھی۔ ''وہ روایت کرتا ہے جریر بن عبداللہ سے رضی اللہ عنہ'' صحابی ہے قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی ا
علیہ و آلہ وسلم فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً ''جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایک
رات موجود تھے پس دیکھا رات کو چاند کی طرف'' اور اس سے مراد پہلی رات کا چاند تھا جیسا کہ مسلم شریف کی ایک
روایت میں آیا ہے فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ ''پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرما
عنقریب تم اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کو دیکھ لو گے جس طرح کہ تم اس وقت اس چاند کو دیکھ رہے ہو'' اور
تشبیہ رویت کے لئے ہے نہ کہ مرئی کے لئے وَلَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ ''اور اس کے دیکھنے میں تم کسی قسم کا
محنت اور مشکل نہ پاؤ گے'' اور تضامون تاء مثناۃ فوقیہ کی پیش کے ساتھ ہے اور میم کی تخفیف سے ہے ضیم سے
مشتق ہے جس کے معنی مشکل اور محنت کے ہیں اور یا تاء مثناۃ فوقیہ پر زبر ہے اور میم پر شد ہے ضیم سے ہے یعنی
چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں مشکل میں نہیں پڑتے یا پہلی رات کے چاند کو دیکھنے میں جو کبھی چھپ جاتا

Marfat.com

ولوں میں گھر جاتا ہے فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَفْعَلُوْا ''پس اگر تم رہ نہ جاؤ اس نماز سے جو کہ صبح سورج نکلنے سے پہلے ہے'' یعنی صبح کی نماز ''تو مقدور بھر ادا کرو (اسی طرح) اس نماز سے جو کہ غروب آفتاب سے پہلے ہے'' یعنی نماز عصر ہوتی ہے ''پس پڑھو انہیں'' اور یہ دو نمازوں کا علیحدہ بیان فرمانا اس لحاظ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویئت جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر عظیم نعمت ہے۔ وہ اسی ترتیب سے بیان کی گئی ہے اور جو اس راہ سے محبت کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اسی طرح عمل کرے اگرچہ یہ عمل دنیاوی اعتبار سے مشکل ہے مگر اخروی نعمتوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں میں اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے اور تغلبوا کی ت پر پیش اور لام پر زبر یہ مبنی ہے مفعول کی وجہ سے یعنی اگر تم نماز کو ادا کر سکتے ہو تو کرو اور اپنی طاقت کے مطابق ان اشغال کو چھوڑ دو جو کہ اس نماز کی ادائیگی کے منافی ہیں جیسا کہ نیند ہے اور وہ کام جو کہ ان نماز کے مانع ہیں پس ان اسباب کو ترک کر کے اس نماز کو ادا کرو تا کہ وہ نماز تم سے رہ نہ جائے ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِهَا ''اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تائید اور فضیلت کے اعتبار سے اس کی تائید میں یہ آیہ کریمہ'' دلیل کے طور پر ''تلاوت فرمائی'' (فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها) (اور اس آیت میں دو نمازوں کی خصوصی تاکید ہے۔ اس آیت سے یہ معنی ہیں کے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد میں تسبیح کے ساتھ مصروف رہ) اور تسبیح سے مراد نماز ہے اور بعض فاضل قرا نے جریر کو صحابی کہا ہے قَالَ اِسْمٰعِیْلُ اِفْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّکُمْ ''اسماعیل نے کہا ہے'' یہ ابی خالد کا بیٹا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی تفسیر میں فرمایا ہے جو افعلوا ہے کہ لا تفوتنکم ہے۔ ''یعنی تم سے کسی وقت بھی ہرگز یہ نماز فوت نہ ہو'' یہی افعلوا کے معنی ہیں اس لئے کہ عبارت میں افعلوا موجود ہے اور فعل شی وجودی یعنی کوئی کام کرنا کسی وجہ سے فوت ہوتا ہے اور اس جگہ عدم مفعولیت نہیں ہے اس لئے کہ لا تفوتنکم کی تفسیر افعلوا کے ساتھ ذکر کی ہے جو کہ عدم (جو مذکور نہیں) ہے اور کسی چیز کا فوت ہونا اس فعل کے نہ ہونے کے برابر ہے لازم کا ذکر کرنا عدم فعل کے لئے ہے اور اس کا یہ ارادہ کرنا ضروری ہے اور یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مشرف ہونے کے ممکن ہونے پر دلیل ہے اور یہ دیدار سے مشرف ہونا مومنوں کو آخرت میں نصیب ہونا ہے یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان

Marfat.com

کی عبداللہ بن یوسف نے اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے وہ روایت کرتا ہے ابی الزناد سے'' اس کا نام
اللہ ذکوان ہے'' وہ اعرج سے روایت کرتا ہے'' عبدالرحمٰن ہرمز ہے'' وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' جو
صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَئِکَۃٌ
بِالنَّھَارِ ''یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر یکے بعد دیگرے مسلسل فرشتے رات کے وقت اور دن کے وقت
آتے ہیں'' اور پے در پے آنے سے مراد فرشتوں کی ایک جماعت ہے یعنی یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کا آ
اور تنکیر ملائکہ یہ فائدہ دیتی ہے کہ جماعت ثانی غیر اولیٰ ہے اور ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ حفاظت کر
والے ہیں اور یتعاقبون فیکم ملٰئکۃ باللیل کی ترکیب مشہور ہے اور اس پر وارد اعتراض کا حل بھی مشہو
ہے۔ بعض علماء اس کو اکلونی البراغیث کی لغت سے ٹھہراتے ہیں یعنی اسم ظاہر مرفوع کو فاعل اور واؤ کو جمع کی
علامت بنا کر اور بعض علماء اسم ظاہر مرفوع کو فاعل سے بدل ٹھہراتے ہیں باوجود اس بات کے کہ یہ اسم ظاہر نکرہ بغیر
وصف کے اور احتمال ہے کہ اس عبارت کو حذف مبتداء پر محمول کیا جائے اور یہ جملہ مستانفہ یتعاقبون کا بیان ہو گو
پوچھا گیا کہ من المتعاقبون ؟'' کون ہیں پے در پے آنے والے ؟ جواب ملا کہ ملٰئکۃ یعنی المتعاقبون
ملٰئکۃ ''کہ پے در پے آنے والے فرشتے ہیں'' اور ان لوگوں کا قول کہ انہوں نے کہا ہے کہ بدلیت (یعنی دوسرا
جواب) اور تقدیر مبتداء (یعنی تیسرا جواب) ضعیف ہیں ان لوگوں کے نزدیک جو علم نحو اور علم معانی جانتے ہیں
قابل التفات نہیں ہے اس لئے کہ لغت عالی پر کلام کو حمل کرنا بہتر ہے بہ نسبت لغت سافل کے اور مجمل کا بیان
مفصل سے (جو ان دونوں جوابوں میں ہے) بہت زیادہ ہے وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَ
الْعَصْرِ ''اور دن رات میں ملائکہ صبح کی اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں'' تعاقب اجتماع کے منافی نہیں ہے
اس لئے کہ تعاقب عام ہے جو کہ اجتماع پر بھی شامل ہے چنانچہ یہ ضدین بغیر اجتماع کے بھی حاصل ہو سکتا ہے اور
اس سے مراد ان نمازیوں پر جو کہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں فرشتوں کا موجود ہونا ہے اور فرشتوں کا ان دو وقتوں
میں نمازیوں کی جماعت میں حاضر ہونے کی تخصیص سے یہ مراد ہے کہ مومنوں کی یہ عبادات ان کی حضوری سے
نہایت ہی مشرف اور مکرم ہو جاتی ہے اور ان کے ساتھ بہت ہی مہربانی ہے اس بات میں کہ ان کی شہادت بہت ہی
بہتر تعریف اور پاکیزہ ذکر سے ہوتی ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ انتہائی تعریف ہو ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا
فِیْکُمْ فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ ''پھر چڑھتے ہیں'' اور اوپر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو

ب کا مقام ہے وہ پاتے ہیں۔ ''وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری پس ان سے پروردگار عالم پوچھتا ہے
الانکہ وہ خداوند بزرگ و برتر مومنوں کے حال کو ان فرشتوں سے بہت ہی زیادہ جاننے والا ہے'' یہاں پر افعل
ضیل کو حذف کر دیا گیا ہے اور اکتفا کیا گیا ہے الذین باتوا پر الذین ظلوا سے چنانچہ احد المثلین کے
ن میں ایک دوسرے پر اکتفا کیا جاتا ہے جیسا کہ سَرَابِیلَ تَقِیکُمُ الْحَرَّ میں اکتفا کیا جاتا ہے اور یا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیفیت دن کے دو طرف اور رات کے دو طرف ہے اور یا بات کو بطریق خوش طبعی سے
ستعمال کیا گیا ہے پس بات کو (رات کو) بغیر دن کے رات کے ساتھ خاص طور پر بیان نہیں کیا اور ملائکہ سے
ل سوال کرنے میں یہ راز ہے کہ اس حکمت کو بیان کیا جائے جو کہ نوع انسانی کی پیدائش میں مضمر تھی مگر اس سے بل
قابل مخلوق یعنی فرشتوں نے اعتراض کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا (کیا تو بنائے
الا ہے اس زمین میں اس کو جو کہ فساد پھیلائے گا) جان لینا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ دن میں دو دفعہ
ن فرشتوں پر اپنی حجت قائم فرماتا ہے صرف ایک سوال کے جواب میں جو کہ فرشتوں سے بطریق ہدایت طلب
کرنے کے صادر ہوا تھا پس ہر حالت میں انسان کو چاہئے کہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے نصیحت حاصل
کرے اور خبردار رہے اور اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے کسی وقت بھی غفلت اختیار نہ کرے حفظنا اللہ بحرمۃ
لنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی حرمت کے صدقے میں ہمیں ان سے محفوظ
کھے) كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ''تم نے کس حالت میں میرے بندوں کو
چھوڑا'' یعنی تم ان سے جب جدا ہوئے تو وہ کس حال میں تھے ''پس وہ کہیں گے کہ ہم انہیں اس حال میں چھوڑ
آئے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے'' اس جگہ یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ نمازیوں کے پاس دوسرے فرشتوں کے آنے
سے قبل ان پہلے فرشتوں کی جدائی دکھائی دے رہی ہے اور حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کا آنا نمازیوں
کے پاس وہ ہے کہ جو نمازی اول وقت میں نماز پڑھتے ہیں وہ فرشتے اس وقت انکے پاس آتے ہیں اور ان
فرشتوں کا چلا جانا اس وقت ہے جبکہ نماز پڑھنے والے وسط وقت میں نماز پڑھتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باعتبار
ماکان وھم یصلون مجازاً ہو اور اس حیثیت سے کہ وہ فرشتے بعد ان کی نماز کے مقرر ہیں اور اس سوال کو
خصوصیت کے ساتھ بیان کرنا اس اعتبار سے ہے کہ یہ عمل ذریعہ نجات ہے وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ''اور ہم
انکے پاس اس حال میں آئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے'' اگر کوئی یہ کہے کہ ترکناھم اور ھم یصلون پر تو جواب پورا ہو

Marfat.com

چکا تھا تو اس کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ واتیناھم وھم یصلون کس پر مبنی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ نما
کی فضیلت کو ظاہر کیا جائے اور تحریص (شوق) دلانا ہے کہ ان اعمال کو بار بار ذکر کیا جائے جو گناہوں کی مغفر
باعث ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مخاطب کرنے میں ذوق کا باعث ہو۔

بَابُ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے کہ جس نے نماز عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے پالی''
اور بعض نسخوں میں قبل الغروب کے قبل المغرب آیا ہے اور یہ معنی اس اعتبار سے ہے کہ من
موصول کا ہو اور باب کا کلمہ اس کی طرف مضاف ہو اور اگر من کو شرطیہ کہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ جو
شخص غروب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت کو پالے تو وہ اپنی اس نماز کو پورا کر لے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ''حدیث بیان کی ہمیں ا
نعیم نے'' اور اس کا نام فضل بن دکین ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے'' یہ عبدالرحمٰن تیمی کا بیٹا
ہے ''وہ روایت کرتا ہے یحییٰ سے'' یہ یحییٰ ابن کثیر کا بیٹا ہے ''وہ روایت کرتا ہے ابی سلمہ سے'' یہ ابی سلمہ عبداللہ ہے جو
عبدالرحمان بن عوف کا بیٹا ہے ''وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے'' کہ وہ صحابی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِذَا اَدْرَکَ اَحَدُکُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ
''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت کہ تم میں سے کسی ایک نے نماز عصر کی
ایک رکعت کو بھی پالیا غروب آفتاب سے پہلے'' فَلْیُتِمَّ صَلٰوتَهٗ ''پس چاہئے کہ یہ شخص اس نماز عصر کو پورا کر لے''
اور سجدہ سے مراد ایک پوری رکعت ہے کیونکہ جزو کا ذکر کر کے کل مراد لی ہے وَاِذَا اَدْرَکَ سَجْدَةً مِنَ الصُّبْحِ
قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْیُتِمَّ صَلٰوتَهٗ ''اور جس وقت کہ پالی ایک رکعت صبح کی نماز میں سورج کے نکلنے سے
پہلے پس چاہئے کہ وہ اپنی نماز کو پورا کر لے'' اور یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے اسلئے کہ انہوں نے نماز
کے حکم میں پوری رکعت کو برابر سمجھا ہے اس شخص کے حق میں جس نے عصر کی نماز میں یا صبح کی نماز میں ایک رکعت
کو پایا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نمازوں میں فرق کیا ہے انہوں نے صبح کی نماز میں بطلان (رد) کیا

Marfat.com

اور عصر کی نماز میں درست (صحیح) کا حکم دیا ہے اس لئے کہ فجر کی نماز کا شروع وقت کے اندر ہے مگر اس کا
تمام منع کے وقت میں یعنی سورج کے طلوع ہونے کے وقت میں ہوتا ہے پس ادا کرنا واجب کی طرح نہ ہوا۔ اور
عصر میں نماز کا شروع کرنا ناقص وقت میں تھا لہٰذا اس کی ادائیگی واجب کی طرح ہوگی۔ پس اگر تو کہے کہ امام ابو
حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس حدیث کا کیا جواب ہے جو کہ ظاہر طلوع آفتاب کے بعد کی بناء پر ہے میں کہتا ہوں کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث متواترہ سے طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے اتنی احادیث
موجود نہیں ہیں کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز کی اباحت (مباح) ثابت ہو لہٰذا وہ احادیث جو اباحت پر ہیں
منسوخ ہیں ان احادیث سے جو کہ متواتر ہیں مناہی پر (یعنی ناسخ) ہیں پس اگر تو کہے کہ جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ
نسخ پر احتمال کی وجہ سے ہے اور نسخ جو ہے وہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ نسخ کی حقیقت اس جگہ پر یہ
ہے کہ اس جگہ دو چیزیں اکٹھی ہوئی ہیں ایک حرام اور ایک مباح اور تحقیق کے ذریعہ یہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ اگر دو
چیزیں اکٹھی ہوں تو عمل حرام پر کیا جائے گا نہ کہ مباح پر اور مباح منسوخ ہوتا ہے اس لئے ناسخ جو ہے وہ متاخر
ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حرام متاخر ہے مباح سے اس لئے کہ تمام اشیاء میں حقیقتاً اباحت موجود
ہے اور حرام جو ہے وہ ایک عارض (پیش) آنے والا ہے اور اس کا عکس جائز نہیں اس لئے کہ پھر نسخ دو مرتبہ ضروری

ئے گا حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ ''ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عبداللہ نے اور اس نے کہا کہ ہمیں حدیث
بیان کی ابراہیم بن سعد نے اور وہ روایت کرتا ہے ابن شہاب سے'' یہ زہری ہے'' وہ سالم بن عبداللہ سے روایت
کرتا ہے'' یہ عمر کا بیٹا ہے'' وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے'' جو کہ عبداللہ بن عمر ہے'' بیشک شان یہ ہے کہ اس
کے باپ نے اسے خبر دی'' اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْمَا
سَلَفَ قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ '' بے شک اس نے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ تمہارا دنیا میں باقی رہنے کا وقت اتنا نہیں ہے
جتنا ان کا جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان کا زمانے میں باقی رہنا گزری ہوئی امتوں سے اس زمانے کی طرح ہے
جیسے عصر کی نماز کا وقت غروب آفتاب تک ہے'' اُوْتِیَ اَھْلُ التَّوْرٰۃِ التَّوْرٰیۃَ فَعَمِلُوْا حَتّٰی اِذَا انْتَصَفَ
النَّھَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا '' اہل تورات کو تورات دی گئی'' کہ وہ یہودی تھے'' پس انہوں نے

Marfat.com

آدھے دن تک عمل کیا پھر وہ عاجز آ گئے پس ان کو ایک ایک قیراط اجر دیا گیا'' اور وہ آدھا درہم ہے اور اس کا اص
قراط ہے راء مہملہ پر شد ہے اس لئے کہ اس کی جمع قراریط ہے یہ بدل ہے دو حروف کی تضعیف کا ایک حرف
ساتھ چنانچہ لغت میں دینار کے معنی میں ہے اور اس جگہ مراد نصیب اور حصہ ہے اور دونوں قیراط نصب (زبر)
ہے پہلا قیراط حال پر بنایا گیا ہے اور دوسرا پہلے کی تاکید کے لئے ہے یعنی ہر ایک کو اس کے اجر میں جو اس
حصہ موجود ہے دیا جائے یعنی اس قیراط کا جو مقرر ہے آدھا دیا جائے اور لفظ، اوتی مجہول کا صیغہ ہے اور
جملہ مستانفہ ہے ثُمَّ اُوْتِیَ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ الْاِنْجِیْلَ ''پھر دے دی گئی اہل انجیل کو انجیل'' کہ وہ نصار
(عیسائی) ہیں۔ فَعَمِلُوْا اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا ''پس عصر کی نماز تک عمل
کیا اس کے بعد بعض ان احکام کی اطاعت میں جو کہ نسخ تھے ان پر عمل کرنے سے عاجز آ گئے پس ان کو قیراط قیرا
بدلہ (اجر) دیا گیا'' حالانکہ ان کے عمل کا وقت اہل تورات کے عمل سے قیراط قیراط قریب تھا ثُمَّ اُوْتِیْنَا الْقُرْاٰ
فَعَمِلْنَا اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ ''پھر ہمیں قران مجید عطا کیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک اس پر عمل کیا''
فَاُعْطِیْنَا قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ ''پس ہمیں بدلہ دیا گیا دو دو قیراط'' فَقَالَ اَهْلُ الْکِتَابَیْنِ اَیْ رَبَّنَا اَعْطَیْتَ
هٰؤُلَاءِ قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ وَاَعْطَیْتَنَا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا ''ان دونوں کتابوں والوں نے کہا کہ اے رب تعالیٰ تو
نے قرآن والوں کو جو کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہیں دو دو قیراط عطا فرمائے ہیں اور ہمیں آپ نے
(اے اللہ تعالیٰ) ایک ایک قیراط عطا فرمایا'' اور لفظ' ای جو کہ ہمزہ کی زبر کے ساتھ ہے حرف ندا ہے اور ربنا
منادی ہے وَنَحْنُ کُنَّا اَکْثَرَ عَمَلًا ''اور حال یہ ہے کہ عمل کے اعتبار سے ہم نے ان سے بہت زیادہ عمل کیا ہے''
اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے زیادہ عمل کیا ہے اس لئے کہ ان کے زعم میں انہوں نے بہت زیادہ وقت عمل کیا اور اسی
طرح نصاریٰ کا بھی یہ کثرت عمل کہنا اس لئے تھا کہ ان کے زعم میں انہوں نے بھی زیادہ وقت عمل کیا۔ امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں ایسا ہی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ پہلا وقت عصر کا مثلین (دو چند سایہ) ہے
اور اس سے پہلے زوال سے لے کر مثلین تک ظہر کا وقت ہے اور کسی کے کہنے کے مطابق کہ اس کا یہ مذہب ہے کہ
ظہر کا آخری وقت ایک مثل (ایک سایہ) ہے اس کے بعد عصر کا وقت ہے پس یہ بات بہت ہی بعید ہے کہ دو
نمازوں کا وقت ایک جیسا ہو یا برابر ہونے کے قریب اور جناب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ استدلال کہ عصر کے اول وقت
سے مثلین تک نہایت ہی لطیف (اعلیٰ) ہے قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ اَجْرِکُمْ مِنْ شَیْءٍ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا

Marfat.com

کیا میں نے تمہارا اجر دینے میں تم پر ظلم کیا ہے'' قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلُ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاؤُهُ ''ان دونوں
کتاب والوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار نہیں'' ہمارے اجر میں آپ نے ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ وہ فضل (بڑھوتری) اور زیادتی میری طرف سے ہے جسے میں چاہتا ہوں اسے عطا کرتا ہوں'' اس
حدیث کی مطابقت ترجمہ کے اعتبار سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ
ابی بردة عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی ابوکریب نے
کریب کی کاف پر پیش ہے اور راء مہملہ پر زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ ساکن ہے اور اس کے آخر میں باء موحدہ ہے
اور اس کا نام محمد ہے جو کہ العلا کا بیٹا ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسامہ نے'' اسامہ کے ہمزہ پر پیش
ہے اور اس کا نام حماد ہے جو کہ اسامہ کا بیٹا ہے'' وہ برید سے روایت کرتا ہے'' باء موحدہ پر پیش ہے اور اس کے آخر
میں دال مہملہ ہے یہ ابی عبداللہ بردہ کوفی کا بیٹا ہے'' یہ اپنے دادا ابی بردہ سے روایت کرتا ہے'' باء موحدہ پر پیش ہے
اور اس کا نام عامر ہے'' اپنے باپ ابی موسیٰ اشعری سے روایت کرتا ہے وہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتا
ہے'' قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهُ عَمَلًا اِلَى
اللَّيْلِ ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان یہودی اور نصاریٰ (عیسائی) کا حال اس آدمی کے حال کی طرح ہے
جو کہ کسی کام کے کرنے پر مزدوری پاتا ہے اور اس گروہ کا یہ عمل رات تک ہے'' فَعَمِلُوْا اِلَى نِصْفِ النَّهَارِ
فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلَى اَجْرِكَ ''پس انہوں نے دوپہر تک عمل کیا پس انہوں نے کہا کہ تمہارے اس کام کے
بدلہ میں جو اجر (مزدوری) ہے اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے یعنی جو مزدوری اس عمل (کام) کی ہمارے لئے
مقرر ہے ہمیں اس کی حاجت نہیں ہے اور جو کام ہم نے کیا ہے تم سے ہم اس کی مزدوری نہیں مانگتے'' فَاسْتَاْجَرَ
اٰخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ ''پس دوسری قوم نے کام کا آغاز کیا تو مزدوری
لی تو اسے کہا گیا کہ کام پورا کرو اپنے باقی دن میں اور خاص تمہارے لئے ہے وہ چیز جو میں نے شرط کی ہے'' یعنی جو
باقی دن ہے اس میں کام پورا کرو اور جو کچھ میں نے باقی دن کے کام کے پورا کرنے پر اجرت (مزدوری) مقرر
کی ہے وہ تمہارے لئے پوری کی پوری ہے فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا
عَمِلْنَاهُ ''تو دوسری قوم نے عصر کی نماز کے وقت تک عمل کیا انہوں نے کہا کہ جو کچھ ہم نے عمل کیا ہے اس کی
مزدوری جو ہے وہ تمہارے لئے ہے'' یعنی اس کام کے بدلہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتے اور جس وقت لفظ کان ناقصہ

Marfat.com

حین پر آئے تو حین نصب پر ہوتا ہے تقدیر ا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت عصر کی نماز کا وقت ہو
کان تامہ ہو تو پھر رفعی حالت میں ہوتا ہے۔ فَاسْتَاجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ
فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنَ ''پس ایک اور قوم نے مزدوری شروع کی اور اس دوسری قوم نے باقی دن
سورج غروب ہونے تک اپنا کام مکمل کیا پس اسے دونوں گروہوں کے برابر معاوضہ مل گیا'' تو یہ مسلمانوں
کیفیت ہے کہ انہوں نے ہدایت کو اور اس بات (وحی الٰہی) کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے قبول کیا
یہودیوں وعیسائیوں کے اس حال کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے وحی الٰہی کو بدل دیا اور آنے والے نبی کا انکار کر
کافر ہو گئے برخلاف ان دو فریقوں کے جن کا پہلی حدیث میں ذکر ہوا۔ جو یہودیوں اور عیسائیوں سے تھے جن
ایک ایک قیراط معاوضہ دے دی گیا اس لئے (ان کو یہ مزدوری ملی) کہ وہ اپنی شریعت کے منسوخ ہونے سے پہ
مر گئے اور اس لئے کہ وہ یہ عذر رکھتے تھے جیسے کہ ان کا قول ہے کہ وہ عاجز تھے (یعنی وہ زندگی میں اس قول کا اظہ
کرتے تھے کہ اگر ہم زندہ ہوں اور وہ نبی آجائے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے)

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ

''یہ باب نماز مغرب کی ادائیگی کے وقت کے بیان میں ہے''

وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيْضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ''عطا بن ابی رباح نے کہا ہے مغرب اور
عشاء کی نمازوں کو بیمار اکٹھا کر سکتا ہے'' اس اثر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مغرب کا وقت
عشاء تک جاری رہتا ہے اس لئے کہ ان دونوں میں یگانگت پائی جاتی ہے (البتہ) مغرب کا وقت
عشاء سے ہر طریقے پر جدا ہوتا ہے اور اگر ان دونوں میں یگانگت نہ ہوتی تو دونوں نمازیں یک جا نہ
ہوتیں۔ جیسا کہ صبح اور ظہر کے اوقات میں فرق ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام
اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیماری، بادو باران اور سفر میں یہ نمازیں یک جا ادا کرنے کے حکم میں ہیں اور
(امام ہمام) امام اعظم رحمت اللہ علیہ کے نزدیک (نماز کے) آخر وقت تک اس کی ادائیگی میں تاخیر
کرنے پر محمول ہے اور اسی طرح جلدی کرنا اس کے پہلے وقت میں ادا کرنا اولیت (بہتری) ہے مگر یہ

Marfat.com

بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایام حج میں نمرہ کے مقام پر اور مزدلفہ کے مقام پر جمع صلوتین جائز ہے۔

ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو النَّجَاشِيِّ مَوْلَى

فِعٍ هُوَ عَطَاءُ ابْنُ صُهَيْبٍ ... ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مہران نے ... سے پیچھے زیادہ ہیں حدیث

ان بن وہید نے ... مسلم ہے سین پر جزم اور م کے پیچھے زیر ہے یہ مولیٰ ہے ابو معاویہ شام سے ... سے

کہ ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے ... عبدالرحمن بن عمرو نے ... سے ... کہ مجھے حدیث بیان کی ... سے

ن پر زبر ہے اور جیم ملی ہے اور شین معجمہ ہے رفع ہے آزاد کردہ ... ابو النجاشی حزب سے ... سے

ہے اور بخاری کے بعض نسخوں میں۔ حدثنا ابو النجاشی ہے قال مسلم رفع ہے حدیث بعض نسخوں میں

صَلَّى الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم ... ابو النجاشی نے ... سے ... سے

نے معجمہ پر زبر ہے اور ل معجمہ ساکن اور آخر میں جیم ہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

تھے کہ ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھ رہے تھے

يَتَصَرَّفُ حَتَّى يَاْتِيَ الْمُزْدَلِفَةَ ... پھر وہ وہاں سے ... یہاں تک کہ مزدلفہ آ جائے

کے مقام پر ... سے ... اور ... سے ... ہوئے ... سے ... سے

ہیں اور یہ بھی ... سے ... حدیث ... مغرب و عشاء ... سے

نہ پڑھنے پر ... جیسا کہ ... ہوئے اور ... سے ... سے

وقت میں ... مغرب ... تھے ... مغرب ... سے ... سے

قدر ... ہوئی ... سے ... سے ... سے

ولات ... سے ... مغرب ... سے ... سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ... سے ... سے

مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ... سے ... سے

شعبہ سے ... سے ... سے ... سے

روایت ... سے ... سے ... سے

Marfat.com

ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ص
اللہ علیہ و آلہ وسلم يُصَلِّى الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ ''محمد بن عمرو نے کہا کہ جس وقت حجاج بن یوسف ثقفی م
منورہ آیا'' اس وقت وہ مروان بن حکم کی جانب سے حاکم تھا یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ۷۴ھ کا زما
اس وقت (مدینہ منورہ) میں حجاج بن یوسف نماز کو تاخیر سے پڑھتا تھا'' تو میں نے جابر بن عبداللہ سے پو
یعنی نماز کے وقت کے متعلق اور یہ جابر بن عبد اللہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں ''پس جابر نے کہا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف دن میں ظہر کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے'' یعنی زوال آفتاب کے متصل اول وقت میں اکثر
ادا کرتے مگر اس بات کا لحاظ فرماتے کہ وقت ظہر ہو چکا ہے یہ بھی اس وقت جب کہ بہت زیادہ گرمی ہوتی

وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْيَانًا وَ اَحْيَانًا ''اور نماز عصر ادا فرمایا کر
اس وقت جبکہ سورج میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہ ہوتا اور مغرب کی نماز ادا فرمایا کرتے اس وقت جبکہ سورج غرو
ہو جایا کرتا اور عشاء کی نماز ادا فرمایا کرتے بعض اوقات اول وقت میں اور بعض اوقات تاخیر کے ساتھ'' اور لف
نقية نون کی زبر، قاف کے زیر کے ساتھ ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کے ساتھ ہے جس کے معنی خالص اور بالکل
صاف ستھرے کے ہیں درحقیقت وجوب کے معنی کسی شے کے گرنے سے ہیں اِذَا رَءَاهُمْ اِجْتَمَعُوْا عَجَّلَ
اِذَا رَاٰهُمْ اَبْطَؤُا اَخَّرَ ''جس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دیکھتے کہ لوگ آ گئے ہیں اور جمع ہو گئے ہیں
عشاء کی نماز میں جلدی کرتے اور جب ملاحظہ فرماتے کہ لوگ ابھی آ رہے ہیں اور اکٹھے ہو رہے ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے اور یہ تاخیر نماز عشاء میں بھی فرماتے'' اور یہ دونوں جمع مصدر ہیں اور محل
نصب میں ہیں اسلئے کہ فاعل حال واقع ہوا ہے يصلى العشاء معجلا اذا اجتمعوا و مؤخرا اذا ابطؤ
اور احتمال ہے کہ حال مفعول سے ہو اور مفعول کی طرف راجع ہو جو کہ محذوف ہے اسلئے کہ عجلها کی تقدیر
اخرها ہے اور ان کا یہ قول اذا راهم --- احيانا واحيانا کا بیان ہے وَالصُّبْحَ كَانُوْا اَوْ كَانَ النَّبِيُّ
صلى الله عليه و آله وسلم يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ ''اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نماز فجر اس وقت ادا فرماتے جب کہ ابھی اندھیرا ہوتا'' اور لفظ صبح زبر کے ساتھ ہے اس وجہ سے
مااضمر عامله على شريطة التفسير پر ہے اور یہ كان يصليها ہے اور اس کی تفسیر محذوف ہے اور اس
تقدیر اس طرح ہے كان يصلى الصبح كان يصليها بغلس وغلس غین معجمہ کی زبر ہے لام پر بھی زبر

ے جس کے معنی ہیں رات کے بالکل آخری حصہ کی تاریکی اور یہ شک ایک راوی کا ہے جو

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ... مجھے حدیث بیان کی ... نے

نے" یہ بشیر بجلی کا بیٹا ہے" اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن ابی عبید سے ... سلمہ سے

زبرے سلمہ کا آزاد کردہ ہے" وہ سلمہ سے روایت کرتا ہے ... کا بیٹا ہے جو ...

کے صحابی ہیں۔ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... سلمہ نے کہا

الْحِجَابِ ... سلمہ بن اکوع نے کہا کہ ہم حضور پیغمبر خدا ... کے ساتھ ... پڑھتے تھے

بلکہ سورج خاصی اونچائی پر چمکتا ہوا ہوتا تھا ... کی جو جگہ ہے وہ ... کی

ے کہ مغرب کا ذکر ہوا ہے تفسیر معلوم ہوتی ہے ... سے ... ہوئے ... سے

مل ایک سو کی مسافت رکھتا ہے ... اور یہ ثابت بخاری کی چوتھی حدیث سے ...

دیث کہتے ہیں کہ ہم بخاری اور ... سے ... کی ... سے ...

ہے کہ نماز مغرب ... وقت سورج کے غائب ہونے ... سلمہ ... نے ...

آخری وقت میں تاخیر کے ساتھ ادا ہوتے ... مغرب کی ... سے ...

تک ہے اور شفق ادا ہونے کا ... سے ... پیروی ...

علم وفیہ ... حَتّٰى ... حَتّٰى ... حَتّٰى ... سے ...

عَلَى ... سے ... حدیث بیان کی ... سے ...

نے ... سے ... حدیث بیان کی ... سے ...

کہا کہ میں نے ... سے ...

... سے ... روایت کرتے

قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ ... سے ... سے ...

کہ پیغمبر ... وقت ... پڑھتے ... کی ...

اور ... وہ ... پڑھتے ... سے ...

کے ... سے ... مغرب ... جس ...

Marfat.com

کے اعتبار سے، گویا مغرب کا وقت عشاء کے ساتھ متصل ہے اور ظہر کا وقت عصر کے ساتھ ہے۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو مغرب کو عشاء کہنا مکروہ

سمجھتا ہے اور اس اعتبار سے مغرب و عشاء میں شک پیدا ہوتا ہے''

حَدَّثَنَا — اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے'' معمر کی دونوں میموں پر زبر ہے'' اور اس کا نام عبداللہ بن عمرو ہے'' اس کی دونوں عین مہملہ پر زبر ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے '' یہ سعید کا بیٹا ہے اور وہ ذکوان عنبری کا بیٹا ہے'' وہ حسین سے روایت کرتا ہے'' یہ ذکوان معلم کا بیٹا ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بریدہ نے'' بریدہ کی باء موحدہ پر پیش ہے راء مہملہ پر زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے اور دال مہملہ ہے علاقہ مرو کا قاضی تھا'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ مزنی نے'' مزنی کی میم پر پیش ہے اور زاء معجمہ پر زبر ہے اور نون کے ساتھ ہے یہ ان صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک صحابی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے موقع پر (شجر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجر اقدس سے اس درخت کی شاخوں کو اٹھاتا تھا اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه و آله وسلم قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ ''یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' کہ بدو تمہاری نماز پر غالب نہ آئیں جس (نماز) کا نام مغرب ہے''۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تمہارے نزدیک جو مغرب کے وقت کا نام ہے متروک ہو جائے اور بدو اسے جس نام سے پکارتے ہیں وہ رائج ہو جائے اور تم ان کے فرمانبردار بن جاؤ لا تغلبنکم تاء مثناۃ فوقانیہ پر زبر ہے اور نون تاکید پر شد ہے یہ فعل مضارع معروف نہی غائب کا صیغہ ہے اور الاعراب اس کا فاعل ہے اور یہ وہ جمع ہے جس کا واحد نہیں ہے۔ اور عرب کے بدو دیہاتی لوگ عشاء کہہ کر مغرب مراد لیتے تھے لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیہاتیوں کے اس قول کی واضح طور پر نہی فرما دی کہ وہ غالب آئیں اس نام کے ذریعے متبعین شریعت پر۔ درحقیقت اہل شرع کی اس نہی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے تابع اور مغلوب ہو جائیں اور خود بھی اس کا یہی نام رکھ لیں اور لفظ مغرب مجرور ہے اس لئے کہ یہ صلوتکم کا عطف بیان ہے قَالَ وَ تَقُوْلُ

عَرَابُ هِیَ الْعِشَآءُ ''کہا عبداللہ مزنی نے کہ دیہاتی نماز مغرب کو نماز عشاء کہتے ہیں'' اور اس طرح عشاء کے نام سے حقیقی عشاء آخری پر شک پیدا ہوتا ہے۔

بَابُ ذِکْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَاٰهُ وَاسِعًا

''یہ وہ باب ہے جس میں عشاء اور عتمة کا ذکر ہے اور جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ اسم عتمة کا اطلاق عشاء پر ہے تو جائز ہے''

یعنی یہ وہ باب ہے جس میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اس میں عشاء کا اطلاق عتمة پر بطور جواز کیا جاتا ہے اور رات کی دو نمازوں (مغرب اور عشاء) میں آخری نماز پر اطلاق کیا جاتا ہے لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ عشاء پر اس کا اشارہ کرنا افضل ہے اور بخاری شریف کے بعض نسخوں میں او العتمة آیا ہے، اور عتمة پر زبریں ہیں عین مہملہ پر بھی اور تاہ مثناۃ فوقانیہ پر بھی اور اس سے مراد عشاء کی نماز کا وقت ہے اور خلیل نے کہا ہے کہ یہ وقت متفقہ طور پر رات کے تہائی حصہ تک ہے اور عتمة اس وقت کو کہتے ہیں جو کہ مزید دیر میں داخل ہوتا ہے۔ اور عتمة کے معنی تاخیر کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے عتمة الشی اور عتمة کسی شے کا دیر کرنا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ ''اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ منافقوں پر عشاء اور فجر کی نمازیں بہت بھاری ہیں۔ اس لئے کہ عشاء اور فجر بدن کے استراحت (آرام) کے اوقات ہیں اور وہ لوگ (منافق) نماز پڑھنے میں انتہائی سست ہیں یہ اس وہ منافق دوسری نمازیں مومنوں کے دکھلاوے کے لئے پڑھتے ہیں اور یہ دونوں نمازیں چونکہ تاریکی میں پڑھی جاتی ہیں اس لئے لوگ ان پر بہت کم مطلع ہوتے ہیں۔

وَقَالَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِی الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ ''اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں کے ادا کرنے پر یا نہ کرنے پر کتنا ثواب اور کتنا عذاب ہے'' اور اس شرط کی جزا محذوف ہے اور اس کی تقدیر یوں ہے کہ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا یعنی ہر ممکن طریقے سے ان دو نمازوں کی ادائیگی کے لئے آئیں اگرچہ ایسے جیسے کہ بیمار ہو یا کمزور، یعنی وہ پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکتے

ہوں تو چھوٹے بچوں کے طرح اور بخاری شریف کے بعض نسخوں میں لفظ قال بغیر واو کے ہے۔

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَالْاِخْتِیَارُ اَنْ یَقُوْلَ الْعِشَاءُ ''ابوعبداللہ نے کہا ہے'' اور ابوعبداللہ سے مراد امام بخاری کی اپنی ذات ہے'' اور چاہئے کہ اس آخری نماز کو عتمہ کہنے کی بجائے عشاء کہے'' اختیار کا لفظ مرفوع ہے اس بناء کے ابتداء میں ہے اور اس کی خبر ان یقول ہے۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ''امام بخاری نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق جو کہ من بعد صلوۃ العشاء ہے اسم عشاء کے مختار ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام صلوٰۃ عشاء رکھا ہے لہٰذا یہی اسم وقت مختار اور اولیٰ ہے اور بخاری شریف کی بعض کتابوں میں بجائے لقولہ کے لقول اللہ ہے۔ وَیُذْکَرُ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی کُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عِنْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ فَاَعْتَمَ بِھَا ''اور ذکر کیا گیا ہے ابی موسیٰ سے'' ابی موسیٰ سے مراد ابی موسیٰ اشعری ہے اور ان کے اس قول کو نقل کیا گیا ہے'' یہ کہ ہم باری باری (یکے بعد دیگرے) آتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عشاء کی نماز کے وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کی یہاں تک کہ انتہائی اندھیرا اور رات کی تاریکی چھا گئی'' جان لینا چاہئے کہ بعض صحابہ کو بعض صحابہ کے ساتھ تناوب تھا اور تناوب کے یہ معنی ہیں کہ صحابہ کرام کی دو جماعتیں تھیں جو باری باری ایک دوسرے کے ساتھ مقرر کی گئی تھیں تا کہ ایک جماعت ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تا کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کی کوشش میں کوشاں رہے اور دوسری جماعت دونوں جماعتوں کے گھروں کے امور انجام دے اور دوسرے دن وہ جماعت جو گھروں میں قیام پذیر تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جب کہ وہ جماعت جو گزشتہ دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھی وہ جا کر گھریلو میں امور کی نگرانی کرے اور یہ عہد دو جماعتوں میں ہو یا دو اشخاص میں ہو اس کو تناوب کہتے ہیں اور اس تناوب میں یہ حکمت تھی کہ تمام صحابہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور احوال سے مطلع رہیں اور امور دینوی بھی کسی سے ضائع نہ ہوں وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَۃُ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بِالْعِشَاءِ ''ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز تاخیر سے

Marfat.com

پڑھتے'' وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بِالْعَتَمَةِ ''بعض راویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز پڑھتے (عتمۃ) سے مراد نماز عشاء ہے یعنی جب کافی اندھیرا ہو جاتا تو نماز عشاء ادا فرماتے وَقَالَ جَابِرٌ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یُصَلِّی الْعِشَاءَ ''اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز پڑھتے'' وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ ''ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء میں تاخیر فرماتے تھے'' برزہ باء موحدہ پر زبر ہے اور راء مہملہ پر جزم ہے زاء معجمہ کے ساتھ اسلمی ہے وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ''اور کہا انس نے'' بن مالک ہے'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری نماز عشاء میں تاخیر فرمائی'' اور لفظ الآخرۃ مد اور ہمزہ کے ساتھ ہے وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ اَبُوْ اَیُّوْبَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ''اور کہا ابن عمر اور ابو ایوب انصاری اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی''

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ ''ہمیں حدیث بیان کی عبدان نے'' عین پر زبر ہے اور باء موحدہ پر جزم اور نام ان کا عبداللہ بن عثمان مروزی ہے ''انہوں نے کہا خبر دی ہمیں عبداللہ بن المبارک نے انہوں نے کہا خبر دی ہمیں یونس نے'' بن برید ہے وہ روایت کرتے ہیں زہری سے'' محمد بن مسلم بن شہاب ہے سالم نے کہا'' خبر دی مجھے عبداللہ نے'' بن عمر ہے قَالَ صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لَیْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ ''عبداللہ بن عمر نے کہا [illegible] رات ہمیں نماز عشاء پڑھائی'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز میں امامت فرمائی وَھِیَ الَّتِیْ یَدْعُوْ النَّاسُ الْعَتَمَةَ ''اور یہ وہی عشاء کی نماز ہے جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں'' یہ سب تعلیقات اور اسناد جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ذکر کی ہیں۔ ان کی وجوہات یہ ہیں کہ اس نماز کے وقت کے لئے عشاء اور عتمہ دونوں الفاظ احادیث مبارکہ میں آئے ہیں لیکن عتمہ کی نسبت عشاء کا لفظ زیادہ استعمال ہوا ہے جس سے لفظ عشاء کی فضیلت معلوم ہوتی ہے البتہ لفظ عتمہ کا جواز بھی ثابت ہو جاتا ہے ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا

Marfat.com

چہرہ مبارک ہماری طرف پھیر لیا یعنی ہماری طرف متوجہ ہوئے'' فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ ھٰذِہٖ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیا دیکھتے ہو تم رات اپنی کو'' یعنی اس رات کو ارایتکم میں ہمزہ استفہام کے لئے ہے ارایتکم میں را زبر کے ساتھ صیغہ خطاب کا ہے آنکھوں کے دیکھنے سے جو متعدی ہے۔ ایک مفعول کی طرف لیلتکم اس کا مفعول ہے اور کم رایتکم میں حرف ہے تنوین محلی نہیں ہے واسطے اعراب کے اور اگر محل اعراب کا ہوتا تو لازما اسم ہوتا مفعول رایت کا تو پھر واجب ہوتا کہ کہا جاتا ارایتموکم یا لیلتکم مفعول ثانی ہے خص رایتکم کا کہ مجاز ہے بوجہ اطلاق و ارادہ مسبب اخبرونی سے اور یاء متکلم مفعول اول ہے

فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْھَا لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ ''پس تحقیق اس رات پر ایک سال پورے ہونے پر ان لوگوں میں سے ایک بھی روئے زمین پر باقی نہ رہے گا۔ جو آج کی رات زندہ ہیں'' احد فاعل لایبقی کا ہے مطلب یہ کہ آج کی رات جو لوگ زمین پر زندہ ہیں ایک صدی گزرنے کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ان کے علاوہ دوسروں نے اس حدیث شریف کو خضر علیہ السلام کی موت پر دلیل بنایا۔ علماء جمہور نے ان کی اس دلیل کا جواب اس طرح دیا ہے کہ یہ حدیث شریف عام مخصوص البعض ہے اور یا ارض سے مراد زمین مخصوص ہے مثلاً جیسے کہا جاتا ہے کہ زمین مکہ یا زمین مدینہ اور یہ بات چھپی نہیں کہ اس کا جواب تکلیف سے ہے اس لئے کہ لفظ جو دال ہے عموم پر اس کو ترک نہیں کیا جا سکتا اس مخصوص کی وجہ سے جس کا وجود معلوم نہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ عموم اس لحاظ سے اس کے ہے کہ جو اس رات روئے زمین پر موجود تھا اور ممکن ہے کہ خضر علیہ السلام اس رات روئے زمین پر نہ ہوں بلکہ دریا میں سطح آب پر ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس رات خضر علیہ السلام ہوا میں اڑ رہے ہوں اور یہ حدیث شریف ان کے فنا پر دلالت نہیں کرتی جو سال کے بعد روئے زمین پر موجود ہوں اور قیامت آ جائے گی تا کہ لازم آئے محال ہونا خلاف کا اس لئے کہ حدیث شریف سے مراد فنا ہے اس کی کی جو اس رات موجود تھے جیسا کہ تشریح فرمائی ہے اس پر شراح حدیث نے اور صاحب خیر جاری ملا یعقوب نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے بعض بھائیوں سے سنا ہے جو کہتے تھے کہ میرے دادا نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ مسجد بخارا میں ملاقات کی جو مسجد مفاک کے نام سے مشہور تھی میرے دادا نے چالیس دن تک نماز فجر کے لئے حاضر ہونے پر مواظبت اختیار کرنے کے بعد یہ ملاقات کی تھی اور یہ چالیس دن مواظبت (تسلسل) اس لئے تھی کہ خضر علیہ السلام کا دیدار انہیں نصیب ہو پس خضر علیہ السلام کے ساتھ جب

Marfat.com

کی ملاقات ہوئی تو میرے دادا نے خضر علیہ السلام سے اپنے لئے ،اپنی اولاد کے لئے بھی اور سلامتی ایمان کے لئے عا کی التجا کی اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد یہ حدیث جو ارشاد فرمائی س وجہ سے ہو کہ وحی کا نزول اس خبر کے ساتھ اسی وقت ہوا ہو یا برائے تنبیہ ہو کہ یہ نماز عشاء اگرچہ منافقوں پر ھاری ہے لیکن تمہاری بقاء اس میں تھوڑی ہے کیونکہ تم میں سے جو لمبی عمر پائے گا آج رات کے بعد تو سو سال تک ہو سکتی ہے اور یہ مدت بہ نسبت بقائے مومنین بہت تھوڑی ہے کیونکہ وہ نماز عشاء کی تکلیف برداشت کرنے کے سبب ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس خبر کی ابتداء میں یہ فرمانا رایتکم لیلتکم هذه تو اس خبر کی اہمیت کی وجہ سے اور اس خبر کے سننے کے لئے سب حاضرین کو تیار اور متوجہ کرنے کے لئے تھا واللہ اعلم۔

بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ اِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ او تَاَخَّرُوا

''یہ باب عشاء کے وقت کے بیان میں ہے اس وقت

جبکہ لوگ جمع ہو جائیں یا جمع ہونے میں تاخیر کر لیں''

یعنی نماز کے اس وقت کو عشاء کے نام سے پکارتے ہیں اور لوگوں کے جمع ہونے اور نہ ہونے کا لحاظ نہیں کرتے کہ لوگوں کے پہلے جمع ہونے سے عشاء کہیں گے اور جمع ہونے میں تاخیر کرنے سے عتمہ کہیں گے بلکہ دونوں صورتوں میں عشاء کہتے ہیں اور لوگوں کے جمع ہونے اور نہ ہونے کا کوئی اعتبار نہیں کرتے اور اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ باب ہے وقت عشاء کے بیان میں قوم کے جمع ہونے کی وجہ سے نماز عشاء جلدی اور پہلے ادا کی جاتی اور اگر قوم تاخیر سے جمع ہوتی تو نماز عشاء [illegible] ہوتی اور نماز عشاء میں تاخیر کی حد میں اختلاف ہے یہ حد نماز عشاء کی بعض کے نزدیک رات کی چوتھائی تک ہے اور بعض کے نزدیک تیسرے حصے تک ہے اور بعض کے نزدیک نصف رات تک ہے اور بعض کے نزدیک زیادہ رات کے گزرنے تک اور بعض کے نزدیک صبح صادق تک ہے اور یہ قول داؤد کا ہے امام مالک رحمت اللہ علیہ کے نزدیک یہ وقت ضرورت کے لحاظ سے ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیسرے پہر رات تک تاخیر کرنا افضل ہے مگر وہ بھی گرمیوں کی راتوں میں اور ھدایہ میں ہے

کہ عشاء کی نماز میں تاخیر آدھی رات تک مباح ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تیسرے پہر رات کے بعد نماز عشاء پڑھنا مکروہ ہے اور بعض نے آدھی رات کے بعد تاخیر کو مکروہ تحریمی کہا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بر
حجاج ہے ''وہ سعد بن ابراہیم سے روایت کرتا ہے'' سعد کی عین مہملہ پر جزم ہے قاضی مدینہ تھا'' وہ روایت کر
ہے محمد بن عمرو سے'' عین مہملہ پر زبر ہے میم پر جزم ہے اور وہ ابن حسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''محمد بن عمرو نے کہا کہ ہم نے
جابر بن عبداللہ سے حضور ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا'' یعنی اوقات نماز کے متعلق فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صلى الله عليه و آله وسلم يُصَلِّى الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ ''پس جابر بن عبداللہ نے کہا کہ حضور ﷺ نماز ظہر
آدھے دن میں زوال ہونے کے بعد پہلے وقت میں پڑھا کرتے'' وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ ''اور نماز عصر
ایسے حال میں پڑھتے کہ سورج اپنی آب وتاب کے ساتھ (چمک رہا) ہوتا یعنی اس میں کوئی تغیر وتبدل رونما نہ ہو
ہوتا'' وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ ''اور جب لوگ جمع ہو جاتے تو مغرب کی نماز ادا فرماتے'' شفق کے غائب
ہونے کے بعد اور اس میں تعجیل فرماتے اور شفق امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
نزدیک سرخی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سپیدی ہے اور نماز عشاء میں تاخیر فرماتے رات کی تہائی تک
جیسے کہ اکثر شوافع نے اس کو اختیار کیا ہے اور اسی کے مطابق فرمایا ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکثر
صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے اور یہی ہے قول جدید امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور اس میں دلیل ہے کہ جماعت کے لحاظ سے نماز
عشاء میں تاخیر کرنا افضل ہے اس نماز سے کہ اول وقت میں تنہا پڑھی جائے اور یہی مقام ہے احتجاج کا پس حقیقت
معلوم ہوگئی اطلاق عشاء کی تعجیل وتاخیر کی حالت میں وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ ''اور صبح کی نماز آخری رات کی تاریکی
میں پڑھتے'' اور لفظ غلس میں غین اور لام پر زبر ہے اور اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیت
الطاہرین علیہم السلام بعض صحابہ سے روایت فرمایا کرتے اور صحابہ کرام ان سے حضور ﷺ کے حالات کے
بارے میں سوال کیا کرتے اور اس حدیث شریف سے جماعت کے لئے لوگوں کے آنے کے انتظار کرنے کا
استحباب ثابت ہے اور طویل انتظار کرنے کی کراہت بھی جب لوگ جمع ہو جائیں۔

Marfat.com

بابُ فَضلِ العِشَاءِ

"یہ باب عشاء کی فضیلت میں ہے یعنی نماز عشاء کی فضیلت
میں یا نماز عشاء کے لئے انتظار کرنے کی فضیلت میں"

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ "حدیث بیان کی ہمیں یحییٰ ابن بکیر نے" باء موحدہ پر پیش اور کاف پر زبر ہے یہ ان کی دادا کی طرف نسبت ہے جو اسی نام سے مشہور تھے ورنہ اصل میں ان کے والد کا نام عبداللہ مخذومی ہے' انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے" بن سعد مصری ہے" اس نے روایت کی عقیل سے" عین مہملہ پر پیش ہے بن خالد ایلمی ہے" انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی" بن زبیر بن العوام ہے جو صحابی ہیں اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَةً اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَیْلَةً بِالْعِشَاءِ "تحقیق خبر دی ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ تاخیر فرمائی اور داخل کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء کو تاریکی میں وَ ذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ یَّفْشُوَ الْاِسْلَامُ" اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز عشاء میں تاخیر فرمانا ظہور اسلام سے پہلے مدینہ طیبہ کے علاوہ مقامات میں تھا' کیونکہ ظہور اسلام (یعنی وسیع پیمانے پر اسلام کی نشر و اشاعت) مدینہ طیبہ کے علاوہ فتح مکہ کے بعد دوسرے مواضعات میں ہوا ہے فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَ الصِّبْیَانُ "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے" یعنی وہ عورتیں اور بچے جو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے حاضر تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مردوں کے علاوہ عورتوں بچوں کا ذکر کرنا اسلئے تھا کہ یہ بہ نسبت مردوں کے سونے کے بارے میں کم خبر ہوتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات اونچی آواز میں کہی تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن لیں اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے جواز اعلام پر امام کے لئے تا کہ وہ باہر آئے یعنی نماز پڑھانے کے لئے اور بعض نسخوں میں نام الناس (سو گئے لوگ) ہے نام النساء (سو گئیں عورتیں) کی جگہ فَخَرَجَ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ مَایَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَیْرُکُمْ "پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور حاضرین مسجد سے فرمایا کہ اہل زمین میں سے کوئی ایک بھی تمہارے علاوہ اس نماز کا منتظر نہیں یعنی اس وقت دوسرا کوئی بھی نماز عشاء کے انتظار میں نہیں ہے اور حضور علیہ السلام کے اس ارشاد میں اہل مسجد کیلئے تسلی

Marfat.com

ہے اور اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ لوگوں کی غفلت کے وقت عبادت کا لزوم و اہتمام ایک بہت بڑا کام ہے ا
احد ما ینتظر ھا کا فاعل ہے اور غیر کم مرفوع ہے اس وجہ سے کہ یہ احد کی صفت ہے اور لفظ غیر
اضافت معرفہ نہیں بنتا بوجہ غلو اس کے نکرہ ہونے میں اور لفظ غیر پر لفظ جائز ہے بوجہ استثنا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
الْعَلَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ''حدیث بیان کی ہمیں محمد بن
نے'' مد خفیفہ کے ساتھ اور وہ ابو کریب ہیں'' انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمیں ابو اسامہ نے برید سے
موحدہ پر پیش ہے'' انہوں نے روایت کی ہے ابو بردہ سے'' کوفی ہے'' انہوں نے اپنے دادا ابی بردہ'' عامر''
روایت کی ہے وہ ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں'' جو عبداللہ بن قیس اشعری ہے قَالَ كُنْتُ اَنَا وَ اَصْحَا
الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِیَ فِی السَّفِيْنَةِ نُزُوْلاً فِیْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ ''اور ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ ہم اور ہمار
ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے تھے ہم نے بقیع بطحان میں پڑاؤ ڈالا'' اور بقیع میں باء موحدہ پر
قاف پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے عین مہملہ کے ساتھ اور بطحان میں باء موحدہ پر پیش اور طائے مہملہ
جزم اور حاء مہملہ کے ساتھ غیر منصرف ہے یہ مدینہ طیبہ میں ایک وادی ہے اور اس لفظ بطحان کو محدثین حضرا
باء موحدہ پر پیش کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اہل لغت باء موحدہ پر زبر اور طاء مہملہ پر بھی زبر کے ساتھ کہتے ہیں
اور جوہری نے کہا کہ بطحان ایک موضع ہے جہاں انواع و اقسام کے درخت ہیں اور بطحا ایک وسیع میدان ہے
جس میں چھوٹے چھوٹے سنگریزے ہیں وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ ''اور اس وقت
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما تھے فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عِنْدَ صَلٰوةِ
الْعِشَآءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ ''پس ہمارے ساتھیوں میں سے باری باری ایک جماعت ہر رات نماز عشاء کے
قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی'' اور لفظ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منصوب
ہے یتناوب اور نفر یتناوب کا فاعل ہے اور نفر کا اطلاق اس جماعت پر ہوتا ہے جو تین سے دس تک کے
درمیان ہو اور تناوب کا معنی پہلے گزر چکا ہے وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِیْ بَعْضِ اَمْرِهٖ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض
امور کی وجہ سے کسی کام میں مشغول رہے'' فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰی ابْهَارَّ اللَّيْلُ ''پس تاخیر کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اور نماز عشاء کو تاریکی میں داخل فرمایا یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی'' اِبْهَارَّ اللَّيْلُ اِبْهِيْرَاراً کا معنی ہے جب
رات نصف گزر جاتی ہے ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَصَلّٰی بِهِمْ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

کیف لائے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی'' یعنی لوگوں کی امامت فرمائی فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ عَلٰى رِسْلِكُمْ ''پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور فارغ ہوئے تو جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے موجود تھے ان سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں'' اور رسل میں راء مہملہ زیر اور زبر کے ساتھ معنی حالت کے ہے یعنی آپ سب جس اجتماعی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں اسی طرح بیٹھے رہیں اور متفرق نہ ہوں

بشروا ان من نعمة الله عليكم انه ليس احد من الناس يصلى هذه الساعة غيركم ''خوشخبری ہے تمہارے لئے تحقیق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تم سب پر یہ خاص نعمت ہے کہ لوگوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں جو اس وقت تمہارے سوا یہ نماز پڑھتا ہو'' ان کا ہمزہ زیر کے ساتھ ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے خوشخبری کی وجہ بیان کرنے کے لئے اور انه میں ہمزہ زبر کے ساتھ ہے اور من نعمة الله خبر مقدم ہے اَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَانَدْرِىْ اَىَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ ''اور یا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تمہارے بغیر اس وقت کسی ایک شخص نے بھی یہ نماز نہیں پڑھی ہم نہیں جانتے کہ ان دونوں عبارتوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون سی عبارت ارشاد فرمائی تھی اور کلمہ پڑھنا اور باتیں کرنا، کلمہ جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں اور لفظ او قال اور لاندری ای الکلمتین قال یہ ابوموسیٰ اشعری کا قول ہے فرماتے ہیں کہ میں بھول چکا ہوں کہ ان مذکورہ دو کلموں میں سے کونسا کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نہایت احتیاط کی وجہ سے روایت حدیث میں اپنے شک کو ظاہر فرمایا تاکہ سننے والا کسی ایک پہلو پر خبر میں حکم نہ کرے فَرَجَعْنَا نَرْحٰى مَا سَمِعْنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله و سلم ''پس ہم اپنے اپنے گھروں کو اس حال میں لوٹے کہ بہت خوش تھے اس چیز کی وجہ سے جو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی اور فرحی سکری کے وزن پر ہے صفت کے صیغے پر جو فرح کی جمع ہے غیر قیاس اور یا افرح کی مؤنث ہے اور بعض نسخوں میں فرحات ہے فاء کے زبر اور راء مہملہ کے ساتھ صیغہ مصدری کے ساتھ فرحین کے معنی پر اور ان حضرات کی خوشی کا سبب اس عبادت سے مخصوص ہونا تھا کہ وہ ایک عظیم احسان ہے اور بہت بڑے ثواب کی حامل ہے اور اس حدیث شریف میں نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کا بھی جواز ہے اور اس حدیث شریف میں نماز عشاء تاخیر سے پڑھنے کی بھی اباحت ہے اس وقت جبکہ جان لے کہ قوم میں انتظار کرنے کی ہمت ہے تاکہ ان کو انتظار کا بہترین بدلہ ملے اسلئے کہ نماز کا انتظار کرنیوالا گویا نماز ہی میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء میں آدھی رات تک جو تاخیر فرمائی تو کسی وجہ سے

تھی اور اسی وجہ سے جلدی باہر تشریف نہ لا سکے تھے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ اس قدر تاخیر کرنے کی نہ

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

''یہ باب اس بارے میں ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اس نے کہا ہمیں خبر دی عبدالوہاب نے'' یہ مجید بن صلت ثقفی بصری ہے ''کہا اس نے حدیث بیان کی ہمیں خالد حذاء نے'' حاء مہملہ پر زبر ہے اور ذال معجمہ پر تشدید ہے مد کے ساتھ ابی المنہال کے میم پر زیر ہے ''انہوں نے روایت کی ابی برزہ سے'' باء موحدہ پر زبر ہے اور راء مہملہ پر جزم ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد باتوں کو مکروہ جانتے تھے'' اور خیر جاری میں کہا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اور اس کراہیت کا سبب یہ ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سونے میں نماز فوت ہونے کا احتمال ہے یا فضیلت جماعت فوت ہونے کا یا فضیلت وقت کا باوجود اس کے کہ نماز عشاء سے پہلے آرام طلبی صلحاء کے نزدیک ناپسندیدہ ہے ہاں مگر نیند غالب آجائے تو کوئی حرج نہیں جبکہ بغیر سونے کے اس کو دل جمعی حاصل نہ ہو سکے یا اگر کسی کو مقرر کر دے تا کہ اس کو نماز کے لئے جگا دے تو ایسی صورت میں بھی کراہیت نماز عشاء سے پہلے سونا مباح ہے اور قسطلانی میں کہا ہے کہ نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کراہیت کا سبب یہ ہے کہ باتیں کرنے کی وجہ سے آدمی بہت دیر تک بیدار رہتا ہے یہاں تک کہ نیند اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ ایسا سو جاتا ہے کہ تہجد اور ذکر الٰہی اس سے فوت ہو جاتا ہے بلکہ نماز فجر کے فوت ہونے کا خوف بھی لاحق رہتا ہے لیکن تھوڑی باتیں مکروہ نہیں ہیں جبکہ ان باتوں میں دینی اور دنیاوی مصلحت پوشیدہ ہو جیسے کہ علم سے متعلق کوئی بات کرنا یا صلحاء کے واقعات بیان کرنا یا مہمان کی دلجوئی کے لئے کوئی بات کرنا یا اہلیہ وغیرہ سے۔

Marfat.com

بَابُ اَلنَّوْمُ قَبْلَ العِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے نماز عشاء سے پہلے نیند کے بارے میں''

خاص کر اس کیلئے جس پر نیند غالب آ جائے اور عینی نے کہا ہے یعنی یہ باب ہے اس حکم کے بیان میں کہ نماز عشاء سے پہلے سو جائے خاص کر اس کے لئے جو مغلوب ہو جائے اور نیند اس پر غالب آ جائے اور باقی کلام ترجمہ میں مقدر ہے اور وہ ہے لابأس بہ اور اس باب کی دوسری حدیث اس مقدر پر دلالت کرتی ہے کہ غلب صیغہ ماضی مجہول ہے۔

دَّثَنَا اَیُّوْبُ بْنُ سَلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ عَنْ سَلَیْمَانَ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا

الِحُ بْنُ کَیْسَانَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ''حدیث بیان کی ہمیں ایوب بن سلیمان بن بلال

نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے ابوبکر نے'' بن عبدالمجید ہے ''وہ روایت کرتا ہے سلیمان سے'' قریشی ہے

کہ وہ بلال کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمیں صالح بن کیسان نے'' کاف پر زبر ہے مدنی ہے

ں نے کہ خبر دی مجھے ابن شہاب زہری نے عروہ سے'' بن زبیر ہے اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی

ہ علیہ وآلہ وسلم بِالْعِشَاءِ حتی ناداہ عمر اَلصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ ''تحقیق حضرت عائشہ

دیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ

ضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کرنے کی غرض سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے الصلوۃ کہہ کر پکارا غرض یہ تھی کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے آئیں کیونکہ عورتیں اور بچے سو گئے'' امام قسطلانی نے کہا ہے الصلوۃ

نصوب ہے اسی بناء پر کرمانی نے کہا ہے کہ نام النساء والصبیان آخری کلام ہے عمر کا فَخَرَجَ فَقَالَ مَا

نْتَظِرُهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَیْرُکُمْ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا اہل زمین میں سے کوئی

یک بھی تمہارے سوا نماز عشاء کا انتظار نہیں کرتا'' قَالَ وَلَا تُصَلّٰی یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِیْنَةِ ''کہا راوی نے یا

ائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا ان کے علاوہ کسی اور نے'' اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا

عین کیا ہے ''اور ان ایام میں مدینہ طیبہ کے علاوہ نماز کہیں نہ پڑھی جاتی تھی'' یعنی نماز باجماعت مدینہ طیبہ کے

لاوہ کسی اور جگہ نہ پڑھی جاتی تھی اس لئے کہ مکہ مکرمہ ان دنوں فتح نہ ہوا تھا اور جو ضعفاء مکہ مکرمہ میں رہتے تھے وہ

اپنے گھروں میں چھپ کر نماز ادا کیا کرتے اور دوسرے بلاد میں اسلام ابھی نہ پہنچا تھا قَالَ وَ کَانُوْا یُصَلُّ

فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَغِیْبَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ ''راوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ

شفق کے غائب ہو جانے کے بعد رات کی پہلی تہائی تک نماز عشاء ادا فرماتے تھے'' اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزد

شفق سفیدی ہے کنارہ آسمان پر مغرب کی طرف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزد

سرخی ہے اور لفظ الاول مجرور ہے یعنی لام پر زبر ہے اس وجہ سے کہ وہ ثلث کی صفت سے ہے اور کرمانی میں ہے

اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ امام کو یاد دلایا جا سکتا ہے (تا کہ وہ نماز کے لئے آ جائے) اور اگر تاخیر امام سے قو

پر مشقت واقع ہونے کا گمان ہو تو اس کو چاہئے کہ قوم کو اپنا عذر پیش کرے یا انہیں کہہ دے اس تاخیر میں تمہارے

لئے مصلحت ہے انتہیٰ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ

نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ ''حدیث بیان کی ہمیں محمود نے'' بن غیلان ہے ''کہا اس نے کہ حدیث

بیان کی ہمیں عبدالرزاق نے'' بن ہمام بن نافع ہے ''کہا اس نے خبر دی ہمیں ابن جریج نے'' دو جیم کے ساتھ صیغہ

تصغیر سے ''کہا اس نے خبر دی مجھے نافع نے'' مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے ''کہا اس نے حدیث بیان کی ہمیں عبداللہ بن عمر

نے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شُغِلَ عَنْھَا لَیْلَۃً ''کہ مشغول ہوئے ایک رات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء سے پہلے'' اور شغل ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ فَاَخَّرَھَا حَتّٰی رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ''پس

تاخیر فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء میں یہاں تک کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں سو گئے ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ

رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ''پھر ہم بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ظاہر یہی

ہے کہ یہ نیند حالت قعود میں نہ تھی مگر بوجہ غلبہ نیند، لیکن حدیث سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ نیند حالت قعود کے علاوہ

اختیاری تھی اور تکاسل کو دور کرنے کے لئے تھی اور یہ مطابق مذہب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء سے قبل سونے کو مکروہ نہیں سمجھتے بعد میں علماء کرام نے اس میں اختلاف فرمایا ہے کہ سونے سے

وضو ٹوٹتا ہے کہ نہیں۔ پس بعض علماء کے نزدیک نیند سے وضو مطلقاً نہیں ٹوٹتا ہے جس حال میں بھی ہو اور یہ جیسے

موسیٰ اشعری اور سعید بن مسیّب و حمید اعرج حضرات ہوئے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ نیند سے مطلقا وضو ٹوٹ

جاتا ہے اور یہ مذہب حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے اور ایسی ہی روایت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سے بھی منقول ہے اور بعض علماء نے اس میں تفصیل فرمائی ہے کسی وجہ کے ساتھ انتہا۔ اور عینی نے کہا کہ بعض علما

Marfat.com

ے کہا ہے کہ زیادہ نیند سے مطلقاً وضوٹوٹ جاتا ہے اور تھوڑی نیند سے مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا یہی ہے ایک روایت
کے مطابق مذہب امام زہری کا اور امام ربیعہ اور امام اوزاعی اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا
ر بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نماز کی ہیئات میں سے کسی ہیئت پر اگر نیند کی ہو جیسے رکوع میں یا سجدہ یا قیام یا قعدہ
ں تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے یہ نیند حالت نماز میں ہو یا خارج از نماز اور اگر نیند کی ہو کروٹ کے بل یا پیٹھ کے بل تو
ضو ٹوٹ جائے گا اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور داد کا ہے اور یہ قول غریب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اور بعض
لماء کے نزدیک اگر اس ہیئت سے نیند کی ہو کہ مقعد زمین سے سٹہا (چسپان) ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم ثُمَّ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ هٰذِهِ
الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اہل زمین میں ایک آدمی بھی
نہیں سوائے تمہارے جو اس نماز عشاء کا انتظار کرتا ہو۔ بعض نسخوں میں فخرج رسول الله صلى الله عليه
آله وسلم ہے فخرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِيْ اَقَدَّمَهَا اَمْ
اَخَّرَهَا اِذَا كَانَ لَا يَخْشَى اَنْ يَغْلِبَهُ النَّوْمُ وَقْتَهَا وَقَدْ كَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا ''اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ آیا نماز عشاء کو پہلے وقت میں پڑھے یا تاخیر سے پڑھ لے مگر یہ اس کو وقت کا
غلبۂ نیند کا خوف ان کو نہ رہتا کہ نماز عشاء کا وقت بھی جاتا رہے اور تحقیق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء سے پہلے نیند
کیا کرتے تھے'' یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء کی تقدیم اور تاخیر کی پرواہ نہیں کرتے تھے جب غلبۂ نیند کا ڈر نہ ہوا
کرتا اور اگر غلبۂ نیند کا ڈر رہتا تو پھر احتیاط سے کام لیتے اور خیال فرماتے اور وقت کی مناسبت سے کام کرتے اگر
وقت، نماز عشاء میں جلدی کا تقاضا کرتا تو جلدی کرتے اور اگر وقت وسعت کی وجہ سے تاخیر کا تقاضا کرتا تو تاخیر
فرماتے۔ پس اگر یقین ہوتا کہ نماز میں اگر تاخیر کروں اور نماز سے پہلے سو جاؤں اور سوتا رہ جاؤں گا اور نماز کا
وقت نکل جائے گا تو اس خوف کی وجہ سے نماز میں تقدیم کرتے اور اول وقت میں نماز پڑھ لیا کرتے اور اگر جانتے
کہ نماز سے پہلے اگر نیند نہ کروں حالانکہ نیند موجود بھی ہوتی اور سونے سے پہلے نماز پڑھ لوں غلبۂ نیند کی حالت
میں تو یہ غلبۂ نیند نماز میں بے حضوری کا موجب ہے اور بلا حضور نماز پڑھنا گویا نماز نہ پڑھنے کے برابر ہے تو ایسی
صورت میں پہلے سو جایا کرتے اور نماز میں تاخیر فرمایا کرتے اور جب کبھی غلبۂ نیند کا خوف نہ رہتا تو کسی اور مقتضی
کی پرواہ نہ فرماتے جیسے بھی موقع ہوتا ویسے کر لیا کرتے قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ ''کہا ابن جریج'' نے

Marfat.com

سابقہ اسناد کے ساتھ کہ نافع کی یہ خبر ''میں نے عطا سے کہی'' کرمانی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ عطا بن یسا
اور یہ بھی احتمال ہے کہ عطا بن رباح ہیں اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ عطاء بن رباح ہے

فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه واله وسلم لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ ''پر
عطاء نے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا جو فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء میں تا
فرمائی'' حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَ رَقَدُوْا وَ اسْتَيْقَظُوْا ''یہاں تک کہ لوگ سو گئے پھر بیدار ہوئے
دوبارہ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے'' فَقَامَ عُمَرَ ابْنُ الْخَطَّاب فَقَالَ اَلصَّلٰوةَ ''پس حضرت عمر بن الخطاب
اٹھے اور انہوں نے فرمایا الصلوٰۃ'' یعنی نماز ادا کرلو تا کہ فوت ہونے نہ پائے قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّا
فَخَرَجَ رَسُوْل اللّٰه صلى الله عليه و آله وسلم ''عطا نے کہا کہ کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج
سے باہر تشریف لائے'' كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَآءً ''گویا کہ میں دیکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
طرف ابھی اس حالت میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک ٹپکاتا ہے پانی کو'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک سے پا
ٹپکتا تھا اور کہا ہے صاحب خیر جاری نے کہ جملہ كانى انظر میں یاء معترضہ ہے یا حالیہ ہے ويقطر راسه ما
میں اشارہ اس طرف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرمائے ہوئے تھے اور ماء کا نصب (زبر) بوجہ تمیز کے ہے يقطر
کی نسبت سے سر اقدس کی طرف وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِهٖ ''اس حال میں کہ اپنے ہاتھ مبارک کو اپنے سر مبارک
پر رکھے ہوئے تھے'' فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا هٰكَذَا ''پس فرما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میری امت مشقت میں نہ پڑتی تو ضرور بالضرور میں ان کو حکم دیتا کہ اس طرح نما
پڑھیں'' یعنی نماز عشاء کو کرمانی نے کہا یعنی اس وقت میں یا غسل کرانے کے بعد اور بعض نسخوں میں هٰكَذَا کی جگ
كذا ہے بغیر ھاء کے فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِىُّ صلى الله عليه واله وسلم عَلٰى رَاْسِهٖ يَدَ
''پس میں نے عطاء سے اس کا ثبوت مانگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنے سر مبارک پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تھا
یعنی میں نے عطاء سے اس کیفیت کے بارے میں پوچھا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے س
مبارک پر رکھا تھا اور فاستثبت باب استفعال ہے ثبوت سے اور یہ مقولہ (کہا ہوا) ابن جریج کا ہے كَمَا اَنْبَاَ
اِبْنُ عَبَّاسٍ رضى الله عنه ''پس جس طرح خبر دی ہے عطاء کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے'' فَبَدَّدَ لِىْ عَطَاءٌ بَيْنَ
اَصَابِعِهٖ ''پس اس نے میرے لیے اپنی انگلیوں کو کھولا اور ان میں تفریق پیدا کرتے ہوئے انہیں کشادہ کیا'' یعنی

Marfat.com

ے وہ کیفیت بتانے کے لئے جس طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سر شریف پر رکھا تھا شَیْئًا

فَشَیْئًا تَبْدِیْدِ ''ایک ایک چیز جدا جدا کرنے سے'' ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ عَلٰی قَرْنِ الرَّاْسِ ''پھر عطا نے

اپنی انگلیوں کے پوروں کو اپنے سر کے ایک طرف رکھا'' اور قرن راء مہملہ پر جزم جانب سر ہے ثُمَّ ضَمَّهَا یُمِرُّهَا

کَذٰلِکَ عَلَی الرَّاْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْهَامُهٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِی الْوَجْهَ عَلَی الصُّدْغِ وَ نَاحِیَةِ

اللِّحْیَةِ ''پھر انگلیوں کو ملایا کیا اور اسی طرح سر پر لے جاتے رہے جدا کرنے کے بعد'' اور ظاہر یہی ہے کہ ضم

کی ضمیر اور باقی افعال عطاء کی طرف راجع ہیں اور صاحب خیر جاری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کئے ہیں

واللہ اعلم۔ اس حالت میں کہ اپنی انگلیاں مبارک سر پر لے جاتے رہے یہاں تک کہ مس کیا موٹی انگلی (انگوٹھا)

نے کان کی لو کو جو چہرۂ اقدس کے نزدیک ہے اور محاسن مبارک کہ اور یمر صیغۂ مضارع معلوم کا اصہ ارت ہے

اور یمر میں ضمیر ہاتھ کی طرف راجع ہے اور یا انگلیوں کی طرف اور ابهامه مست کا فاعل ہے اور طرف الاذن

اس کا مفعول ہے یا طرف الاذن مست کی فاعلیت کی وجہ سے مرفوع ہے اور فاعل کی تانیث کی وجہ یہ کہ لفظ

طرف تانیث کو کسب کیا ہے مضاف الیہ سے کہ وہ اذن ہے اس لئے کہ انسان کے اعضاء مکرر مؤنث ہیں اور غیر مکرر

اعضاء مذکر ہیں اکثر روایات میں اور یہ قول ان کا کہ علی الراس ہے یمر کے ساتھ متعلق ہے اور صدغ میں

صاد مہملہ پر پیش اور دال مہملہ پر جزم ہے اور بعض نسخوں میں ضمها کی جگہ صبها ہے صاد مہملہ اور باء موحدہ

ہے۔ لَا یُقَصِّرُ وَلَا یَبْطُشُ اِلَّا کَذٰلِکَ ''تاخیر نہ فرماتے تھے اور نہ جلدی کرتے تھے مگر اس حال میں'' لا

یقصر قاف پر زبر اور صاد مہملہ پر زیر ہے یعنی تاخیر نہ کرتے اور بعض نسخوں میں عین مہملہ کے ساتھ ہے عصر سے

نچوڑے کے معنی پر اور قسطلانی نے کہا ہے کہ پہلی روایت صحیح ہے اور لایبطش طاء پر ضمہ ہے جلدی کے معنی میں۔

وَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ یُصَلُّوْهَا هٰکَذَا ''اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میری امت

مشقت میں نہ پڑتی تو میں ضرور ان کو اسی طرح نماز پڑھنے کا امر کرتا یعنی اس وقت میں۔

بَابُ وَقْتُ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے''

عینی نے کہا کہ اس حدیث پر باب دلیل ہے اور کرمانی نے کہا کہ اس باب کا ترجمہ نشاندہی کرتا ہے اس

Marfat.com

پر کہ امام بخاری کے مذہب میں نماز عشاء کا وقت صرف آدھی رات تک ہے اور اسی لئے ذکر نہ کی امام بخاری نے وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے طوالت وقت پر صبح تک انتہٰی ۔ میں کہتا ہوں کہ امام بخاری کی مراد اس وقت سے اختیاری وقت ہے نہ کہ جواز کا وقت اور کرمانی نے اپنے اس کلام سے پہلے تصریح فرمائی ہے اس طرح سے کہ مراد اس وقت سے وقت مختار (پسندیدہ) وقت ہے اور اسی طرح کہا ہے انہوں نے کہ اگر تو کہے کہ کونسی دلیل ہے وقت نماز عشاء کے جواز کا صبح تک حالانکہ اصطخری نے کہا ہے جو شافعیہ سے ہیں کہ نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور آدھی رات کے بعد نماز عشاء قضا ہے ادا نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ صحیح مسلم میں وارد ہے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیند کرنے (سونے) میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے یعنی حرج ہے اس کے لئے جو نماز عشاء پڑھنے سے پہلے سو جائے تا آنکہ دوسری نماز کا وقت آ جائے اور وہ نیند ہی میں پڑا ہو تو ایسے شخص کے لئے نماز عشاء سے پہلے سونا منع ہے پس اگر تم یہ کہو کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نماز عشاء کے لئے بہترین وقت رات کے تیسرے پہر تک ہے تو میں کہتا ہوں کہ ان دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ ثلث نصف میں داخل ہے یا بہترین وقت نماز عشاء رات کے تیسرے پہر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف کی وجہ سے ہے اور آدھی رات تک نماز عشاء کے پڑھنے کی روایت کا تعلق ہے تو یہ ایسا کے وقت ہوتا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی عذر درپیش ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ **انه شغل عنها** لیلۃ یعنی کسی شغل کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء تاخیر سے ادا فرمائی۔

وَقَالَ اَبُوْ بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَسْتَحِبُّ تَاخِيْرَهَا ''ابو برزہ نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے'' کہا ہے صاحب ''خیر جاری'' نے برزہ باء موحدہ پر زبر راء مہملہ پر جزم اور زاء معجمہ زبر کے ساتھ ہے اور اس تعلیق میں تاخیر کی اصلیت پر تصریح ہے اور یہ بعض ترجمہ میں ہے اور مناسبت کے لحاظ سے یہی کافی ہے اور عینی نے کہا ہے کہ جب نماز عشاء کی تاخیر میں احادیث وارد ہیں بعض ان میں رات کے تیسرے پہر تک اور بعض آدھی رات تک مقید ہیں اور نماز عشاء کے لئے تاخیر کی آخری حد آدھی رات ہے پس ترجمہ میں دلالت یہی مناسب ہے نہ کہ تصریح۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيْمِ الْمُحَارِبِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ رضی الله عنه

حدیث بیان کی ہمیں عبدالرحیم محاربی نے'' بن عبدالرحیم بن محمد محاربی ہے میم پر پیش باء موحدہ کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں زائدہ نے'' زاء معجمہ کے ساتھ بن قدامہ قاف پر پیش ہے'' انہوں نے روایت کی حمید طویل سے'' بن ابن ابی حمید بصری سے'' جن کی وفات نماز کے دوران حالت قیام میں ۱۴۲ھ یا ۱۴۳ھ میں ہوئی تھی'' وہ روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہیں قَالَ اَخَّرَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وآله وسلم الْعِشَاءَ اِلَی نِصْفِ اللَّيْلِ '' کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء میں آدھی رات تک تاخیر فرمائی'' ثُمَّ صَلّٰی ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّی النَّاسُ وَنَامُوْا اَمَا اِنَّكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَاانْتَظَرْتُمُوْهَا '' پھر نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا تحقیق لوگ نماز پڑھ کر سو گئے آگاہ رہو کہ تم نماز ہی میں تھے جب تک نماز کے انتظار میں رہے'' مطلب یہ کہ جس وقت کی نماز کا تم انتظار کرتے ہو تو اس نماز کا ثواب تمہیں انتظار کی وجہ سے بھی ملتا ہے اور اما تخفیف میم کے ساتھ حرف تنبیہ ہے اور انکم میں ہمزہ زیر کے ساتھ ہے۔

وَزَادَ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَی بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَمِيْدٌ '' اور زیادہ کیا ابن ابی مریم نے'' اور وہ سعد بن الحکم بن محمد بن سالم بن ابی مریم ہیں'' کہا اس نے کہ خبر دی ہمیں یحییٰ بن ایوب نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہمیں حمید طویل بن ابی حمید بصری نے'' سَمِعَ اَنَسًا كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ لَيْلَتِئِذٍ '' کہ سنا اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو کہتے تھے گویا میں اس رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک اور روشنی دیکھ رہا ہوں اس رات والی'' یعنی وہ رات میں نے ایسے محفوظ کر رکھی ہے کہ گویا اس وقت بھی اس رات والے واقعات مجھے محسوس ہو رہے ہیں اس رات کے واقعات اگرچہ فی الحال محفوظ ہیں محسوس نہیں ہو رہے ہیں۔ قوت حافظہ کی وجہ سے ان محفوظ واقعات کی تشبیہ محسوس کے ساتھ دی گئی وبیص واؤ اور باء موحدہ زیر کے ساتھ اور یاء مثناۃ تحتانیہ اور صاد مہملہ کے ساتھ چمک اور روشنی کے معنی میں ہیں اور کرمانی نے کہا ہے کہ لفظ خاتم چار لغت سے مستعمل ہے خاء پر زبر تاء پر زبر اور خاتام اور ختام اور لیلتئذ میں تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے یعنی لیلة اذا اخر النبی صلی الله علیه وآله وسلم العشاء یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز عشاء میں تاخیر کرنے کی رات اور عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف کا پہلا حصہ یہ ہے سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وآل وسلم خَاتَمًا قَالَ نَعَمْ اَخَّرَ الْعِشَاءَ '' یعنی انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تھی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

کہ ہاں اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث پڑھی اور پہنچے یہاں تک کہ کہا کانی انظر الی وبیص خاتمہ

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

''یہ باب نماز فجر کی فضیلت کے بیان میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ باب نماز فجر کے بیان میں ہے''

اور یہ جان لو کہ ابی ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ یہ باب نماز فجر اور حدیث کے بیان میں ہے' اور شارحین حدیث نے زیادتی حدیث میں دوراز کار توجیہیں بیان کی ہیں یہاں تک کہ اس میں سے بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک پراگندہ وہم وگمان ہے لیکن سب توجیہات میں اقرب (قریب ترین) توجیح یہ ہے کہ کہا جائے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے اس پہلو کا کہ نماز فجر کی فضیلت حدیث مشہور سے ثابت ہے اور اسی لئے انہوں نے اسے (لفظ حدیث کو) بوجہ زیادتی اہتمام اور علو شان کے ساتھ ذکر فرمایا اس نماز یعنی نماز فجر کا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِیْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ''حدیث بیان کی ہمیں مسدد نے'' اور وہ بیٹا ہے مسرہد کا ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی نے'' قطان ہے ''اس نے روایت کی اسماعیل سے'' بن ابی خالد ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں قیس نے'' ابی حازم کا بیٹا ہے ''اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے'' صحابی ہے كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه واله وسلم اِذْ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ''ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا'' اور اس رات چاند مکمل اور پورا ہو جاتا ہے اور کسی سے چھپا ہوا نہیں رہتا فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُوْنَ اَوْ قَالَ لَا تُضَاهُوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان لو کہ عنقریب تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم بلا کسی تکلیف اور پریشانی کے اس چاند کو دیکھ رہے ہو'' یہ معنی اس صورت میں ہے کہ لا تضامون کی میم تخفیف سے ہو کیونکہ وہ ضیم سے مشتق ہے اور اس کا معنی رنج اور تکلیف ہے اور اگر لاتضامون پر تشدید ہو تو پھر ضم سے مشتق ہے جس کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھتے وقت آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ضم نہ ہو گے۔ جیسے کہ ہلال کے دیکھنے کے لئے تم جمع ہوتے ہو

Marfat.com

ایک دوسرے کے ساتھ مدد اور تعاون کر کے اسے دیکھتے ہو کیونکہ اس کا وقت کم ہوتا ہے اور وہ چھپنے والا ہوتا ہے
فرمایا حضور ﷺ نے۔ لاتضاھون فی رویته تو یہ مشتق ہے مضاھات سے بمعنے مشابہت کے یعنی اپنے
روردگار کو دیکھتے وقت تم کسی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو گے اور یہ راوی کا شک ہے اور تشبیہ رویت میں ہے نہ
کہ مرئی میں۔ خلاصہ یہ کہ تحقیق دیکھو گے تم اپنے پروردگار کو جیسے کہ تم دیکھتے ہو بدر کو بغیر کسی رنج ومشقت اور آپس

یں تعاون کے بغیر اور دیکھتے ہو بغیر کسی اشتباہ کے فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اِنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ
لشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ''پس اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ مغلوب نہ ہو گے اس نماز پر جو طلوع آفتاب
سے پہلے ہے یعنی نماز فجر، اور جو غروب آفتاب سے پہلے ہے یعنی نماز عصر تو تم یہ کام کرو'' صاحب خیر جاری نے کہا
ہے کہ لاتغلبوا صیغہ مخاطب ہے فعل مجہول سے اور فافعلوا شرط محذوف کی جزا ہے اور معنی اسکا یہ ہے کہ تم اپنے
پروردگار کا دیدار چاہتے ہو تو نماز فجر اور نماز عصر کو ادا کرتے رہو تا کہ تم اس چیز تک پہنچ سکو جس کو اجر بنایا ہے اللہ
تعالیٰ نے ان دو نمازوں کا اور وہ رویت ہے کہ کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہے اور اس اجر کے ساتھ ان دو نمازوں
کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں اوقات غفلت میں واقع ہیں فجر کی نماز کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور
آرام کرنے کی چاہت ہوتی ہے اور نماز عصر کا وقت تجارت اور دوسرے معاملات کا وقت ہوتا ہے نیز یہ کہ رات اور
دن کے فرشتوں کے اجتماع کا بھی یہی وقت ہے اور یہ حدیث شریف اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے اہل سنت و
الجماعت کے دلائل میں سے ہے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف انکم سترون
ربکم کما ترون القمر لیلة البدر مشہور حدیث ہے اس کو بیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امام احمد نے روایت کیا

ہے ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ''پھر فرمایا حضور ﷺ نے طلوع
آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے پہلیا پنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کیا کرو'' اور بعض نسخوں میں ثم قرا
فسبح ہے اور فسبح بخاری کی روایت میں فاء کے ساتھ ہے اور یہ لفظ قرآن مجید میں واؤ کے ساتھ ہے پس

پہلا نسخہ اولیٰ ہے اور سبح سے مراد نماز ہے۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ
اَبُوْجَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی ھدبہ بن خالد نے'' ہاء پر پیش دال
مہملہ پر جزم اس کے بعد باء موحدہ ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں ہمام بن یحییٰ نے کہا اس نے حدیث
بیان کی مجھے ابی جمرہ نے'' جیم زبر کے ساتھ ہے اور یہ لفظ اس باب میں جہاں بھی مذکور ہے جیم کے ساتھ ہے'' اس

Marfat.com

نے ابوبکر بن ابوموسیٰ سے وہ اپنے والد ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ والہ وسلم قَالَ مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ'' ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے دو ٹھنڈے وقتوں کی نمازیں پڑھیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا'' صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے بردین باء موحدہ پر زبر راء مہملہ پر جزم اس سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں ٹھنڈے وقت میں واقع ہیں اور دونوں اوقات کے درمیان ایک وقت گرم ہے جو کہ نماز ظہر کا وقت ہے امام قسطلانی نے کہا ہے تعبیر کرنا دخل کے ساتھ ماضی ہے مضارع سے یہ اس لئے کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جس سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ داخل شدہ کے برابر ہے بوجہ یقینی داخل ہونے کے، فجر اور عصر کو دوسری نمازوں پر جو خصوصیت حاصل ہے یہ ان دونوں نمازوں کی زیادتی شرف کی وجہ سے اور ان دونوں نمازوں کی محافظت پر ترغیب دلانے کی وجہ سے اور ان اوقات میں اجتماع ملائکہ ہوتا ہے وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ اَنَّ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ اَخْبَرَہٗ هٰذَا ''ابن رجاء نے کہا'' راء مہملہ پر زبر اور جیم پر مد کے ساتھ ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں ہمام نے ابی جمرہ سے'' جیم پر زبر ہے ''تحقیق ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے ان کو اس کی خبر دی'' اور صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ حدیث شریف کو دو طریقوں سے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ وہ ابوبکر ابوموسیٰ اشعری کا بیٹا ہے یا وہ ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ ثقفی ہے راء مہملہ اور باء موحدہ صغرہ ہے اور یہاں جو مذکور ہے یہ ابن ابی موسیٰ اشعری ہے اور یہ کنیت عبداللہ بن قیس اشعری کی ہے۔

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَمْرَۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مِثْلَہٗ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حبان نے'' حاء مہملہ پر زبر باء مہملہ پر تشدید ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے اس نے کہا خبر دی ہمیں ابو جمرہ نے'' جیم پر زبر ہے ''وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر بن عبداللہ سے اس نے اپنے والد سے اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مانند روایت کی''

Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ

''یہ باب فجر کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے اور اس میں اضافہ ہے''

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ ''ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عاصم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں ہمام نے انہوں نے روایت کی قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں ''تحقیق حدیث بیان کی اس کو زید بن ثابت نے'' اور بعض نسخوں میں حدثهم ذکر ہے یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب کو حدیث بیان کی ہے'' اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم ''کہ تحقیق زید اور ان کے ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی'' اور سحور سین مہملہ پر زبر کے ساتھ وہ کھانا ہے جو صبح کے وقت کھایا جاتا ہے اور سین پر پیش ہونے سے وہ کھانے والے کے فعل کا نام ہے ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا ''پھر سب نماز فجر ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے میں نے زید سے پوچھا کہ سحری کھانے سے نماز پڑھنے تک درمیان میں کتنا وقفہ (وقت) تھا'' اور بعض نسخوں میں بجائے قلت کے قال ہے اور بعض نسخوں میں کان کا لفظ محذوف ہے۔ قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِيْ اٰيَةً ''زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پچاس یا ساٹھ کے برابر یعنی مراد اس کی آیتیں تھیں'' امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تمیز کا بیان خمسین اور ستین سے کیا ہے حاصل کلام یہ کہ گویا زید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا کہ پچاس یا ساٹھ کے مقدار تقدیر کلام یہ ہے کہ سحری کھانے سے نماز فجر تک درمیانی وقفہ پچاس یا ساٹھ آیتیں تلاوت کرنے کے برابر تھا۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ معاملہ بہت باریک ہے نہیں جانتا اس کو مگر وہی جس پر نزول وحی ہوتا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ علامات یا الہام سے جان لیتے ہیں اور کبھی نہیں جانتے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ رَوْحَ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''حدیث بیان کی ہمیں حسن بن صباح نے'' باء موحدہ پر تشدید ہے صاد مہملہ کے بعد اور الف سے پہلے اور آخر میں حاء مہملہ ہے'' حالانکہ سنا تھا حسن نے روح بن عبادہ سے'' اور روح راء مہملہ پر زبر واو پر جزم آخر میں حاء مہملہ ہے اور عبادہ عین مہملہ پر پیش باء موحدہ تخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں لفظ عبادہ کا ذکر نہیں اور سمع بہ

Marfat.com

تقدیر قد جملہ حالیہ ہے اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ یہ جملہ اور اس کے برابر دوسرے جملوں
استینافیہ تصور کیا جائے اس شخص کے بیان کے لئے جس نے دوسرے سے سنا ہے'' کہا اس نے حدیث بیان
ہمیں سعید نے اور انہوں نے قتادہ سے اور اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہے اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صلی ال
علیہ واله وسلم وَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِیَّ اللّٰہ صلی اللہ عل
واله وسلم اِلَی الصَّلٰوةِ فَصَلّٰی ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زید بن ثابت نے سحری کا کھانا تناول فرمایا پس جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے پھر نماز ادا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے''
اور بعض نسخوں میں تسحروا ہے جمع کی ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی طرف راجع ہے اور بعض
نسخوں میں فصلی کی جگہ فصلینا ہے اور بعض نسخوں میں فصلیا ہے صیغہ تثنیہ کے ساتھ قُلْنَا لِاَنَسٍ کَمْ
کَانَ بَیْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِی الصَّلٰوةِ ''تو کہا ہم سب نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سحری کا کھانا کھانے کے بعد نماز فجر ادا کرنے تک کتنا وقفہ تھا'' اور قُلْنَا
لِاَنَسٍ یہ قتادہ کی بات ہے قَالَ قَدْرُ مَا یَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِیْنَ اٰیَةً ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا جتنی دیر میں آدمی پچاس
آیات تلاوت کر لے'' صاحب خیر جاری نے فرمایا ہے اور اسی طرح حافظ ابن حجر نے یہ وقت پچاس آیتوں کے
برابر کیا ہے جو فراغت سحری سے ادائیگی نماز فجر کے درمیان ہے پچاس آیتوں کی مقدار کو بیان کی ہے اور یہ مقدار
ایک ساعت کے پانچویں حصے کی تہائی ہے اور فتح الباری میں ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اتنا وقفہ وضو کرنے کا وقت ہو اور
لفظ قدر زبر اور پیش کے ساتھ ہے اور عینی نے کہا ہے کہ نماز فجر کے آخری وقت میں اختلاف ہے پس بعض کا
قول ہے کہ وہ طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے اور یہ مشہور روایت ہے مذہب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اور روایت ہے
ابن قاسم اور ابن عبدالحکیم سے کہ آخری وقت نماز فجر کا سفیدی کا پھیل جانا ہے یعنی جب کافی روشنی ہو جاتی ہے
اور اصطخری سے مروی ہے کہ جس نے کافی روشنی پھیل جانے کے بعد نماز فجر پڑھی تو اس نے ادا نہ پڑھی' بلکہ قضا
پڑھی اگرچہ سورج نہ نکلا ہو حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ اَخِیْهِ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّهٗ
سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ ''ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی اویس نے'' ہمزہ پر پیش اور واؤ پر زبر ہے اس
کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے اور ان کا نام عبداللہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھانجا ہے'' وہ روایت کرتے ہیں
اپنے بھائی سے'' اور انکا بھائی عبدالحمید ابوبکر ہے'' وہ روایت کرتے ہیں سلیمان بن بلال سے وہ ابی حازم سے'' جو

Marfat.com

سلمہ بن دینار اعرج مدنی عابد ہے کہ ''تحقیق ابی حازم نے سہل بن سعد سے سنا'' سعد کے عین مہملہ پر جزم ہے جو

بن مالک انصاری صحابی ابن صحابی ہیں يَقُوْلُ كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ اَنْ اُدْرِكَ

صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ''کہ کہتے تھے کہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ

گھر میں سحری کھالیا کرتا تھا پھر مجھے یہ جلدی ہوتی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کرلوں'' امام قسطلانی

نے کہا کہ سرعت سین مہملہ پر پیش اور راء مہملہ پر جزم ہے مرفوع ہے اس لئے کہ یہ کان کا اسم ہے اور لفظ بی

اس کی صفت ہے اور ان مصدریہ اپنے مدخول کے ساتھ کان کی خبر ہے یا کان تامہ ہے اور معنی اس طرح ہیں پھر

موجود ہوجاتی مجھ پر جلد بازی نماز فجر پانے کیلئے اور سرعت پر زبر بھی جائز ہے کان کے خبر یہ ہونے سے اور

کان کا اسم ضمیر ہے جو راجع ہے اس چیز کی طرف جس پر لفظ سرعة دلالت کرتا ہے یعنی تھی وہ جلد بازی میری

نماز فجر پانے کے لئے۔ صاحب خیر جاری نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ثبوت ہے سحری میں تاخیر کرنے کی فجر

کے قریب تک اور ثبوت ہے نماز فجر کرنے میں تعجیل اور اس کو پہلے وقت میں ادا کرنے کا اور اسی پر مطابقت ظاہر

ہوتی ہے حدیث اور اس کے ترجمے کے درمیان حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ

ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ''ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے'' نسبت اس کے دادا کی

طرف ہے اور اس کے باپ کا نام عبداللہ مخزومی ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں لیث نے'' اور بعض نسخوں

میں اخبرنا ہے انہوں نے بیان کی عقیل سے'' عین مہملہ پر پیش ہے کاف پر زبر ہے ''انہوں نے بیان کی ابن

شہاب زہری سے اس نے کہا خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے'' اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ

نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ

بِمُرُوْطِهِنَّ ''تحقیق عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ کو خبر دی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مسلمان عورتیں اون کی بنی

ہوئی چادروں میں اپنے آپ کو لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا کرتیں''

اور بعض نسخوں میں کن کی جگہ کنا ہے اور لفظ نساء مرفوع ہے یا بدلیت کی وجہ سے یا مطابقت اس لغت کے کہ

اکلونی البراغیث (کاٹا مجھے مچھروں نے) اور نساء کی اضافت مومنات کی طرف از قبیل اضافت علم ہے نحو

کی طرف کیونکہ لفظ نساء عام ہے اور لفظ مومنات سے متلفعات میں لام مفتوحہ کے بعد فاء پر تشدید ہے عین

مہملہ سے پہلے اور تلفع لفاع باندھنے کے معنی میں ہے اور وہ ہر وہ چیز ہے جو اس کے باندھنے سے چھپ جاتی

Marfat.com

ہےاور مروط میم کی پیش اور راء مہملہ کے ساتھ مرط کی جمع ہے میم پر زیر ہے اور وہ بڑی چادر صوف اور خذ
بنی ہوتی ہے ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلَى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ پھر وہ مو
عورتیں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جایا کرتیں اور رات کے اندھیرے کی وجہ سے ان عورتو
کو کوئی شخص بھی نہ پہچان سکتا'' امام قسطلانی نے کہا کہ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث ابو برزہ سے روایت شدہ حدیث
مطابقت نہیں رکھتی جو پہلے گزر چکی ہے کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ لوگ نماز سے جب فارغ ہوتے تو ہر شخص
اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیا کرتا کیونکہ روشنی کافی ہو جایا کرتی اور اس حدیث میں مذکور ہے کہ بوجہ
تاریکی ان مومنات کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں خبر ہے متلفعات کو دو
سے دیکھنے کی اور اس حدیث میں خبر ہے قریبی ہم نشین کو دیکھنے کی پس دونوں حدیثوں میں تعارض نہ رہا۔

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً

''یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو نماز فجر کی ایک رکعت پالے''

امام قسطلانی نے کہا یعنی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالے اور ایک رکعت طلوع آفتاب کے
بعد تو اس کے حکم میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور آئمہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس شخص نے
نماز کی ادا کو پالیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہوگئی یہ اس لئے کہ وقت ممنوعہ
داخل ہو چکا ہے اور اگر کوئی شخص ایک رکعت نماز عصر کی غروب آفتاب سے پہلے پالے تو اس نے نماز
کی ادا کو بالاتفاق پالیا یا یہ مراد ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بلوغ کو پہنچا اور حائضہ عورت
پاک ہوگئی یا پاگل ٹھیک ہو گیا یا بے ہوش آدمی کو افاقہ ہوا اور ایک رکعت نماز کی مقدار فجر کا وقت باقی تھا
تو ان سب مذکوریں پر وہ نماز فجر واجب ہو جائے گی اور ایسا ہی حکم ہے اگر چہ ایک رکعت سے کم پالے
خواہ وہ ایک تکبیر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيْدٍ
وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے انہوں نے امام مالک

کے انہوں نے زید بن اسلم سے" عدوی ہے" انہوں نے عطاء بن یسار سے" سعید بن منصور نے ابو معاویہ سے

مون رضی اللہ عنہ کا معتق (آزاد کردہ) ہے" وہ روایت کرتے ہیں بسر بن سعید سے" بسر بن سعید نے زید بن

ملہ پر جزم ہے مدنی عابد ہے" اور وہ روایت کرتے ہیں عطاء سے" عبد الرحمن بن مہدی نے زید بن

زید بن اسلم کو حدیث بیان کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے" جو صحابی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال من ادرک من الصبح رکعۃ قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پائی تحقیق اس نے

حدیث شریف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سب کے نزدیک سنت ہونے کی وجہ سے

جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شریف منسوخ ہے ان حدیثوں سے جو ہم نے پیش کی ہیں

رکعۃ نفسہ میں تنہا کے ساتھ اس وجہ سے کہ یہ نماز نفل نے تنہا نماز کو فرض کر لیا

من نفسہ فان تفوت تفوت نفسہ فقد ادرک نفسہ

آفتاب سے پہلے پائی تو اس نے نماز کو پا لیا

بَابُ مَنْ اَدْرَکَ مِنَ الصَّلٰوۃِ رَکْعَۃً

یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جس نے نماز کی ایک رکعت پائی

وقتوں نے فرمایا ہے کہ نماز کے وقت تین ہیں

نہ زوال سے نصیحت کے ساتھ نے فرمایا ہے کہ نماز کے

تین وقت ہیں جن میں نماز پڑھنے سے

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی

حدثنی محمد بن بشار قال حدثنا عبد الرحمن قال حدثنا سفیان عن ابی الزناد

مالک نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو سلمہ سے

روایت ان حدیثوں سے جو ہم نے پیش کی ہیں

رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت لی پس اس نے نماز کو پالیا'' کرمانی نے کہا ہے کہ علماء کرام نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہ حدیث شریف اپنے محمول نہیں ہے کیونکہ ایک رکعت پانے سے پوری نماز سے آدمی فارغ الذمہ نہیں ہوتا بلکہ اس حدیث میں کوئی مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس شخص نے حکما نماز کو پالیا اور اس کی مثل مثلا جماعت کا ثواب ہوا اور اس حدیث ادراک ہے اس آدمی کے لئے جو نماز میں داخل ہوا اور اس نے ایک رکعت نماز پڑھ لی پھر اس نماز کا وقت ختم اور باقی نماز پوری کی خروج وقت کے بعد تو یہ پوری نماز اس کی ادا میں شمار ہوگی۔ بعض علماء کے نزدیک یہ پوری نماز اس کی قضا میں حساب ہوگی۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ جتنی نماز اس نے وقت میں پڑھی ہے وہ ادا میں حساب ہوگی اور جتنی نماز خروج وقت کے بعد اس نے پڑھی وہ قضا میں حساب ہوگی۔

بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

''یہ باب نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نفل نماز پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے انہوں نے روایت کی قتادہ سے'' بن دعامہ ہے ''انہوں نے ابی العالیہ سے روایت کی'' ریاحی ہے اس کا نام رفیع ہے ''انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' صحابی ہیں قَالَ شَهِدَ عِنْدِىْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَ اَرْضَاهُمْ عِنْدِىْ عُمَرُ ''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ خبر دی، کو ایسے اشخاص نے کہ وہ سچے اور عادل ہیں اور ان کی دینداری اور سچائی میں کوئی شک نہیں اور ان تمام اشخاص میں معتمد ترین اور عادل شخص ہمارے نزدیک حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں'' اور ارضا اسم تفضیل ہے مفعول کے معنی میں جیسے کہ اشہر ہے اور بعض روایات میں ارضاهم کی جگہ واحبهم الی ہے جیسا کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقام اور مرتبہ سے واقف تھے برخلاف اس کے جو شیعہ لوگوں کا خیال ہے

النَّبِىَّ صلى الله عليه واله وسلم نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل نماز کی نماز فجر کے بعد ممانعت فرمائی ہے جب تک سورج طلوع ہو کر بلند نہ ہو جائے

Marfat.com

شرق تاء مثناۃ فوقانیہ پر پیش اور راء مہملہ پر زبر اشراق سے ہے اور تاء پر زبر اور راء پر پیش بھی روایت کی گئی ہے
غرب کے وزن پر اور پہلی روایت سے روشنی (چمک) اور بلندی کی معنی میں ہے اور دوسری روایت سے غروب
کے معنی میں ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ دونوں روایتوں کا ایک ہی معنی ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے

ارتفاء (اونچائی) کے معنی میں ہے اور یہ حدیث شریف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے وَبَعْدَ الْعَصْرِ
حَتّٰی تَغْرُبَ "اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے جب تک سورج
غروب نہ ہو جائے" اور جو شخص نماز عصر کے بعد نفل پڑھتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس کو درے مارتے
درے مارتے اور صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس کا انکار نہ فرماتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نماز عصر کے بعد نفل نماز کی ممانعت میں سے تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں یعنی نے کہا ہے یہ حدیث
ثابت پر دلالت کرتی ہے کہ نماز عصر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جو یہ نماز ادا کرتے تو یہ ان کا خاصہ تھا یعنی دوسروں
ان تک مخصوص تھی علاوہ امت کے اس لئے کہ روایت کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب سے قبل
رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر اس نماز کو ترک نہ فرماتے تھے کہ فوت ہو گئے ہیں یہ وقت جس میں نماز پڑھنے کی
ممانعت فرمائی گئی ہے دو قسم پر ہیں ایک قسم کا تعلق نماز سے ہے اور ایک قسم کا تعلق وقت سے ہے پہلی
چوتھی حدیث ممانعت پر دلالت کرتی ہے نماز فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنے کی اور تیسری حدیث ممانعت کی
دلالت کرتی ہے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت میں نماز پڑھنے کی یہ ہے سے
اختلاف کیا ہے نماز فجر اور عصر کے بعد نماز کے جواز میں اور سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت میں
کے جواز میں بھی اختلاف کیا ہے پس دو قول ہے کہ ان دو وقتوں میں نماز پڑھنے والے کے لئے سے
کوئی تحریمہ کی نہ بجائے نفل تحیۃ المسجد پڑھے یہ ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان دو وقت
پڑھنے کا کوئی سبب نہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں ان دو وقتوں میں
دن کی نماز عصر کے عند الاصفرار یعنی جب سورج زرد پڑ جائے اور اس سے
دو وقت میں حرمت کے قائل ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان دو وقت میں نوافل اور قضا پڑھنے میں
اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موافقت فرمائی ہے صرف فجر کے بعد طلوع آفتاب
تک میں طواف کرنے والے کے لئے دو رکعت نماز کے جواز کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو وقت

Marfat.com

میں وہ نماز پڑھنا جس کا کوئی سبب نہیں اس کی کراہت پر اجماع منعقد ہے اور اتفاق ہے علماء کا کہ ان اوقات دائمی فرائض کا پڑھ لینا منع نہیں یعنی جواز کے قائل ہیں اور علماء نے ان نوافل میں اختلاف کیا ہے جس کے سبب ہے جیسا کہ تحیة المسجد ہوئے تو ان نوافل کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلا کراہت کے جائز فرمایا ہے ا دلیل پکڑتے ہیں اس سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے ظہر کی سنتیں نماز عصر کے بعد فرمائیں اور تحیة المسجد کا حاضر وقت تو وہی ہے جس وقت وہ مسجد میں آئے اگرچہ نماز فجر یا عصر کے بعد ہو تو اس کے لئے پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور وہ فرائض جو فوت ہو چکے ہوں ان کی قضا بھی ان اوقات میں بطریق اولیٰ جائز ہیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں یحییٰ نے'' بن سعید قطان ہے ''اس نے روایت کی شعبہ سے'' بن الحجاج سے ''اس نے روایت کی قتادہ سے'' بن دعامہ ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''اس نے کہا میں نے ابوالعالیہ ریاحی سے سنا اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی'' جو صحابی ہیں قَالَ حَدَّثَنِیْ نَاسٌ بِهٰذَا ''انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمیں لوگوں نے'' یہ حدیث اس طریقہ میں صراحت ہے قتادہ کے سننے کی ابوالعالیہ سے اور وہ متابعت شعبہ ہشام کی یہ حدیث بیان کرنا ہے نا کہ شہادت۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ''حدیث بیان کی ہمیں مسدد مذکور نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید قطان نے ہشام بن عروہ سے اس نے کہا خبر دی مجھ کو میرے والد عروہ بن زبیر نے اس نے کہا خبر دی مجھے ابن عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے'' جو صحابی ہیں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارادہ نہ کرو اپنی نماز کا سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے کے وقت'' اور بعض نسخوں میں بصلوتکم کی جگہ لصلوتکم ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ حدیث شریف کے ظاہری لفظ دونوں نمازوں میں تاخیر کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتے ہیں یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے اور ان دونوں وقتوں میں کراہت نماز ضمنا مفہوم ہوتی ہے بت پرستوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے عینی نے کہا ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس کام سے منع فرمایا ہے کہ جس کام کو کسی دوسری قوم نے کیا ہو اور اس میں ارادہ ان کا طلوع آفتاب اور اس کے غروب

Marfat.com

ساتھا پھر وہ لوگ سورج کو سجدہ کیا کرتے اس پرستش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا پس حضور ﷺ نے اس کراہت کی وجہ سے ممانعت فرمائی کیونکہ اس میں بت وغیرہ پوجنے والوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی تھی۔

قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ اَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ ''اور عروہ بن زبیر نے کہا کہ مجھ کو حدیث بیان کی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جس وقت سورج طلوع ہو اور اس کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو تم نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے'' اور قسطلانی نے کہا ہے کہ سورج کی ٹکیا کا اوپری حصہ جب ظاہر ہو جائے اور سورج کے اوپری حصہ کو حاجب (کنارہ) کا نام اس لئے دیا گیا کہ سورج کی ٹکیا سے پہلے جو حصہ ظاہر ہوتا ہے وہ کنارہ کے مانند ہوتا ہے وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ تَابَعَہٗ عَبْدَۃُ ''اور اس وقت جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو نماز پڑھنے میں تاخیر کرو یہاں تک کہ پورا غروب ہو جائے اور عبدۃ بن سلیمان نے اس کی متابعت کی ہے'' یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اس روایت میں جو انہوں نے ہشام سے روایت کی ہے اور تابعہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اسامۃ عن عبید اللہ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ''حدیث بیان کی ہمیں عبید بن اسمٰعیل نے'' صیغہ تصغیر ہے ''انہوں نے ابو اسامہ سے'' ہمزہ پر پیش ہے ''انہوں نے روایت کی عبیداللہ سے'' عین مہملہ پر پیش باء موحدہ پر زبر یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے ''انہوں نے روایت کی خبیب بن عبدالرحمٰن سے'' صیغہ تصغیر سے ہے انصاری خزرجی ہے ''انہوں نے حفص ابن عاصم سے'' بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے ''انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَھٰی عَنْ بَیْعَتَیْنِ وَعَنْ لِبْسَتَیْنِ وَعَنْ صَلٰوتَیْنِ ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا دو قسم کی تجارت دو طرح کے لباس اور دو وقتوں کی نماز پڑھنے سے'' بیعتین دراصل بیعت کا تثنیہ ہے باء موحدہ پر زبر اور زیر دونوں استعمال ہوتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ باء موحدہ پر زبر سے ایک مرتبہ کے لئے آتا ہے اور باء موحدہ پر زیر سے ہیت اور حالت کے لئے استعمال ہوتا ہے عینی نے کہا ہے یہ اس حالت میں کہ فعل پڑھتا ہو ابن اثیر سے جو روایت کی گئی مصدر پیش کے ساتھ اور پہلی وجہ صحیح ہے سابقہ اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مؤلف فرماتے ہیں نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی

تَغْرُبَ الشَّمْسُ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی نماز فجر کے بعد جب تک سورج طلوع
جائے اور نماز عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے'' وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ
ثَوْبٍ وَاحِدٍ ''اور منع فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشتمال صماء سے اور وہ پہننا ہے کپڑے کا اور چھوڑ دینا ہے اس
سوائے اس کے کہ اس کے دوسرے طرف کو اٹھا لے اور اس کی تفسیر میں کئی وجوہات ہیں اور منع فرمایا احتباء
ایک کپڑے میں اور احتباء آدمی کا بیٹھنا ہے اس صورت میں کہ اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کر دے اور پھر دونوں
پنڈلیوں کو کسی کپڑے سے باندھ رکھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے ایک کپڑے میں ایسی
شکل میں کہ دونوں پنڈلیاں اس کے پیٹ سے الگ رہیں یہ اس لئے کہ اس میں کشف عورت کا احتمال ہے اور
صماء صاد مہملہ پر زبر اور الف ممدودہ سے پہلے میم پر تشدید ہے اور احتباء حاء مہملہ تاء مثناۃ فوقانیہ اور باء موحدہ کے
ساتھ ہے يُفْضِيْ فَرْجَهُ اِلَى السَّمَآءِ ''اس حالت میں کہ اپنے فرج کو آسمان کی طرف کرے اور بعض اس کو
افضاء سے ظاہر کرنے کے معنی میں لیتے ہیں اور بعض نسخوں میں فرجہ کی جگہ بفرجہ ہے باء کی زیادتی سے
وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منابذہ سے منع فرمایا ہے'' اور وہ پھینکنا ہے کپڑے کو
دوسرے آدمی کی طرف فروخت کرنے کے لئے قبل اس سے کہ اس شخص نے وہ کپڑا دیکھ کر پسند کر لیا ہو'' اور منع
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملامسہ سے'' اور وہ چھونا ہے کپڑے کا بن دیکھے اس کی طرف، کہا ہے عینی نے اس
حالت میں کہ وہ اصحاب حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ملامسہ مبابذہ اور القاء زمانہ جاہلیت میں پتھر تھے
کہ ان کے ذریعے بیع کیا کرتے تھے پس جو دو آدمی بیع شراء کا ارادہ کر لیا کرتے تو مشتری (خریدنے والا) پھینک
دیتا ایک پتھر مبیعہ (جس چیز کا سودا کیا جا رہا ہے) کی طرف یا اس پتھر کو بائع (بیچنے ولا) مشتری کی طرف
پھینک دیتا یا مشتری مبیعہ کو چھو لیتا تو بیع ثابت ہو جایا کرتی اور لازم ہو جاتی پس شارح علیہ السلام نے ان تمام امور
سے منع فرما دیا اور اس کے متعلق تفصیلی کلام ان شاء اللہ باب بیوع و لباس میں آئے گا۔

بَابٌ لَا يُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

''یہ باب تنوین کے ساتھ اس بیان میں ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے نماز کا ارادہ نہ کیا جائے''
اور بعض نسخوں میں معلوم کا صیغہ ہے یعنی غروب آفتاب سے پہلے نمازی نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے گا

Marfat.com

اور بعض نسخوں میں لایتحروا جمع کا صیغہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر [illegible]

[illegible]سف نے "[illegible]" [illegible]

[illegible] عمر کا "انہوں نے روایت کی عبد اللہ بن عمر ﷺ [illegible]

[illegible] وسلم قال لا یتحری احدکم فیصلی عند طلوع الشمس ولا عند غروبہا [illegible]

[illegible]

وہ ابن کیسان مؤدب بیٹا عمر بن عبدالعزیز کا ہے ''انہوں نے روایت کی ابن شہاب زہری سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی عطاء بن یزید جندعی نے'' جیم پر پیش ہے نون پر جزم دال مہملہ پر زبر ہے اور کبھی دال مہملہ پر پیش بھی آتا ہے اور اس کے بعد عین مہملہ ہے منسوب ہے جندع بن لیث بن ابی بکر بن عبد مناف بن کنانہ کی طرف

اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم ''کہ تحقیق شان ہے کہ ابن عطاء بن یزید نے ابوسعید خدری سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا'' يَقُوْلُ صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ''کہ فرماتے تھے کوئی نماز نہیں نماز فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے'' وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ ''اور نہیں کوئی نماز عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے'' اور یہ نفی نہی کے معنی میں ہے جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے لا نكاح الا بشهود (صحیح نہیں نکاح مگر گواہوں کی موجودگی میں) پس اگر تم کہو کہ حدیث شریف کس طرح دلالت کرتی ہے ترجمہ پر تو ہم کہتے ہیں کہ لا صلوٰة جو حدیث میں واقع ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز صحیح نہیں ہوتی ہے پس اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ارادہ نہیں کرنا چاہئے اس کا کسی عاقل بالغ کو اس لئے عقلمند اس کام میں مشغول نہیں ہوتا جس سے کوئی فائدہ برآمد نہ ہو سکے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ ''حدیث بیان کی ہمیں محمد بن ابان نے'' ہمزہ پر زبر باء موحدہ کی تخفیف کے ساتھ بلخی ہیں اور بعض نے کہا کہ واسطی ہے ان کی وفات ۲۴۴ھ میں ہوئی ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں غندر نے'' غین معجمہ پر پیش دال مہملہ پر زبر اور پیش دونوں جائز ہیں اور وہ محمد بن جعفر ہیں'' کہا اس نے ہمیں حدیث بیان کی شعبہ بن الحجاج نے ابی التیاح سے'' تاء مثناۃ فوقانیہ پر زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے اور آخر میں حاء مہملہ ہے اور وہ یزید بن حمید ضبعی بصری ہے قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَوِيَةَ ''کہا ابی التیاح نے میں نے سنا حمران بن ابان سے'' حمران کی حاء مہملہ پر پیش ہے میم پر جزم ہے ابان کی ہمزہ پر زبر باء موحدہ پر تخفیف ہے ''انہوں نے روایت کی معاویہ بن ابی سفیان سے کہ صحابی ہے'' قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا ''حضرت معاویہ نے کہا تحقیق البتہ تم لوگ جو نمازیں پڑھتے ہو تو خدا کی قسم ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت رکھتے تھے مگر ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا'' وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يعني الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ''اور خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو

Marfat.com

رکعتوں یعنی عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے'' اور بعض نسخوں میں عنہما کی جگہ عنھا آیا ہے اور اسکی ضمیر نماز کی طرف راجع ہے اور رکعتین سے حضرت امیر معاویہ کی مراد نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اسی حدیث سے تاویل کرتے ہیں اس پر کہ تھیں وہ دو رکعتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے مگر یہ کہ اس حدیث میں تاویل کی گئی ہے اس بات پر کہ مراد معاویہ کی یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ دو رکعتیں مسجد میں ادا نہیں فرمائی تھیں اور اس تاویل کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت فرمایا ہے اور ابھی عنقریب حدیث وہ آ رہی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلیھما ولم یصلھما فی المسجد مخافة ان یثقل علی امته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد وہ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ان دو رکعت نماز کو مسجد میں ادا نہ فرماتے اس ڈر سے کہ امت مشقت میں نہ پڑ جائے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس کا احتمال ہے کہ ہو یہ قول ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے لیکن مسجد میں نہ پڑھتے اور اس میں اشارہ ہو اس عذر کی طرف کہ صحابہ کرام کے لئے ان دو رکعتوں کی ممانعت تھی اور بعض روایات میں یصلیھما رکعتیں کی ضمیر سے ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلام نے'' لام پر تخفیف ہے'' اس نے کہا خبر دی ہمیں عبدہ نے'' اور بعض نسخوں میں حدثنا ہے اخبرنا کی جگہ اور'' اس نے عبید اللہ سے اور اس نے خبیب سے'' خاء مہملہ پر پیش ہے اور باء موحدہ کے ساتھ ہے درمیان میں دونوں باء موحدہ کے یاء مثناۃ تحتانیہ ہے تصغیر کے صیغہ سے'' اس نے حفص بن عاصم سے اس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی'' جو صحابی ہیں قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا ایک ان میں سے نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک'' امام قسطلانی نے کہا ہے کہ طلوع آفتاب سے مراد اس کی بلندی ہے بوجہ ان احادیث کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ''اور دوسری ان دو نمازوں میں سے نماز عصر کے بعد کی نماز ہے حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو جائے''

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو کہ مکروہ نہیں کہتا نماز
کو مگر صرف نماز عصر اور فجر کے بعد نماز پڑھنے کو مکروہ کہتا ہے''

خیر جاری نے کہا کہ یہاں مضاف محذوف ہے کہ وہ لفظ روایت ہے اور مراد اس شخص کی روایت کا بیان ہے جو مکروہ نہیں کہتا نماز کو مگر صرف ان دو وقتوں میں سوائے وقت استواء کے کہ حالانکہ استواء وقت کراہیت نماز پر جمہور فقہاء متفق ہیں عینی نے کہا ہے اس حال میں کہ وہ توضیح سے نقل کر رہا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غرض اس باب سے نشانہ ہے قول اس شخص کا جس نے استواء کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی ہے اور یہی ظاہر ہے رَوَاهُ عُمَرَ وَ ابْنُ عُمَرَ وَ اَبُوْسَعِيدٍ وَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ''اور عدم کراہیت نماز کو استواء کے وقت روایت کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور عبداللہ بن عمر بن الخطاب ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کہ یہ سب صحابی ہیں۔

حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ''حدیث بیان کی ہمیں ابونعمان نے'' اور ان کا نام محمد بن فضل ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے ایوب سجستانی سے انہوں نے روایت کی نافع (آزاد کردہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ روایت کرتا ہے عبداللہ بن عمر سے'' قَالَ اُصَلِّىْ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِىْ يُصَلُّوْنَ ''فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میں نے جس طرح اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اسی طرح نماز میں بھی پڑھتا ہوں'' اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تھا کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس میں دلالت کی کونسی وجہ ہے تو میں کہوں گا کہ برقرار رکھنا اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یا رویت سے ارادہ کیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک میں یا رویت سے ارادہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اجماع صحابہ کا وَلَا اَنْهٰى اَحَدًا يُصَلِّىْ بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ مَاشَآءَ ''اور میں کسی شخص کو نماز پڑھنے سے منع نہیں کرتا چاہے رات میں پڑھے چاہے دن میں پڑھے اور جتنی بھی پڑھے'' امام قسطلانی نے کہا انهى میں ہمزہ اور ہا پر زبر ہے غَيْرَ اَنْ لَّا تَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا ''سوائے اس کے کہ ارادہ نہ کرے کوئی بھی نماز پڑھنے کا سورج طلوع اور غروب ہونے کے وقت'' کرمانی نے کہا مطلب یہ کہ میں تمہیں نماز پڑھنے سے منع نہیں

Marfat.com

کرتا مگر دو وقتوں کی نماز سے اور یہ نہی دلیل ہے اس پر کہ یہ اجماع صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد منعقد ہوا تھا کیونکہ صحت اجماع متصور نہیں ہوسکتی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تنہا حجت قطعی ہے اور یہ حدیث شریف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ استواء کے وقت نماز پڑھنے میں کوئی باک نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ استواء کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جمعہ کے دن مکروہ نہیں بوجہ حدیث شریف کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استواء آفتاب کے وقت نماز کو مکروہ جانتے تھے مگر الا جمعہ کے دن۔ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسروق رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت نماز پڑھتے تھے تو ان سے کہا گیا کہ تحقیق دوزخ کے دروازے دوپہر کے وقت کھول دیے جاتے ہیں تو مسروق نے کہا کہ نماز بہت موزوں اور بہترین چیز ہے کہ میں اس کی بدولت دوزخ سے پناہ پکڑوں کہ جب اس کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس وقت استواء میں نماز سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منع فرمایا ہے بوجہ اس حدیث شریف کے جسے عقبة بن عامر نے روایت کیا ہے جو مسلم میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں وحِینَ یقومُ قائمُ الظهیرةَ اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں حتی یستوی الشمس علی راسک کرمح فاذا زالت فصل البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی موافقت کرنے والے حضرات نے اس سے استثناء فرمایا ہے اس نماز کا جو بروز جمعہ بوقت استواء پڑھی جاتی ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز جمعہ صبح سے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد میں آنے کی ترغیب دی اور لوگوں کو امام کے آنے تک نماز پڑھنے کی ترغیب فرمائی حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے مگر زوال کے بعد (اس سے ظاہر ہوا کہ استواء کے وقت میں بھی صحابہ نماز میں مشغول تھے) ---واللہ اعلم۔

بَابُ مَا یُصَلّٰی بَعْدَ الْعَصْرِ

مِنَ الْفَوَائِتِ وَ نَحْوِهَا

"یہ باب ان نمازوں کے بیان میں ہے جو نماز عصر کے بعد پڑھی جاتی ہیں فوت شدہ نمازوں کی مانند قضایا اس کی مثل دوسری نمازیں"

Marfat.com

صاحب خیر جاری نے فرمایا کہ من کا کلمہ' ما کے لئے بیان ہے اور یصلی صیغہ مجہول کا ہے اور نحوھا سے مراد نماز جنازہ ہے اور بعض نے فرائض کو بھی کہا ہے کہ بعض نسخوں میں نحوھا کی جگہ غیرھا کا لفظ ہے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نحوھا فرائض میں نوافل کو داخل کرنے کے لئے ہے اور ظاہری ترجمہ سے خروج نوافل ثابت ہے کیونکہ نوافل پڑھنے کا کوئی سبب نہیں عینی نے کہا ہے کہ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ روایت میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نحوھا ادخال نوافل کے لئے ہو روایت میں بلکہ اس سے مراد ان کی دخول نماز جنازہ ہے جبکہ اس وقت میں حاضر ہو جائے اور سجدہ تلاوت ہے جب اس وقت واجب ہو جائے اور نہی اس باب میں عام ہے وہ شامل ہے ان نوافل کو جن کے لیے سبب ہو یا نہ ہو۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ

''روایت کی کریب نے'' اسم تصغیر ہے ''ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' لام پر زبر ہے، ام المومنین ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں ''ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر کے بعد'' وَقَالَ شَغَلَنِيْ نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَالظُّهْرِ ''اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے شغل میں ڈال دیا لوگوں نے جو عبدالقیس (قبیلہ) سے تھے ان دو رکعتوں سے جو ظہر کے بعد ہیں'' قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ دو رکعت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد پڑھیں وہی ظہر کی دو رکعتیں تھیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث سے استدلال پکڑا ہے ان نوافل کے مکروہ نہ ہونے پر جس کا یہ سبب ہے اور مانعین نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنِ اَيْمَنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رضى الله تعالى عنها

''حدیث بیان کی ہمیں ابونعیم نے'' نون پر پیش اور عین پر زبر سے ''اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمیں عبدالواحد بن ایمن نے'' ایمن ہمزہ اور میم پر زبر ہے اور دونوں کے درمیان یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے ''اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو میرے والد نے'' کہ ایمن ہے بعض نے کہا ہے کہ حبشی ہے اور ابن ابی عمرو مخزومی قرشی مکی کا آزاد کردہ ہے ''تحقیق شان یہ ہے کہ ایمن نے سنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهٖ مَا تَرَكَهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهُ حَتّٰى عَزَّوَجَلَّ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس

Marfat.com

ت کی قسم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کو قبض فرمایا کہ ترک نہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اس نماز کو یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے ساتھ ملاقات فرمائی یعنی واصل بحق ہو گئے'' کرمانی نے کہا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر قسم کھائی اس بناء پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز کبھی ترک نہ فرمائی تھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور بعض نسخوں میں ذهب به کی جگہ ذهب بنفسه ہے۔

وَمَا لَقِيَ اللهَ حَتّٰى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّيْ كَثِيْرًا مِنْ صَلٰوتِهٖ قَاعِدًا ''اور ملاقات نہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مگر اس حال میں کہ کثرت صلوٰۃ وقیام کی وجہ سے ضعف و ناتوانی نمودار ہوئی اور تھکاوٹ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اکثر نمازیں بیٹھ کر ادا فرماتے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے جان لو کہ تحقیق ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول وما لقی الله حتى ثقل عن الصلوة میں قاف پر پیش ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے جو اہل معرفت سے مخفی نہیں یہ کہ اگرچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں رہنے پر راضی نہ تھے اور جسم اطہر میں ضعف و ناتوانی کے بڑھ جانے کے باعث نماز میں کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد عزیز و محبوب تھی اس لئے کہ نماز مومن کی معراج ہے اور ام المومنین کے قول میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبها افضل الصلوٰة واكمل التحياة کے اس اسرار نبوت کی طرف اشارہ ہے اور ام المومنین کے قول

تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ میں عصر کے بعد والی دو رکعتیں مراد ہیں وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُثَقِّلَ عَلٰى اُمَّتِهٖ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے لیکن مسجد میں نہ پڑھتے اس خوف سے کہ امت پر بار گراں نہ ہو'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے مخافة میم کے زبر سے ہے یعنی اس خوف سے کہ امت کو تکلیف نہ ہو اور ان يثقل میں ان کا کلمہ مصدریہ ہے اور ان میں حرف جر کا حذف قیاسی ہے اور يثقل میں قاف تشدید کے ساتھ ہے باب تفعیل سے ہے صیغہ معلوم کے ساتھ اور ضمیر اس میں راجع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور روایت کیا گیا ہے يثقل یاء مثناۃ تحتانیہ زبر کے ساتھ اور قاف پر پیش کے ساتھ ثقل سے عینی نے ان دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے اور قسطلانی نے آخری روایت پر اکتفا کیا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دو رکعت نماز عصر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ادا نہ فرماتے تھے تا کہ لوگ ان دو رکعتوں میں ان کی اتباع نہ کریں کیونکہ یہ نماز پھر ان پر بار گراں بنتی اور یہ وقت ان کے کاروبار اور معاملات کا تھا اور اسی وجہ سے واقع ہے تاکید نماز وسطیٰ کی خصوصیت پر اور وہ (نماز وسطیٰ) یہی عصر کی نماز ہے بقول

Marfat.com

راجح اور یہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی نماز کے ساتھ خاص کئے گئے تھے جو ان کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے نہ تھی۔ وَكَانَ يُحَبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ ''حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لئے تخفیف پسند فرمایا کرتے'' اور تخفیف صیغہ مضارع معلوم ہے باب تفعیل سے اور صیغہ مضارع مجہول ہونے کا جواز بھی ہے لیکن روایت میں صیغہ ماضی معلوم ہی مذکور ہے اسی باب سے عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے استدلال پکڑا ہے ان حضرات نے جو نماز عصر کے بعد نفل نماز کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ارادہ نہ کریں نماز کا غروب آفتاب کے قریبی وقت تک اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس حدیث کو قضاء فوائت بعد العصر میں ذکر کیا اور مطلقاً عصر کا ترجمہ کیا اور حنیفہ کا کہنا ہے کہ یہ دو رکعت نماز عصر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اور اس پر دلیل وہ حدیث شریف ہے جس کو ابوداؤد نے ذکوان سے روایت کیا ہے ذکوان آزاد کردہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے تحقیق ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی ذکوان کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد خود جو نماز پڑھتے تھے تو اس سے ممانعت بھی فرمائی ہے اور خود روزہ وصال رکھتے تھے اور دوسروں کو منع بھی فرماتے تھے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے ''بن مسرہد ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں یحییٰ نے ''بن سعید القطان ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے اس نے کہا ہمیں خبر دی اپنے والد نے ''عروہ بن زبیر ہے قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اِبْنَ اُخْتِىْ مَا تَرَكَ النَّبِىُّ صلى الله عليه واله وسلم السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِىْ قَطُّ ''عروہ بن زبیر نے کہا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا کہ اے میری بہن کے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت کو نماز عصر کے بعد میرے نزدیک کبھی ترک نہ فرمایا'' اور صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ابن اختی منصوب ہے حرف ندا سے جو محذوف ہے اور بعض نسخوں میں حرف ندا کے ساتھ ہے (یا ابن اختی) اور عروہ ابن زبیر کی والدہ اسماء بنت ابوبکر ہے جو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھی اور سجدتین سے مراد وہ دو رکعت نماز ہے مجازی طور پر بطریق ذکر جز اور ارادہ کل کے یہ حدیث اور اس کے مثل دوسری حدیثیں ان دو رکعتوں کے ترک نہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں پس حمل کی جائیں گی یہ احادیث ان دو رکعتوں کے حق میں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خاص تھیں جیسے کہ عینی نے اس کی تصریح کی ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو رکعتوں کو پڑھنے میں اور اسے منع فرمانے میں کوئی منافات نہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس شخص کو مارنا

Marfat.com

ں نے یہ دو رکعتیں پڑھی تھیں لیکن اس میں پھر مشکل پیش آتی ہے بوجہ اس حدیث کے جو ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ
ال آیا تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شغل میں ڈال دیا تھا ان دو رکعتوں سے جو ظہر کے بعد ہیں پس پڑھیں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دو رکعتیں عصر کے بعد اور پھر کبھی اعادہ نہ فرمایا پس مجبوراً اس نفی کو حمل کیا جائے گا۔ راوی کے
دم علم پر اور عدم اطلاع پر مثبت کا درجہ نافی پر مقدم ہے جیسا کہ قسطلانی میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ
نُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنها ''حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس نے کہا
ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے'' بن زیاد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبانی نے'' ابو اسحاق
سلیمان ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں عبدالرحمان بن اسود نے اپنے والد سے'' اسود بن یزید بن قیس نخعی
کوفی محضرمی ہے ''اس نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ
رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَ
رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا دو نمازیں ایسی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دو نمازوں کو خلوت وجلوت میں کبھی ترک نہ فرمایا ان دو نمازوں میں سے ایک فجر سے پہلے دو رکعت ہیں اور دوسری
نماز عصر کے بعد دو رکعت ہیں'' صاحب خیر جاری نے فرمایا کہ رکعتان سے مراد دو نمازیں ہیں جیسا کہ مابعد والی
تفسیر اس پر دلالت کرتی ہے اور ام المومنین کا یہ قول کہ سراً و علانیۃ ہمیشگی اور دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس پر مواظبت فرماتے رہے پس یہ روایت اس روایت کے منافی نہیں ہے جس کو کہ ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ دو رکعت نماز ہمیشہ پڑھتے تھے یعنی انہوں نے
مسجد میں کبھی نہ پڑھی تھیں۔ اور یا مطلب یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ اس کی اطلاع
اور کسی کو نہ تھی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ رَاَيْتُ الْاَسْوَدَ وَ
مَسْرُوْقًا شَهِدَا عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنها ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عرعرۃ نے'' دو راء سے ہے دو
عین مہملہ پر زبر ہے اور دو راء مہملہ میں پہلی پر جزم اور دوسری پر زبر ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ
نے'' بن الحجاج ہے ''اس نے راویت کی ابی اسحاق عمرو سے'' جو عمرو کی واؤ کے ساتھ سبیعی ہے'' کہا ابو اسحاق نے

Marfat.com

کہ میں نے اسود اور مسروق کو دیکھا اور وہ احدع ہے ایسی حالت میں کہ گواہی دیتے تھے حضرت عائشہ صد

رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ يَاْتِيْنِيْ فِيْ يَوْمِيْ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا صَ

رَكْعَتَيْنِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی ہماری باری کے دن عصر کے

تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور بعض نسخوں میں یوم ہے، یاء متکلم کو حذف کیا گیا ہے پس اس سے را

نکل جاتی ہے کرمانی نے کہا ہے کہ الا صلی رکعتین مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے کے بعد نماز پڑھتے اور

استثناء مفرغ ہے یعنی جس وجہ سے اور جس حال میں آتے تو یہ صورت ہوتی یعنی دو رکعت نماز پڑھتے۔

بَابُ التَّبْكِيْرِ بِالصَّلٰوةِ فِيْ يَوْمٍ غَيْمٍ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ ابر والے دن نماز کے لئے زیادہ عجلت

کرنی چاہئے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے''

اور بعض نسخوں میں فی یوم الغیم لام کی تعریف کے ساتھ آیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمَلِيْحِ

حَدَّثَهٗ ''ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن فضالہ نے'' میم پر پیش ہے اور فضالہ کی فاء پر زبر اور ضاد معجمہ ہے ''اس نے

کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ سے کہ وہ ابی کثیر کا بیٹا ہے'' ثاء مثلثہ

کے ساتھ طائی یمانی ہے ''اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف کے زبر سے اور نام اس کا عبداللہ بن زائد جرمی

ہے کہ ''تحقیق حدیث بیان کی اس کو ابوالملیح نے'' لام تعریفی ہے میم پر زبر ہے اور بعض نسخوں میں لام تعریف کے

بغیر ہے اور اس کا نام عامر بن اسامہ ھذلی ہے قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا

بِالصَّلٰوةِ ''ابوالملیح نے کہا کہ ہم سب ایک دن بریدہ کے ساتھ تھے جبکہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے تو

انہوں نے کہا کہ نماز عصر میں جلدی کرو'' یعنی اول وقت میں ادا کرو فَاِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم

قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ ''کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے عصر کی نماز ترک کر دی تو

اس کا عمل نیست و نابود ہو گیا'' قسطلانی نے کہا ہے کہ حبط باء موحدہ پر زیر ہے یعنی ثواب اس کا باطل ہو گیا اور امام

احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق نماز ترک کرنے والا کافر ہے پس ضائع ہونا عمل کا اس کے کفر کی وجہ سے ہے یا سختی

Marfat.com

ل وجہ سے فرمایا حبـط گویا کہ اس کا عمل ضائع ہوگیا اور دوسری نمازیں بھی جلدی پڑھنے میں عصر کی مانند ہیں بوجہ
وف خروج وقت کے اور جلدی نہ کرنے کی وجہ سے پس مطابقت حدیث اور ترجمہ کے درمیان قول بریدہ سے
فہوم ہے جو بکروا بالصلوۃ ہے علت تبکیر کی وجہ سے نماز عصر میں نہ کہ صراحتاً اور اس حدیث کا پورا بیان باب
ن ترک العصر میں گزر چکا ہے اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ احتمال بھی ہے حبط عمل سے کہ عمل کا
کمال حبـط ہو اس لئے کہ مشہور وارجح قول کے مطابق نماز وسطیٰ نماز عصر ہے اور اوسط افضل کا فوت ہونا سرایت
کرتا ہے دوسری فوائت کی طرف بھی واللہ اعلم۔ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت اس وجہ سے ہے کہ وقت کے
پہچاننے میں ابر مخل ہے اور امکان ہے کہ نماز کا وقت فوت ہو جائے اور اس کو خبر تک نہ ہو یا یہ کہ استحبابی وقت فوت ہو
جائے اور مکروہ وقت داخل ہو جائے تو پس یقیناً ترک نماز کے برابر ہے۔

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

(یہ باب وقت گزرنے کے بعد اذان کے حکم کے بیان میں ہے)

اور بعض نسخوں میں بعد الوقت ہے یعنی قضاء فوائت کے لئے اذان کہنے کے حکم میں ہے

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی عمران بن میسرہ نے'' میم پر زبر اور یاء تحتانیہ پر جزم ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضیل نے'' صیغہ تصغیر کے ساتھ ہے فاء معجمہ پر پیش ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حصین نے'' حاء مہملہ پر پیش صاد مہملہ پر زبر یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم اور آخر میں نون ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اور اس نے اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ ہے قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ''ابوقتادہ نے کہا جو صحابی ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات سفر میں تھے کہ بعض لوگوں نے کہا'' اور اس سفر میں اختلاف ہے کہ یہ کون سا سفر تھا جس میں یہ واقعہ پیش آیا بعض نے کہا کہ یہ سفر خیبر سے رجوع کے دوران تھا اور بعض نے کچھ اور کہا ہے لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ ''اگر آپ آخری رات میں ہمیں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کچھ آرام کر

Marfat.com

لیں گے'' اور یہ معنی اس تقدیر پر ہے کہ لو شرطیہ ہو اور اگر لو تمنی کے لئے ہو تو معنی اس طرح ہوگا (کاش ہم
ٹھہرنے کا حکم فرماتے) آخری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لو کا شرطیہ ہونے کی تقدیر پر اس کی جزاء محذوف
اور وہ جیسے لو جدنا الراحة ''اگر ہمیں آرام میسر ہوتا'' تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم سو
گے اور نماز سے رہ جاؤ گے'' اور نماز کا وقت نکل جائے گا تو ہمیں بیدار کون کرے گا قَالَ بِلَالٌ اَنَا اوقظکم
فَاضْطَجَعُوْا ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا'' مؤذن تھے اور اپنی عادت پر انہیں بھروسہ تھا معین وقت پر بیدار
جایا کرتے تو انہوں نے کہا کہ ''میں آپ حضرات کو بیدار کر دوں گا پس سونے کے لئے دراز ہو جاؤ'' یہ معنی اس
وقت ہوگا کہ صیغہ امر کا ہوگا اور اگر صیغہ ماضی کے ساتھ پڑھا جائے تو پھر معنی ایسا ہوگا پس سونے کے طور
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب سو گئے اور بعض روایات میں فقال ہے زیادتی فاء کے ساتھ
اَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ اِلَى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ ''پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے سامان سے تکیہ لگایا پھر نیند
غالب آ گئی حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر اور وہ سو گئے'' بعض نسخوں میں فغلبت ہے ضمیر مفعول کی محذوف ہے فَنَامَ
فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ''پس جناب بلال رضی اللہ عنہ سو گئے
جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے ایسے حال میں کہ سورج کا کنارہ ظاہر ہو چکا تھا'' فَقَالَ يَا بِلَالُ اَيْنَ مَا
قُلْتَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال سے فرمایا اے بلال تم نے کیا کہا تھا'' یعنی وہ عہد جو تم نے کیا تھا اس پر وفا کہاں
یہ کہ کہاں ہے وہ چیز جس پر تم نے بھروسہ کیا تھا قَالَ مَا اُلْقِيَتْ عَلَى نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ ''تو بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس
نیند کی طرح نیند مجھ پر کبھی بھی طاری نہ ہوئی تھی'' قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَ رَدَّهَا عَلَيْكُمْ
حِيْنَ شَاءَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہاری روحوں کو جب چاہا قبض کر لیا اور
جب چاہا تمہیں واپس لوٹا دی'' کہا صاحب خیر جاری نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد انہیں تکمیل تک پہنچانے کے
لئے فرمایا۔ تمام امور میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے جائیں خصوصاً وہ امور جو انسان کی دسترس سے ماورا ہیں اور
ان میں انسانوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں اور قبض ارواح کا معنی یہ ہے کہ جسموں میں تصرف کرنے سے ارواح کو
روکا جاتا ہے اور ارواح روح کی جمع ہے اور استعمال اس کا مذکر مؤنث دونوں میں ہوتا ہے اور عینی نے کہا ہے کہ
روح ایک نورانی جوہر ہے اشیاء رویت اس کو مکدر بنا دیتے ہیں اور تمام جزئیات وکلیات کا ادراک کرتا ہے روح
بدن میں موجود اور متصرف ہے غذا سے بے نیاز ہے تحلیل ونشوونما سے بری ہے اور اسی لئے جسم کے فنا ہونے کے

د باقی رہتا ہے اور اس قسم کا جوہر اس عنصری عالم سے نہیں ہوتا بلکہ عالم ملکوت سے ہوتا ہے پس روح کی شان یہ ہے کہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتا بدن کے ضرر سے اور اس پر قوی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ولا تحسبن الذین تلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ''یعنی یہ گمان نہ کر ان لوگوں کے حق میں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو چکے ہیں مردہ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس وقت میت کو تختے پر رکھا جاتا ہے تو روح اس کے قریب کھڑی ہو جاتی ہے اور کہتی ہے اے میرے اہل وعیال اور اے میرے بیٹے! پھر یہاں عینی نے کہا ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ تم روح کی تفسیر کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل الروح من امر ربی ''یعنی آپ فرمائیں اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ روح میرے رب کے امر سے ہے'' پس کہتا ہوں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ پیدا شدہ چیزوں میں سے ہے جس کا تعلق کلمہ کن سے ہے نہ کہ مادہ سے ہے اور نا مولود ہے کسی اصل سے باوجود اس کے کہ سوال روح کے حادث اور قدیم ہونے کے متعلق ہے اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے منافی ہو انتہیٰ اور یہ اشکال سے خالی نہیں کیونکہ اس کے حادث ہونے کے لئے جواب دینا کوئی مشکل نہیں جس کی تصریح نہ کی گئی ہو اور تمام ادیان عالم کے آئمہ اس کے حادث ہونے کے قائل ہیں جیسے کہ علم کلام کے بعض علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ وجہ مطابقت کی بناء پر اور ذکر کیا گیا یہ نہیں کہا گیا کہ روح حادث اور مسبوق عدم سے حاصل ہے جو ارادہ اور توجہ سے تعلق رکھتا ہے اور خطاب کن کی توجہ سے ایک چیز ذکر کی ہے اور جو چیز کہ عینی نے ذکر کی ہے یعنی روح کا بدن میں ہونا موافق ہے جمہور علماء کی رائے پر لیکن امام ابوزید دبوسی اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ان کے تابع ہیں کہتے ہیں کہ روح ایک جوہر ہے مجرد مکانی نہیں ہے قدیم بھی نہیں ہے اس لئے کہ غیر اللہ قدیم کوئی چیز نہیں اور یہ دینی ضروریات سے ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کرمانی نے کہا ہے کہ اس وقت جب اللہ تعالیٰ روح قبض کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ مقبوض میت ہو اور انسان نیند میں میت نہیں ہوتا حالانکہ اس کی روح بھی قبض کی گئی ہوتی ہے تو اس سے یہ پتہ چلا کہ لازم نہیں آتا کہ روح کے قبض ہونے سے موت واقع ہو کیونکہ قبض کی دو اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم قبض انقطاع روح از ظاہر ہے کے معنی یہ ہیں کہ ظاہری بدن سے روح کا تعلق قطع ہو جائے پس وہ حالت نیند میں ہے اور دوسری قسم قبض روح بمعنی انقطاع ظاہر و باطن ہے اور وہ حالت موت ہے یعنی پس موت و نیند انقباض روح کے لحاظ سے تو مشترک ہیں لیکن ظاہر و باطن کے اعتبار سے الگ الگ ہیں یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوۃِ ''پس

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کوفرمایا کہ اے بلال اٹھواورلوگوں کونماز کے لئے اذان کہو'' اذن صیغہ امر تاذین سے اور بعض نسخوں میں فاذن الناس ہمزہ مد کے ساتھ امر ہے ایذان سے اعلام کے معنی میں اور بالنا سے باءکوترک کیا گیا ہے فَتَوَضَّاءَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وابْيَاضَتْ قَامَ فصلی ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضوکیا اورسورج جب سفید اور بلند ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز فجر پڑھی'' وابیاض ابیضاض سے مشتق ہے ابیضاض کوابیضاض کی طرف نقل کیا گیا کہ اس کی بناء میں اضافہ ہواور دلالت کر زیادتی معنی پر اوراسی وجہ سے یہ صیغہ مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف میں فائتہ کیلئے ثبوت اذان موجود ہے اوراسی کے لئے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس باب کا ذکر کیا ہے اوراذان برا فائتہ میں علماء میں اختلاف ہے پس ہمارے علماء (علمائے حنفیہ) نے فرمایا ہے کہ فوت شدہ نماز کے لئے اذان ا اقامت دونوں کہنا ہوں گی اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے حدیث عمران بن حصین کو جسے ابوداؤد نے روایت ک

ہے اورابوداؤد کے علاوہ دوسروں نے روایت کیا ہے اوراس حدیث میں ہے ثم امر مؤذنا فاذن فصلی رکعتین قبل الفجر ثم اقام ثم صلی الفجر ''یعنی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤذن کوحکم فرمایا تو مؤذن نے اذان دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر سے قبل دو رکعت نماز پڑھی پھر مؤذن نے اقامت کہی تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر ادا فرمائی اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدیمی قول یہی ہے اور ایسا ہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور ابوثور اور ابن المنذر کا اور اگر کسی سے زیادہ نمازیں فوت ہوجائیں تو پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت دونوں کہے گا اور باقی نمازوں میں وہ مختار ہے اگر چاہے تو ہر نماز کے لئے اذان اور اقامت دونوں کہے اور چاہے تو ہر نماز کے لئے صرف اقامت پر اکتفا کرے بوجہ اس حدیث شریف کے جسے ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تحقیق خندق کھودنے کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں اور رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا اور چاروں نمازوں کو فوت شدہ کہنا بطریق تجوز کے ہے ورنہ عشاء کی نماز فوت نہ ہوئی تھی اور کہا ہے کہ معنی اس کا یہ ہے کہ عشاء کی نماز ہمیشہ جس وقت میں پڑھا کرتے تھے اس وقت معتاد (مقررہ) سے فوت ہوچکی تھی یہ معنی نہیں کہ نماز عشاء وقت جواز سے فوت ہوچکی تھی پس حکم فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی پھر نماز ظہر ادا کی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی نماز عصر ادا کی پھر اقامت کہی پھر مغرب کی نماز ادا کی پھر اقامت کہی پھر نماز عشاء ادا کی پس اگر تو کہے کہ بات جب ایسی ہے تو پھر تخییر والی بات کہاں سے

ئی تھی میں کہتا ہوں کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے ان قضا شدہ نمازوں کو اذان اور اقامت کے
ساتھ ادا فرمایا تھا ہر نماز کیلئے اذان واقامت دی گئی تھی اور اسی اختلاف کی وجہ سے ہمیں اختیار دیا گیا ہے کرمانی
نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی آنکھیں مبارک سوتی تھیں اور دل مبارک نہ سوتا تھا تو
پھر کیسے نماز کا وقت حضور ﷺ سے فوت ہوگیا تھا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اصل بات
یہ ہے کہ دل ادراک کرتا ہے ان حسیات کا جن کا تعلق دل سے ہے جیسے حدت یا کوئی درد تکلیف یا اس کے مثل اور
کوئی چیز اور طلوع فجر وغیرہ کا ادراک دل اس لئے نہیں کرتا کہ ان کا تعلق آنکھوں سے ہے یا یہ کہ حضور ﷺ
کے قلب مبارک کا نہ سونا غالب احوال سے متعلق ہے یعنی اکثر احوال میں حضور ﷺ کا قلب مبارک بیدار رہتا
تھا تیمی نے کہا ہے کہ بہت کم یہ صورت پیش آئی کہ حضور ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح نیند فرماتے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

"یہ باب اس شخص کی نماز کے حکم کے بیان میں ہے کہ جس نے وہ
نماز لوگوں کے ساتھ باجماعت پڑھی وقت گزرنے کے بعد"

عینی نے کہا ہے کہ جماعت کی نصب بنا بر حال ہونے کے بالناس سے ہے یعنی اس حال میں کہ
لوگ جمع ہوئے ہوں نماز کے لئے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ "ہمیں
حدیث بیان کی معاذ بن فضالۃ نے" فاء پر زبر ہے بصری ہیں "اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے"
دستوائی ہے "انہوں نے روایت کی یحییٰ سے" بن ابی کثیر ہے "انہوں نے روایت کی ابی سلمہ" بن عبدالرحمن
ہے "انہوں نے روایت کی جابر بن عبداللہ سے" انصاری ہے اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ
مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ "انہوں نے کہا کہ تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خندق کھودنے کے دن غروب آفتاب
کے بعد تشریف لائے" امام قسطلانی نے کہا ہے کہ خندق کھودنے کا واقعہ ۴ھ میں ہوا تھا "خیر جاری" میں ہے کہ
صاحب "روضۃ الاحباب" نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے پانچویں سال میں ہوا تھا اور اکثر اہل تواریخ کا یہی
قول ہے اور مشہور ہوا یہ واقعہ غزوہ احزاب کے ساتھ اور لفظ خندق خاء معجمہ اور دال مہملہ زبر کے ساتھ عجمی لفظ ہے

جس پر عربوں نے تکلم کیا ہے اور صاحبِ قاموس نے فرمایا کہ خندق کندہ کا معرب ہے فَجَعَلَ یَسُبُّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ ''پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار قریش کو گالیاں دینا شروع کر دیں کیونکہ کفار قریش ہی خندق کھودنے کا سبب تھے جس کی وجہ سے اس کی نماز فوت ہوئی قال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ما کدت اصلی العصر حتی کادت الشمس تغرب ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس حال کے قریب تھے کہ نماز عصر پڑھتے یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا'' صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کدت کاف کی زیر سے ہے اور کبھی اس پر پیش بھی آتی ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کاد پر جب حرف نفی داخل ہوتا ہے تو وہ دوسرے افعال کے برابر ہوتا ہے کیونکہ عدم مناسبت ظاہرا جزاء کے درمیان اس قول کے۔ کدت اصلی العصر حتی قربت الشمس للغروب ''اور اس قسم کے افعال تکلف سے بے نیاز ہیں۔ کرمانی نے کہا ہے اگر تو یہ کہے کہ ظاہر حدیث شریف اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ہو میں کہتا ہوں کہ اس تقاضا کو میں تسلیم نہیں کرتا بلکہ حدیث اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قرب حاصل تھا نماز پڑھنے کا اس وقت میں اور حاصل اس قول کا عرفا بھی قرب غروب ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز پڑھی ہو انہوں نے اس وقت میں بلکہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے نماز نہ پڑھی تھی کیونکہ اس قول کا حاصل عرفاً یہ ہے کہ ما صلیت حتی غربت الشمس یعنی میں نے نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاللّٰہِ مَا صَلَّیْتُھَا ''تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی قسم میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی'' عینی نے کہا ہے اگر تو یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز عصر میں تاخیر بوجہ بھول کے ہوئی تھی اور ممکن ہے کہ اس کے لئے استدلال کیا جائے اس حدیث شریف سے جس کو احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابولہیعہ سے روایت کیا ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایک یہ جانتا ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے تو صحابہ نے کہا کہ نہیں پڑھی پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے نماز عصر کے لئے اقامت کہی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی اور اس کے بعد نماز مغرب ادا کی اور بعض دوسروں نے کہا ہے کہ وہ تاخیر نماز عمداً تھی لیکن کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شغل میں ڈال رکھا تھا اس نماز پڑھنے سے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز نہ پڑھ سکے تھے اور یہ قول قابل قبول ہے اگر تو یہ کہے کہ کیا آج بھی نماز میں تاخیر جائز ہے جہاد میں مشغول رہنے کی وجہ سے تو میں کہتا ہوں کہ آج نماز کو انتہائی وقت

Marfat.com

کی مؤخر کرنا جائز نہیں دشمن سے لڑنے کی وجہ سے بلکہ نماز خوف پڑھی جائے گی اور اس وقت دشمن سے لڑنا عذر تھا
کیونکہ اس وقت تک نماز خوف کا نزول نہ ہوا تھا فَقُمْنَا اِلَی بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلٰوۃِ وَتَوَضَّئْنَا لَهَا ''کہا
پھر ہم سب اٹھے اور وادی کی طرف چلے گئے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے لئے وضو فرمایا اور ہم سب نے بھی نماز
کے لئے وضو کیا'' اور بطحان باء موحدہ پر پیش طاء مہملہ پر جزم ہے پانی کی گزرگاہ کو کہتے ہیں فَصَلَّی الْعَصْرَ بَعْدَ
مَا غَرُبَتِ الشَّمْسُ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ نماز عصر باجماعت ادا فرمائی اس حال میں کہ سورج
غروب ہو چکا تھا'' ایک روایت کی گئی ہے کہ یہ واقعہ ظہر اور عصر نماز کا ہے جیسا کہ موطا میں ہے لیکن صحیحین کی
روایت کو اس روایت پر ترجیح حاصل ہے اور دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح سے کی جا سکتی ہے کہ ممکن ہے وہ
الگ واقع ہو ثُمَّ صَلَّی بَعْدَهَا المغرب ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر کے بعد مغرب کی نماز پڑھی'' عینی نے کہا
ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے وقتیہ اور فوت شدہ نمازوں میں وجوب ترتیب کی اور یہی قول ہے نخعی کا اور زہری
اور ربیعہ کا اور یحییٰ انصاری اور لیث کا۔ اور اسی کے قائل ہیں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ساتھی ان کے اور
امام مالک اور احمد اور اسحاق رحمت اللہ علیہم اجمعین اور یہی ہے قول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا امام قسطلانی نے کہا
ہے کہ اس حدیث سے دلیل قائم نہیں ہوتی فوائت میں وجوب ترتیب کی مگر ہاں اس وقت قائم ہوگی کہ ہم یہ کہیں
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال تنہا وجوب کے لئے ہیں ہاں ان کے لئے یہ بات سزاوار ہے کہ عمومیت کی وجہ سے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے استدلال پکڑیں صلوا کما رایتمونی اصلی یعنی نماز پڑھو تم جیسے دیکھتے ہو
مجھے نماز پڑھتے ہوئے۔

بَابُ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ

''یہ باب کہ ذکر کیا جائے گا اس میں اس شخص کا حال جو کہ
نماز کو بھول جائے پس جب اسے یاد آئے تو پڑھ لے''

یہاں تک کے نماز کا وقت نکل جائے تو اس کو چاہیے کہ جس وقت اس کو وہ نماز یاد آ جائے تو اس کو پڑھ
لے۔ بعض نسخوں میں فلیصلها اذا ذکرها ہے دونوں کلموں میں مفعول کا مذکور ہے وَلَا یُعِیْدُ

Marfat.com

اِلاَّ تِلْکَ الصَّلٰوۃَ ''اور قضا نہ پڑھے گا مگر وہی نماز جو اس سے رہ گئی تھی اور بعض نسخوں میں ولا یعید کے جگہ ولا یعد ہے اور دونوں نسخوں میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ پہلی روایت میں نفی ہے اور دوسری روایت میں نہیں ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ فائتہ اور وقتیہ نمازوں میں ترتیب واجب نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو یاد آئی وہ نماز جو اس نے نہ پڑھی تھی اور اس کے بعد والی نماز کو پڑھ لیا تو اسے چاہیے کہ پہلے وہ نماز پڑھ لے جو اس سے فوت ہو چکی تھی اور اس فوت شدہ نماز کے بعد والی نماز کو دوبارہ پڑھ لے تا کہ ترتیب نماز قائم رہے وَ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً عِشْرِیْنَ سَنَۃً لَمْ یُعِدْ اِلاَّ تِلْکَ الصَّلٰوۃَ الْوَاحِدَۃَ ''ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگر بیس سال تک کسی نے ایک نماز کو ترک کیا ہو تو اس پر قضا لازم نہیں کسی دوسری نماز کی سوائے اس ایک نماز کے جو اس نے ترک کی ہے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ابراہیم کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کسی نماز کی قضا واجب نہیں صرف اسی نماز کی قضا کرے گا خاص طور پر جو اس نے ترک کی ہے یعنی جب بھی اس کو یاد آ جائے چاہے ایک ماہ بعد ہو یا سال بعد چاہے بیس سال بعد ہی کیوں نہ ہو اور ذکر اس عدد کا خاص کر مثال کے طور پر کیا گیا ہے مبالغہ کے لئے اور لفظ ترک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چاہے اس نماز کو عمداً ترک کیا ہو یا بھول سے ترک ہوئی ہو اس پر قضا واجب نہیں مگر قضا کرے گا۔ فقط اس ایک نماز کی جو اس نے ترک کی ہے پس خبر جو ترجمہ میں ہے اس کے ضمن میں داخل ہے پس اس اعتبار سے مطابقت حاصل ہو گئی۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ وَمُوْسَی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالاَ حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ''حدیث بیان کی ہمیں ابو نعیم نے'' نون پر پیش عین مہملہ پر زبر ہے اور نام اس کا فضل بن دکین ہے ''اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے'' مقری سود کی ہے ان دونوں نے کہا کہ ''ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے'' یحییٰ کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی قتادہ سے'' بن دعامہ ہے ''اس نے روایت کی انس سے'' اور بعض نسخوں میں انس بن مالک ہے ''اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوۃً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نماز کو بھول گیا تو اس کو چاہیے کہ وہ نماز جس وقت بھی یاد آ جائے پڑھ لے'' عینی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے اس بات کا کہ تذکر (یاد آنے پر) قضا واجب ہے باوجود اس کے کہ

قضا واجبات موسعہ سے ہے یعنی قضا نماز کو ادا کرنے میں وسعت ہے اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب اس طرح سے دیا گیا ہے کہ اگر یاد آ گئی اس کو وہ نماز اور اس یاد آنے کے بعد بھی کچھ مدت گزر جائے اور اس مدت کے اندر اس نے وہ نماز پڑھ لی ہو تو صادق آ جائے گی یہ بات کہ گویا اس نے یاد آنے کے بعد ہی پڑھی ہے کیونکہ فرمایا ہے کہ فلیصل ان ذکر کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ نماز اس کو یاد نہ آئی تو اس پر قضا نہیں یا اس کی جزا مقدر ہے جو دلالت کرتی ہے ان مذکور پر اذا ذکر فیصلھا اور یہ لازم نہیں آتا کہ جزا شرط فورا اثر انداز ہو بلکہ لازم یہ ہے کہ شرط اثر انداز ہو تمام مدت پر اور بعض نسخوں میں فیصلھا ہے ضمیر مفعول کے ذکر کے ساتھ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ ''اس نماز کے لئے کوئی کفارہ نہیں مگر جب یاد آ جائے پڑھ لینا چاہئے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یاد آنے والا وقت ہی بھولی ہوئی نماز کیلئے ادا کا وقت نہیں جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے اس لئے کہ کفارہ نہیں ہوتا مگر گناہ اور خطا میں البتہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تعجیل قضا شدہ نماز میں واجب ہے جبکہ بے عذر فوت ہوئی ہو اور اگر بوجہ عذر نماز فوت ہوئی ہو تو اس میں تعجیل مستحب ہے اور اس میں مقام غور ہے کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ اس پر دلالت نہیں کرتے کہ فوت شدہ نماز یاد آنے کے ساتھ ہی اول وقت میں ادا کی جائے بلکہ یاد آنے کے وقت کے بعد ادا پر دلالت ثابت ہے پس دلالت نہیں کرتی حدیث شریف اس پر کہ قضا شدہ نماز کو اوقات منہیہ میں بھی ادا کیا جائے گا جیسے کہ بعض علماء حضرات نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ''نماز قائم رکھ میری یاد کے لئے اس وقت جو بتایا گیا ہے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے لذکری ایک لام اور راء مہملہ کے زیر سے ہے اور بعض نسخوں میں جیسے کہ قسطلانی میں ہے للذکر دو لام سے ہے اور راء مہملہ پر زبر اس کے بعد الف مقصورہ ہے پس اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ لتذکیری لک ایاھا ''میری یاد کے لئے نماز قائم کر'' بعض نے معنی گرامی بتایا ہے اور بعض نے لذکر صلوتی معنی بیان کیا ہے عینی نے کہا ہے کہ تورپشتی کہتا ہے کہ یہ آیت بہت وجوہ سے تاویل کا احتمال رکھتی ہے لیکن واجب یہ ہے کہ اس وجہ کی طرف رجوع کیا جائے جو حدیث شریف کے موافق ہو پس اس لحاظ سے آیت شریف کا معنی یہ ہے کہ نماز قائم رکھ جس وقت تم کو وہ بھولی ہوئی نماز یاد آ جائے اس لئے کہ جب نماز کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا یا ضمیر نماز کی جگہ اللہ تعالیٰ کی ضمیر، نماز کی بزرگی اور خصوصیت کی وجہ سے آئی ہے اور اس آیت کا ذکر کرنا حکم سابق پر استدلال کے لئے ہے اور اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ ہماری شریعت سے پہلی والی

Marfat.com

شریعتیں ہمارے لئے بھی شریعت ہیں جب تک اس کی خصوصیت پر کوئی حکم وارد نہ ہوا ہو اور یا یہ معلوم نہ ہوا ہو کہ حکم ان کے لئے خاص ہے اس لئے کہ مذکورہ آیت شریف میں امر خاص موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ قَالَ مُوْسٰی قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ''کہا موسیٰ بن اسماعیل نے کہا ہمام نے میں نے قتا سے سنا کہ کہتا تھا وہ حدیث شریف بیان کرنے سے کچھ وقت بعد یہ آیت شریف تلاوت کرتا کہ اقم الصلو لذکری ہے'' اس حدیث پر استدلال کی وجہ سے وَقَالَ حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نَحْوَهٗ ''کہا حبان نے'' حاء مہملہ پر زبر اور باء موحدہ پر تشد ہے ''ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کے مانند'' عینی نے کہا کہ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ کی ہے اس تعلیق کے ذریعے انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ کے سننے کی طرف اور تصریح کی ہے اس تعلیق سے حدیث کے ساتھ کیونکہ قتادہ مدلسین سے ہے اور اسی طرح عینی نے بھی کہا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے اس بارے میں کہ یہ آیت شریف قتادہ کے کلام سے ہے یا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ہے اور مسلم کی روایت میں حبان سے مروی ہے کہ قتادہ نے کہا واقم الصلوة لذکری اور مسلم نے دوسری روایت میں بطریق مثنی قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی ایک سو جاتا ہو یا کسی وجہ سے نماز سے غافل رہ جاتا ہو تو اسکو چاہیے کہ جس وقت بھی وہ نماز اسے یاد آ جائے تو اسے پڑھ لینا چاہیے تحقیق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اقم الصلوة لذکری اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے اسی طرح خیر جاری میں ہے۔

بَابُ قَضَآءِ الصَّلَوَاتِ الْاُوْلٰی فَالْاُوْلٰی

''یہ باب فوت شدہ نمازوں کی قضا ترتیب کے ساتھ پڑھنے کے بیان میں
ہے کہ نمازی پہلے اس نماز کی قضا کرے گا جو پہلے فوت ہوئی ہے''

پہلے اس نماز کی قضا کرے گا جو سب سے پہلے فوت ہوئی ہے پھر جو اس کے بعد ہے اس کی قضا کرے گا اور اس پہلی نماز کی قضا پڑھنے کے بعد یہ دوسری پہلی ہوئی اور بعض نسخوں میں الصلوة مفرد کے

Marfat.com

صیغے سے ہے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ اولیٰ صیغہ تانیث کے ساتھ صلوٰۃ کی صفت ہے مطلب یہ کہ جب فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے گا تو سب سے پہلے اس نماز کی قضا کرے گا جو پہلے فوت ہوئی ہے پھر اس کے بعد جو دوسری نماز فوت ہوئی ہے اس کی قضا کرے علی ھذا القیاس تواتر کے ساتھ قضا کرتا جائے گا اور پہلا اولیٰ حقیقی ہے جس پر مسبوق کوئی چیز نہیں اور دوسرا اولیٰ اضافی ہے یعنی اس کو دوسری نمازوں پر سبقت حاصل ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' قطان ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' اور یہ یحییٰ ابن ابی کثیر ہیں ''انہوں نے حدیث بیان کی ابی سلمۃ سے'' وہ صحابی ہیں ''انہوں نے روایت کی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے، کہا گیا کہ بات یہ ہے کہ لفظ ھو ابن ابی کثیر جو یحییٰ کے بعد مذکور ہے یہ ہشام کا کلام نہیں بلکہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کو یحییٰ کی تعریف کے لئے ذکر کیا گیا اور یہ الفاظ شیوخ کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا حد درجہ احتیاط ہے قَالَ جَعَلَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ ''جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کے دن کفار کو گالیاں دینا شروع کر دیں'' فَقَالَ مَا كِدْتُ اُصَلِّى الْعَصْرَ حَتّٰى غَرُبَتْ ''پس حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے قریب نہ تھا کہ نماز عصر پڑھ لیتا یہاں تک کہ غروب ہو گیا'' یعنی سورج غروب ہو گیا اور بعض نسخوں میں حتی غربت الشمس آیا ہے فاعل مظہر کے ذکر سے قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰى مَا غَرُبَتْ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم سب مدینہ طیبہ کی ایک وادی میں چلے گئے جس کا نام بطحان ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں غروب آفتاب کے بعد پہلے نماز عصر ادا کی اس کے بعد نماز مغرب ادا فرمائی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَآءِ

''یہ باب ان چیزوں کے بارے میں ہے جو نماز عشاء کے بعد مکروہ ہیں''

جیسے قصہ گوئی اور باتیں کرنا، صاحب خیر جاری نے کہا کہ یکرہ صیغہ مجہول ہے اور سمر حرکت کے

Marfat.com

ساتھ اصل میں رات اور اس میں باتیں کرنے کے معنی ہیں جیسا کہ قاموس میں مذکور ہے اور اصل میں سمر رنگ ماہ (چاند) ہے اور رات کی قصہ گوئی کو سمر اس لئے کہتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں لوگ چاند کی رنگین روشنی میں رات کو قصہ بیان کرتے تھے اور ما یکرہ من السمر سے وہ باتیں مراد ہیں جو رات میں امور مباحہ سے کی جائیں وہی عشاء کے بعد مکروہ ہیں ورنہ حرام باتیں تو ہر وقت حرام ہوتی ہیں لیکن یہ ممکن ہے اور چاہیے بھی کہ ایسی باتوں کی حرمت نماز عشاء کے بعد زیادہ سنگین ہو اس لئے کہ اوقات اور مقامات کو کسی چیز کی سختی اور نرمی میں دخل ہے کہ کسی چیز پر کسی مقام یا وقت کی وجہ سے سخت حکم لاگو ہو یا نرم۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ایک آدمی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غضب ناک ہو گئے تھے جو موسم حج میں عرفہ کے دن عرفات شریف کے مبارک مقام میں لوگوں سے سوال کرتے تھے اور فرمایا اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آیا اس مبارک مکان میں تم خدا کو چھوڑ کر لوگوں سے سوال کرتے ہو اَلسَّامِرُ

مِنَ السَّمَرِ وَ الْجَمِیْعُ السَّمَّارُ وَ السَّامِرُ ھٰھُنَا فِیْ مَوْضِعِ الْجَمِیْعِ لفظ سامر سمر سے مشتق ہے اور اس کی جمع سمار ہے اور قرآن کریم میں سامر کا ذکر جمع کے مقام میں ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ بہ تحقیق مؤلف یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بعض الفاظ کی تفسیر ذکر کرتے ہیں اور کبھی ان صیغوں کا بیان کرتے ہیں جن کے درمیان تعلق رہتا ہے از روئے اشتقاق اور وہ ایسا زیادہ فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ خاص طور سے ذکر فرماتے ہیں ان الفاظ کا جو قران کریم میں ہیں تا کہ ان کا بیان ان الفاظ کیلئے تفسیر کی طرح ہو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سامراً تھجرون پس اشارہ فرمایا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی طرف کہ وہ لفظ سامر جو قرآن کریم میں مذکور ہے سمر سے مشتق ہے اور کبھی سمر مفرد کی شکل میں بھی استعمال ہوتا ہے جس کی جمع سمار ہے سین مہملہ پر پیش میم پر تشدید ہے طالب اور طلاب کی مثال پر اور کبھی جمع کی شکل میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔ والسامر ھھنا فی موضع الجمیع اور سامر یہاں جمع کے مقام پر آیا ہے اس لئے یہ واقع ہوا ہے آیت شریف میں فکنتم علی اعقابکم تنکصون مستکبرین بہ سامرا تھجرون اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد اشارہ ہو اس چیز کی طرف جو آیت کریمہ میں مذکور ہے اور کرمانی نے کہا ہے کہ امام بخاری کا قول الجمیع جمع کے معنی میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْمِنْهَالِ ''ہمیں حدیث بیان کی
سددنے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' قطان ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان
کی عوف نے'' اعرابی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالمنہال نے'' میم پر زبر نون پر جزم ہے اور نام اس
کا سیار بن سلامہ ہے قَالَ اِنْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ اِلَی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ ''ابوالمنہال نے کہا کہ میں اپنے والد
کے ساتھ ابی برزہ کے پاس چلے گیا'' برزہ باء موحدہ پر زبر راء مہملہ پر جزم اور زاء معجمہ پر زبر ہے اور ان کا نام فضلہ
ہے عبداللہ اسلمی کا بیٹا ہے جو صحابی ہیں فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ''تو میرے والد نے ابی برزہ سے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کس
طرح ادا فرمایا کرتے'' یعنی کن کن اوقات میں نماز ادا فرماتے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے قَالَ كَانَ يُصَلِّي
الْهَجِيْرَ وَهِيَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ ''ابو برزہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھے
دن والی نماز جسے تم اولیٰ کے نام سے پکارتے ہو (نماز ظہر) اس وقت میں پڑھتے جب سورج استوا سے ڈھل جایا
کرتا'' یعنی ظہر کی نماز کو پہلے وقت میں ادا فرماتے وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى اَهْلِهٖ فِي اَقْصَى
الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ ''اور عصر کی نماز جس وقت ادا فرما لیتے تو ہم میں سے کوئی ایک آدمی اپنے اہل وعیال
کے پاس اپنے گھر چلا جایا کرتا حالانکہ اس کا گھر مدینہ طیبہ کے آخری کنارے پر ہوتا اور سورج ابھی زندہ ہوتا'' یعنی
سورج اچھی طرح روشن اور سفید ہوتا اور اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل واقع نہ ہوا ہوتا وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي
الْمَغْرِبِ ''اور میں بھول گیا اس بات کو جو ابو برزہ نے مجھے مغرب کی نماز کے وقت کے بارے میں بتائی تھی''
قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَاءَ ''ابو برزہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء میں تاخیر کو پسند فرمایا
کرتے'' قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا ''ابو برزہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء سے
پہلے سونے کو مکروہ سمجھتے تھے اور باتوں کو بھی نماز عشاء کے بعد مکروہ سمجھتے'' وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ
حِيْنَ يَعْرِفُ اَحَدُنَا جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ مِنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ ''اور نماز فجر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں ادا
فرماتے کہ جب نماز فجر سے فارغ ہو جاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے ہم نشین (قریب) کو پہچان لیا کرتا اور نماز
میں ساٹھ سے ایک سو آیات تک پڑھا کرتے'' اور حدیث کے ساتھ ترجمہ کی مطابقت کی وجہ وکان یکرہ النوم
قبلها والحدیث بعدها ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز عشاء سے پہلے سونے کو مکروہ

Marfat.com

جاننا اس اندیشہ سے ہو کہ کہیں نماز عشاء فوت نہ ہو جائے اور اس میں عبادت پر حث دلانا بھی مراد ہے کیونکہ وقت میں تھکان سستی اور نیند غالب ہوا کرتی ہے اور وہ جو روایت میں منقول ہے کہ نماز عشاء سے پہلے بعض صحابہ کرام سونے کو مکروہ نہ جانتے تھے تو اس کی نسبت اس کی طرف ہے جس پر نیند نے غلبہ کر لیا ہوتا تو وہ اس خیال سے سو جایا کرتا کہ غلبہ نیند کو دور کر کے اس کے بعد نماز عشاء کو دل جمعی اور اعتماد سے ادا کر لے گا۔

بَابُ السَّمَرِ فِی الْفِقْهِ وَالْخَیْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

''یہ باب نماز عشاء کے بعد فقہ اور نیکی کی باتیں کرنے کے بیان میں ہے''

اور خیر خاء معجمہ پر زبر یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے باء موحدہ نہیں صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ فقہ کو خاص کیا گیا ہے ذکر کے ساتھ باوجود اس کے کہ خیر میں وہ داخل ہے تو یہ ذکر اس کی تعظیم اور اس کے علو مرتبت کی وجہ سے ہے اور عینی نے کہا ہے کہ ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عشاء کے بعد مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کے بارے میں باتیں کیا کرتے تھے'' اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے انتہیٰ۔ رات اور وقت عشاء کا استفادہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ سمر سے کیا گیا ہے کیونکہ سمر کے معنی رات میں باتیں کرنا ہیں اور یہ بھی ہوتا ہے کہ رات کی باتیں اکثر عشاء کے وقت ہی کی جاتی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَلِیِّ الْحَنَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صباح نے'' صباح صاد مہملہ پر زبر باء موحدہ پر تشدید اور آخر میں حاء مہملہ ہے اور نام اس کا عطاء ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی حنفی نے'' اور اس کا نام عبید اللہ بن عبدالمجید ہے پہلی عبد تصغیر سے ہے

''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قرۃ بن خالد نے'' قاف پر پیش راء پر تشدید ہے قَالَ اِنْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَ رَاثَ عَلَیْنَا حَتّٰی قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِیَامِهٖ ''کہا قرۃ بن الخالد نے کہ ہم نے انتظار کیا حسن بصری رضی اللہ عنہ کا تو انہوں نے آنے میں دیر کر دی یہاں تک کہ ہم مسجد سے ان کے اٹھنے کے وقت کے قریب ہو گئے'' سونے کے لئے یا تہجد کے لئے نیند سے اٹھنے کے قریب ہو گئے'' عرف کے لحاظ سے از روئے معنی پہلی بات صحیح ہے اور یہ معنی اس نسخہ کے

Marfat.com

ابق ہے جس میں قربنا صیغہ متکلم مع الغیر کے ہے اور وہ نسخہ جس میں قربنا صفت مشبہ کے معنی سے ہے اور
ف علامت نصب (زبر) کا ہے تو معنی اس طرح ہوگا کہ ''ہم نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کے آنے کا انتظار کیا حالانکہ
نہوں نے آنے میں دیر کردی یہاں تک کہ ان کا دیر سے آنا ان کے اٹھنے کے وقت کے قریب ہوگیا'' فجاء
قال دعانا جیرانا هؤلاء ''پس حسن بصری رضی اللہ عنہ آئے اور دیر سے آنے کی وجہ سے عذر کرتے ہوئے فرمایا کہ
ہیں اپنے پڑوسیوں مشار الیهم (جن کی طرف اشارہ کیا گیا) نے بلایا تھا'' اور جیران جیم کی زبر سے جار کی جمع

ہے ثُمَّ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ نَظَرْنَا النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وآله وسلم ذَاتَ لَیْلَةٍ حتی کان
شَطْرُ اللَّیْلَ یَبْلُغُهُ ''پھر حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک رات ہم نے
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کے لئے انتظار کیا یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی ہمارے انتظار کے وقت تک یا یہ کہ
ہمارا انتظار آدھی رات تک پہنچ گیا'' اور نظر بمعنے انتظار کے ہے جیسے کہ دوسری روایت میں اسی لفظ سے ہے اور
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس بیان کے لئے ہے کہ تمہارا انتظار ضائع نہیں ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلکہ
کہا گیا ہے کہ جو انتظار عبادت کے لئے ہو تو اس انتظار کی فضیلت بھی اس عبادت کے برابر ہے اور اس میں تعلیم
اور ارشاد ہے یا اشارہ ہے اس طرف کہ ان کی تاخیر بھلائی اور خیر پر متضمن ہے اور شطر اللیل کان کے اسمیہ
ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور کان تامہ ہے اور یبلغه جملہ استنافیہ یا حالیہ ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ناقصہ ہو
اور یبلغه اس کی خبر ہو اور بعض نسخوں میں شطر منصوب ہے بوجہ ضمیر مستتر جو وقت کی طرف راجع ہے جو سباق سے
مستفاد ہے یا کان میں اسم کان ہوگا اور شطرِ اللیل کان کی خبر ہوگی یعنی حتی کان وقت الانتظار شطر

اللیل فَجَاءَ فَصَلّٰی لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّکُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِی صَلٰوةٍ
مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ ''پھر تشریف لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ہمیں نماز پڑھائی'' یعنی اقامت فرمائی ''اس کے
بعد خطبہ فرمایا اور خطبہ میں یہ فرمایا کہ خبردار رہو تحقیق لوگوں نے نماز پڑھی اور پھر سو گئے اور تحقیق تم ہمیشہ نماز میں ہو
جب تک نماز ادا کرنے کے لئے انتظار میں رہو گے'' اور بعض نسخوں میں لن تزالوا نون کے ساتھ ہے بجائے لم کی جگہ
اور پہلی روایت میں بیان ہے ماضی میں نیکی کمانے پر اور دوسری روایت میں مستقبل میں نیکی کرنے سے بحث ہے
اگر تو کہے کہ منتظر نماز کے لئے کھانا' پینا' باتیں کرنا وغیرہ سب جائز ہے تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ وہ نماز میں
ہے میں کہتا ہوں کہ اس کو ہر طرف سے ثواب ملتا ہے قَالَ الْحَسَنُ وَاِنَّ الْقَوْمَ لَا یَزَالُوْنَ فِی خَیْرٍ مَا

Marfat.com

انْتَظَرُوا الْخَيْرَ ''فرمایا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہ تحقیق لوگ ہمیشہ نیکی اور عبادت میں ہوتے ہیں جب وہ نیکی اور عبادت کے انتظار میں رہیں گے'' حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں عموم کا ذکر فرمایا جس کا حکم خیرات (نیکیوں) کو شامل ہے قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وس ''قرۃ نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول جو ان القوم الی آخرہ ہے یہ حضر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ماخوذ ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے''۔ خیر جاری میں ہے کہ قرۃ کا قول شبہ کو دفع کرنے کے لئے ہے جس میں اسناد قول حسن بصری رضی اللہ عنہ کی طرف ہے اور قرۃ کی مراد ھو من حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اپنے قول کیلئے فائدہ حاصل کرنا ہے کہ وہ قال الحسن ہے کہا گیا ہے کہ اگر قرۃ قال الحسن کہتا تو پھر یہ معلوم ہوتا کہ یہ بھی اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقولہ (ارشاد) ہے حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نہیں اس حدیث میں اور عینی نے کہا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ان القوم لا یزالون آخر تک جو ہے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے نہ یہ کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے جس کو یہاں ذکر کیا گیا یہ اس لئے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس کی رفع اور وصل کی تصریح نہیں فرمائی بخلاف کلام اول کہ جس کا روایت ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہے۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اخبرنا شعيب عن الزهری قال حدثنی سالم بن عبد الله بن عمر و ابوبكر بن ابی حثمة ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور ان کا نام حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی شعیب نے'' اور وہ ابی حمزہ کا بیٹا ہے حمصی ہے ''انہوں نے روایت کی ابن شہاب زہری سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اور ابوبکر بن ابی حثمہ نے'' حاء مہملہ پر زبر ثاء مثلثہ پر جزم ہے اور اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف بوجہ شہرت کے ہے اور ان کے والد کا نام سلیمان ہے اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ بن الخطاب قال صلى النبی صلى الله عليه و اله وسلم صلوٰة العشآء فی آخر حيوته ''تحقیق عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں عشاء کی نماز پڑھی'' فلما سلم قام النبی صلى الله عليه و اله وسلم فقال ارايتكم ليلتكم هذه ''پھر جب سلام پھیر لیا اور نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر یہ ارشاد فرمایا کیا تم اپنی رات کو دیکھتے ہو جو یہ رات ہے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ارایتکم میں استفہام تعجب کے لئے ہے اور کاف حرف ہے جس کے لئے

جواب کا موقع نہیں کرمانی نے کہا ہے کہ یہی نے کہا ہے ارایتکم کا معنی اعلمونی ہے اور جواب امر کا محذوف ہے اور تقدیر اس کی اس طرح سے ہے ارایتکم لیلتکم ھذہ فاحفظوھا و احفظو تاریخھا یعنی تم اپنی آج کی اس رات کو یاد رکھو اور اس کی تاریخ کو بھی یاد کرلو فَاِنَّ رَاسَ مِائَةِ سَنَةٍ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمُ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ ''اس لئے کہ تحقیق آج جو اس سطح زمین پر موجود ہیں سو سال پورے ہونے پر ان میں سے زمین کی پشت پر کوئی ایک بھی زندہ نہ رہے گا' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ کوئی ایک بھی زندہ نہ رہے گا ان میں سے جنہیں تم دیکھتے ہو روئے زمین پر یا ان میں سے جنہیں تم جانتے ہو یا اس مجمع سے جو حاضر ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ جتنے لوگ روئے زمین پر آج کی رات زندہ ہیں وہ سب مرجائیں گے اگر یہ معنی لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ قیامت آجائے اور ممات خضر علیہ السلام کو بھی شامل ہوگا۔ فَوَھَلَ النَّاسُ فِی مَقَالَةِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِلٰی مَا یَتَحَدَّثُوْنَ مِنْ ھٰذِہِ الْحَدِیْثِ ''پس لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے معنی کو سمجھنے میں غلطی کی اور اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کی مراد اور تشریح بیان کرنے کے لئے طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے وھل کی واؤ اور ہاء پر زبر ہے اور ہاء پر زیر بھی منقول ہے اور بعض نسخوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جگہ پر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بعض نسخوں میں لفظ ہی نہیں اور مراد غلطی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تاویل میں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تاویل کی گئی ہے برخلاف مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ان میں سے بعضوں نے یہ گمان کیا کہ سو سال گزرنے کے بعد قیامت قائم ہوجائے گی پس معنی یتحدثون بھذہ الاحادیث یتأولون بھذہ التاویلات ہے۔ وَاِنَّمَا قَالَ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ ''اور سوائے اس کے انہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ زمین پر آج کی رات ہیں ان میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا۔ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنَّھَا تُخْرِمُ ذٰلِکَ الْقَرْنُ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب اپنے اس قول سے یہ تھا کہ سو سال گزرنے سے وہ قرن منقطع کردے گا اس قرن کو' اور اس قرن کے لوگوں میں سے کوئی ایک شخص بھی زندہ نہ رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس میں شامل ہیں صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ تخرم، اخرام سے ہے خاء معجمہ کے ساتھ اور قرن قاف پر زبر ہے ایک طبقہ (زمانہ) کے لوگ جو اس وقت ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں۔

Marfat.com

بَاب السَّمَرِ مع الاهل والضيف

''یہ باب اہل وعیال اور مہمان سے باتیں کرنے کے حکم کے بیان میں ہے''

قسطلانی نے کہا ہے کہ آدمی کا اہل اس کی بیوی اور اس کی اولاد اور عیال ہے عینی نے کہا ہے اگر تو کہے کہ اس باب کو پہلے باب سے الگ کرنے کی کیا وجہ ہے کیونکہ جو باتیں اس باب میں تھیں وہ اس میں بھی ہیں میں کہتا ہوں اس باب کا مرتبہ باب سابق کے مرتبہ سے کم ہونے کی وجہ سے اس کو الگ کیا گیا کیونکہ اس باب کا تعلق صرف عبادت میں سمر سے تھا اور اس باب کا تعلق جائز یا متردد یا مستحب یا مباح سے ہے اور ان دونوں بابوں کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت من وجہ موجود ہے اس لئے کہ پہلا باب اہل وغیرہ کو شامل تھا اور یہ باب طاعت وغیرہ میں سمر سے شامل ہے اور بعض نسخوں میں لفظ ضیف لفظ اهل پر مقدم ہے۔

حَدَّثَنَا ابو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِی بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعمان نے'' اور اس کا نام محمد بن فضل ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے کہا انہوں نے حدیث روایت کی ہم سے ابی نے کہا انہوں نے حدیث روایت کی ابوعثمان نے'' اور اس کا نام عبدالرحمٰن ہے ''انہوں نے روایت کی ہے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ ''تحقیق اصحاب صفہ ایسے درویش تھے کہ ان کے پاس کوئی مال ومتاع اور سامان دنیاوی نہ تھا'' ان کی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی پس صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اصحاب صفہ کچھ لوگ تھے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری سایہ دار حصہ میں رہائش پزیر تھے اور یہ لوگ زاہد پرہیز گار تھے اور اکثر غربت کی حالت میں رہا کرتے رات اور دن مسجد ہی میں گزارتے اور یہ لوگ کبھی کم ہو جایا کرتے اور کبھی زیادہ ہو جاتے تھے اور زیادہ ہوتے اس صورت میں کہ کوئی اور بھی آ کر ان میں مل جایا کرتا ایک وقت میں ان کی تعداد ستر تک تھی اور کبھی یہ لوگ کم ہو جایا کرتے کسی کی موت کی وجہ سے یا سفر میں جانے کی وجہ سے یا شادی کرنے کی وجہ سے اور اناس ہمزہ کی پیش سے ہے اور بعض نسخوں میں ناس ہے بغیر ہمزہ کے وَاَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اِثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کہے وہ آدمی جس کے ہاں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ تیسرے آدمی کو لے جائے یعنی اصحاب صفہ سے اور بعض

نسخوں میں الاثنین معروف ہے وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ او سادِسٌ اور جس کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو تو

وہ پانچواں یا چھٹا آدمی بھی لے جائے کہا صاحب خیر جاری نے لفظ اربع مرفوع ہے یا تو اس

ہے اِنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعٍ پس اربع کو رفع مضاف الیہ کے قائم کرنے سے ہے جو مضاف سے

اس کے جز کو اپنی جگہ پر قائم رکھنے سے اور اس کو اپنے اعراب پر چھوڑ دینے سے اور لفظ خامس بھی

مذکور سے معرب ہے خامس کی جر (زیر) بحذف حرف جر دینے سے جو کہ تقدیر میں فیذهب

بخامس اور رفع اس تقدیر سے ہے فالمذهوب بهم خامس اور لفظ سادس بھی معرب ہے

کے ساتھ اور کلمہ سادس تخییر کے لئے ہے۔ یعنی فیذهب خامس او سادس مع خامس بھی

جائے یا پانچویں یا چھٹے آدمی پانچویں کے ساتھ اور یہ تقدیر ہے اِنْ کَانَ معه عدد خمسة فیذهب

بسادس اگر ہے کسی کے پاس پانچ آدمیوں کا کھانا تو چھٹے آدمی سے جو کہ اس کا ہے

دوسرے جملے پر ہے کہ فی نقسطلانی ہاں خامس نے کہا ہے اِنْ کَانَ معه عدد خمسة فیذهب

برابع اگر ہے کسی کے پاس تین آدمیوں کا کھانا تو چوتھے آدمی سے جو کہ اس کا ہے

گیا ہے کہ تشاغل کی جگہ پر فہم میں آتا ہے معنی اس سے اور اس چیز کا جس کی طرف سے

عه جو رشتہ تحقیق حضرت ابوبکر صدیق سے تین آدمیوں کو اصحاب صفہ سے لے گئے

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ لفظ اس حدیث سے اور بعض نسخوں میں اس سے پہلے

النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَشَرَةٍ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس

طرف سے گئے اور بعض نسخوں میں ف تعلق ہے فاء سے ساتھ اس سے پہلے

کہیں کہ وہ دس جو میں نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

انطلق اس سے دور جانے کے لئے ہے۔ قَالَ فَبَقِیَ عِنْدَهٗ اس نے کہا پس باقی رہا

خَادِمٌ بَیْنَ بَیْتِهٖ وبیت ہی بکر عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق کے ہیں ثانی یہ ہے کہ

اور میرے والد ابوبکر ہیں یہ نہیں جانتا کہ انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے کو

ان کے اور ابوبکر کے گھر میں مشترک تھا اور ہم سب گھر میں موجود تھے صاحب خیر جاری نے کہا ہے

لحاظ سے یہی ظاہر ہے کہ کہا جائے کہ ضمیر جزا کی طرف راجع ہے جو حضور ﷺ کے قول سے مفہوم ہوتی ہے ط
الاثنین سے مراد اس طعام کے کھانے والوں کی موجودگی ہی ہے کیونکہ دو آدمیوں کا کھانا دو آدمیوں کے لئے
ہوتا ہے پس معنی یہ ہوا کہ کھانے والے ہمارے گھر میں ہم تھے اور ہمارے والد صاحب اور ہماری والدہ صاحبہ
اس کے علاوہ بعض نسخوں میں اس طرح ذکر ہے کہ گھر میں تین آدمی تھے ہم یعنی عبدالرحمٰن خود اور ان کے والدا
بعض نسخوں میں ھو مع الاب ہے اور بعض نسخوں میں فلا ادری فاء کے ساتھ ہے اور و لا ادری ابوعثمان
کلام ہے اور خادم رفع (پیش سے) امرأتی پر عطف ہے اور ماء کا ذکر اس چیز پر ہے جو اس سے ماقبل ہے اور مر
بین بیتنا و بین بیت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ایک خادم کا ہونا ہے جو دونوں گھروں میں خدمت کے
لئے مشترک ہو اور بعض نسخوں میں بین بیتنا و بیت ابی بکر مذکور ہے بغیر دوسرے بین کے اور بعض
نسخوں میں بیننا و بین ابی بکر دونوں کے ساتھ مذکور ہے بغیر ذکر بیت کہ مضاف ضمیر متکلم کی طرف ہو اور اسی
طرح دوسرا لفظ بین کا کہ مضاف ہے ابوبکر کی طرف اور قسطلانی نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیوی کا نام
امیمہ بنت عدی بن قیس ہے۔ وَاِنَّ اَبَابَکْرٍ تَعَشّٰی عند النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "تحقیق حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا حضور ﷺ کے ساتھ تناول فرمایا" صاحب خیر جاری نے کہا کہ تعشی کا معنی
یہ ہے کہ رات کا کھانا کھایا اور عشاء عین مہملہ زبر کے ساتھ دن کا آخری کھانا ہے ثُمَّ لَبِثَ حَیْثُ صُلِّیَتِ
الْعِشَآءُ "پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر آنے میں کچھ دیر کی جبکہ نماز عشاء پڑھی گئی" اور بعض نسخوں میں
حتی ہے اور بعض میں حین حیث میں حاء ہے اور صلیت صاد مہملہ پیش کے ساتھ اور لام زیر کے ساتھ مبنی
للمفعول ہے اور صاحب خیر جاری نے فرمایا کہ صلیت صیغہ متکلم معلوم کا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنے گھر آنے میں دیر فرمائی تو اس وقت مہمانوں کو کھانا کیوں نہ کھلایا اور یہ بات بھی لازم
آتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز عشاء میں حاضر بھی نہ تھے میں کہتا ہوں کہ اس بات
کا احتمال ہے کہ اس وقت کھانا تیار نہ ہوا ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں کسی دوسری جگہ
وقت گزارا ہو اور مہمانوں کی خبر گیری اس وجہ سے نہ کی ہو کہ ان کا بیٹا عبدالرحمٰن موجود تھا اور انہوں نے اسی پر اقتصار
کر لیا ہو اور اس کا جواب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز عشاء میں حضور ﷺ کے ساتھ حاضر نہ تھے یہ ہے کہ یہ
ہو سکتا ہے کہ اس وقت کوئی بشری مانع ان کے پاس حضور ﷺ کی طرف سے پہنچا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ٹھہرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں واقع ہوا ہو اور اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف رجوع کیا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء ادا کرنے کے بعد سنن ادا کرنے سے پہلے اپنے دولت خانہ تشریف لائے ہوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنن ادا کرنے کے بعد مسجد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانہ تشریف لائے ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئے ہوں اسی طریقے سے شبہات کا دفع ہونا بلا تکلف حاصل ہوسکتا ہے لیکن بخاری شریف کے کسی شارح نے بھی اس طرف توجہ مبذول نہیں کی واللہ اعلم بالصواب۔ ثُمَّ رَجَعَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے پاس کچھ وقت گزارا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انہوں نے کھانا کھایا۔ کہا گیا ہے کہ یہیں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے کے بعد عشاء کا کھانا کھایا اور ماقبل سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے عشاء کا کھانا تناول فرمایا پس اس کی جمع (مطابقت) کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال کا بیان کرنا مقصود تھا اور وہ یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہل وعیال کے پاس گھر میں جو کھانا موجود تھا اس کی ضرورت ان کو نہ تھی دوسری طرف شوق قصہ تھا اس ترتیب کا جو واقع ہے کہ پہلے بیان تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عشاء کے کھانے کا اور دوم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاء کے کھانا کھانے کا ذکر ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ساتھ (اکٹھا) کھانا تناول نہیں فرمایا مہمانوں کو کھانا کھلانے کے سبب مہمانوں کو یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے ورنہ پھر لازم آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کے بعد دو بار کھانا تناول فرمایا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے بعید ہے اگرچہ ہوسکتا ہے کہ مہمانوں کے لحاظ سے ایسا ہوا ہو۔ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَاشَآءَ اللّٰهُ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دولت خانہ تشریف لے گئے رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا'' قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهُ وَمَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ ''پس کہا ان کو اپنی بیوی نے کس چیز نے تمہیں مہمانوں سے روکا'' اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ ''یا کہا کہ کس چیز نے آپ کو مہمان سے روکا'' ضیفک مفرد کے صیغہ سے بہ ارادہ جنس مہمان اور بعض نسخوں میں مـــــاحبسک بغیر واؤ کے ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام ام رومان ہے۔ راء مہملہ پر پیش اور زبر دونوں کا استعمال ہوتا ہے اور سہیلی نے کہا ہے کہ ان کا نام وعد ہے اور اس کے علاوہ اوروں نے کہا ہے کہ ان کا نام زینب ہے اور اس کا یہ قول اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ

Marfat.com

اس میں راوی کو شک ہے قَالَ اَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ قالت اَبَوْا حتی تَجِئَ قَدْ عُرِضُوا فَاَبَوْا ''حضرت ابو صدیق ؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ کیا تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا تو ان کی بیوی نے کہا کہ انہوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تحقیق کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا لیکن وہ نہ مانے'' صاحب جاری نے کہا ہے کہ او مـا عشیتهـم میں ہمزہ استفہام کا واو عاطفہ پر داخل ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے ہمزہ کے بعد جس کی تقدیر یہ ہے۔ امـكشـت و مـا عشیتهـم اور فعل بصیغہ مخاطبہ ہے اور بعض نسخوں میں او مـا عشیتیهم یاء مثناۃ تحتیہ کے ساتھ ہے بعد تاء مثناۃ فوقیہ کے جو تاء فوقیہ کی زیر کے اشباع سے پیدا ہے اور ابو میں ضمیر ہے مہمانوں کیلئے اور اس طرح ان کے قول قد عرضوا میں بھی ضمیر ہے مہمانوں کے لئے جو جمع کا صیغہ ہے مجہول سے اور معلوم کے صیغہ سے جس نسخہ میں ہے تو پھر ضمیر راجع ہوگی بیوی خادم اور بیٹے کی طرف اور یہ کلام ابوبکر صدیق ؓ کی بیوی کا ہے جو بیان عذر کے لئے ہے مہمانوں کو دیر سے کھانا کھلانے کے بارے میں اور یہ قول بطریقہ قلب مکانی کے ہے جیسے کہتے ہیں عرضت الحوض علی الناقه ''اور اس سے غرض مہمانوں کے آگے کھانا پیش کرنے سے ہے قَالَ فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاتُ ''عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا کہ میں تو وہاں سے چلا گیا اور اپنے والد گرامی کے غیض غضب سے بچنے کے لئے چھپ گیا'' فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَ سَبَّ ''پھر ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی بیوی کو کہا'' اے بے وقوف اے جاہل اے احمق! اس کے بعد ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے بیٹے کو پکارا اس گمان سے کہ انہوں نے مہمانوں کے حق میں تقصیر کی ہے لیکن جس وقت ابوبکر صدیق ؓ کو یہ پتہ چلا کہ کھانے میں تاخیر مہمانوں کی طرف سے ہے تو اپنے کہے سے رجوع فرمایا اور لفظ غنثر میں چار لغتیں ہیں ایک ثاء مثلثہ پر زبر سے اور یہی لغت صحیح ہے ''ابـن مـا'' کو ''لا'' کے خط سے دوسری لغت غین معجمہ پر پیش اور ثاء مثلثہ پر زبر ہے اور ان ہر دو لغت کا اشتقاق غثـاره سے ہے اور اس کا معنی جہل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اشتقاق اس کا غثـره سے ہے اور معنی اس کا پینا ہے پانی کا بغیر پیاس کے اور حماقت کے معنوں میں ہے اس طرح میں نے دیکھا بعض اکابرین کے قدیمی حاشیہ میں بعض اکابرین کے خط سے جو قسطلانی کے نسخہ عتیقہ پر ہے اس حال میں کہ وہ عینی کے ساتھ موافق ہے معجمہ کی پیش سے اور ثاء کی پیش اور زبر سے تعرض نہیں کیا گیا معجمہ اولی (یعنی غین پر) زبر کا اور ثاء پر بھی زبر کا اس چیز کی بناء پر جسے ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اور تحقیق تھا وہ نسخہ جس پر مذکورہ حاشیہ تھا محکم عین مہملہ پر پیش اور زبر نیز ثاء مثلثہ پر بھی زبر اس حال میں کہ مذکورہ دو شرحوں کے ساتھ موافق تھا اور ان دونوں کے درمیان

Marfat.com

ین زائدہ ہے اور عنتر بھی روایت کیا گیا ہے تاء فوقانیہ کی زبر کے ساتھ اور وہ ایک سبز مکھی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو اس مکھی کے ساتھ مشابہت کے لئے ایسا فرمایا اور روایت کیا گیا پہلا مہملہ پیش کے ساتھ اور تیسرا مثناۃ (تاء) بھی پیش کے ساتھ اور روایت کیا ہے اس کو خلف حمام نے ابی معقل سے وَقَالَ كُلُوْا هَنِيْئًا لَكُمْ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کھاؤ تمہیں ناگوار خاطر نہ ہو'' یہ بات کہ ناگوار خاطر نہ ہو اس کے متعلق امام قسطلانی نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کو یہ بات تادیبا فرمائی کیونکہ انہوں نے صاحب طعام پر ایک قسم کا تحکمانہ انداز اپنایا تھا اور انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی موجودگی پر اکتفانہ کیا باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کھانا کھلانے کی اجازت دی تھی لیکن اس پر یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ بات بعید ہے سیاق کلام سے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس سے یہ مفہوم نہیں ہوتا الا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے سخت کلامی فرمائی اور اسی طرح اپنی بیوی کے ساتھ بھی سخت کلامی فرمائی اور اسی طرح برکت کا نازل ہونا طعام میں جس کا ذکر بعد میں آرہا ہے مہمانوں کی عزت وتکریم سے مناسبت رکھتا ہے اور مہمانوں کے لئے اندوہ گین ہونے سے اور کلمہ لا کا لا هنيئالكم تکلف سے خالی نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ لا هنيئالكم مہمانوں کے لئے بددعا نہیں بلکہ خیر ہے ان کے لئے مطلب یہ کہ اگر تم لوگ اس وقت کھانا کھاتے تو تمہیں مزا نہ دیتا اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کلام کے ساتھ اپنے اہل کو مخاطب فرمایا ہے پس اس بناء پر ان کا کلام ایک روش کے ساتھ ہے اور اپنے اہل کے ساتھ اور مہمان کی عزت کے لئے مناسب ہے اور هنيئا کے معنی مشقت کا نہ ہونا اور نرمی ہے فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اَبَدًا ''پس فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خدا کی قسم میں ہرگز کھانا نہ کھاؤں گا'' وَ اَيْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا ''خدا کی قسم ہم لقمہ اٹھاتے تو اس لقمے کی جگہ طعام اور زیادہ ہو جاتا'' اور یہ کلام عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے اور ربو بمعنی اونچا ہونا قوم کے درمیان اور زیادہ ہونا اور وایم اللہ جملہ قسمیہ ہے اور خبر اس کی مقدر ہے یعنی وایم اللہ قسمی اور ہمزہ اس میں وصلی ہے اور اصل اس کی یمین اللہ ہے اور یمین کی جمع ایمن ہے کثرت استعمال کی وجہ اس کی تخفیف کی گئی ہے اور نون کو حذف کر دیا گیا اور یمین عبارت ہے قدرت سے قَالَ فَشَبِعُوْا وَ صَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ ''فرمایا عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ سب مہمان سیر ہو گئے اور کھانا کھالیا اور ہو گیا وہ کھانا یا خوانچہ طعام زیادہ اس مقدار سے جو پہلے تھے'' (سبحان اللہ) اور اکثر ثاء مثلثہ

سے ہے اور بعض نسخوں میں اکبر ہے باء موحدہ کے ساتھ ثاء مثلثہ کی جگہ۔ فَنَظَرَ اِلَیْهَا اَبُوْبَکْرٍ فَاِذَا هِیَ هِیَ اَوْ اَکْثَرُ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طعام یا اس کاسہ کی طرف دیکھا جس میں طعام تھا پس وہ طعام اتنا موجود ہے جتنا لوگوں نے کھایا تھا یا پہلے سے بھی زیادہ'' صاحب خیر جاری نے کہا یعنی ابتداء دیکھنے سے پہلے طرح نظر آتا تھا اور غور سے دیکھنے پر اس سے بھی زیادہ نظر آتا تھا اور یہ قول مثل قول باری تعالیٰ فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً کے ہے اس بناء پر ان کے قول میں کوئی منافات نہیں کہ فاذا هی کما هی ہے اور بیان ہو اس سے قبل کہ بے شک وہ کھانا نیچے سے زیادہ ہوتا زیادہ اس سے یعنی جو لقمہ اٹھا لیا جاتا اس لقمے سے زیادہ کھا نیچے موجود ہوتا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ یَا اُخْتَ بَنِیْ فَرَاسٍ مَاهٰذَا ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا'' جو عبدالرحمٰن کی والدہ تھی ''اے بنی فراس کی بہن طعام میں یہ زیادتی کیسی ہے؟ امام قسطلانی نے کہا ہے فراس فا کے زیر سے ہے اور راء مہملہ تخفیف کے ساتھ ہے اور اس کے آخر میں سین مہملہ ہے صاحب ''خیر جاری'' نے فرما ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان قبیلہ فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ سے تھی ان کی تعظیم اور بلندی مرتبہ کی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ان الفاظ سے خطاب فرمایا اور ان کے دل کو خوش کرنے کی وجہ سے بھی کیونکہ اس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غضب کو دیکھا تھا عینی نے کہا ہے کہ یہ استفہام حال اطعمہ سے یا تعجب کے لئے ہے قَالَتْ لَا وَ قُرَّةِ عَیْنَیَّ لَهِیَ الْاٰنَ اَکْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِثَلٰثَ مَرَّاتٍ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا قسم ہے سر اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک وسرور کی کہ طعام ابھی تین گنا زیادہ ہے اس طعام سے جو کھانے سے پہلے تھا'' اور کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ لا نافیہ ہو اور منفی محذوف ہو یعنی لاشئی غیر ما اقول. اور ما اقول اس کا قول ہے قرۃ عینی یا ''لا'' زائد ہے تاکید کے لئے اور واو قسم کے لئے ہے کہ قرۃ العین قاف کے پیش راء مہملہ تشدید کے ساتھ ہے معنی اس کا خوشی اور کسی چیز کے دیکھنے کا ہے جس کو آدمی محبوب سمجھتا ہے اور محبوب کو قرۃ العین کہا جاتا ہے اس لئے کہ جس وقت آنکھ اس کو دیکھتی ہے تو اس آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور سکون میسر آتا ہے اور اس کے بغیر دوسری جانب توجہ ہی نہیں کرتی یا قرۃ، قر سے مشتق ہے جس کا معنی برد (ٹھنڈک) ہے یعنی دل کی خوشی سے آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ سردی تری کے موافق ہے خاص کر آنکھوں کے مزاج کے ساتھ گرم ممالک میں انتہا اور اس طرح کی قسم عرب میں مشہور ہے ان الفاظ پر اپنی عادت کی وجہ سے قسم کرتے ہیں اور اہل علم حضرات اس قسم کی قسم کا ارادہ نہیں کرتے

کہ اس میں مقسم بہ (جسکی قسم کھائی) کی تعظیم ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے بلکہ اس کلمہ کو بیان برائے تاکید کے لئے گردانا گیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے قرۃ عینی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس مراد لی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے آنکھوں کو سکون پاتی ہے جیسے کہ ان کی ذات بابرکات سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس شخص کے لئے بڑی سعادت ہے جس کی آنکھوں کی خوشی اور ٹھنڈک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں

فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِى يَمِيْنَهُ ''پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طعام یا اس طباق سے کھانا کھایا اور کہا سوائے اس کے نہیں کہ وہ شیطانی حرکت تھی'' یعنی اس سے ان کی مراد اپنی قسم

کی طرف اشارہ تھا اور وہ ان کا یہ قول ہے کہ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اَبَدًا صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کھانے میں برکت وکرامت دیکھی تو انہوں نے قسم توڑنے کو اختیار فرما کر اور اس طعام کو تناول فرمایا بوجہ حدیث شریف کے جس میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے کسی چیز پر قسم کھائی پھر اس کے مخالف طرف کو بہتر دیکھا اور قسم توڑنے کو اس کے نہ توڑنے سے بہتر سمجھا تو وہی کرے جسے وہ بہتر سمجھتا ہے یعنی قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ تمہارے ساتھ نہیں کھائیں گے یا فی الحال نہیں کھائیں گے یا یہ مراد ہو کہ اس وقت حالت غضب میں نہیں کھائیں گے اور اس کا جواز خاص کرنے پر مبنی ہے قسم میں نیت سے کیونکہ اگر کوئی لفظ وارد ہوا ہو عموم پر تو وہاں تخصیص نیت کے لئے جواز ہے لیکن اس توجیہہ میں بتقدیر ثبوت یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قسم مخصوص تھی نیت سے تو پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ذٰلک من الشیطان کیوں کہا حالانکہ ان کی قسم نہ ٹوٹی تھی اور لفظ ذٰلک کو کاف کی زیر اور زبر سے بیان کیا ہے قسطلانی نے ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ''پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طعام سے ایک لقمہ کھایا'' امام قسطلانی اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے یعنی یہ لقمہ دوسری دفعہ کھایا اپنے اہل [illegible] اور مہمانوں کے دل خوش کرنے کے لئے اور اس طعام سے مزید برکت حاصل کرنے کے لئے اور تاکیدی طور پر ان سب سے وحشت دور کرنے کے لئے اور عینی اور کرمانی نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کھانا دوبارہ نہ تھا لیکن یہ کہ اس کا ذکر دوبارہ ہوا ہے اس لئے کہ پہلے والا ذکر مبہم تھا اور دوسری بار والا ذکر پہلے کے لئے بیان ہے لہٰذا ان کا کھانا ایک لقمے سے زیادہ نہ تھا اور اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کھانے میں زیادتی ثابت نہ ہوگی اگرچہ وہ مہمان نوازی کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِىِّ صلى الله عليه واله وسلم فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ ''پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

اس کھانے کو اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لے گئے اور وہ کھانا صبح تک حضور ﷺ کے پاس تھا'' اور ان کا یہ کھ
بارگاہ نبوت میں لے جانا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا شکر ادا کرنے کے لئے تھا بوجہ حصول نعمت و کرام
اور طعام میں برکت کے کہ یہ سب حضور ﷺ کی خدمت اور اتباع کا ثمر اور نتیجہ تھا حالانکہ حقیقت میں ابوبک
صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت حضور ﷺ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ تھا۔ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ ''او
ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک معاہدہ تھا'' صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ صلح کا معاہدہ تھا اور بعض نسخوں
میں كانت تاء کے ساتھ ہے اور تانیث باعتبار مراد کے ہے۔ مصالحت سے اس بناء پر کہ تو اس چیز کو جانتا ہے
فمضى الاجل فَفَرَّقْنَا اِثْنَىْ عَشَرَ رَجُلاً ''پس معاہدے کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ لوگ مدینہ طیبہ آئے
پس ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو الگ کر لیا'' اور انہیں ممتاز مقام عطا کیا اور ہر ایک آدمی کو لوگوں کا ایک گروہ
حوالے کر دیا ففرقنا کی فاء فصاحت کے لئے ہے اور اس کا معطوف الیہ مقدر ہے فجاؤا ففرقنا اور بعض
نسخوں میں فعرفنا ہے عین مہملہ اور راء مہملہ پر تشدید کے ساتھ یعنی ان بارہ آدمیوں کو ہم نے سردار بنا دیا اور بعض
نسخوں میں فقرينا ہے جو قری سے مشتق ہے ضیافت کے معنی میں یعنی ان بارہ آدمیوں کو ہم نے مہمان بنایا اور
اثنى عشر بنا برحالت منصوب ہے اور بعض نسخوں میں اثنا الف کے ساتھ مکتوب ہے ان کی لغت میں جو مثنی کو
تین حالتوں میں الف کے ساتھ کہتے ہیں مَعَ كُلِّ رَجُلٍ اُنَاسٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ ''اور ان بارہ
آدمیوں میں سے ہر ایک آدمی کے ساتھ لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ کتنے آدمی
تھے اور مع كل رجل ظاہر یہی ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے لیکن حال واقع ہوا ہے اور یہ بھی احتمال ہوا ہے کہ جملہ
مستانفہ ہو اور واللہ اعلم اور جملہ معترضہ ہے اور بعض نسخوں میں واؤ کے بغیر ہے۔ فَاَكَلُوا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ
كَمَا قَالَ ''پس اس کھانے میں سے ان سب نے کھایا یا یہ سب مذکور اسی کے مثل ہے'' جو عبدالرحمٰن بن
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے یہ شک ابی عثمان سے واقعہ ہوا ہے جو راوی ہے اس حدیث کا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے یعنی میں نے
جو الفاظ ذکر کئے بعینہ وہی ہیں جو عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہے ہیں یا اسی کے برابر ہیں اور اس حدیث کی
مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاذان

''یہ کتاب نماز کے لئے اذان کے بیان میں ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ ہر کتاب کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ذکر کرتا ہے اور بعض نسخوں میں باب الاذان ہے اور قابسی کی روایت میں بسم اللہ الخ ساقط ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کی روایت میں بھی جیسے کہ عینی نے اسے نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں باب پر بدء الاذان ہے بسم اللہ کے ساتھ۔

باب بدء الاذان و الاقامة

''یہ باب نماز کے لئے اذان اور اقامت کے بیان میں ہے''

اور لغت میں اذان و اقامت کا معنی صرف اعلان ہے اور شریعت میں الفاظ مقررہ کے ساتھ مخصوص اعلان ہے اور بدء سے مراد اذان کی ابتداء ہے پس اذان کی ابتداء میں خلاف کیا گیا ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اذان کی مشروعیت نماز کے ساتھ ہی نازل ہوئی اور اکثر حضرات نے یہ کہا ہے کہ اذان کی مشروعیت عبداللہ ابن زید کے خواب کی وجہ سے ہوئی ہے اور ان کے علاوہ اور بھی ہیں جنہوں نے

خواب دیکھا تھا اور یہ واقعہ ہجرت کے پہلے سال میں رونما ہوا تھا وقولہ تعالی وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ ''اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ واذا ناديتم الى الصلوٰة آخر تک تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم اذان دیتے ہو اور لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے ہو تو کفار اس اذان یا نماز کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور کھیل کود شروع کر دیتے ہیں اور اذان کے ساتھ مذاق اور تمسخر لوگ اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ناسمجھ اور بے عقل ہیں اور قوله مرفوع ہے اس تقدیر سے لہٰذا باب يذكر فيه قوله تعالى اور یاء مجرور ہے اس تقدیر کی وجہ

Marfat.com

سے باب بدء الاذان. اورپہلی تقدیر سے قولہ کا عطف مرفوع ہے اور دوسری تقدیر قولہ کا عطف مجرور پر ہے اور پہلی تقدیر سے باب منون (تنوین شدہ) ہے اور دوسری تقدیر کی بناء پر مضاف ہے اور اس آیت شریف میں اذان کے لئے مشروعیت کی دلیل ہے اور امام قسطلانی نے کہا کہ لا یعقلون کا مفعول محذوف ہے یعنی یہ کفار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس کے احکام کا استدلال کیا ہے اس آیت شریف سے اس پر کہ نماز کے لئے اذان کی مشروعیت قرآن کریم سے ثابت ہے اگرچہ اس قسم کی روایات بھی موجود ہیں کہ اذان کی مشروعیت اور اس کے طریقہ کا ثبوت بعض صحابہ کرام کے خوابوں سے ہے وقولہ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ ''اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول وقولہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع اس کا معنی یہ ہے کہ جس وقت بلایا جاتا ہے اور اذان دی جاتی ہے نماز جمعہ کے لئے تو کوشش کرو اور چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے کے لئے جس سے مراد جمعہ کا خطبہ ہے اور اس وقت دنیاوی کاروبار اور خرید وفروخت وغیرہ کو چھوڑ دو صاحب خیر جاری نے کہا کہ وہ اذان جس کی وجہ سے آدمی پر سعی واجب ہوتی ہے وہ دوسری اذان ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں وہی اذان تھی اور بعض فقہائے کرام نے فرمایا ہے اس سے مراد پہلی اذان ہے اس لئے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کو ہے جو حاصل ہے اذان اول سے نہ کہ وارد ہونے کی خصوصیت سے لہٰذا پہلی اذان کے وقت سعی مفید ہے اس چیز کے لئے جس کے لئے سعی مفید ہے اذان دوم کے وقت اور اس کے برعکس میں مفید نہیں۔

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسِرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عبد الوارث قال حدثنا خالد عن ابی قلابۃَ عن انسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عمران نے'' بن میسرۃ ہے میسرۃ کی میم پر زبر یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے سین مہملہ سے پہلے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے'' بن سعید ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خالد نے'' حذاء ہے'' وہ روایت کرتے ہیں ابی قلابہ سے'' قاف کی زیر ہے'' اس نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہیں اور بعض نسخوں میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فذکروا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی ''فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یعنی اعلان نماز کے لئے صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا تو یہود ونصاریٰ کی طرح کسی نے آگ جلانے کے بارے میں کہا اور کسی نے ناقوس بجانے کا مشورہ دیا'' صاحب

Marfat.com

خبر جاری نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی اور انہوں نے چاہا کہ سب مل کر نماز ادا کریں تو ضرورت اس بات کی پڑی کہ ایسی کوئی علامت ہونی چاہیے جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو خبر ہو سکے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اور پھر سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر جمع ہوں تا کہ سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھائیں اور یہ ایک بیش بہا فضیلت ہے جو سب کو نصیب ہوگی اس بارے میں یہ ذکر ہوا کہ اونچی جگہ پر آگ جلانا چاہئے جسے سب دیکھ کر نماز کے لئے آ جائیں پھر خیال آیا کہ یہودی بھی تو ایسا کرتے ہیں اگر ہم بھی ایسا کریں تو یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہوگی اس وجہ سے اس تجویز کو ترک کر دیا گیا پھر یہ مشورہ کیا کہ ناقوس بجانا چاہئے اس کی آواز سن کر سب نماز کے لئے آ جایا کریں اس کے بعد پھر یہ خیال آیا کہ نصاری بھی تو ایسا کرتے ہیں اگر ہم بھی ایسا کریں تو نصاری کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے لہٰذا اس تجویز کو بھی ترک کیا گیا یہ بیان بظاہر سیاق کلام کے مطابق ہے لیکن اس میں ایک چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ تحقیق آگ خاص تھی مجوسیوں کے لئے اور بوق (مانند شہنائی) جو بجتی ہے، خاص تھی یہودیوں کے لئے اور ناقوس خاص تھا نصاریٰ کے لئے اس بناء پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب نماز کا وقت ہوتا اور اذان کی مشروعیت سے پہلے نماز کے لئے حاضر ہوتے تو راستوں میں پھرتے اور کوشش کرتے اور الصلوۃ الصلوۃ کی ندا لگاتے تو لوگوں کو اس میں دشواری پیش آئی اور کہا کہ ہم نماز کے وقت آگ جلایا کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو مجوسیوں کا کام ہے پھر کہا کہ اگر ہم نماز کی خبر کرنے کے لئے ناقوس کو استعمال کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نصاری کا شعار ہے پس بنا بریں اس حدیث میں اختصار کیا گیا ہے بیان میں گویا کہا گیا ہے کہ آگ کا ذکر کیا گیا اور ناقوس کا مثلاً پھر یہود و نصاری کا ذکر کیا گیا مثلاً مذکور منع نہیں کرتا اس کے غیر کے وجود کو اگرچہ تغیر کے ساتھ ہو۔ فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُوتِرَ الْاِقَامَةَ ''پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ کلمات اذان کو دو دو بار پڑھیں اور کلمات اقامت کو ایک ایک بار پڑھیں'' امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یشفع پہلے اور تیسرے حرف پر زبر اور شین معجمہ پر جزم ہے اس کا معنی یہ ہ کہ اذان کے الفاظ کو دو دو بار کہے مگر اللہ اکبر کو چار بار کہنا ہے اور آخر میں کلمہ توحید کو ایک بار کہنا ہے پس شفع سے مراد اذان کے اکثر کلمات دو بار کہنے کے ہیں اور یوتر الاقامة سے مراد یہ ہے کہ اقامت میں الفاظ ایک ایک بار کہنا ہوں گے مگر لفظ اقامت ''یعنی قدقامت الصلوۃ دو بار کہنا ہے۔ پس اقامت میں بھی اعتبار اکثر کلمات کو ہے پس ان کے اس قول سے استنباط کیا گیا ہے وجوب اذان

Marfat.com

پر ادر علماء جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اذان سنت ہے اور وہ قائلین وجوب کو یہ جواب دیتے ہیں کہ امر صرف صفت اذان کے لئے واقع ہوا ہے کہ وہ دو دو بار کہنا ہے نہ کہ اصلیت اذان کے لئے واقع ہوا ہے اور لفظ یوتر میں یا مثناۃ تحتانیہ پر پیش اور تاء مثناۃ فوقانیہ پر زبر ہے عینی نے کہا ہے کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار یہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور یہ حدیث شریف ان حضرات کی دلیل ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں اقامت کے کلمات بھی دو دو بار ہیں اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مذہب کے لئے احادیث صحیحہ سے استدلال پکڑا ہے کہ وہ دلالت کرتی ہیں اقامت میں تثنیہ پر عنقریب ہم اس چیز کو ذکر کریں گے کہ وہ حجت ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مؤذن نے اقامت میں کلمات کو ایک ایک بار کہا تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے فرمایا کہ دو دو بار کہو اور شعبی نے روایت کی ہے کہ تحقیق فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہ سب سے پہلے جس نے اقامت میں کلمات کو ایک ایک بار کہا وہ معاویہ تھا۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اقامت دو دو بار تھی یہاں تک کہ ظالم امراء نے اسے کم کر دیا اپنی کسی حاجت کی وجہ سے جو ان کو تھی حَدَّثَنَا مَحْمُوْد بن غیلان قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ ''ہمیں حدیث بیان کی محمود بن غیلان نے'' عدوی مروزی ہے غین معجمہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے'' بن ہمام ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی ابن جریج نے'' جیم اول پر پیش اور راء مہملہ پر زبر ہے اور ان کا نام عبدالملک ہے ''اس نے کہا ہم کو خبر دی نافع نے'' آزاد کردہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے کَانَ یَقُوْلُ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ یَجْتَمِعُوْنَ فَیَتَحَیَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ لَیْسَ یُنَادِیْ بِهَا ''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ جس وقت وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو باہم جمع ہو جایا کرتے اور نماز کے لئے وقت کا تقرر کر لیا کرتے تا کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر لیں اور اس وقت نماز کے لئے اذان نہ دی جاتی تھی'' یتحیون بمعنے وقت ہے یعنی نماز کی اوقات کا تعین کر لیا کرتے تا کہ نماز کو اس کے وقت میں ادا کر سکیں صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ بھا کی ضمیر نمازوں کے لئے ہے اور لیس کی ضمیر شان کے لئے ہے کہ اس کا اسم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ لیس حرف ہے جو اسم کے بغیر استعمال ہوا ہے اور خبر بمنزلہ مایا لا ہے اور ینادی مبنی للمفعول ہے۔ فَتَکَلَّمُوْا یَوْمًا

Marfat.com

ی ذٰلِکَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰی "پس اذان کے بارے میں ایک دن
حابہ کرام آپس میں باتیں کرنے لگے تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس کو استعمال کرنا چاہئے
یں لکھا ہے کہ ناقوس لکڑی کا ایک آلہ ہے جسے مجوسی اپنی عبادت کے وقت بجاتے ہیں۔ صاحب خیر جاری نے کہا
ہے۔ اتخذوا امر کا صیغہ ہے جان لو کہ یہ حدیث اپنے ظاہر کے لحاظ سے منافی ہے اس حدیث سے جو روایت کی
گئی عبداللہ بن زید سے جب کہ اس میں تصریح کی گئی اس بات پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ناقوس سے استعمال
کا اور اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے امر کیا تھا اور اس کا ظاہری جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
امر کرنا صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد تھا جیسا کہ بعض شارحین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ناقوس پر مشورہ کے بعد رائے برقرار ہوئی پس اس کے بعد خوابوں کی وجہ سے اذان مقرر ہوئی اور اس

کے بعد اذان وحی سے مقرر ہوئی وَ قَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ "بعض صحابہ کرام نے کہا
یہودی جس طرح سینگ میں پھونک دیتے ہیں اعلان کے لئے تم بھی اسی کی طرح سینگ وغیرہ میں پھونکا کرو
نے کہا ہے کہ سابقہ روایت اور اس روایت میں کوئی منافات نہیں ہے جس میں تھا کہ آپ بھی کچھ کرنے لگے
ہوسکتا ہے کہ دونوں چیزیں ان کے یہاں جائز ہوں اور لفظ بوق باموحدہ پیش سے ایک سینگ کی

ہے جس میں پھونک دیتے ہیں فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ "حضرت عمر نے
کیوں نہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے جو جائے اور اعلان کے ذریعے لوگوں کو نماز کے بارے فَقَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يٰبِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ "پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال
فرمایا کہ اے بلال اٹھو اور لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ اس میں اشارہ ہے کہ یہ اعلان اذان مشروع ہونے سے پہلے
بلکہ نماز کے وقت میں لوگوں کو نماز کے لئے بلانا تھا اور راوی نے کہا ہے کہ لفظ قم [illegible]
لئے کھڑا ہونا ضروری ہے اور بیٹھ کر اذان دینا جائز نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ [illegible]
میں تھی تو حدیث شریف دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا حضرت بلال کو [illegible]
کرنے پر نماز کے لئے اور اس میں مرتبہ اذان کا ثبوت نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ حدیث شریف اس پر دلالت
کرتی ہے اس لئے کہ اسماعیل نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے اور ان کے نزدیک یہ اس وقت سے تھا جب
ابوبکر بن عربی نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ اس سے مراد موجودہ اذان مشروع ہے اور [illegible]

Marfat.com

سے اذان مشروعہ موجودہ مراد نہ تھی تب بھی حدیث شریف اوراس کے بیان میں مطابقت موجود ہے اس لحاظ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ندا پر نماز ہی کے لئے تھا اسی باب کے پہلے امر میں۔

باب الاَذَانُ مَثْنَی مَثْنَی

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ اذان کے کلمات دو بار ہیں''

صاحب خیر جاری نے کہا کہ قسطلانی نے کہا ہے کہ مثنٰی مثنٰی تنوین کے بغیر ہے اور تکرار صرف تاکید کے لئے ہے اور بعض نسخوں میں بغیر تکرار کے ہے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ یہ باب اضافے کے ساتھ ہے اور عینی میں کہا گیا ہے کہ یہ باب ہے کہ کہا جائے اس میں کہ کلمات اذان دو دو بار ہیں انتہا اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ باب تنوین کے ساتھ ہے اور اس کے بعد مبتدا اور خبر ہے کرمانی نے کہا کہ تکرار لفظ سے کیا فائدہ ہے حالانکہ صیغہ مثنی سے معنی کا تکرار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اثنین سے معدول ہے میں کہتا ہوں کہ پہلا لفظ مثنٰی واسطے تثنیہ کے ہے اذان کے ہر لفظ کے لئے اور دوسرا اذان کے ہر فرد کے لئے یعنی پہلا مثنٰی اجزاء کے تثنیہ کے لئے اور دوسرا جزیات کے لئے ہے یا دوسرا صرف تاکید کے لئے ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حدثنا حماد بن زيد عن سماک بن عطية عن ايوب عن ابی قلابة ''ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے'' ابن درہم ہے ''اس نے روایت کی سماک ابن عطیہ سے'' سماک کی سین پر زیر اور میم تخفیف سے ہے ''اس نے روایت کی ایوب سے سختیانی ہے ''اس نے ابی قلابہ سے'' قاف پر زیر ہے اور ان کا نام عبداللہ بن زید جرمی بصری ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُوْتِرَ الاقامة ''ابی قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا صحابی ہیں یہ کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امر کیا گیا کہ کلمات اذان کو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہیں'' مگر یہ کہ صرف کلمہ قد قامت الصلوة کو دو بار کہیں اور اقامت اسی کلمے کا نام ہے مگر تمام کلمات پر اقامت کا اطلاق ہوتا ہے جیسے کہ کسی چیز کا نام لیا جاتا ہے اسکے جز کی وجہ سے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِی عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

Marfat.com

ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اس نے کہا خبر دی مجھ کو عبدالوھاب ثقفی نے اس نے کہا ہمیں حدیث
یان کی خالد حذاء نے'' بن مہران ہے'' وہ روایت کرتے ہیں ابی قلابہ سے'' اوران کا نام عبداللہ بن زید ہے'' اس
نے روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہیں قَالَ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوا ان يعلموا
قت الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ '' فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو صحابہ کرام
نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی ایسی علامت کا ہونا ضروری ہے جس سے نماز کا وقت پہچانا جا سکے'' اور متن میں دوسرا
ال پہلے قال کی تائید کے لئے ہے اور کلمہ یعلموا پہلے حرف پر پیش اور تیسرے پر زبر ہے اور بعض نے پہلے
ور تیسرے حرف پر زبر کہا ہے۔ فَذَكَرُوْا ان يوروا نارا ''تو بعض صحابہ نے کہا کہ مجوس کی طرح آگ
جلائیں گے'' کہا جاتا ہے او رئيت النار ''میں نے آگ شعلہ زن کی یعنی میں نے آگ جلائی اَوْ يَضْرِبُوا
ناقوسًا ''یانصاریٰ کی طرح ناقوس بجائیں گے'' فامر بلال ان يشفع الاذان و ان يوتر الاقامة ''پس
حکم دیا گیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ جوڑا یعنی دو بار کہے الفاظ اذان کو اور طاق یعنی ایک ایک بار کہے کلمات اقامت کو''

بَاب اَلْاِقَامَةُ وَاحِدَةٌ اِلَّا

قَوْلَهٗ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے اقامت ایک بار ہے مگر اقامت کہنے والے کا یہ قول کہ قد قامة
الصلٰوة دوبار ہے''

اور اقامت کی وحدۃ کا معنی یہ ہے کہ اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہے گا صرف قد قامت
الصلٰوة دوبار کہے گا۔ الاقامة مبتدا ہے اور واحدۃ اس کی خبر ہے امام بخاری نے اس باب کو اس لئے
مقرر کیا ہے کہ اقامت کے کلمات تنہا یعنی ایک ایک بار ہیں مگر قد قامت الصلٰوة کہ وہ تثنیہ یعنی دو بار
ہیں اس کے باوجود کہ یہ بات سابقہ روایات سے معلوم ہو چکی ہے بوجہ کثرت اسناد یعنی روایات کے کہ
الفاظ اقامت کے تنہا مقصود بالذات ہیں جس طرح اذان کے الفاظ دو دو بار مقصود بالذات ہیں اور اس
باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غرض حنفیوں پر دلیل قائم کرنا ہے کیونکہ حنفی اقامت میں بھی کلمات کے

تثنیہ یعنی دو دو بار کہنے کے قائل ہیں اور حنفیوں نے ایسی چیز پر استدلال پکڑا ہے کہ وہ مشہور ہے اور وہ یہ کہ تحقیق حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک اقامت کے کلمات دو دو بار کہا کرتے تھے نیز استدلال پکڑا ہے حنفیوں نے عبداللہ بن زید کی حدیث سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمات اذان واقامت کو دو دو بار کہنے کے لئے امر فرمایا کرتے۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے'' بن جعفر ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد الحذا نے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے'' بن مالک ہے صحابی ہیں قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُوْتِرَ الْاِقَامَةَ ''کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امر کیا گیا کہ اذان کے الفاظ کو جوڑا جوڑا کہے اور اقامت کے الفاظ کو ایک ایک بار کہے'' قَالَ اِسْمٰعِیْلُ فَذَکَرْتُهُ لِاَیُّوْبَ فَقَالَ اَلْاِقَامَةَ ''اسماعیل مذکور نے کہا کہ پھر میں نے خالد کی یہ حدیث ایوب سجستانی سے ذکر کی تو اس نے اقامت مکرر کی'' یعنی لفظ اقامت الصلوۃ کی تکرار کی اور بعض نسخوں میں فذکرت بغیر ذکر ضمیر مفعول کے ہے۔

باب فضل التاذین

''یہ باب اذان کہنے کی فضیلت میں ہے''

عینی نے کہا ہے کہ تاذین اذن کا مصدر ہے تشدید کے ساتھ اور وہ یعنی اذان کا استعمال مخصوص ہے بوقت نماز اعلان کرنے کے ساتھ ''خیر جاری'' میں ہے کہ یہ اضافہ کے ساتھ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی مالک نے اس نے روایت کی ابی زناد سے'' زا معجمہ پر زبر ہے اور نون پر تخفیف اور ان کا نام عبداللہ ہے ذکوان کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی اعرج سے'' عبدالرحمٰن ہے بن ہرمز ہے'' اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ

لہ وسلم قَالَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاذِیْنَ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو اس وقت شیطان پیٹھ پھیر کر پاد مارتا ہوا بھاگتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سننے پائے'' اور بعض نسخوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جگہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اذان سے شیطان کا بھاگنا اس وجہ سے ہے کہ اذان معارف الٰہیہ کے اصول پر مشتمل ہے اور اذان داعی ہے اس چیز کی طرف کہ وہ دین کا ستون ہے اس لئے کہ نماز ایسی عبادت ہے جو تمام عبادات کی جامع ہے اور نشاندہی اور راہنمائی کرتی ہے ایسی چیز کی طرف کہ اس سے دین و دنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور ان میں سے ہر ایک شیطان کے لئے نفرت کا سبب ہے اور اس کی کمزوری کا پس کیا حال ہوگا اس کا جس وقت تمام مسلمان نماز کے لئے جمع ہو جائیں اور ضراط ضاد معجمہ کی پیش سے ہے اور اس کے آخر میں طاء مہملہ ہے آواز ہے اس ہوا کا جس کے خارج ہونے سے آدمی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنی پاد اور لفظ ضراط مبتدا ہے اور لہ اس کی خبر ہے اور یہ جملہ حالیہ ہے ابن مالک کے مذہب پر اور یہی راجح مذہب ہے کہ قران وحدیث کے موافق ہے اور کوئی مستقل مزاج آدمی ہر کلام میں بلاداعیہ ضروریہ کے تاویل کرنے سے راضی نہیں ہوتا بلکہ صرف قاعدہ نحویہ کی رعایت کے لحاظ سے اسے اختیار کر لیا جاتا ہے اور بعض نسخوں میں واو یعنی وله ضراط ہے اور شیطان کا ہوا چھوڑنا اس لئے ہے کہ اس کی بدولت وہ اپنے آپ کے ساتھ مشغول رہے اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے وقت چھوڑتا ہے اور یہ مشابہت چار پایوں کے ساتھ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ چار پایوں سے بہت کم ہوا خارج ہوتی ہے اور وہ بھی ہوتی ہے تو اس وقت جب اپنے دشمن کو قریب سے دیکھتے ہیں۔ فَاِذَا قضی النِّدَآءُ اَقْبَلَ ''پس جس وقت اذان ختم ہو جاتی ہے تو شیطان پھر واپس آ جاتا ہے'' اور قضی معلوم اور مجہول دونوں صیغوں سے مستعمل ہے حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ ''یہاں تک کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پھر شیطان بھاگتا ہے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ تثویب سے مراد یہاں اقامت ہے اور عام لوگ نہیں جانتے مگر یہ کہ تثویب سے مراد موذن کا یہ قول لیتے ہیں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ اور لغت میں تثویب کا معنی اعلان ہے کسی چیز کا۔ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ ''پھر جب اقامت ختم ہو جاتی ہے'' اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ نَفْسِہٖ ''تو شیطان واپس آ کر آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے'' اور نفس سے مراد آدمی کا دل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شیطان کے قرب کی مثال ہے اور یخطر یاء مثناۃ تحتانیہ کے زبر اور طاء

Marfat.com

مہملہ کے زبر سے صیغہ معلوم ہے مجرد سے یعنی یہاں تک کہ وسوسہ ڈالتا ہے اور منصوب ہے بجہتی سے اور یہ بتقا
ضمہ پیش بعض نسخوں میں اس طرح ہے اور معنی اس کا نزدیکی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ زبر سے ہے ہر چیز میں
ضمہ سے ضعیف ہے اس طرح عینی میں ہے یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کذا ''اور کہتا ہے نمازی کو کہ فلاں کا
یاد کرو فلاں کام یاد کرو'' کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ تصور میں یہ کیسے آ سکتا ہے کہ شیطان آدمی اور اس کے د
میں وسوسہ ڈالتا ہے حالانکہ دونوں ایک چیز ہیں میں کہتا ہوں یا تو اس سے مراد روح اور دل ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ
قول ہے ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ'' اور یا یہ مثال شیطان کے انتہائی قرب کے لئے ہے پس اگر تو کہے
کہ شیطان اذان سے کیوں بھاگتا ہے اور نماز سے نہیں بھاگتا حالانکہ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے میں
کہتا ہوں بھاگتا ہے جب مسلمانوں کے اتفاق کو دیکھتا ہے اور اعلام شہادت توحید کو سنتا ہے اور شعائر اسلام کے
قائم ہونے کو (جو نماز ہے) اور نزول رحمت دیکھتا ہے تمام مسلمانوں پر تو ان سب وجوہات کی وجہ سے بھاگتا ہے
لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُہٗ حَتّٰی یَظِلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی ''پھر یاد دلاتا ہے شیطان آدمی کو وہ باتیں جو
اس کو یاد نہ تھیں یہاں تک کہ شیطان کے وسوسوں سے آدمی ایسا متردد ہو جاتا ہے کہ پھر اسکو یاد نہیں رہتا کہ اس نے
کتنی رکعتیں پڑھی ہیں'' عینی نے کہا ہے کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت شیطان کا بھاگنا بوجہ اذان کے ہے کیونکہ
اگر اذان کو یہ عظیم فضیلت حاصل نہ ہوتی تو شیطان اذان سے ہرگز نہ بھاگتا پس اذان کو جو اتنی بڑی فضیلت حاصل
ہے تو اس کی وجہ سے مؤذن کے لئے بھی فضیلت ثابت ہے کیونکہ اذان مؤذن کے ذریعے ہی سے قائم ہے۔

باب رَفْعِ الصَّوتِ بِالنِّدَاءِ

''یہ باب اذان میں آواز بلند کرنے کے بیان میں ہے''

قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا ''عمر بن عبدالعزیز نے اپنے
مؤذن کو کہا کہ اذان کو اذان کی شکل میں کہو جس میں غنا (گانے) کی صورت نہ ہو ورنہ پھر ہم سے دور
ہو جاؤ'' قسطلانی نے کہا ہے کہ ایک مؤذن نے اپنی اذان گانے کی صورت میں دی تو عمر بن
عبدالعزیز نے اس کو کہا کہ اذان کو گانے اور نغمے کی صورت میں نہ کہو ورنہ اذان دینا چھوڑ دو اور اس

منصب سے الگ ہو جاؤ اور یہ اسلئے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز پر اذان نغمے کی شکل میں سن کر بہت گراں گزری اور اگر تو کہے کہ حدیث میں نہی وارد ہے تطریب سے پس حدیث اور ترجمہ میں وجہ مطابقت کیا ہے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ مؤلف کا ارادہ ہے کہ ہر اونچی اواز پسندیدہ نہیں مگر وہ اونچی اواز کہ نغمہ دار نہ ہو اور لفظ سمح سین مہملہ کی زبر اور میم کے جزم سے ہے اور صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ مطابقت کی وجہ ترجمہ کے ساتھ اس چیز کے اعتبار سے ہے کہ ہم اشارہ کر چکے ہیں اس کی طرف اس وجہ سے کہ باب کا انعقاد ہوا ہے آواز بلند کرنے کے حکم کے بیان میں یا یہ کہ اذان نغمہ کے ساتھ نہ ہوتا کہ اس پر اجر حاصل ہو۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبدالرحمٰن بن عبد اللہ ابن عبدالرحمن بن ابی صعصعة الانصاری ثم المازنی عن ابیه ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تنیسی نے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں مالک نے'' اور وہ انس رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی عبدالرحمن بن عبداللہ ابن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعة انصاری ثم المازنی سے'' مہملات زبر کے ساتھ ہیں مگر پہلے عین پر جزم ہے اور اس کا نام عمرو ہے زید انصاری کا بیٹا ہے۔ مازنی زاء معجمہ اور نون کے ساتھ'' اس نے روایت کی اپنے والد سے'' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ ''تحقیق حال یہ ہے کہ عبداللہ نے عبدالرحمٰن کو خبر دی کہ ابوسعید خدری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ بھیڑ بکریوں اور جنگل سے بہت محبت کرتے ہیں'' اور خدری خاء معجمہ پر پیش اور دال مہملہ پر جزم ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ گویا عبداللہ لوگوں کے ساتھ ملنے سے نفرت کرتے تھے اور اس حدیث پر عمل پیرا تھے جو لوگوں سے الگ رہنے کے بارے میں مروی ہے اور ان پہاڑوں کی طرف جانے کے بارے میں جہاں بھیڑ بکریاں چرتی ہیں تا کہ نزول فتن کے وقت تقویت حاصل ہو سکے اور تحقیق بھیڑ بکریوں کے چرانے کا کام اسلاف حضرات کیا کرتے تھے۔ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ او باديتک فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ ''پس جس وقت کہ تم جنگل میں اپنی بکریوں کے ساتھ رہتے ہو اور نماز کے لئے اذان دینا چاہو تو اذان اونچی آواز سے کہو اور بعض نسخوں میں بالصلوة ہے فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مُدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''پس تحقیق شان یہ ہے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اور اس آواز کو جنات یا

Marfat.com

انسان یا اور کوئی چیز سنتی ہے تو وہ قیامت کے دن اس مؤذن کے لئے گواہی دیں گے'' اور بعض نسخوں الاشھد لہ ہے صیغہ فعل مضارع معلوم کے ساتھ اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے مدی الصوت مراد آواز کی انتہا ہے یعنی جتنی دور تک مؤذن کی آواز پہنچ سکے اور شئی سے مراد حیوانات یا فرشتے ہیں وہ جو کے اہل ہیں پس حدیث شامل نہیں جمادات کو اور ممکن ہے کہ جمادات بھی شامل ہوں اور حدیث عام ہو اور

عطف بطریق عطف عام ہے خاص پر وَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُهُ من رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآ

وسلم ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے''

باب مَا یُحْقَنُ بِالْاَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

''یہ باب اذان کی وجہ سے خون ریزی بند کرنے کے بیان میں ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے یحقن حاء مہملہ اور قاف سے پہلے صیغہ مجہول ہے یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اذان سننے کی وجہ سے خون بہانا یا کسی قسم کا تعرض کرنا بند کیا جاتا ہے

حدثنا قتیبة قال حدثنا اسمٰعیل بن جعفر عن حمید عن انس بن مالک ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے'' صیغہ تصغیر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل بن جعفر نے اس نے حمید سے روایت کی اس نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ اِذَا غَزَابِنَا قَوْمًا ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ہم لوگوں کو لے کر کفار کے ساتھ جہاد فرماتے'' لَمْ یَکُنْ یُغِیْرُبِنَا یُغِیْرُبِنَا حتی یُصْبِحَ وَ یَنْظُرَ فَاِنْ سَمِعَ اِذَا نَا کَفَّ عَنْهُمْ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حملہ نہ کرتے کسی قوم پر مگر یہاں تک کہ فجر ہو جاتی اور انتظار یا سوچ اور تأمل (صبر) کرتے پھر اگر اس قوم میں سے اذان کی اواز سنتے تو رک جایا کرتے اور ان کی تباہی سے باز رہتے'' اس خیال سے کہ ان میں مسلمان ہیں اور یہ معنی اس نسخہ کے مطابق ہیں جس میں یغیرینا ہے اغراء سے اور نسخہ میں یغیرینا ہو تو معنی یوں ہوگا یعنی ان کے مال ومتاع کو تاراج نہ کرتے اس قوم کی طرف سے اذان سننے کے انتظار میں پس اگر اس قوم کی طرف سے اذان سن لیا کرتے تو ان کا خون بہانے سے باز رہتے اور اذان کہنے کی وجہ سے اس قوم کا خون بہنا رک جاتا اور ان کا مال ومتاع محفوظ ہو جایا کرتا اور اسی

Marfat.com

یہ سے حاصل ہوئی مطابقت حدیث اور ترجمہ میں صاحب خیر جاری نے کہا کہ یغیر اغارہ سے ہے غین معجمہ
ور راء مہملہ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں یغیرینا اغراء سے ہے اور بعض نسخوں میں یغزو ہے غزو سے فتح
باری میں ہے کہ اس کلمے میں پانچ لغات ہیں یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر صیغہ معلوم سے غزو سے غیر جزم شدہ اور
م شدہ اس وجہ سے کہ بدل ہے لفظ یکن سے اور اغارۃ سے مرفوع اور مجزوم اور اغراء مرفوع اور کف فاء پر

شدید ہے صیغہ ماضی معلوم کا ہے اور فاعل کی ضمیر افعال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے وَاِنْ لَمْ یَسْمَعْ
اَذَانًا اغار علیھم ''اور اگر اذان نہ سنتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان پر یلغار فرماتے'' قسطلانی نے کہا ہے کہ اغار ہمزہ کے
ساتھ ہے اور کہا جاتا ہے کہ غار ثلاثی مجرد سے ہے یعنی ان کو علم ہونے کے بغیر ان پر اچانک حملہ کر دیتے قَالَ

اخرجنا الی خیبر فانتھینا الیھم لیلا فلما اصبح ولم یسمع اذا نارکب و رکبت خلف ابی
للحۃ ''انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے پس ہم اہل خیبر کے پاس رات کے وقت پہنچے
پھر جب صبح فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اس اہل خیبر کی طرف سے اذان نہ سنی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو گئے اور میں
بھی ابی طلحہ کے پیچھے سوار ہوا'' اور نام ان کا زین بن سہل ہے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے خیبر غیر منصرف ہے
قریہ کے اعتبار سے کیونکہ وہ یہودیوں کی لغت میں قلعے کا نام ہے۔ کرمانی نے کہا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں
اور وہ ام انس کے زوج ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی لشکر میں ایک گروہ سے بہتر ہے اور

یک روایت میں ہے ان کی موجودگی ایک سو آدمیوں سے بہتر ہے وان قدمی لتمس قدم النبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ''اور میرا پاؤں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کو چھو رہا تھا اور اس کلام سے حضرت
انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ راستہ چلتے وقت اپنے قرب کا اظہار کرتے ہیں یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ میں
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنا نزدیک چل رہا تھا کہ میرا پیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک [illegible] ہو جاتا تھا۔

قسطلانی نے کہا ہے قدمی میں میم زیر کے ساتھ ہے ولتمس میں میم پر زبر ہے۔ قَالَ فَخَرَجُوا اِلَیْنَا
بِمَکَاتِلِھِمْ وَ مَسَاحِیِھِمْ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس خیبر کے لوگ ہماری طرف آ رہے تھے اس حال میں
کہ ان کے پاس ان کی زنبیلیں (تھیلیاں) بھی تھیں اور کدال بھی صاحب خیر جاری نے کہا کہ مقاتل میم کی زبر
کے ساتھ مکتل کی جمع ہے میم پر زیر ہے اور وہ زنبیل کو کہتے ہیں اور صراح میں ہے مکتل اس زنبیل کا نام ہے
جس میں بارہ صاع غلہ آتا ہے اس حال میں وہ لوگ اس لئے آئے کہ وہ ہم سے غافل اور بے خبر تھے کہ لوٹ لئے

جائیں گے اور مساحی جمع مسحاۃ کی ہے اور وہ کدال کو کہتے ہیں۔ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰہِ مَحَمَّدٌ وَالْجَیْشُ ''پس جس وقت اہل خیبر نے حضور ﷺ کو دیکھا تو کہنے
محمد ﷺ آ گئے خدا کی قسم محمد ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ آ گئے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ لفظ محمد ﷺ مرفو
ہے بوجہ فاعلیت جائے مقدر کے اور لفظ الجیش منصوب ہے بوجہ مفعول معہ ہونے کے اور لفظ و الجیش ایک
روایت میں مرفوع بھی آیا ہے محمد ﷺ پر عطف ہونے کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں و الجیش کی جگ
والخمس آیا ہے جیم کی جگہ خاء معجمہ اور میم کے ساتھ یاء مثناۃ تحتانیہ سے پہلے قَالَ فَلَمَّا رَاٰھُمْ رَسُوْلُ اللّٰ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ ''کہا انس رضی اللہ عنہ نے پس جس وقت
حضور ﷺ نے اہل خیبر کو دیکھا تو دو بار فرمایا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' تباہ ہو گیا خیبر۔ صاحب خیر جاری نے کہا
کہ اکبر میں پیش اور جزم دونوں جائز ہیں اور خربت راء زیر کے ساتھ ماضی کا صیغہ ہے اور یہ کلام دو جزء کو
متضمن ہے کہ درمیان دونوں کے اشتقاق ہے اور یہ محسنات سے ہے یہ کلام فرمایا حضور ﷺ نے بذریعہ وحی کے
یا تفولا فرمایا ان کے آلات جنگ کو دیکھ کر اِنَّا اِذَا اَنْزَلْنَا بِسَاحَتِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ''تحقیق ہم
جس وقت داخل ہوتے ہیں کسی قوم کے میدانوں میں پس بہت بری ہے وہ صبح ڈرائے گئے لوگوں کے لئے''
زمانی نے کہا ہے کہ ساحت آبادیوں کا وہ قرب و جوار ہے جو آبادی کے متصل ہوتا ہے اور اصل میں وہ احاطے
(میدان) ہیں جو گھروں اور کھیتوں کے درمیان ہوتے ہیں اور اس حدیث شریف میں وضاحت ہے اس چیز کی کہ
اذان اہم اور دین میں سے ایک اہم واجب امر ہے اذان کو ترک کرنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اگر ایک شہر کے
لوگ اجتماعی صورت میں اذان کو ترک کر دیں اور اس کے کہنے سے منع کریں تو بادشاہ اسلام کے لئے جائز ہے کہ
ان لوگوں کو اذان ترک کرنے کی وجہ سے قتل کر دے اور تیمی نے کہا ہے کہ بات یہ ہے دوسری نہیں کہ اذان کی وجہ
سے لوگوں کا خون محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے کہ اذان میں کلمہ شہادت بھی ہے اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار
بھی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ اذان سنت ہے۔

باب ما یقول اذا سمع المنادی

"یہ باب اذان سننے والے کے قول کے بیان میں ہے"

اور یہ احتمال بھی ہے کہ "ما" استفہامیہ ہو اور باب تنوین کے ساتھ ہو اور معنی اس طرح ہو کہ مؤذن کی اذان سنتے وقت سننے والے کو کیا کہنا چاہئے صاحب "خیر جاری" نے کہا ہے کہ منادی سمع کا مفعول ہے اور فاعل اس کا ضمیر ہے جو سامع کی طرف راجع ہے کہ سیاق عبارت سے معلوم ہے اور راجع ہے اس کی طرف یقول کی ضمیر۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ يُوسَفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدِ اللَّيْثِيُّ عَنْ اَبِى سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ "ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے" تینسی ہے "اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے" زہری ہے "اس نے روایت کی عطاء بن یزید لیثی سے" لام پر زبر ہے اس کے بعد یاء مثناۃ تحتیہ پر جزم ہے اور اس کے بعد ثاء مثلثہ ہے "اس نے روایت کی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے"

صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ "تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت تم اذان سنتے ہو تو تم بھی اسی طرح سے کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے" صاحب خیر جاری کہتے ہیں کہ عینی نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے استدلال پکڑا ہے جو فقولوا ہے اس بات پر کہ مؤذن کی اجابت واجب ہے سننے والوں پر کیونکہ قولوا امر ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور ابن وہیب نے جو مالکیہ سے ہے ایسا ہی کہا ہے اور ظاہریوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اذان سننے والوں پر قرأت اور کلام ترک کرنا واجب ہے اور اسی طرح سلام کہنا اور اس کا رد اور ہر وہ عمل جو اجابت کے علاوہ ہے سب کو ترک کرنا واجب ہوتا ہے تو یہ سب علامات وجوب اجابت ہیں اور کہا ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور جمہور فقہائے کرام نے کہ امر اجابت استحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے اور اسی کو اختیار کیا ہے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ماتوری نے کہا ہے کہ جب آدمی فرض یا نفل نماز میں مشغول ہو تو مؤذن کے قول کی اجابت نہ کرے۔ پس جب نماز سے فارغ ہو جائے تو کہے اسی طرح جس طرح مؤذن نے کہا تھا پھر یہ کہ اس حدیث شریف سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ سامع بھی

وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے اذان میں کہے تھے بالجملہ لیکن مراداس سے یہ ہے کہ مؤذن کے اکثر کلمات سامع کوموافقت کرنی چاہئے لیکن حیعلتین کے سنتے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے جیسے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مؤذن کے بلانے کا جواب ہے اور قبول کرنا ہے اس کی طلب کو بعض الفاظ مخصوصہ کہ اس کے جواب میں مثلاً اذان فجر میں (الصلوٰۃ خیر من النوم) کے وقت سامع کو کہنا ہے صدقت و برر ت اورلفظ قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں کہنا ہوگا اقامھا اللہ و ادامھا اللہ ۔ان کے علاوہ مؤذن کے باقی الفاظ میں سامع کوموافقت کرنی چاہئے اور یہ جان لو کہ عینی کے کلام سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اشھدان محمد رسول اللہ کے سنتے وقت دونوں ابہامین کوآنکھوں پر رکھنا منع ہے اوراس حدیث

کی ترجمے کے ساتھ موافقت ظاہر ہے۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ

بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا ''ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن فضالہ نے'' معاذ کی میم پر پیش ہے اور فضالۃ کے فاء پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ سے'' ابن کثیر ہے ''اس نے روایت کی محمد بن ابراہیم بن الحارث سے'' ثانی مثلثہ ہے ''اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی عیسیٰ بن طلحہ نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ عیسیٰ بن طلحہ نے ایک دن سنا

معاویہ ابن سفیان سے'' فَقَالَ مِثْلَهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''کہ کہتے تھے حضرت معاویہ وہ کلمات کہ مؤذن کہتا تھا یہاں تک کہ معاویہ نے مؤذن کے اس قول واشھدان محمدا رسول اللہ تک کہا اور بعض نسخوں میں بمثلہ ہے مثلہ کی جگہ اور بعض نسخوں میں مثلہ ہے حرف جارہ کے حذف کے ساتھ اور یہ

غایت مغیا کے نیچے داخل ہے حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهٗ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے'' بن راہویہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے ''وہ روایت کرتے ہیں یحییٰ بن کثیر سے اسی حدیث کی طرح جو پہلے گزر چکی ہے قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اِخْوَانِنَا اَنَّهٗ قَالَ '' یحییٰ بن کثیر نے اسحاق بن راہویہ کی سند کے ساتھ کہا کہ مجھ کو حدیث بیان کی میرے بعض بھائیوں نے'' کہ تحقیق حال یہ ہے کہ میرے ان بعض بھائیوں نے کہا'' چنانچہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ بعض اخوان علقمہ بن وقاص ہے اگر یحییٰ بن کثیر سے اس کی ملاقات ہوئی ہو اور اگر اس سے ملاقات نہ ہوئی ہو تو پھر بعض اخوان سے اس کے دو بیٹوں

Marfat.com

ن سے عبداللہ یا عمرو مراد ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اوزاعی ہے لَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَا حَوْلَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ''جب مؤذن نے حی علی الصلوۃ کہا تو پھر معاویہ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' اس طرح انہوں نے اپنی طاقت کی نفی کر دی اور بھلائی کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت کی طرف وَقَالَ ھٰکَذَا سَمِعْنَا نَبِیَّکُمْ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یَقُوْلُ ''اور معاویہ نے کہا ہم تمہارے نبی ﷺ سے حیعلتین کے جواب میں اسی طرح سنتے تھے۔

باب الدعاء عِنْدَ النِّدَاءِ

''یہ باب اذان ختم ہونے کے بعد دعا کرنے کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِی حَمْزَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ''حدیث بیان کی ہمیں علی بن عیاش نے'' عین مہملہ ہے یاء مثناۃ تحتیہ پر تشدید ہے اور شین معجمہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ابی حمزہ نے'' حاء مہملہ ہے اور زاء معجمہ ہے ''اس نے روایت کی محمد بن المنکدر سے اس نے روایت کی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ ''تحقیق رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جب اذان سنے تو یہ پڑھے یعنی جب مؤذن اذان ختم کرتا ہے تو اذان کا آخری حصہ سن کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ محمدً الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الذی وعدتہ (اس کے معنی یہ ہیں ''اے پروردگار یہ دعوت تامہ جو اذان ہے'' اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ قیامت تک باقی ہے اور ''اے پروردگار اس نماز قائمہ (کے صدقے میں) قیامت کے دن محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما'' جو کہ شفاعت عامہ کے لئے ایک مرتبہ ہے۔ اگرچہ وہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کے لئے مقدر ہو چکا ہے اور ان کو ضرور ملے گا لیکن اس میں یہ راز ہے کہ طلب کا نفع راجع ہوتا ہے طالب کی طرف تا کہ داخل ہو جائے طالب (یہ دعا مانگنے والا) بھی ان لوگوں میں جن کے لئے وہ شفاعت مقدر ہے پس جس طرح حضور ﷺ تبلیغ احکام شریعہ میں واسطہ ہیں اسی طرح ہمارے دخول جنت کے لئے بھی واسطہ ہیں'' اور اے

پروردگار حضور ﷺ کو فضیلت عطا فرما'' جو کہ قبول شفاعت ہے یا اس کے علاوہ اور بعض نے یہ کہا ہے عطف وسیلہ کی تفسیر ہے ''اور اے پروردگار مقام محمود عطا فرما آپ ﷺ کو جس کا وعدہ تو نے حضور ﷺ اپنے اس قول میں فرمایا ہے'' عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور، مقاما محمودا سے مرا مقام ہے جس میں تمام لوگ حضور ﷺ کی تعریف کریں گے اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ا محبوب ﷺ کو کرسی پر بٹھانا مراد ہے اور بعض نے عرش پر بیٹھنے سے تعبیر کیا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ مقا محمودا سے مراد خود اللہ تعالیٰ کا حمد کہنا ہو اپنے محبوب ﷺ کی ذات اقدس پر لوگوں کی موجودگی میں جیسے اللہ تعالیٰ خود اپنی بارگاہ عالیہ میں حضور ﷺ کی حمد فرماتا ہے اور یہ توجیہہ زیادہ لائق ہے حضور ﷺ کے منصب قرب اور نام کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام محمد رکھا ہے ﷺ اور مقاما کا نصب ز بوجہ ظرفیت کے ہے اور اس میں فی کا مقدر ہونا جائز ہے اس اعتبار سے کہ بحسب معنی اس میں بہت ابہام ہے اور جان لو کہ یہاں تنبیہہ ہے اس کی کہ حضور ﷺ کی حقیقت سے آگاہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر ممکن نہیں۔ پس مشابہ ہوا ظروف مبہم کو حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي ''تو اسے میری شفاعت حاصل ہوگی'' حلت لام کی تشدید سے حل یحل سے لام کی پیش سے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حلت کے معنی وجبت کے ہیں یعنی قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی حاصل کلام یہ کہ یہ میرا جواب ہے اور بعض روایات میں اس کے بعد اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیعَادَ ہے یعنی کہ ''یا اللہ تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''

باب الاستهام فی الاذان

''یہ باب اذان میں قرعہ اندازی کے بیان میں ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے یعنی یہ باب قرعہ اندازی کے حکم کے بیان میں ہے عینی نے کہا ہے کہ قرعہ اندازی اصول شرع میں سے ہے اس جماعت کے حق میں جس کے سب افراد ایک چیز کے لئے برابر کے دعویٰ دار ہوں تا کہ جس کے نام کا قرعہ نکلے دوسروں پر غالب آ جائے اور اس میں تمام کے دلوں کو خوش کرنا ہے انتہا اس لئے کہ صاحب قرعہ کو غیب سے تائید حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ اگر

ایک جماعت کا ہر فرد اذان دینے کی خواہش رکھتا ہو اور اذان دینے کی اہلیت بھی ہر ایک میں موجود ہو تو اس وقت قرعہ اندازی کرنی چاہئے تا کہ جس کے نام کا قرعہ نکلے وہی اذان دے وَيَذْكُرُ اَنَّ قَوْمًا اِخْتَلَفُوا ''اور ذکر کیا جاتا ہے کہ اذان کہنے کے لئے ایک قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا'' اور ہر ایک اذان دینے کی خواہش رکھتا تھا یا یہ کہ اس کو مؤذن کا منصب مل جائے فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ ''پس قرعہ اندازی کی ان کے درمیان میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے'' جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور یہ واقع ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پندرہویں سال میں پیش آیا جبکہ وہ فتح قادسیہ سے واپس آ رہے تھے اور یہ واقعہ یوں پیش آیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مؤذن زخمی ہو گئے تھے اور لوگ اذان دینے کے لئے آپس میں جھگڑنے لگے اور منصب اذان کا یہ تنازعہ لوگ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے جبکہ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان سب لوگوں کے امیر مقرر تھے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جو ایک آدمی کے نام نکلا اور پھر اس نے اذان دی۔

حدثنا عبد الله بن يوسف قَالَ اَخْبَرَنَا مالک عن موسى سُمَيٍّ مَولى ابى بكر عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے'' وہ روایت کرتے ہیں سمی سے کہ آزاد کردہ ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ہے'' سین مہملہ پر پیش ہے یاء مثناۃ تحتیہ پر تشدید ہے ابی بکر یعنی ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھاشم قرشی ہے'' اس نے روایت کی ابی صالح سے'' اور اس کا نام ذکوان زیات ہے'' اس نے روایت کی حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِى النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ''تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کے ثواب اور خیر و برکت کو جان لیتے ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوا عليه لَاسْتَهَمُوا ''تو اس کو حاصل کرنے کے لئے اگر قرعہ اندازی کرنی پڑتی تو ضرور وہ قرعہ اندازی کرتے'' اور لامحالہ قرعہ کے علاوہ کوئی صورت نہیں تو پھر قرعہ ہی کرتے اور بعض نسخوں میں لایجدون ہے وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِى التَّهْجِيْرِ لاستبقوا اليه ''اور اگر جان لیتے ظہر کی نماز کا ثواب تو اس کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے'' کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ موافقت کی وجہ کیا ہو سکتی ہے اس حدیث میں اور اس حدیث میں جس میں ظہر کے لئے ابراد کا ذکر آیا ہے تو میں کہتا ہوں اس میں تاخیر اولیٰ ہے تا آنکہ دیواروں کا سایہ نکل

Marfat.com

آئے نہ یہ کہ وہ نماز ظہر پہنچ جائے عصر کے قریب وَلَوْ یَعْلَمُونَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا حَبْوًا ''اور اگر جان لیتے ثواب نماز عشاء کا اور فجر کی نماز کا تو خواہ مخواہ آتے ان دونوں نمازوں کو ادا کرنے لئے اگر پاؤں پر نہ چل سکتے اور گھٹنوں کے بل بھی چل کر آنا پڑتا تو بھی ضرور آتے''

باب الکلام فی الاذان

''یہ باب اذان کے درمیان باتیں کرنے کے بیان میں ہے''

اور وہ جائز ہے چاہے باتیں کرنے والا خود مؤذن ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور جیسے ظاہری ترجمہ اس کا مقتضی ہے پس وہ اقوال اس کے مطابق ہیں جو اس کے بارے میں ذکر کئے گئے ہیں۔ وَتَکَلَّمَ سلیمان بن صُرَدٍ فی اذانه ''اور سلیمان بن صرد نے دوران اذان باتیں کیں'' صرد کے صاد مہملہ پر پیش ہے اور راء مہملہ پر زبر ہے اور آخر میں دال مہملہ ہے وَقَالَ الْحَسَنُ لَابَاسَ اَنْ یَضْحَکَ وَهُوَ یُؤَذِّنَ اَوْ یُقِیمُ ''اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر مؤذن یا اقامت کرنے والا دوران اذان یا اقامت ہنس دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

حدثنا مسدد قال حدثنا حماد عن ایوب و عبدالحمید صاحب الزِّیَادِیِّ وَعَاصِمُ الْاَحْوَلِ عن عبد الله ابن الحارث ''ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے اس نے روایت کی ایوب سے'' سجستانی ہے ''اور عبدالحمید بن دینار صاحب زیادی سے'' زیادی ایک آدمی کا نام ہے ''اور عاصم بن سلیمان احول سے انہوں نے روایت کی عبداللہ بن حارث سے'' بصری ہے'' جو محمد بن سیرین کا چچازاد بھائی ہے اور تابعی ہے قال خطبنا ابن عباس فی یوم رزغ ''عبداللہ بن حارث نے کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک تاریک و ابر آلود دن میں ہمیں خطبہ دیا'' اور رزغ میں راء مہملہ پر زبر ہے اور زاء معجمہ پر جزم ہے اور اس کے آخر میں غین معجمہ ہے یوما کی اضافت رزغ کی طرف ہے اور تنوین یوم کی صفتیت کی وجہ سے ہے فلما بلغ المؤذن حی علی الصلوة ''پس مؤذن حی علی الصلوة کہنے کے قریب پہنچا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مؤذن کو حکم دیا کہ یہ الفاظ کہو الصلوة فِی الرِّحَالِ اور اس کا معنی یہ ہے کہ ''نماز اپنے گھروں میں پڑھو'' فنظر القوم

ضهم الی بعض ''حاضرین میں سے بعض نے دوسرے کی طرف دیکھا'' گویا اذان میں تغیر کرنے کی وجہ سے
وگ ناخوش تھے۔ فقال فعل هذا من هو خير منه ''تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ کام تو اس نے کیا
یا ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہت بہتر ہے۔ ومن هو خير منه سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں و انها عزمة
ور تحقیق یہ نماز جمعہ عزیمت ہے'' یعنی واجب ہے اور کلمہ انها ہمزہ کی زیر سے ہے اور اس کی ضمیر جمعہ کی طرف
جع ہے جو خطبنا سے معلوم ہے یعنی باوجود اس کے کہ نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے اور اس میں رخصت دی گئی
ہے تو جمعہ کے علاوہ دوسری نمازوں میں رخصت بطریق اولیٰ جائز ہے اور عزمه میں زاء معجمہ پر جزم ہے واجب
کے معنی میں عینی نے کہا ہے کہ علماء نے اذان کے دوران گفتگو کرنے کی اجازت دی ہے اور انہوں نے اس مذکورہ
لا حدیث سے استدلال پکڑا ہے ان علماء میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں اور ابن منذر نے مطلق جواز کی
روایت کی ہے عروہ اور عطا سے حسن اور قتادہ سے جبکہ کراہت کی روایت کی ہے نخعی اور ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور
وزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ممانعت کی روایت ثوری سے کی گئی ہے اور ترک اولیٰ کی روایت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور
صاحبین سے ہے اور اسی روایت کے موافق ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور اس حدیث
ہں جمعہ کی فرضیت کی دلیل ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جمعہ فرض نہیں ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ فرض نماز ظہر
ہے یا وہ جو ظہر کی قائم مقام ہو (جیسے قضا) اور جماعت اس کے خلاف ہے اور اس حدیث میں جماعت کی تخفیف
کے لئے حکم ہے جبکہ بادو باراں ہو یا اسی طرح کا دوسرا کوئی عذر ہو اور وہ جماعت ہونے سے وقت سنت مؤکدہ ہے۔

باب اذان الاعمی اذا کان له من یخبره

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ نابینا کے لئے اذان دینا جائز ہے مگر اس وقت جبکہ کوئی شخص اس کو
خبر دینے والا ہو کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے''

اور اگر ایسا کوئی نہ ہو جو اس کو دخول وقت کی خبر دے تو اس صورت میں حنفیہ نے نابینا کی اذان کو مکروہ
کہا ہے اور وہ جو امام نووی نے کہا ہے کہ نابینا کی اذان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو
عینی نے فرمایا ہے کہ اس کا یہ قول غلط ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایسا قول مروی نہیں ہے سوائے
اسکے نہیں کہ ہمارے علماء حضرات نے محیط اور ذخیرہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ نابینا کی اذان مکروہ ہے اور اس

Marfat.com

کے علاوہ یعنی بینا کی اذان پسندیدہ ہے اور نابینا کی اذان کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اسکو دخول وقت نماز کے مشاہدہ کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے اور اذان دراصل وقت کا مشاہدہ کر لینے پر مبنی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَ

''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ ابن مسلمہ نے'' میم اور لام پر زبر ہے ''اس نے روایت کی امام مالک سے اس روایت کی ابن شہاب سے'' اور اس کا نام محمد بن مسلم زہری ہے ''اس نے روایت کی سالم بن عبداللہ سے اس روایت کی اپنے والد سے'' عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے جو صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وا وسلم قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حتى يُنَادِى ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ''تحقیق فرمایا رسو خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان رات میں دیتا ہے تو تم کھانا پینا مت چھوڑو بلکہ کھاؤ پیو جب تک ابن ا مکتوم اذان نہ دے'' قَالَ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِىْ حَتّٰى يُقَالُ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ ''سالم کہا کہ ابن ام مکتوم نابینا تھے اور وہ اذان نہ کہتے جب تک ان کو نہ کہا جاتا کہ تو نے صبح کر دی' تو نے صبح کر دی'' ا بعض نے کہا ہے کہ قال میں فاعل ابن شہاب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن سالم ہے اور موافقت اس میں اس طرح سے ممکن ہے کہ کہا ابن شہاب نے اس حال میں کہ وہ نقل کرتا تھا اپنے شیخ سے اور وہ اپنے شیخ سے اور اس بنا پر اس میں کوئی ادراج نہیں جیسا کہ معلوم ہوتا ہے عینی کے کلام سے اور اس میں اختلاف ہے علماء کا کہ وقت سے پہلے نماز فجر کے لئے اذان دینا جائز ہے کہ نہیں؟ پس کہا ہے صاحب رَوضہ نے جو شافعیہ سے ہے کہ اذان فجر وقت آدھی رات کے آخری حصہ کے ابتداء سے ہے اور یہ جان لو کہ حدیث شریف کے مفہوم سے کھانے پینے جواز ثابت ہے ابن ام مکتوم کی اذان تک اور وہ رات کے ختم ہونے یا فجر کے طلوع ہونے تک ہوتا ہے اور رات انتہائی وقت بھی طلوع فجر ہی ہے نہ کہ بعد والا طلوع اور اس اشکال کو رفع کرتا ہے وہ قول جو عینی نے ذکر کیا ہے کہ مراد اصبحت سے قربت علی الصبح ہے یعنی تم صبح کے قریب ہو کیونکہ کبھی کبھی کسی چیز کے قریب ہونے کی وجہ سے اس چیز ہی کو تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ ای قاربن یعنی جب عدت کے قریب ہو جائیں کیونکہ جب عدت ختم ہو جاتی ہے تو شوہر کے رجوع کرنے کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے پس گویا ابن ام مکتوم کو یہ کہتے تھے کہ تو نے صبح کی، یعنی صبح کے طلوع کا وقت قریب آ گیا ہے پس جس وقت طلوع صبح ہو جاتی تو صبح کی پہلے وقت میں اذان دے دیا کرتے اور اس طرح فجر کے پہلے جز میں وقت فجر اور سحری

Marfat.com

قع ہو جایا کرتی اور یہ رات کا بھی آخری حصہ ہوا کرتا کیونکہ کھانے پینے کا انتہائی وقت ابن ام مکتوم کی اذان تھی
وراس طرح ابتدائی وقت فجر اور انتہائی وقت سحری دونوں ایک جگہ میں واقع ہو جایا کرتیں پس اسمیں حضرت بلال
ہ کا رات کو اذان دینے میں شبہ باقی نہیں رہتا اور حنفیہ کے نزدیک اذان فجر بھی دوسری اذانوں کی طرح وقت
سے پہلے دینا جائز نہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نماز فجر کے لئے نہ تھی بلکہ لوگوں کو خبردار
کرنے اور جگانے کے لئے تھی تا کہ جو روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اٹھ کر سحری کھالیں جیسا کہ آگے آتا ہے۔

باب الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ

''یہ باب فجر کے بعد اذان کے بیان میں ہے اور اس باب میں اضافہ ہے''

حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن عبد الله بن عمر ''ہمیں حدیث بیان کی
عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی نافع سے'' جو آزاد کردہ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے'' جو کہ صحابی ہیں قَالَ اَخْبَرَتْنِی حَفْصَةُ اَنَّ
رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم كَانَ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو خبر دی ام المومنین
حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں کہ ''تحقیق تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم '' اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَ
بَدَاَ الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ ''جس وقت کہ مؤذن بیٹھ جایا کرتا اور فجر کی
اذان کہنے کے لئے انتظار کرتا اور صبح کا وقت ظاہر ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو ہلکی رکعتیں اقامت کہنے اور نماز شروع
ہونے سے پہلے پڑھ لیا کرتے'' اور حدیث کی موافقت ترجمے کے ساتھ مؤذن کے انتظار کرنے سے ہے جو صبح کے
وقت کا کیا کرتے اذان کے کہنے کے لئے پس جب صبح طلوع ہو جاتی تو اذان کہتے پس اس سے اچھی طرح معلوم
ہوا کہ اذان طلوع صبح کے وقت ہوا کرتی تھی حدثنا ابو نعيم قال حدثنا شَيْبَان عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِی سَلَمَةَ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا ''ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیم نے'' مصغر ہے اور ان کا نام فضل بن دکین ہے'' اس
نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے'' بن عبداللہ تمیمی ہے'' اس نے روایت کی یحییٰ سے'' بن ابی کثیر ہے'' اس
نے روایت کی ابی سلمہ سے'' بہ فتحات ہے تابعی ہے'' اس نے روایت کی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

سے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَۃِ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان اور نماز فجر کی اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمے کے ساتھ بطریق اشارہ ہے کیونکہ اذان واقامت کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دو رکعت نماز، فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے اور تحقیق اذان بھی طلوع فجر کے بعد ہوا کرتی تھی حدثنا عبد اللہ بن یوسف قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے اس نے روایت کی عبداللہ بن دینار سے اور اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِی بِلَیْلٍ ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں'' فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ ''پس تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ اذان دے دیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ'' پس اگر تو کہے کہ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت نہ ہوئی کیونکہ اگر بلال رضی اللہ عنہ کی اذان طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی تو پھر اس کی اذان کے بعد کھانا اور پینا کیونکر جائز ہو جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ احتمال ہے کہ اذان طلوع فجر سے پہلے ہو اور لفظ بعد طلوع فجر کے پہلے جز کے اعتبار سے ہو پس اس لحاظ سے بھی مطابقت حاصل ہو جاتی ہے اور سحری کھانے کا جواز ہوا ابن ام مکتوم کی اذان تک واللہ اعلم۔

باب الاَذَانِ قبل الفجر

''یہ باب طلوع فجر سے پہلے اذان کے حکم کے بیان میں ہے کہ آیا وہ اذان جائز ہے یا نہیں جو اذان طلوع صبح سے پہلے دی جائے اور وہ بعد الفجر اذان کی جگہ کفایت کرتی ہے کہ نہیں''

حدثنا احمد بن یونس قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ التیمی عن ابی عُثْمَان النَّھْدِیِّ عَنْ عبد اللہ بنِ مَسْعُوْدٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے'' اس کی نسبت حدوی کی طرف ہے شہرت کی وجہ سے اور اس کے والد کا نام عبداللہ بن یونس بن عبداللہ بن قیس ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں زہیر نے'' وہ معاویہ جعفی کا بیٹا ہے اور ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی

Marfat.com

لیمان الیتمی نے'' بن طرحان تمیمی بصری ہے ''اس نے روایت کی ابی عثمان نہدی سے'' اوراس کا نام عبدالرحمٰن
ہدی ہے نون پر زبر ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے'' اس نے روایت کی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ او احدا منکم اَذَانُ بلال من سحورہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
رمایا کہ تم سے کسی ایک کو ہرگز منع نہ کرے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کھانے پینے سے سحری کے وقت تک'' اور سحور سین پر
بر کے ساتھ اس طعام کا نام ہے جو سحری کے وقت کھایا جاتا ہے اور راوی کا اس میں شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

احدکم فرمایا یا احد منکم فرمایا تھا اور معنی دونوں کا ایک ہی ہے فَانہ یُؤَذِّنُ او ینادی بَلَیْلٍ لیرجع
ائِمُکُمْ وَ لِیُنْتَبِہَ نَائِمُکُمْ ''تحقیق شان یہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتا ہے رات کو اس لئے کہ تم میں سے جو رات
کو نماز تہجد پڑھتا ہے وہ اپنی خواب گاہ میں جائے اور تھوڑا سا آرام کر لے اور بیدار ہو جائے وہ جو ابھی سویا ہوا
ہے'' اور راوی کا اس میں شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوذن فرمایا تھا کہ ینادی فرمایا تھا اور معنی دونوں کلموں کا
یک ہی ہے اور یرجع صیغہ مضارع معلوم کا لازم سے ہے اور ینتبہ بھی لازم سے ہے اور قائمکم اور نائمکم
مرفوع ہیں بناء بر فاعلیت یرجع مضارع معلوم کے اور ینتبہ اور قائمکم اور نائمکم بنا بر مفعولیت یرجع کے
اور ینتبہ بھی متعدی ہے اور لفظ لینبہ سے ہے اور بعض نسخوں میں لینتبہ ہے وَ لَیْسَ اَنْ تَقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ
الصُّبْحُ وَ قَالَ بِاِصْبَعِہٖ ''اور فجر یا صبح صادق نہیں فرمایا یہ شک راوی کا ہے اور اس اشارہ کا مشارالیہ تو یہ'' پھر
اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک سے'' اور بعض نسخوں میں لیس کی جگہ فلیس ہے واو کی جگہ فاء کے
ساتھ اور لفظ فجر مرفوع ہے بنا بریں کہ لیس کا اسم ہے اور ان تقول اس کی خبر ہے اور بعض نسخوں میں ان یقول ہے
غائب کے صیغہ سے اور اس صورت میں فاعل کی ضمیر شخص کی طرف راجع ہوگی اور بعض نسخوں میں باصبعہ کی جگہ
باصابعہ ہے اور لفظ اصبع میں دس لغات ہیں ہمزہ کی تینوں حرکتیں صاد مہملہ پر بھی تینوں حرکتیں باء یہ نین کو تین سے
ضرب دینے سے نو ہو جاتی ہیں اور دسویں لغت صبوع ہے اور اصبع قول بمعنے اشارہ کے ہے اور ان تقول بھی
اسی طرح یہاں اشارہ کے معنی میں ہے اس لئے کہ اس کا بیان اشارہ سے ہوا ہے ور فعھا اِلَی فَوْقٍ و طاطا
الی اسفل حتی تقول ھٰکَذَا '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس انگلی مبارک کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر اس کو
نیچے کر دیا نیچے کی طرف یہاں تک کہ فرمایا اس طرح سے'' اور حتی لیس کی غایہ ہے یعنی صبح صادق نہیں ہے جب
تک اس اشارہ کا مشارالیہ موجود ہو جائے اور وہ صبح کاذب ہے یعنی صبح صادق کا نہ ہونا متند ہے اس اشارہ کے

Marfat.com

مشارالیہ کے موجود ہونے تک جس کا بیان زہیر نے کر دیا ہے اور لفظ فوق ضمہ پر مبنی ہے بہ ارادہ اضافہ اور مجرد بعدم نیت اور اسی طرح لفظ اسفل کا حکم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اپنی انگلی مبارک کو اوپر اور نیچے لے گئے تو اس اشارہ فرمایا اور یہ ظاہر کیا کہ مشارالیہ اس اشارہ کا صبح کاذب ہے اور اس کے بعد اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فر اور اپنی زبان مبارک سے ھکذا فرمایا اور بتایا کہ صبح صادق اس اشارہ کے مطابق ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ

کے اس اشارہ کو زہیر نے فعل کے ساتھ بیان کیا نہ کہ قول کے ساتھ وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ اِحْدٰىهُمَا فَوْ

الْاُخْرٰى ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ ''اور اشارہ کیا زہیر نے اپنی دونوں سبابہ (شہادت کی) انگلیوں ایسے حال میں دونوں میں سے ایک انگلی اوپر اور دوسری نیچے تھی پھر ان دونوں انگلیوں کو دائیں طرف اور بائیں طرف کھینچا'' امام قسطلانی نے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے کہ جو ثم مد هما ہے کہ زہیر نے اپنی دونوں انگلیوں جمع کر دیا پھر ان میں تفریق کی یعنی جدا کر دیا تا کہ صبح صاق کی صفت بیان کر دے اور افق کو کر دیا اس حال میں کہ (انگلیاں) دائیں اور بائیں جانب لے گئے اور خیر جاری میں کہا گیا ہے کہ سبا بتیہ (دونوں انگلیوں) سے مرا

سبابہ وسطی (درمیانی انگلی) ہے حَدَّثَنَا اَسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابو اسامه قَالَ عبيد الله حد ثنا عن

القاسم بن محمد عن عائشة و عن نافع عن ابن عمر ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے'' اور وہ ابن ابراہیم بن راہویہ ہے اور یا ابن منصور کوسج ہے اور یا ابن نصر سعدی ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی ابو اسامہ نے'' اور اس کا نام حماد بن اسامہ ہے'' عبید اللہ نے کہا'' عین مہملہ پر پیش ہے با موحدہ پر زبر ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب ہے'' حدیث بیان کی ہمیں قاسم بن محمد نے'' اور محمد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور نافع سے'' جو آزاد کردہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے'' جو حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم ''تحقیق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' قال و حد ثنى يوسف بن عيسى قَالَ حدثنا الفضل بن موسى قال حد ثنا عبيد

الله ابن عمر عَنِ الْقَاسِمِ بن محمد عن عائشة عن النبى صلى الله عليه و آله وسلم کلمہ قال اشارہ ہے دوسری اسناد کی طرف متن حدیث کے ذکر کیلئے'' امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی یوسف بن عیسیٰ مروزی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی فضل بن موسیٰ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ بن عمر نے اور اس نے روایت کی قاسم بن محمد سے'' اور وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے ''اس نے روایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''اَنَّـهُ قَـالَ اِنَّ بِـلَا لًا يُـؤَذِّنُ بِلَيْلٍ كُـلُـوا و اشـربوا حَتّٰى يوذن اِبْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ''تحقیق شان یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شک بلال رات کو اذان دیتے ہیں پس تم کھاؤ پیو اس وقت تک کہ اذان دے دیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

باب کم بین الا ذان و الاقامة

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ اذان اور اقامت میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے''

یا درمیان میں کتنی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں یا اس کے مثل بعض نسخوں میں ہے و من ینتظر اقامة الصلوة اور اس کے حکم میں جو اقامت نماز کا انتظار کرتا ہو

حـد ثـنـا اسـحاق الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مُغَفَّلٍ الْمُـزَنِيِّ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق واسطی نے'' بن شاہین ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خالد نے'' اور وہ ابن عبداللہ طحان ہے ''اور اس نے روایت کی جریری سے'' جیم پر پیش ہے اور دو راء مہملہ ہیں تصغیر کا صیغہ ہے ''اس نے روایت کی ابن ابی بریدہ سے'' باہ موحدہ پر پیش ہے اور راہ مہملہ پر زبر ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے'' میم پر پیش ہے غین معجمہ پر زبر ہے فاء پر زبر اور تشدید ہے صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صـلـى اللّٰه عـلـيـه و آله وسلم قَالَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثلاثا لِمَنْ شَآءَ ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اذانوں یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے تین بار فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمہ اس لئے جو چاہے'' یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی اور اقامت کو اذان کہنا بطریق غلبہ ہے یا یہ کہ اقامت بھی اذان ہے اور جامع اعلان ہے پہلی اذان اعلان وقت کیلئے اور دوسری ادائے نماز کیلئے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر زبر شین معجمہ پر تشدید ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی غندر نے'' غین معجمہ پر پیش ہے اور دال پر بھی پیش ہے اور دال پر زبر بھی آئی ہے اور ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے کہ سنا میں نے عمرو بن عامر انصاری سے اس نے روایت کی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ''صحابی ہے قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اذا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ من اصحاب النبی صلی
علیہ و آلہ وسلم يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِیَ حَتّٰی يَخْرُجَ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''حضر
انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ موذن جس وقت اذان دیتا تو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کھڑے ہو جاتے اس حا
میں کہ ایک دوسرے سے آگے ہوتے اور جلد بازی کرتے ستونوں کی طلب میں'' تا کہ ستون کو سترہ بنا کر نماز پڑ
لیں ''یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت خانے سے ان کی طرف تشریف لے آتے'' وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْ
الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بين الْاَذَانِ وَالْاِ قَامَةِ شئی ''اور صحابہ کرام نماز مغرب سے پہلے
رکعت نماز پڑھنے میں مشغول رہتے باوجود اس کے کہ اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہوا کرتا' او
صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ کے نزدیک یہ وقفہ تین
چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھنے کی مقدار میں ہے اور یہی مراد ہے اس سے جو روایات میں مذکور ہے کہ اذان
اقامت کے درمیان جدائی کرتے تھوڑی دیر جو کہ عینی میں مذکور ہے۔ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وابو داؤد عَنْ
شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ جیم اور باء موحدہ اور لام پر زبر ہے اور ابوداؤد نے' طیالسی ہے ان دونوں نے
روایت کی ہے شعبہ سے کہ اذان و اقامت میں فاصلہ نہ ہوا کرتا مگر تھوڑا سا۔

باب مَنِ انْتَظَرَ الْاِقَامَةَ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو اذان سننے کے بعد اقامت کا انتظار کرتا ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بن الزُّبَيْرِ ''ہمیں حدیث
بیان کی ابوالیمان نے'' اور اس کا نام حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی شعیب نے'' بن حمزہ ہے ''اس نے
روایت کی زہری سے'' محمد ابن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے'' کہ تابعی ہے
اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ
مِنْ اُوْلَى مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ ''تحقیق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب
موذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہو جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ جاتے'' اور سکت تاء مثناۃ فوقیہ کے ساتھ

ہے اور بعض نسخوں میں باء موحدہ سے ہے اور بہ تحقیق تردد فرمایا علماء نے، دونوں صورتوں میں کہ کونسی روایت افضل ہے بعض علماء نے رجوع کیا۔ پہلی روایت کی طرف کہ سکت صحیح ہے اور سکت کا معنی خاموش ہونا اذان اول سے اور سکت باء موحدہ کے ساتھ اگر ہو تو اس کا معنی ہے اذان فجر کو تمام کر دیا فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قبل صَلٰوةِ الْفَجْرِ ''اور ہلکی دو رکعت نماز فجر سے پہلے پڑھ لیتے'' بَعْدَ اَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ''صبح صادق طلوع ہونے کے بعد'' اور بعض نسخوں میں یستنیر ہے یعنی نور سے مشتق ہے اور بعض نسخوں میں یستیقن ہے ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنے کروٹ سو جایا کرتے یہاں تک کہ موذن اقامت کہنے کے لئے آ جاتے'' کرمانی نے کہا ہے کہ داہنے پہلو پر سونے میں یہ حکمت ہے کہ آدمی نیند میں مستغرق نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ دل بائیں طرف ہے اور اس صورت میں وہ معلق رہتا ہے اور سکون حاصل نہ ہونے کی وجہ سے آدمی کو نیند نہیں آتی اور بائیں پہلو پر سونے سے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور اس طرح آدمی نیند میں مستغرق ہو جاتا ہے اور امام قسطلانی نے کہا ہے کہ داہنے پہلو پر سونا نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور بائیں پہلو پر سونا حکماء کا شعار ہے اور پیٹھ کے بل سونا انبیاء علیہم السلام کے علاوہ متکبرین کا سونا ہے اور انبیاء علیہم السلام وحی کے انتظار میں پیٹھ کے بل سوتے ہیں اور منہ کے بل سونا کفار کا طریقہ ہے اور عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ فجر کی ان دو رکعتوں میں تخفیف مستحب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی ان دو رکعتوں میں سے سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ صاحب خیر جاری نے کہا کہ ان دو رکعتوں میں چار چیزیں سنت ہیں۔ پہلی یہ کہ دونوں رکعتوں میں قرآت مذکورہ کو پڑھنا سنت ہے دوسری یہ کہ پہلے وقت میں پڑھنا سنت ہے تیسری یہ کہ گھر میں پڑھنا سنت ہے اور چوتھی یہ کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد سونا بھی سنت ہے جس کی خواہش ہو لیکن فقہ کی کتابوں میں پہلی تین مشہور ہیں۔

باب بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَآءَ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ دونوں اذانوں یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے اس کے لئے جو چاہے''

عینی میں ہے کہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ باب مکرر ہے اس وجہ سے کہ پہلے باب میں جو کچھ ذکر ہوا ہے

Marfat.com

کچھ مضمون کا تکرار اس باب میں ہوا ہے۔

حَدَّثَنَا عبد الله بْنُ يزيد قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بريدة عن عبد الله بن مُغَفَّلٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یزید نے'' زیادہ سے مشتق ہے اور اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی کھمس بن حسن نے'' کاف پر زبر ہے ہاء پر جزم میم پر زبر سین مہملہ پر پیش ہے حاء مہملہ پر زبر ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن بریدہ سے'' باء موحدہ پر پیش اور آخر میں تاء تانیث ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن مغفل سے'' غین معجمہ پر زبر ہے فاء پر زبر ہے تشدد کے ساتھ قَالَ قَالَ النبى صلى الله عليه وآله وسلم بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِى الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ ''عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ دونوں اذانوں کے درمیان نماز ہے، دونوں اذانوں کے درمیان نماز ہے'' پھر تیسری مرتبہ فرمایا لمن شاء ''یعنی اس کے لئے جو نماز پڑھنا چاہے'' اور اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اذانوں کے درمیان نماز پڑھنا واجب نہیں بلکہ استحبابی طور پر ہے امام قسطلانی نے کہا کہ پہلے دو بار کا ارشاد مطلق ہے اور تیسری بار کے ارشاد کو مقید فرما دیا اور مطلق کو مقید پر حمل کیا جاتا ہے عینی میں ہے کہ اگر تو کہے کہ پہلے باب کی حدیث میں اور اس باب کی حدیث میں کیا فرق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس باب کی حدیث پہلے باب کی حدیث کی تفسیر ہے اور بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

باب مَنْ قَالَ لِيُوَذِّنَ فِى السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ واحد

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو یہ کہے کہ سفر میں ایک مؤذن اذان دے''

مطلب یہ کہ سفر میں اگر لوگوں کی ایک جماعت ہو تو ہر شخص کو اذان دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ہی آدمی کی اذان سب کے لئے کافی ہے چاہے وہ اذان صبح کی ہو یا دوسرے وقت کی اور کلمہ لیوذن پر جزم ہے بوجہ امر غالب ہونے کے۔

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ''ہمیں حدیث بیان کی معلّٰی بن اسد نے'' میم پر پیش عین مہملہ پر زبر لام پر زبر تشدید کے ساتھ ''اس نے کہا ہمیں

حدیث بیان کی وہیب نے'' تصغیر کا صیغہ ہے، ابن خالد بصری ہے'' اس نے روایت کی ایوب سے سجستانی سے اس نے روایت کی ابی قلابہ رضی اللہ عنہ سے'' قاف پر زیر ہے اور نام اس کا عبداللہ بن زید ہے'' اس نے روایت کی مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے'' حاء مہملہ پر پیش واو پر زبر اور آخر میں ثاء مثلثہ ہے ابن اثھم لیثی صحابی ہے قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی نَفَرٍ مِنْ قَوْمِی ''مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنی ایک قوم کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا'' اور وہ لیث بن بکر عبد مناف بن کنانہ کی اولاد ہے غزوہ تبوک کے لئے تیاری کے دنوں میں اور لفظ نفر فاء کی زبر سے اس جماعت کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جن کی تعداد تین سے دس تک ہوتی ہے اور اس لفظ کا واحد نہیں فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً ''پس ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیس روز تک مقیم رہے'' وَکَانَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر بہت مہربان اور نرمی فرمانے والے تھے'' اور لفظ رفیق راء مہملہ اور فاء اور یاء مثناۃ تحتانیہ اور آخر میں قاف ہے اور یہ رفق سے مشتق ہے اور بعض نسخوں میں راء مہملہ اور فاء اور یاء مثناۃ تحتیہ ہے جو رقت سے مشتق ہے یعنی مسلمانوں کے حال پر رحم دل ہونا فَلَمَّا رَاٰی شَوْقَنَا اِلٰی اَهَالِیْنَا قَالَ ارْجِعُوْا ''پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے اہل خانہ کا خواہشمند پایا تو ہمیں فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ'' کہا ہے کہ اھالینا یا کے بعد الف کے ساتھ اہل کی جمع ہے اور قاموس میں ہے کہ اھل کی جمع اھلون ہے اور اھال بھی ہے اور اھلات بھی ہے انتھی پس اھال جمع تکثیر ہے اور اھلون جمع تصحیح ہے اور الف و یاء سے ہونے پر جمع اھلات ہے اور نوادر میں ہے کہ ایسا جمع کیا گیا ہے فَکُوْنُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا ''پس تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہو اور انہیں اسلام کے احکام کی تعلیم دو اور نماز پڑھتے رہو'' اپنے گھروں میں اور سفر میں بھی جس طریقے سے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ ''پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو نماز کا وقت آ جائے'' تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور زمیں جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہے وہ تمہیں امامت کرائے'' یعنی تمہارا امام بنے اور یہ اس لئے کہ یہ ایک ایسی جماعت تھی کہ دوسرے ایسے امور جو فضیلت کا تقاضا کرتے ہیں ان میں یہ سب برابر تھے اور یہ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات میں بھی سب برابر تھے لہٰذا فضیلت کی دوسری کوئی صورت نہ تھی سوائے اس کے کہ جس کی عمر سالوں کے لحاظ سے زیادہ ہو وہی امامت کرے اور بظاہر صیغہ امر سے معنی وجوب کا عیاں ہے لیکن جمہور علماء کرام استحباب کے قائل ہیں اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس

اعتبار سے ہے کہ لفظ حدیث عام ہے اور سفری وحضری دونوں حالات کو شامل ہے۔

باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة و الاقامة

''یہ باب مسافر کے لئے اذان اور اقامت کے حکم کے

بیان میں ہے جب جماعت کی صورت میں ہوں''

اور بعض نسخوں میں للمسافر کی جگہ للمسافرین ہے ''خیر جاری'' میں ہے کہ جس وقت لام جمع پر داخل ہو جاتا ہے تو جمعیت کو ختم کر کے استغراق یا جنسیت کا فائدہ دیتا ہے جیسے تقاضا ہو مقام کا پس اس لحاظ سے دونوں نسخوں کے معنی کا مآل ایک ہی ہوا اور فائدہ قید کے لئے بھی حاصل ہوا

وَ كَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَ جَمْعٍ ''اور یہی حکم ہے جب کہ جمع ہوں میدان عرفات میں حج کے دن وقوف کے لئے'' اور اسی طرح حکم ہے مزدلفہ میں اور لفظ جمع جیم پر زبر اور میم پر جزم سے مراد مزدلفہ ہے اور جمع کے نام سے اس لئے مسمی ہوا کہ عید کی رات وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں وَقَوْلُ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ ''یہ موذن کے اس قول کے بیان میں ہے کہ الصلوة فی الرحال'' یعنی نماز اپنے گھروں مین ادا کرو اور لفظ قول مجرور ہے اس لئے اس کا عطف اقامت پر ہوا ہے اور عطف اس کا الاذان پر ہے اور لفظ الصلوة پر پیش ہے بوجہ مبتدا ہونے کے اور زبر اس وجہ سے کہ مفعول ہے فعل محذوف کا اور اے ادوا الصلوة فی الرحال اور رحال رحل کی جمع ہے۔ حاء مہملہ ساکنہ کے ساتھ بمعنے منزل یعنی گھر فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوَ الْمَطِيْرَةِ ''یعنی نماز اس وقت گھر میں ادا کرنی چاہئے جب رات ٹھنڈی ہو یا بارش برس رہی ہو'' اور لفظ مطیرہ میم کی زبر طاء پر زیر ہے بمعنے وہ رات جس میں بارش برس رہی ہو۔ عینی نے کہا ہے کہ یہ اسناد مجازی ہے اور دراصل اس کو بمعنی ممطور ذکر نہیں کیا گیا ہے اس لئے کہ فضیلت مفعول کے معنی میں نہیں آتی مگر اس وقت جبکہ اس کا موصوف ذکر نہ کیا گیا ہو اور یہاں تو اس کے موصوف کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اللیلة ہے۔

Marfat.com

ثَنَا مُسلمُ بنُ اِبرَاهِيمَ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمَهَاجِرِ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَن اَبِی

''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ بن الحجاج نے اس نے

یت کی مہاجر ابی الحسن سے اس نے روایت کی زید بن وہب سے اس نے روایت کی ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ'' سے

ں معجمہ کے ساتھ اور اس کا نام جندب بن جبابرہ ہے ان کی وفات ۳۲ھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

ل ہے قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فِی سَفَرٍ ''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے'' فاراد الموزن اَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ اَبْرِدْ ''پس ارادہ کیا موذن نے

ان دینے کا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا کرو'' ثُمَّ اَرَادَا اَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ اَبْرِدْ ''پھر ارادہ کیا موذن

نے اذان دینے کا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ ٹھنڈا کرو'' یعنی تاخیر کرو تا کہ وقت ٹھنڈا ہو جائے اور بعض نسخوں

ں یہ کلام تین بار مذکور ہے حَتَّى سَاوَى الظِلُّ التَّلُولَ ''یہاں تک کہ ہر تودہ (ٹیلہ) کا سایہ اس کے برابر ہوا''

نال النبی صلی الله علیه وآله وسلم اِنَّ شِدَّةَ الحر مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قیق گرمی کی شدت دوزخ کے جوش کی وجہ سے ہے'' اور بعض نسخوں میں فقال لہ ہے کلمہ لہ کی زیادتی سے خیر

ری میں ہے کہ فیح میں فاء پر زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ پر جزم ہے اور آخر میں حاء مہملہ معنی یہ ہے کہ گرمی کا بلند

نا اور جوش مارنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ابراد (ٹھنڈا) کا کسی علت کی وجہ سے تھا اور اس علت کو افہام سمجھنے سے قاصر

ں اور جس چیز کی علت کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا اس سے دل کو تشفی حاصل نہیں ہوتی جیسے کہ عینی نے کہا کہ گرمی

لی زیادتی خشوع ختم کر دیتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ غضب الٰہی کے ظہور کا وقت ہے پس اس وقت میں اللہ

عالیٰ سے طلب بخش نہیں سوائے اس کے جس کو طلب کرنے کی اجازت ہو اور نماز طلب ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پسند نہ فرمایا کہ میری امت کی طلب عبث اور بے کار ہو جائے اور قبولیت کے مقام تک نہ پہنچ سکے جاری نے کہا

ہے کہ حدیث کی مطابقت باب کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراد پر جس وقت امر فرمایا تو اس سے

پہلے ممانعت فرما دی اور یہ امر ابراد حکم اذان کے بارے میں تھا کہ ابھی اذان مت کہو جب وقت ٹھنڈا ہو جائے تو

کہو تو اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں یہ اذان بعد ابراد وقت دی گئی ہے اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے اس بات

کی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے کے بعد بھی ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اس لئے کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اشیاء کے سائے پورے ہونے کے ساتھ اذان دی جائے لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل سایہ

Marfat.com

کے پورا ہونے کے بعد بھی ظہر کا وقت باقی رہتا ہے (جیسا کہ یہ ہے مذہب امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ کا) لیکن گیا ہے کہ یہ اس وقت کہ زوال سایہ اصلی کا حساب اس میں کیا جائے اور وہ جس مثل کا اعتبار ہے وہ سایہ اصلی علاوہ ہے تو پھر دلالت نہ کی۔ حدیث نے وقت کی بقاء پر ایک مثل سایہ ہونے تک پس سفر میں اقامت پر حدیث دلالت اس وجہ سے ہے کہ اذان اور اقامت میں قرب اور نزدیکی ہے اس کے باوجود کہ مطابقت کے لئے کفایہ کرتی ہے دلالت ایک جز کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسَفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرَثِ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف قربانی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے روایت کی خالد حذاء سے'' حائے مہملہ ذال معجمہ مشددہ کے ساتھ ''اس نے روایت کی ابو قلابہ سے'' قاف پر زیر ہے اور اس کا نام عبداللہ بن زید ہے ''اس نے روایت کی مالک بن الحویرث سے'' حاء پیش ہے صیغہ تصغیر ہے قَالَ اَتَى رَجُلَانِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم يُرِيْدَ اِنِ السَّفَرَ ''مالک نے کہا جو صحابی ہے کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ایسے حال میں جبکہ دونوں کا ارادہ سفر کا تھا'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے ان دونوں میں سے ایک مالک بن حویرث تھا اور دوسرا اس کا ساتھی تھا اور اس کا نام ذکر نہیں کیا۔

فَقَالَ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُ كُمَا ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو فرمایا جس وقت تم دونوں سفر پر نکل جاؤ گے تو نماز کے لئے اذان کہنا پھر اقامت کہنا پھر تم میں سے جو بڑا ہے امامت کرے'' خیر جاری میں مذکور ہے کہ کلمہ اذنا ہمزہ کی زبر ذال معجمہ مشدد پر زیر ہے مطلب یہ کہ تم دونوں میں سے ایک آدمی اذان کہے اور یا یہ معنی ہے کہ اذان کا موجود ہونا تمہارے درمیان ضروری ہے اور فوت نہ ہونے پائے اور یہ مراد ہرگز نہیں کہ تم دونوں کو اذان کہنا چاہئے اور امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے کہ ایک کے بعد دوسرا اذان کہے اگر مسجد چھوٹی ہو اور اگر مسجد بڑی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ بیک وقت مسجد کے مختلف کونوں میں متعدد یعنی ایک سے زیادہ آدمی اذان دیں تا کہ ہر جہت والے لوگ اذان سن سکیں اسی طرح قسطلانی میں ہے اور کلمہ ثم لیئومکما۔ قسطلانی نے کہا ہے کہ لام جزم کے ساتھ امر کا ہے۔ ثم کے بعد اور لام پر زیر اور میم پر زبر تخفیف کے لئے ہے اور اس کی پیش اتباع اور مناسبت کے لئے ہے اس کے بعد بڑے کو امامت کا حکم اس وجہ سے ہے کہ یا تو وہ دونوں علم میں برابر تھے یا۔ اکبر کما علما ہے

Marfat.com

تم دونوں میں جو زیادہ عالم ہے وہ امامت کرے) اور اس حدیث کی مطابقت ترجمے سے ظاہر ہے اور اگر کوئی کہے کہ ترجمے میں حکم جماعت کا ذکر ہے اور حدیث میں تثنیہ کا ذکر ہے میں کہتا ہوں تثنیہ کے لئے حکم جماعت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ اَخْبَرَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَ نَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مثنی نے کہا اس نے ہمیں خبر دی عبدالوہاب نے اس نے کہا ہمیں خبر دی ایوب سجستانی نے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف کی زیر ہے اور اس کا نام عبداللہ بن زید ہے قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ''ابی قلابہ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مالک نے'' کہ وہ حویرث کا بیٹا ہے قَالَ اَتَيْنَا النَّبِىَّ صلى الله عليه و آله وسلم نَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ ''اس نے کہا کہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اس حال میں کہ ہم سب نوجوان عمر کے لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب تھے'' فَاَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ يَوْمًا وَلَيْلَةً ''تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیس رات قیام پزیر رہے'' وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلى الله عليه و آله وسلم رَحِيْمًا رَفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا اَهْلَنَا اَوْقَدِ اشْتَقْنَا ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر بہت مہربان اور شفیق تھے۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گھروں کو جانے کا خواہشمند پایا یا دیکھا کہ ہم اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرنے کا شوق رکھتے ہیں'' یہ شک راوی کا ہے اور بعض نسخوں میں رفیقا۔ فاء کے ساتھ رفق سے ہے اور بعض نسخوں میں دونوں قاف سے ہے رقبہ سے سَاَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاه ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے کے بارے میں پوچھا جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے اور پھر ہم لوگوں نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب حال بتایا'' فَقَالَ ارْجِعُوا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوا فِيْهِمْ وَ عَلِّمُوْهُمْ وَ مُرُوْهُمْ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اپنے اہل وعیال کے پاس مقیم رہو اور ان کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے امر کرو اور جن چیزوں کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے وہ بھی انہیں بتاؤ'' وَ ذَكَرَ اَشْيَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا اَحْفَظُهَا ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت چیزوں کا ذکر فرمایا کہ وہ مجھے یاد ہیں یا یاد نہ رہی ہوں'' سب معمور بہا ہیں وَصَلُّوا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ ''اور تم سب نماز پڑھتے رہنا جس طرح کہ تم سر نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور یہ کہ تم میں سے جو عمر رسیدہ ہے وہ امامت کرے'' حَدَّثَنَا

Marfat.com

مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عمر ''حدیث بیان کی ہمیں مسدد نے'' اور وہ مسرہد کا بیٹا اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ نے قطان ہے'' اس نے روایت کی عبید اللہ بن عمر سے'' دونوں جگہ عین پیش ہے۔ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قَالَ اَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِی لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ''عبید اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو نافع نے'' آزاد کردہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے'' نافع نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ضجنان کے مقام سرد رات میں اذان دی'' ضجنان ضاد معجمہ پر زبر ہے جیم پر جزم ہے اور دونون کے ساتھ ہے جن کے درمیان الف ہے فعلان کے وزن پر ہے غیر منصرف ہے۔ مکۃ المکرّمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کا نام ہے یا ایک جگہ کا ثُمَّ قَالَ صَلُّوا فِی رِحَالِکُم ''پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو''

اَخْبَرَنَا اَنَّ رسول صَلَّی اللّٰہُ علیه و آله وسلم کان یامر مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَلٰی اِثْرِهٖ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ''اور خبر دی ہمیں کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے تھے موذن کو کہ اذان کہے اور اذان کے بعد یہ کلمہ کہے'' یعنی الاصلو فی الرحال اور اس کلمے کی معنی یہ ہیں کہ'' آگاہ وخبردار ہو جاؤ نماز اپنی اپنی قیام گاہوں میں پڑھو'' فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِیْرَةِ فِی السَّفَرِ ''ٹھنڈی رات میں یا بارش والی رات میں سفر کے دوران اور فی اللیلۃ الباردۃ یامر کا ظرف ہے اور موذنا کا لفظ جو بظاہر نکرہ ہے تو یہ اس لئے کہ اس وقت کوئی متعین موذن نہ تھا اور اثرہ کا لفظ ہمزہ پر زیر ہے۔ ثاء مثلثہ پر جزم اور ہمزہ کے زبر کے ساتھ بھی جس چیز کی کوئی علامت باقی رہ جاتی ہے اسے کہتے ہیں اور الا کا کلمہ تخفیف سے ہے اور او کلمہ او المطیر برائے بیان نوع کے ہے اور بعض روایات میں ذات مطر آیا ہے اور ان روایات میں کلمہ فی السفر کا ذکر نہیں ہے اور ایسی روایت بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے مدینہ منورہ میں ندا کی تھی یعنی حضر میں نہ کہ سفر میں بارش والی رات میں پس بارش والی رات حضر میں بھی عذر ہے مسجد میں نہ جانے کے لئے جیسا کہ قسطلانی نے کہا۔ حدثنا اسحاق قال اخبرنا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابو العُمَیْس عَنْ عَوْنِ بْنِ ابی جحیفة عَنْ اَبِیْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق نے'' اور ایک روایت میں اسحٰق بن منصور ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے'' عین مہملہ پر زبر ہے آخر میں سین ہے صیغہ تصغیر کا ہے'' اس نے روایت کی عون بن ابی جحیفہ سے'' جیم مقدم ہے پیش کے ساتھ حاء مہملہ پر زبر ہے'' اس نے روایت کی اپنے والد سے'' ابی جحیفہ ہے اور ان کا نام وہب بن عبد اللہ ہے۔ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیه و آله وسلم بِالْاَبْطَحِ ''ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ صحابی ہے'' میں نے اور وہ مکہ مکرمہ سے باہر

Marfat.com

جَاءَهُ بِلَالٌ فَاذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ ''پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور نماز کی خبر دی'' اور لفظ اذنہ

ہمزہ کی مد سے ہے ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بالعنزة حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم

بِالْاَبْطَحِ واقام الصَّلٰوةَ ''پس بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لایا اور اس کو گاڑ دیا اور سیدھا کھڑا کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سامنے ابطح میں اور پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے اقامت کہی'' اور لفظ عنزہ میں نون پر زبر ہے اور یہ عصاء سے کسی

قدر لمبا ہوتا ہے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ اس میں اذان بھی ہے اور اقامت بھی۔

باب هَلْ يُتْبِعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے اس میں یہ ذکر کیا جائے گا کہ آیا

اذان کے دوران اپنا منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرے گا''

اور یتبع یاء مثناۃ تحتانیہ پر پیش ہے اور تاء مثناۃ فوقانیہ پر سکون ہے اور باء موحدہ پر زبر ہے دوسرے افعال سے ہے

اور بعض روایات میں یاء مثناۃ تحتیہ پر زبر اور دو تاء مثناء فوقیہ دونوں پر زبر ہے دوسری پر تشدید اور باء موحدہ پر زبر

باب تفعل سے اور موذن میں رفع اسلئے ہے کہ وہ فاعل ہے اور فاء پر زبر بوجہ مفعولیت کے ہے۔ خیر جاری میں ہے

کہ لفظ ھھنا ھھنا کا معنی اشارہ ہے دائیں اور بائیں طرف پھر مقصد اس باب سے بیان اس چیز کا ہے استقبال قبلہ

اذان میں موذن کے لئے لازم نہیں اور اذان میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم نماز کی طرح نہیں اور اسی طرح پاکی

میں، اور یہ بات مخفی نہیں کہ یہ روایات مذکورہ اس قول کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں اور وہ قول ہے وھل یلتفت

فی الاذان یعنی کہ کیا موذن اپنے منہ کو دائیں یا بائیں جانب اذان میں پھیر سکتا ہے'' اس طرح ہے کہ اس کی

گردن ادھر ادھر گھوم جائے بعد اس کے کہ قبلے کی طرف پہلے منہ کر چکا ہو اور سینہ موذن کا قبلے کی طرف بحال ہو

پس اس لحاظ سے یہ قول سابقہ قول کی تفسیر کی طرح ہے اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ ادھر ادھر دیکھنا جائز ہے اذان میں

بلا کراہت کے بلکہ دونوں طرف حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح میں دائیں بائیں منہ پھیرنا سنت ہے۔ وَهَلْ يَلْتَفِتُ

فِى الْاَذَانِ آیا کیا موذن اذان میں دیکھ سکتا ہے۔ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ اَنَّهُ جَعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِى اُذُنَيْهِ ذکر کیا

گیا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مؤذن ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی دو انگلیاں اپنے

دونوں کانوں میں داخل کیں'' خیر جاری میں ہے کہ یذکر صیغہ فعل مضارع مجہول کا ہے اور اس سے مراد اشارہ
اسکے ضعف کی طرف اور اصبع سے مراد جزو اصبع یعنی انگلی کا کچھ حصہ اور اسی طرح مراد ہے انگلیوں کے داخل کر
سے کانوں کے سوراخوں میں داخل کرنا اور ایسا آواز اونچی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ ''اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی دو انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخ
نہ کرتے تھے۔ اور اس روایت کا مقابلہ سابقہ روایت سے ہے پس امام بخاری رحمت اللہ علیہ جب فارغ ہو گ
اس اختلاف کے بیان کرنے سے جس میں دونوں کانوں میں دو انگلیوں کا داخل کرنا ہے اور وہ اختلاف درمیا
حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہے تو اب امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے شروع کر دیا وہ اختلاف ج
درمیان ابراہیم اور عطاء رضی اللہ عنہ کے ہے اذان کے لئے وضو کی شرط ہونے اور نہ ہونے میں وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَاسَ
اَنْ يُؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ ''ابراہیم نخعی نے کہا کہ اگر موذن بغیر وضو کے اذان کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں
ہے'' وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ ''اور کہا عطاء نے'' اور وہ رباح کا بیٹا ہے'' کہ اذان کے لئے وض
ضروری اور مسنون ہے'' یعنی یہ دین میں ایک چلایا گیا راستہ ہے وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع اوقات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے'' اور یہ بات یکساں تھی کہ وضو ہے یا نہیں اور مولف رحمت
اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول اس کے ثبوت میں بیان فرمایا کہ ذکر کے لئے وضو لازم
نہیں کیونکہ اذان بھی تو اذکار میں سے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جمیع اوقات میں ذکر فرمایا کرتے وضو کی
حالت میں بھی اور غیر وضو کی حالت میں بھی امام قسطلانی نے کہا کہ اذان ذکر ہے اور ذکر کے لئے وضو شرط نہیں اور
قبلہ رو ہونا شرط ہے جس طرح یہ چیزیں جملہ اذکار کے لئے شرط نہیں ہیں لہٰذا اذان ملحق نہ ہوئی نماز کے ساتھ اس
وجہ سے کہ دونوں کی شرائط میں اختلاف ہے اسی ضرورت کی وجہ سے معلوم ہوا ان آثار کا ذکر کرنا ترجمہ کے بعد اور
یہی تھوڑی سے مناسبت کافی ہے حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عَنْ عَوْنِ ابْنِ ابی
جحیفة عن ابیه ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری نے
اس نے روایت کی عون بن ابی جحیفہ سے اور اس نے روایت کی اپنے والد ابی جحیفہ سے'' اَنَّهٗ رَاَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ
فجعلت اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهنا وههنا بالاذان ''پس تحقیق ابی جحیفہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ

اذان کے دوران اپنا منہ دائیں طرف اور بائیں طرف پھیرتے تھے۔ یعنی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان میں جدھر جدھر التفات فرماتے تو ہم بھی قول وفعل سے ان کی اتباع کرتے اور بعض نسخوں میں فجعل یتبع فاہ ہے اور یہ ظاہر ہے یعنی ابو جحیفہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اذان میں ادھر ادھر التفات فرماتے تھے۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃ

''یہ باب آدمی کے اس قول کے بیان میں کہ وہ کہے کہ نماز نے ہمیں فوت کر دیا''

مطلب یہ کہ اس طرح مکروہ ہے یا کہ نہیں۔ خیر جاری میں کہا ہے کہ اذان اعلان ہے پس جس وقت نماز کے لئے اذان کہی گئی تو تحقیق پالیا اس شخص کو نماز نے لہٰذا اسی وجہ سے ابن سیرین نے اس کلمے کے کہنے کو مکروہ جانا ہے کیونکہ نماز نے اس وقت میں اس کو فوت نہیں کیا ہے بلکہ اس شخص نے اس نماز کو فوت کیا ہے اور اس نماز کو نہ پایا باوجود اس کے کہ جب آدمی کہے کہ میں نے نماز نہ پائی تو اس قول میں اقرار ہے اپنی تقصیر کا اور اقرار اپنی تقصیر کا اس قول میں نہیں کہ فاتتنا الصلوۃ ہے وَکَرِہَ ابْنُ سِیْرِیْنَ ان یقول فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃُ وَلْیَقُلْ لَمْ نُدْرِکْ ''ابن سیرین نے مکروہ جانا ہے کہ کوئی فاتتنا الصلوۃ کہے بلکہ چاہئے اس شخص کو جس نے نماز نہ پڑھی ہو کہ یوں کہے کہ میں نے نماز نہیں پائی'' یعنی میں نے ابھی نماز نہیں پڑھی وَ قَوْلُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَصَحُّ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول بہت زیادہ صحیح ہے'' لیکن مراد فعل تفصیل سے ہے معنی تفصیلی مراد نہیں اس لئے کہ اس شخص سے معارضہ کے لئے ابن سیرین کا قول [illegible] اور یہ کلام امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا رد ہے ابن سیرین رحمت اللہ علیہ پر کیونکہ شارع علیہ السلام سے لفظ فوات کا جواز ثابت ہے اور ابن سیرین رحمت اللہ علیہ نے اسے مکروہ کہا ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعِیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ ابی قتادہ عَنْ اَبِیْہِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیم نے'' نون پر پیش ہے اور عین مہملہ پر زبر ہے اور اس کا نام فضل بن دکین ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے'' شین معجمہ پر زبر ہے اور یاء مثناء تحتانیہ پر سکون ہے اور آخر میں نون ہے ''اس نے روایت کی

یحییٰ سے'' بن کثیر ہے'' اس نے روایت کی ہے عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد ابی قتادہ

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذ سمع جلبۃ الرجال '' ابوقتادہ

نے کہا'' کہ صحابی ہیں اس وقت جبکہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لوگوں کی حرکتوں کی آواز سنی'' اور جلبہ جیم اور باء موحدہ پر زبر ہے جلبہ ان آوازوں کو کہتے ہیں جو لوگوں کی حرکتوں

سے پیدا ہوتی ہوں اور بعض نسخوں میں الرجال کی جگہ رجال نکبہ واقع ہے فلما صلی قال ما شانکم قالوا

استعجلنا الی الصلوۃ '' جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا حال ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے نماز کے لئے جلدی کی'' قال فلا تفعلوا اذا اتیتم الصلوۃ فعلیکم السکینۃ

'' تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو بلکہ جس وقت تم نماز کے لئے آتے ہو تو سکون واطمینان اور متانت ووقار

کے ساتھ آیا کرو'' اور مراد لاتفعلوا کا ذکر نہی میں مبالغہ کے لئے ہے اور علیکم اسم ہے بمعنی الزم یعنی علی بمعنی لزوم

ہے سکینہ سین مہملہ پر زبر اور کاف پر زیر ہے اور وہ منسوب بر مفعولیت علیکم ہے اگر باء جارہ نہ ہو کیونکہ بعض نسخوں

میں السکینۃ واقع ہے اور باء کی زیادتی اسم فعل کے عمل کی تقویت کے لئے ہے اور یہ بھی جائز ہے کیونکہ سکینہ مبتدا

ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور علیکم اس کی خبر مقدم اس پر ہو فما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا '' پس

جو نماز امام کے ساتھ پاؤ تو پڑھ لو اور جو نماز تم سے فوت ہو جائے (رہ جائے) اس کو تمام یعنی پورا کرلو'' تنہا مطلب

یہ کہ جماعت سے نماز پانے کے لئے جلد بازی نہ کرو اور دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون اور اطمینان کے ساتھ آؤ

جتنی بھی نماز ملے امام کے ساتھ پڑھ لو اور وہ جو امام پہلے پڑھ چکا ہے اس کو بعد میں پڑھے تو پھر ضروری ہے کہ نماز

جمعہ اور دوسری نمازیں برابر ہیں اس لئے کہ نماز کے لئے آنے والا گویا نماز میں ہے تو چاہئے کہ نماز کے لئے آنے

والا آداب نماز کا خیال ضرور رکھے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ یہی ہے وہ جگہ جس سے مراد ما فاتکم من

الصلوۃ ہے اور یہ نص دلالت کرتی ہے اس قول کے جواز پر کہ فاتتنا الصلوۃ ہے برخلاف اس چیز کے جو ابن

سیرین رحمت اللہ علیہ کے قول سے ظاہر ہے اور وہ کراہت ہے۔ امام شافعی رحمت اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے کہ وہ (ما فاتکم فاتموا) ہے استدلال اس پر ہے کہ مسبوق نے جو نماز امام کے

ساتھ پڑھی ہے وہ پہلی نماز ہے کیونکہ اتمام کا اطلاق باقی نماز پر ہوتا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ مسبوق نے جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے وہ آخر نماز ہے اور استدلال کیا ہے امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ

Marfat.com

اس قول سے کہ **فاقضوا انتھی** ہے اور یہ کہ ماموم تابع ہوتا ہے امام کا اور امام نے اس وقت آخری نماز پڑھی لازم ہے کہ ماموم کی نماز بھی آخری ہی ہوئی اور اگر ماموم (مقتدی) کی نماز کو پہلی نماز کہا جائے تو پھر مخالف ثابت ہوتی ہے۔ ماموم اور امام کی نماز میں اور امام شافعی رحمت اللہ علیہ کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ماموم کی نماز کا ربط ہے امام کی نماز سے پس حمل کیا ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ فاتموا ہے اس پر کہ جس نے فوت شدہ نماز کی قضاء کر لی ہے تو گویا اس نے نماز تمام کر لی اس لئے کہ قضاء نماز پڑھنے سے پہلے فوت شدہ نماز ناقص تھی اور جب قضاء کر لی تو تمام ہوگئی وہ نماز جو ناقص تھی۔

باب لَا یَسْعَی الی الصلوۃ

وَ لْیَاتِھَا بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ

''یہ باب ہے جس میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز کے لئے آدمی
کو دوڑ کر نہیں آنا چاہئے بلکہ آرام وسکون سے آنا چاہئے''

اور دونوں لفظوں کا معنی باہم، دگر، قریب ہے لیکن پہلے میں لحاظ امور باطنہ کا ہے اور دوسرے میں لحاظ امور ظاہری کا ہے اور لفظ وقار واؤ کی زبر ہے قسطلانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ امر سکینہ اور وقار سے آنے کا معارض ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے جو جمعہ کے لئے ہے کہ **فاسعوا الی ذکر اللہ** ہے پس اس کا جواب اس طرح سے دیا گیا ہے کہ آیت سے مراد اسراع (دوڑنا) نہیں ہے بلکہ جانا مراد ہے اور ذکر لفظ اسراع کا واسطے تاکید کے ہے اور یہ کہ سعی کے دو معنی ہیں ایک معنی اسراع ہے اور حدیث شریف میں جو ممانعت ہے تو اسی طرح کی ہے اور دوسرا معنی رفتن یعنی جانا صرف اور آیت شریف میں یہی جانا جان لینا چاہئے کہ اسی طرح اکثر نسخوں میں باب کا ترجمہ ہے اور بعض نسخوں میں **ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا قالہ ابو قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم** اس مذکورہ کو ابو قتادہ نے کہا جو پہلے باب میں حدیث کے راوی ہیں۔

حَدَّثَنَا اٰدم قَالَ حَدَّثَنَا ابن ابی ذِئبٍ قال حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ

Marfat.com

عَنِ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ایاس نے اس نے کہا ہمیں حد
بیان کی ابن ابی ذئیب نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زھری نے'' اور وہ محمد بن مسلم بن شہاب ہے'' اس
وایت کی سعید بن مسیّب سے اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ح وَعَنِ الزُّھرِیِّ عَنْ اَبِی سَلَمَۃَ عن ابی ھریرۃ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہاں حاء
مراد اسناد کا بدلنا یعنی حدیث کی ایک اسناد دوسری اسناد کی طرف بدل دیں۔ پہلے اسناد میں حدثنا الزھری تھا
دوسرے اسناد میں عن الزھری ہے جس کا معنی یہ ہے کہ'' روایت کی زھری نے اس نے ابی سلمہ سے اس نے
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' اور دونوں سندوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی روایت میں زہری نے سعید
مسیّب سے روایت کی ہے اور دوسری میں ابی سلمہ سے قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَۃَ فَامْشُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ ''حضو
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم اقامت سنو تو نماز پڑھنے کے لئے چلو'' وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃَ وَالْوَقَارَ وَلَا
تُسْرِعُوْا ''اور لازم ہے تم پر سکون اور وقار سے آنا اور جلد بازی نہ کرو'' دوڑتے ہوئے مت آؤ فَمَا اَدْرَکْتُمْ
فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا ''پس جو نماز پالو گے امام کے ساتھ پڑھ لو اور جو نماز تم سے فوت ہوگئی اسے تنہا پڑھ
کر پورا کرلو'' یعنی جب تم نے نماز کے لئے آنے میں سکینہ اور وقار اختیار کیا تو تم سے کچھ نماز جاتی رہی تو جو باقی
ہے وہ امام کے ساتھ پڑھ لو اور جو تمھارے پہنچنے سے پہلے امام پڑھ چکا اسے پھر تنہا پورا کرلو اور لفظ وقار کا اعراب
سکینہ کے اعراب کے مطابق ہے۔

باب مَتَّی یَقُوْمُ الناس اذا رَاَوُا
الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَۃِ

''یہ باب ہے جس میں ذکر کیا جاتا ہے کہ لوگ کس وقت کھڑے ہوں جبکہ دیکھ لیں امام کو اقامت کے وقت''
یعنی اس باب میں منتظر (مقتدی) کے کھڑے ہونے کے وقت کا ذکر ہے جبکہ جماعت کے لئے
اقامت کے دوران امام کو دیکھ لے گویا اذا رائو الامام استفہام کا جواب ہے۔

حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا ھشام قال کتب اِلَیَّ یحیی عن عبد اللہ ابی قتادہ عن ابی

ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے'' اس نے کہا کہ لکھا
رے لئے یحییٰ نے'' بن ابی کثیر ہے'' اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد
سے'' کہ ابوقتادہ صحابی ہیں اور لکھنا بھی ایک طریقہ ہے۔ حدیث پہنچانے کے طریقوں میں سے اور اسناد میں داخل

ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی
رَوْنِی ''ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس وقت نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہو تو تم مت اٹھو جب تک کہ مجھے کھڑا نہ
یکھ لو'' صاحب خیر جاری نے کہا کہ اس میں ممانعت ایک عظیم امر کی بناء پر ہے کہ اس کو وہی جانتے ہیں جس کو
معرفت الٰہی حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ عارفان خدا اکثر اوقات میں اذکار الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور مراقبہ میں
وبے ہوتے تو انہیں اس حکم کی وجہ سے منع کیا گیا کہ وہ اپنے ان مشاغل کو ترک نہ کریں ترک کرنے کے وقت
سے قبل تک کہ ان کی منتقلی اذکار وغیرہ سے نہ ہو مگر نماز کی طرف اور یہ اس لئے کہ نماز مومن کی معراج ہے پس اس
طرح انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں نماز کے لئے جمعیتِ خاص حاصل ہوگی کیونکہ نماز جامعِ عبادات ہے اور یہ
اس لئے کہ ان کے کھڑے ہونے میں خلل واقع نہ ہو۔ عینی نے کہا کہ حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس وجہ
سے ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اقامت کے وقت جماعت کھڑی نہ ہو مگر اس وقت کھڑی ہو جب دیکھ لے کہ
امام کھڑا ہے اور تحقیق معنی ترجمہ کو بیان کیا ہے معنی حدیث نے کہ اس میں استفہام ہے لوگوں کے کھڑے ہونے کا
نماز کے لئے صاحب خیر جاری نے کہا ہے نقایہ اور وقایہ میں ہے کہ امام اور قوم کو کھڑا ہونا چاہئے موذن کے حی علی
الصلوۃ کہنے کے وقت اور اس کی قد قامت الصلوۃ کہتے وقت امام اور قوم کو نماز شروع کرنی چاہئے۔

باب لَایَسْعَی اِلَی الصَّلٰوۃِ وَلَا یَقُوْمُ اِلَیْھَا

مُسْتَعْجِلاً وَ لْیَقُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے جس میں ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز کے لئے دوڑ کر نہیں آنا چاہئے اور
نماز کے لئے عجلت سے کھڑا بھی نہیں ہونا چاہئے بلکہ نماز کے لئے اطمینان و وقار کے ساتھ کھڑا
ہونا چاہئے''

Marfat.com

اور بعض نسخوں میں باب لایقوم الی الصلوۃ مستعجلاً ہے اور نماز کے لئے عجلت سے کھڑے ہونے اور سرعت سے جانے میں فرق ظاہر ہے اس باب کے ترجمہ اور باب سابق کے ترجمے میں مغائرت جز کے اعتبار سے ہے اس کے نسخہ سے۔

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحیی عن عبد اللہ بْنِ ابی قتادہ عن ابیہ ''ہمیں حدیث بیا
کی ابونعیم نے'' اور اس کا نام فضل بن دکین ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے اس نے روایت
یحییٰ'' بن کثیر سے'' اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی'' جو ابی قتادہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا' جو صحابی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما
اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوا حتی ترونی ''جس وقت اقامت کہی جاتی ہے تو تم کھڑے نہ ہوا کرو جب
تک مجھے کھڑا نہ دیکھ لو'' یعنی جب مجھے کھڑے ہونے کی حالت میں دیکھو گے تب تم کو کھڑا ہونا چاہئے اور مطابقت
حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ اقامت کے وقت کھڑے ہونے میں نہی نشاندہی کرتی ہے کہ جلد
بازی سے نماز کے لئے کھڑا نہ ہونا چاہئے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جب نماز کے لئے جلد بازی سے
کھڑا ہونا منع ہے تو پھر نماز کے لئے دوڑ کر جانا بطریق اولی ممنوع ہوگا۔ کیونکہ وہ قیام میں جلد بازی سے زیادہ ہے
وَعَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ ''اور تم پر لازم ہے اطمینان یعنی جلد بازی نہ کرنا۔ تَابَعَہٗ علی بن المبارک علی بن
مبارک نے شیبان کی اتباع کی ہے جس نے یحییٰ ابن کثیر سے روایت میں زیادتی ذکر کی ہے کیونکہ پہلی حدیث میں
وعلیکم السکینۃ کے کلمات نہ تھے۔

باب هَلْ یَخْرُجُ من المسجد لِعِلَّۃٍ

''اس باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اقامت کے بعد آدمی علت کی وجہ سے مسجد سے باہر جا سکتا ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو آدمی مسجد میں حاضر ہے تو اقامت کے بعد کسی ضرورت کی وجہ سے باہر جا سکتا ہے۔

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا اِبْرَاھِیْمُ بْنِ سَعْدٍ عن صَالح بن کیسان عن ابن شھاب

Marfat.com

ی ابی سَلَمَةَ عن ابی هریرة ''ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عبداللہ نے'' یحییٰ القریشی اوسی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے' عین مہملہ پر جزم ہے ابراہیم زہری مدنی کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی صالح بن کیسان سے'' کاف پر زبر ہے مدنی ہے'' اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' اور اس کا نام محمد ہے تابعی ہے'' اس نے روایت کی ابی سلمہ سے'' لام پر زبر ہے عبدالرحمان تابعی کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج و قد اقیمت الصَّلٰوۃُ ذکہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ شریف سے باہر مسجد کی طرف تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ نماز کے لئے اقامت ہو رہی تھی'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اجازت سے و عدلت الصفوف ''اور صفیں بھی نماز کے لئے درست کر لی گئیں تھیں'' کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اقامت تو امام کے موجود ہونے پر کہی جاتی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے اقامت کیسے کہی گئی اور اس طرح پہلے گزر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کھڑے نہ ہونا جب تلک مجھے کھڑا نہ دیکھ لو گے تو پھر ایسے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے کھڑے ہوئے اور صفیں درست کیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لائے تھے میں کہتا ہوں کہ قد ماضی کو حال کی طرف نزدیک کرتا ہے تو پھر معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اس حال میں کہ اقامت ہو رہی تھی اور صفیں درست کی جا رہی تھیں اس کا بھی قوی امکان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقامت کہنے اور صفیں درست کرنے کی اجازت دی ہو۔ پس بنا بریں ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی موجود نہ ہوئی کہ ایک اقامت کہنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے پہلے اور دوسری چیز کھڑا ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے سے پہلے حَتّٰی اِذَا قَامَ فِی مُصَلَّاہُ اِنْتَظَرْنَا اَنْ یُّکَبِّرَ ''یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مصلیٰ (نماز پڑھنے کی جگہ) پر کھڑے ہو گئے اور حال یہ تھا کہ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر کہنے کے انتظار میں تھے'' اور بعض نسخوں میں مصلاہ کی جگہ الصلوٰۃ ہے'' یعنی نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور انتظر نا جملہ حالیہ ہے اِنْصَرَفَ قَالَ عَلٰی مَکَانِکُمْ ''تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف کی طرف چلے گئے اور فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر ثابت قدم رہو'' مطلب یہ کہ اسی حال میں اپنی جگہ پر کھڑے رہتے ہوئے انتظار کرو اور قال جملہ مستانفہ ہے فَمَکَثْنَا عَلٰی هَیْئَتِنَا ''پس ہم سب اسی طرح سے کھڑے رہے'' اور کلمہ هیئتنا هاء پر زیر یاء مثناۃ تحتیہ پر جزم' ہمزہ پر زبر ہے اور اس کے بعد تاء مثناۃ فوقیہ ہے اور بعض نسخوں میں هیئتہ هاء پر زبر ہے اور نون پر زبر ہے جو یاء مثناۃ تحتانیہ جس پر جزم ہے کے بعد ہے جس میں ہمزہ نہیں ہے اور آخر

میں تاء مثناء فوقانیہ ہے۔صاحب فتح الباری نے کہا ہے کہ ھیئتنا کہ معنی رفق یعنی نرمی ہے۔ حَتّٰی خَرَجَ یَنْطِفُ رَاسُہٗ مَاءً وَ قَدِ اغْتَسَلَ ''پس یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' یعنی یہ حال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرمائے ہوئے تھے ا ینطف طاء مہملہ زیر اور پیش دونوں کے ساتھ یقطر کے معنی میں ہے اور و قد اغتسل جملہ حالیہ ہے دار قطنی نے دوسری روایت کے ذریعے ان کلمات پر کچھ زیادتی کی ہے فقال انی کنت جنبا فنسیت ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تحقیق میں جنابت میں تھا اور میں اس کو بھول گیا تھا'' اور اس حدیث شریف سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بھی بھول ہوتی ہے۔عبادات میں شرعی امور کے جواز کے لئے اور یہ بھی فائدہ حاصل ہوا کہ اقامت اور نماز کے درمیان کسی عذر کی وجہ سے اگر قدرے دیر ہو جائے تو اس کا بھی جواز ہے اور بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو اپنے امام کا انتظار کرنا چاہئے بوقت نماز جب وہ موجود ہوں اور نماز کے وقت میں وسعت ہو اور باوضو ہو اور طہارت پانی مستعمل کا اور غسل جنابت میں تاخیر کا جواز بھی معلوم ہوا اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ہے۔

باب اذا قال الامام مَکَانَکُم حتی اَرْجِعَ انتظروا

''یہ باب ہے کہ ذکر کیا جاتا ہے اس میں یہ مسئلہ کہ جس وقت امام اپنی قوم سے کہہ دے کہ اپنی اپنی جگہ پر برقرار رہو یہاں تک کہ میں آ جاؤں تو قوم امام کے آنے کا تک انتظار کرے گی''

اور بعض نسخوں میں یرجع ہے صیغہ غائب کے ساتھ اور بعض نسخوں میں نرجع ہے صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھ جس نسخہ میں صیغہ غائب کے ساتھ ہے تو اپنے امام کو غائب تصور کر کے کہتا ہے یعنی کہ امام آ جائے اور فعل مضارع ان۔مقدر کی وجہ سے منسوب ہے جو حتی کے بعد ہے اور انتظر وہ اذا۔ کا جواب ہے ''خیر جاری'' نے کہا کہ پہلا باب منعقد کیا گیا ہے اس بیان کے لئے کہ خروج امام اقامت کے بعد بوجہ حدث کے صحیح ہے اور یہ باب امام کے قول کے صحیح ہونے میں ہے کہ مکانکم ہے اور دونوں مقصد آپس میں مختلف ہیں اور اسی طرح دونوں طریقے بھی مختلف ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے تقویت حاصل کرتے ہیں اور یہی ہے اسلوب امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا۔

حدثنا اسحاق قَالَ اخبر نا محمد بن یوسف قال حدثنا الا وزاعی عن الزهری عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن ابی هریرة ''ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق نے'' جو منصور کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن یوسف قربانی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن عمرو ہے ''عین عمیم پہلہ پر زبر ہے'' اس نے روایت کی زہری سے'' جو محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے روایت کی ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے'' بن عوف ہے ''اس نے روایت کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہے قَالَ اُقِیْمَتِ الصلوٰة فَسَوَّی النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے اپنی صفوں کو درست کرلیا'' کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ بظاہر تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اقامت برائے نماز اور صفوں کا درست کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے قبل تھا اس کا آسان جواب یہی ہے کہ ان دونوں میں امام کی اجازت ہی کافی ہے چاہے امام موجود ہو یا غیر موجود اور یہ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا لوگوں نے قرائن سے جان لیا ہو اور انہیں اقامت اور صفوف درست کرنے کی اجازت دی گئی ہو فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم فتقدم وهو جُنُبٌ ''پس تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے اور امامت فرمانے لگے درآں حالیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابت میں تھے'' ثُمَّ قَالَ عَلٰی مَکَانِکُمْ ''پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اپنی جگہ پر رہو'' اور بعض نسخوں میں فقال ہے قال کی جگہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنابت میں رہنے کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتانے کے بعد ہوا فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَ رَاْسُهٗ یَقْطُرُ مَآءً فَصَلّٰی بِهِمْ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے آپ نے غسل فرمایا اور پھر باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی'' یعنی امامت فرمائی اور ترجمہ کے ساتھ مطابقت ظاہر ہے۔

باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِلنَّبِی مَا صَلَّیْنَا

''یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص کی طرف سے یہ عرض کرنے کے بیان میں ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی اور بعض نسخوں میں للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو نُعیم قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ یَقُوْلُ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰه

Marfat.com

''ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے'' اوراس کا نام فضل بن دکین ہے''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبا
نے''بن عبدالرحمٰن نحوی ہے''اس نے روایت کی یحییٰ سے''بن ابی کثیر ہے''اس نے کہا سنا میں نے ابوسلمہ
بن عبدالرحمٰن ہے اس حال میں کہ''کہتا تھا وہ کہ ہمیں خبر دی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے''انصاری صحابی ہیں ان الن
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جاء ہ عمر بن الخطاب یَوْمَ الْخَنْدَقِ ''تحقیق حضرت عمر بن خطاب
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خندق کھودنے کے دن آئے''فقال یا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وَاللہ
ما کِدْتُ اَنْ اُصَلِّیَ حتی کَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ ''اورعمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خدا کی قسم میں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی جبکہ کہ سورج غروب ہوگیا'' ظاہر یہی ہے کہ یہ عصر کی نماز تھی وَذٰلِکَ
بَعْدَ ما اَفْطَرَ الصَّائِمُ ''اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنا اور یہ عرض کرنا روزہ دار کے افطار کرنے
کے وقت سے بھی بعد تھا''فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ واله وسلم وَاللہِ مَا صَلَّیْتُھَا ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا خدا کی قسم میں نے بھی وہ نماز نہیں پڑھی'' فَنَزَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ واله وسلم اِلَی بُطْحَانَ وَ اَنَا
مَعَہُ ''تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحان میں تشریف لے گئے درآں حالیکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے''اور بطحان با
موحدہ پر پیش ہے طاء مہملہ پر جزم ہے تمام محدثین کے نزدیک مدینہ طیبہ میں ایک وادی ہے اور اہل لغت بیان
کرتے ہیں کہ پہلے پر زبر اور دوسرے پر زیر بھی منقول ہے اس کو ابوعلی نے بارع میں کہا ہے فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلّٰی
الْعَصْرَ بَعْدَ ما غربت الشمس ثم صلی بَعْدَھَا الْمَغْرِبَ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور عصر کی نماز
پڑھی جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز پڑھی صاحب'' خیر جاری نے کہا کہ اس
حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ بہت مشکل ہے کیونکہ ماصلیتھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے نہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
اور کرمانی نے ماکدت میں تاویل کی ہے اور اس کو حمل کیا ماصلیت کے معنی پر کنایۃ صورت میں عرف کی حیثیت
پر اور عینی نے اس تاویل کی تحسین فرمائی ہے۔

باب الْاِمَامُ تَعْرِضُ لَہُ الْحَاجَۃُ بَعْدَ الْاِقَامَۃِ

''یہ بات اس بارے میں ہے کہ اقامت کے بعد امام کو کوئی عارضہ پیش آجائے''

صاحب خیر جاری نے کہا کہ تعرض تاء مثناۃ فوقانیہ زبر سے ہے اور راء مہملہ پر زیر ہے بمعنے اے

Marfat.com

تظهر لـه الحاجة یعنی کوئی حاجت امام کو پیش آ جائے مطلب یہ ہوا کہ اقامت کے بعد امام کے لئے اپنی حاجت میں مشغول ہونا جائز ہے نماز ادا کرنے سے پہلے اور لفظ امام بعض نسخوں میں جر (زیر) کے ساتھ محفوظ ہے اور بعض نسخوں میں رفع پیش کے ساتھ ہے اور یہی ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ عبد اللهِ بْنُ عمر و قال حدثنا عَبْدُ الوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عبد العزيز هو ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ ـــــ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے'' دونوں میم پر زبر ہے درمیان میں عین مہملہ پر جزم ہے اور انکا نام عبداللہ بن عمرو ہے عین مہملہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث بن سعید نے'' عین مہملہ پر زیر ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے'' صاد مہملہ پر پیش ہے ہاء پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر جزم ہے اور آخر میں باء موحدہ ''اس نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم يُنَا جِيْ رَجُلاً فِي جانب لمسجد ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز عشاء کے لئے اقامت کہی گئی درآنحالیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرگوشی فرما رہے تھے ایک آدمی کے ساتھ جس کا نام معلوم نہیں مسجد کے ایک کونے میں' فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ لوگ نیند میں پڑ گئے'' اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راز کی باتیں کر رہے تھے اس آدمی کے ساتھ اس حال میں کہ اقامت کہی گئی اور راز کی باتیں کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حاجت کا پیش آنا ہے اس وجہ سے اس کو ترجمہ میں امام کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے نیز امام کے ساتھ مقید کرنا اس وجہ سے بھی ہے کہ امام کے مصروف رہنے کی وجہ سے سب قوم انتظار میں رہتی ہے برخلاف دوسرے آدمی کے کہ اس کے انتظار میں کوئی نہیں رہتا۔

بَابُ الْكَلَامِ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

''یہ باب نماز کے لئے اقامت ہوتے وقت باتیں کرنے کے بیان میں ہے''

یہ باب ہے اس کے بیان میں کہ نماز کیلئے اقامت ہوتے وقت باتیں کرنا جائز ہے'' اور مضاف محذوف ہے کہ وہ جواز ہے اور یہ رد ہے اس پر جو کہ اقامت کے وقت مطلقا باتوں کو مکروہ کہتا ہے

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَيَّاش بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حدثنا عَبْدُالْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حميد قال سَاَلْتُ ثابت الْبُنَانِيَّ ''ہ
حدیث بیان کی عیاش نے'' عین مہملہ پر زبر ہے یاء مثناء تحتانیہ تشدید سے ہے اور آخر میں شین معجمہ ہے'' ابن و
ہے'' واؤ پر زبر لام پر زیر ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ح
طویل نے'' صیغہ تصغیر کے ساتھ'' اس نے کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے پوچھا'' باء موحدہ پر پیش ہے اور نو
مخفف ہے اور الف کے بعد دوسرے نون پر زبر ہے عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بعد ما تقام الصَّلٰوةُ ''اس آدمی
بارے میں جو نماز کے لئے اقامت ہو جانے کے بعد باتیں کرتا ہے'' فَحَدَّثَنِی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَا
اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَعَرَضَ للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ سلم رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بعد مَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ ''
پھر ثابت بنانی نے مجھ کو حدیث بیان کی جو کہ اس نے روایت کی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحابی ہے۔ حضرت
انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے لئے اقامت ہو چکی تھی کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوا تو روک لیا' او
شغل میں ڈال دیا اس آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ سے اس حال میں جبکہ نماز کے
لئے اقامت ہو چکی تھی'' کرمانی نے کہا کہ یہ رد ہے اس شخص پر جس نے کہا ہے کہ جس وقت موذن نے قد قامت
الصلوۃ۔ کہا تو امام پر تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہو گیا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت کا اتصال نماز کے
ساتھ سنن میں سے نہیں اور نہ ہی اس کا جزو ہے' بلکہ مستحب ہے اور ایک گروہ نے اقامت کے بعد باتوں کو مکروہ کہا
ہے جبکہ یہ حدیث ان کے رد میں حجت ہے۔

بَابُ وُجُوبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز جماعت سے واجب ہے''

یعنی جماعت واجب ہے نماز میں، صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے
نماز میں وجوب جماعت کو اختیار کیا ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جس کو اس نے
حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس لئے کہ امام کی اطاعت واجب ہے اور واجب کا
ترک کرنا کسی امر کی وجہ سے دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر کا اہتمام قوی تر ہے۔ پس اس سے

وجوب جماعت مستفاد ہوا اور اس قوی امر کا اطاعت امام سے ہونا فرض عین ہے پس جو چیز قوی تر ہے تو اس سے اولی ہے اس بناء پر کہ فرض عین ہو وَ قَالَ الْحَسَنُ اِن مَنَعَتْهُ اُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فی الجماعة شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا ''امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جو کہ تابعی ہے اگر کسی کو اس کی والدہ شفقت کی وجہ سے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے منع کرے تو اس بات میں وہ اس کی اطاعت نہ کرے بلکہ جا کر نماز با جماعت ادا کرے'' عینی نے کہا کہ نمازِ عشاء کا تعین اس وجہ سے کیا ہے کہ اس میں مشقت ہے اور منافقوں پر بھاری ہے ورنہ حکم سب نمازوں کے لئے یکساں ہے اگر تو کہے کہ فجر کی نماز بھی تو ایسی ہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایک نماز کا ذکر کافی ہے دوسری نمازوں کو ذکر نہ کرنے کے لئے بھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ نماز عشاء کا تعین اس میں زیادہ مشقت ہونے کی وجہ سے ہو بوجہ تاریکی وغیرہ جو دوسری نمازوں میں نہیں ہے پس باوجود اس کے کہ اس نماز میں عذر بھی ہے اور والدہ کی اطاعت درست نہیں تو دوسری نمازوں میں والدہ کی ممانعت پر اس کی اطاعت تو بطریق اولی درست نہ ہوگی۔ اور اس میں یہ نکتہ بھی ہے کہ اگر دوسری نماز کا ذکر کرتا تو نماز عشاء کا حکم معلوم نہ ہوتا امام قسطلانی نے کہا ہے کہ نماز با جماعت کی مشروعیت کے ساتھ بہت حکمتیں وابستہ ہیں۔ نمازوں کے درمیان محبت' ہمدردی ایک دوسرے کے حال سے آگاہی وغیرہ وجوہات کی بناء پر محلوں میں مسجدیں بنانے کو جائز رکھا گیا ہے تا کہ تمام ہمسائے مل کر عبادت کریں جاہل، عالم سے احکام نماز سیکھ لیں اور جو علم و عمل میں کم ہے اس کو کامل کی برکات سے بھی کچھ حصہ مل جائے کیوں کہ عبادت کرنے میں یکساں نہیں ہیں اس لئے مل کر نماز پڑھ لینے سے سب کی نماز کامل ہو جاتی ہے۔

حدثنا عبد الله بنُ يوسف قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ صلی الله علیه و آله وسلم قال ''تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والذی نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ ان ا'مر بِحَطَبٍ لِيُحْتَطَبَ ''قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا یہ کہ میں امر کروں لکڑیوں کے لئے'' یعنی لوگوں کو امر کروں

Marfat.com

کہ وہ لکڑیاں فراہم کریں اور لائیں اور آمر صیغہ متکلم معلوم کا ہے مضارع سے لیحطب اول میں لام پھر یاء تحتانیہ پر پیش ہے ثلاثی مجرد سے صیغہ مجہول ہے اور بعض نسخوں میں فیحطب ہے فاء کے ساتھ لام کی جگہ اور بعض نسخوں میں فیحطب ہے فاء اور طاء مہملہ پر تشدد کے ساتھ اور دوسرے نسخے میں لیحطب ہے اختطاب سے اور ا سب لغات کا معنی ایک ہے یعنی لکڑیاں جمع کرنا ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ ''پھر حکم دوں میں نماز کا'' یعنی لوگوں کو نما پڑھنے کے لئے حکم دوں فَیُؤَذِّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ''پھر اذان کہی جائے اس نماز کے لئے پھ حکم دوں ایک آدمی کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے یعنی امامت کرے ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ ''پھر نمازیوں کو چھوڑ کر میں چلا جاؤں ان لوگوں کی طرف جو جماعت سے نماز پڑھنے نہیں آئے پھر ان کے گھروں کو جلا دوں'' وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ''قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت اور تدبیر میں میری جان ہے اگر جان لیں وہ لوگ جو مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے'' اور جماعت سے نماز ادا نہیں کرتے کہ اگر وہ نماز عشاء کے لئے جائیں ''تو وہاں فربہ ہڈی یا دنبے کے دو عمدہ پائے حاصل کر لیں گے تو ضرور بالضرور نماز عشاء کے لئے حاضر ہوتے'' خیر جاری میں ہے کہ جان لو کہ کیسی تاکید ہے جماعت کے بارے میں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کو ترک کرنے کا قصد فرمایا تاکہ تارکین جماعت کے گھروں کو جلا دے اس لئے کہ کوئی خرابی اگر پہلے مرحلے میں تھوڑی تکلیف سے رفع ہو سکتی ہو تو اس تھوڑی تکلیف کو اختیار کرنا چاہئے مثلاً جس طرح کہ طبیب حاذق دیکھتا ہے کہ انگلی کا فسادِ زہر پورے ہاتھ میں سرایت کر رہا ہے تو ہاتھ کو بچانے کی غرض سے حکیم اس انگلی ہی کو کاٹ دیتا ہے تاکہ ہاتھ کٹنے سے بچ جائے۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے امام احمد رحمت اللہ علیہ نے استدلال پکڑا ہے اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جو جماعت کو فرض عین کہتے ہیں کیونکہ جماعت اگر فرض عین نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تارکین جماعت کے گھروں کو جلانے کی تہدید نہ فرماتے اگر کفایہ ہوتی تو دوسروں کی نماز کفایت کرتی اور اسی قول کی طرف گیا ہے یعنی اس کو اختیار کیا ہے۔ عطاء رحمت اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمت اللہ علیہ اور محدثین کی ایک جماعت نے بھی اور شافعیہ نے بھی جیسے کہ ابن خزیمہ ہوئے اور ابن منذر اور ان کے علاوہ اور حضرات ہوئے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ اور امام مالک رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جماعت سنت موکدہ ہے اور یہی قول جمہور علماء شوافع کے نزدیک پسندیدہ ہے بوجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے صَلٰوةُ

جَمَاعَةَ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ تسعا و عشرين درجة یعنی وہ نماز جو جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہو
اب میں انتیس درجہ زیادہ ہے اس نماز سے جو تنہا پڑھی گئی ہے اور بوجہ ہمیشگی فرمانے کے حضور ﷺ کا جماعت پر
ہجرت کے بعد اور اس باب کی حدیث کے ضمن میں وضاحت یوں کی گئی ہے کہ ارادہ تو جلانے کا فرمایا حضور ﷺ
نے مگر جلایا نہیں اگر جماعت فرض ہوتی تو جلانے کو ترک نہ فرماتے اور دوسری وجہ یہ کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد
منافقین کے حق میں ہے کیونکہ وہ تارک نماز بھی تھے نہ یہ کہ صرف ترک جماعت کے لئے حدیث شریف کا ورود ہوا
ہے اور عرق عین مہملہ پر زبر ہے اور راء مہملہ پر جزم ہے اس سے مراد دہ ہڈی ہے جس پر تھوڑا گوشت ہوتا ہے اور
مرماتین میم پر زیر اور کبھی اس کو زبر بھی دی جاتی ہے اور یہ مرماۃ کی تثنیہ ہے اور وہ دنبہ کے گھر کو کہتے ہیں اور حسنتین
جیدتین کے معنی میں ہے یعنی تر و تازہ اور بہترین۔

بَاب فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِالْجَمَاعَةِ

''یہ باب نماز باجماعت کی فضلیت کے بیان میں ہے''

عینی نے کہا کہ کہا نہ جائے کہ اس باب میں اور پہلے باب میں منافات ہیں کیونکہ یہ فضیلت کے بیان میں ہے اور وہ وجوب کے بیان میں اس لئے ہم کہتے ہیں کسی چیز کا متصف ہونا وجوب کے ساتھ اس کے منافی نہیں کہ وہ چیز فضیلت کے ساتھ متصف ہو۔ وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ ''اور اسود بن نخعی رضی اللہ عنہ'' جو کبار تابعین میں سے تھے'' جب ان سے نماز باجماعت فوت ہو جایا کرتی ایک مسجد میں تو نماز باجماعت کی فضیلت پانے کے لئے دوسری مسجد میں چلے جایا کرتے'' کہ مختلف اوقات میں ایک نماز متعدد مساجد میں ادا کی جاتی تھی کیونکہ نماز کا وقت لمبا ہوتا ہے کیونکہ بعض مساجد میں پہلے وقت میں ادا کی جاتی تھی اور بعض میں آخر وقت میں ادا ہوتی تھی۔ اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ اگر نماز باجماعت کی فضیلت کا ثبوت نہ ہوتا تو اسود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو البتہ وہ پہلے وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کو کبھی ترک نہ فرماتے اور دوسری مساجد کی طرف رجوع نہ فرماتے اور اس وجہ سے جو جماعت کی فضیلت احادیث میں وارد ہے تو اس سے مقصود باب جماعت ہے تو اس

Marfat.com

سے مقصود مسجد میں نہ کہ گھر میں جماعت ہے اس لئے کہ اگر نماز باجماعت کی تخصیص مسجد کے ساتھ نہ ہوتی تو اسود رضی اللہ عنہ نماز باجماعت گھر میں ادا کرتے اور دوسری مسجد میں نہ جاتے جماعت

کیلئے وَجَاءَ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ اِلَی مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّیَ فِیْهِ فَاَذَّنَ وَ اَقَامَ فَصَلّٰی جَمَاعَةً اور انس ابن مالک رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں ''ایک مسجد میں آئے جبکہ اس مسجد میں نماز پڑھی گئی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور اقامت کہی اور جماعت سے نماز ادا کی۔ اور بیقہی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیس جوان آدمیوں کے ساتھ آئے۔ اور انہی لوگوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اور دوسری مسجد میں نہ گئے اور صلی صاد مہملہ کے پیش سے ہے اور لام مکسورہ پر تشدد ہے صیغہ ماضی مجہول ہے اور اس اثر کی مطابقت پہلے اثر کی طرح ظاہر ہے اور علماء حضرات نے اختلاف کیا ہے ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت پڑھنے میں ایک ہی مسجد میں' ایک گروہ نے کہا ہے کہ جائز ہے اور قول عطاء اور حسن اور احمد و اسحٰق و اشہب کا ہے بظاہر قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی وجہ سے جو کہ صلوۃ الجماعت تفضّل الخ --- ہے یعنی جو نماز جماعت سے پڑھی گئی ہو وہ ثواب میں زیادہ ہے اگر چہ مسجد میں ایک جماعت ہو گئی ہو اور دوسری جماعت کرنی پڑے فضیلت جماعت کے اجزاء کے لئے کہ حدیث کے ظاہر سے اطلاق اس کا مفہوم ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ دوسری جماعت نہیں پڑھی جائے گی جبکہ پہلے ایک جماعت ہو چکی ہو اور یہ روایت کی گئی ہے سالم سے اور قاسم اور ابی قلابہ اور مالک اور لیث اور ابن مبارک اور ثوری اور اوزاعی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی سے رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اس میں نکتہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ان حضرات نے تکرار جماعت کو مکروہ اس لئے کہا ہے کہ اس میں افتراق کا ڈر ہے یعنی ہر قوم الگ الگ جماعت پڑھنا شروع کر دے گی اور تمام قومیں ایک ساتھ نماز باجماعت ادا نہ کریں گے امام مالک رحمت اللہ علیہ اور امام شافعی رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر مسجد لوگوں کی گزرگاہ پر واقع ہو تو اس میں تکرار جماعت جائز ہے اور اگر محلّہ کے اندر ہے تو اس میں تکرار جماعت مکروہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ '' ہمیں

Marfat.com

دیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے اس نے روایت کی نافع سے'' جو عمر کا آزاد کردہ ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ نماز جو باجماعت ادا کی جائے اس نماز پر ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے جو تنہا ادا کی جائے'' اور اندازہ اس فوقیت کا ان مقادیر سے ہے جو علم نبوت کے ساتھ مخصوص ہیں اس کا تدارک عقل سے نہیں ہو سکتا اور تفضّل تاء مثناء فوقانیہ کے زبر سے اور فاء کے جزم سے اور ضاد معجمہ کے پیش سے ہے اور فذ فاء کے زبر سے اور ذال معجمہ تشدید کے ساتھ منفرد کے معنی میں ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی لیث نے'' سعد ہے جو مصریوں کا امام ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن الہاد نے'' اور وہ یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد ہے اور اس کی نسبت اپنے دادا کی طرف اس وجہ سے ہے کہ اس کے دادا کی بڑی شہرت تھی'' اس نے روایت کی عبداللہ بن خباب سے'' خاء معجمہ کی زبر ہے اور باء موحدہ پر تشدید ہے اور الف کے بعد دوسری باء موحدہ ہے انصاری مدنی تابعی ہے اور یہ ابن ارث نہیں جو کہ صحابی ہے اس لئے کہ اس کی کوئی روایت صحیحین میں نہیں'' روایت کی اس نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ ''تحقیق شان یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے'' صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً ''کہ نماز باجماعت ثواب کے لحاظ سے تنہا نماز پر پچیس درجے زیادہ ہے'' کہا صاحب خیر جاری نے کہا کہ یہ حدیث اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں تعداد درجات کے بارے میں اور علماء حضرات نے اختلاف کیا ہے ان دونوں میں سے ایک کی دوسرے پر ترجیح کے بارے میں اور زیادہ تر راوی حضرات ابوسعید کے ہمنوا ہیں اور بعض علماء حضرات نے اس حدیث شریف کو ترجیح دی ہے جس میں تعداد کی کثرت ہے اور بعض دوسرے علماء نے قلت والی حدیث کو ترجیح دی ہے بوجہ اتفاق کے اس پر اور یہ فرق تعداد میں کبھی بلحاظ مراتب اخلاص کے ہوتا ہے اور کبھی کلام میں اختلاف ہوتا ہے اختلاف احوال مخاطبین کے باوجود اس کے کہ عدد قلیل عدد کثیر کی نفی نہیں کرتا اور یا یہ اختلاف تعداد میں بحساب

Marfat.com

مساجد کے قریب اور بعید ہونے کی وجہ سے ہے اور یا یہ کہ سری نماز میں ۲۵ درجہ ثواب ہے اور جہری میں ۲۷ د

ہے حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا عبدالواحد قال حدثنا الاعمش سَمِعْتُ اَبا صَالِ

یَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی الله عنه ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے'' بتوزکی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے'' بن مہران ہے'' اس نے کہ کہ میں نے سنا ابوصالح سے'' زکوان ہے، تابعی ہے ایسے حال میں کہ'' وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سنا ابوہریرہ رضی

سے'' جو صحابی ہیں قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی

صَلٰوتِہٖ فِی بَیْتِہٖ وَ سُوقِہٖ خَمْسَۃً وَ عِشْرِیْنَ ضِعْفًا ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ زیادہ کی جاتی ہے اس نماز سے جو اس نے گھر میں پڑھی ہو یا بازار (دکان) میں پڑھی ہو ۲۵ گنا زیادہ کرنا ہے'' اور بعض نسخوں میں فی جماعۃ نکرہ واقع ہے اور تصنیف تاء مثناء فوقانیہ پر پیش ہے ضاد معجمہ پر زبر ہے عین پر زبر کے ساتھ تشدید ہے اور بعض نسخوں میں خمساء وعشرین بغیر تاء کے ہے اور ضعف ضاد معجمہ زیر کے ساتھ مثل

کے معنی میں ہے وَ ذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ ''اور زیادہ ثواب جو مذکورہ ہوا اس وجہ سے ہے کہ تحقیق جس وقت وضو کیا ایک آدمی نے اور اچھی طرح سے وضو کیا'' یعنی اس کے آداب اور سنن کا پورا خیال رکھا'' پھر وضو کرنے کے بعد وہ مسجد میں جانے کے ارادے سے گھر سے نکلا ایسے حال میں کہ وہ جا رہا ہے مسجد کی طرف نہ نکالا اس کو گھر سے کسی چیز نے سوائے نماز کے'' یعنی صرف نماز با جماعت پڑھنے کے لئے مسجد جا رہا ہے یہ ہے ترجمہ کا محل جس سے افضل الجماعۃ معلوم ہوا

لَمْ یَخْطُ خَطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃً وَ حُطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً ''قدم نہیں اٹھاتا وہ آدمی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے ہر قدم کے بدلے ایک گناہ مٹا دیتا ہے'' اور ولم یخط یاء مثناء تحتانیہ پر زبر ہے طاء مہملہ پر پیش ہے اور خطوۃ خاء معجمہ پر زبر اور طاء مہملہ پر جزم ہے فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ تُصَلِّی عَلَیْہِ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاہُ ''پس جب نماز ادا کر لیتا ہے تو فرشتے برابر اس پر اس صیغہ سے درود پڑھتے رہتے ہیں (دعا کرتے ہیں) جب تک وہ نماز کی جگہ پر رہتا ہے'' اور یہی حکم ہے اگر مصلیٰ سے اٹھ کر دوسری جگہ پر دوسری نماز پڑھنے کی نیت سے جب انتظار کرتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ ''اس کا معنی یہ ہے کہ اے بار خدایا! اس نمازی پر درود بھیج۔ اے ہمارے اللہ! اس نمازی پر رحمت فرما'' وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِی

Marfat.com

صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ ''اورتم میں سے ہمیشہ وہ آدمی نماز میں ہے جب تک دوسری نماز کے انتظار میں رہتا ہے'' صاحب خیری جاری نے کہا کہ یہ حکم تمام نمازوں کو شامل ہے چاہے اس نے تنہا نماز پڑھی ہو یا جماعت کے ساتھ البتہ جو آدمی تنہا نماز پڑھنے کے انتظار میں رہتا ہے تو اس کو اسی کا ثواب ملے گا اور جو آدمی جماعت سے نماز پڑھنے کے انتظار میں رہتا ہے تو اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ملے گا اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اس حدیث میں دوسرے امور جو ذکر کئے گئے ہیں ان کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں لیکن فضیلت انکی بھی پہچانی جاتی ہے کیونکہ وہ امور بھی مرتب ہوئے جماعت پر۔

باب فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فی جَمَاعَۃٍ

''یہ باب نماز فجر کی فضیلت کے بیان میں ہے''

جب کہ نماز فجر جماعت سے ادا کی جائے۔ اور بعض نسخوں میں فی الجماعۃ ہے الف لام تعریفی کے ساتھ عینی نے کہا ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ ترجمہ مقید ذکر کیا گیا ہے۔ گذشتہ باب جس میں مطلق جماعت کی فضیلت کا بیان ہے اور یہاں پر خصوصیت سے نماز فجر کا ذکر آیا ہے تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز فجر باجماعت پڑھنے کی خاص فضیلت ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ وَ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور نام اس کا حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں شعیب نے'' بن ابی حمزہ ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' اور وہ محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں سعید بن مسیّب نے'' بن حذن القریشی مخزومی تابعی ہے ''اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے'' بن عوف زہری مدنی ہے اور اس کا نام عبداللہ یا اسمٰعیل ہے اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ صَلٰوۃَ اَحَدِکُمْ وَحْدَہٗ بِخَمْسٍ وَ عِشْرِیْنَ جُزْءً ''تحقیق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حال میں کہ فرماتے تھے کہ جو نماز باجماعت ادا کی گئی ہو ثواب میں پچیس درجے فوقیت رکھتی ہے اس نماز پر جو تم میں سے کوئی ایک تنہا پڑھ لیتا ہو'' اور بعض نسخوں میں بخمسہ تاء کے

Marfat.com

ساتھ ہے پس جس نسخہ میں تاء کو حذف کیا گیا ہے وہاں تاویل ہے جزء کی درجے سے اور جس نسخہ میں تاء کے سا
ہے بغیر تاویل کے ہے اور صلوۃ کی اضافت الجمیع کی طرف فی کے معنی میں ہے وَ تَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ
وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ ''اور رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں
اس لئے کہ یہ وقت لوگوں کے اعمال کو اوپر لے جانے کا ہے اور دوسرے گروہ کے آنے کا وقت ہے دن کے اعمال
لکھنے کے لئے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ یہی وہ جگہ ترجمے کی ہے۔ ثُمَّ يَقُولُ اَبُو هُرَيْرَةَ رضی الله عنه
وَاقْرَاُوا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ''پھر کہتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تم چاہتے ہو گواہ قرآن
سے تو قرآن کی یہ آیت پڑھو ان قرآن الفجر کان مشهودا ''اور اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ''تحقیق فجر کی
نماز حاضر لائی گئی یعنی رات اور دن کے فرشتے اس میں حاضر اور گواہ رہتے ہیں قال شعيبٌ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً ''کہا شعیب نے ابن ابی حمزہ ہے کہ ''حدیث بیان
کی ہمیں نافع نے اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جماعت سے پڑھی گئی نماز اکیلے پڑھی گئی نماز سے
ستائیس درجے افضل ہے'' اور تحقیق دونوں حدیثوں میں مطابقت کی وجہ گزر چکی ہے حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ
قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ''ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حفص نے'' کوفی ہے ''اس نے کہا ہمیں
حدیث بیان کی میرے والد نے'' جو حفص بن غیاث بن مطلق نخعی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اعمش
نے'' سلیمان بن مہران ہے قَالَ سمعت سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ ام الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ ''اس نے کہا کہ سنا میں نے
سالم سے'' کہ وہ ابن الجعل ہے ''اس نے کہا کہ سنا میں نے ام درداء سے'' اور اس کا نام ھجیم ہے اور وہ صغری تابعیہ
ہے نہ کہ کبریٰ صحابیہ ہے کہ وہ خیرہ ہے کہ وہ اپنے شوہر سے پہلے فوت ہو چکی تھی اور صغری کچھ عرصہ تک زندہ رہی
جیسا کہ عینی میں ہے ''جو کہتی تھی'' دَخَلَ عَلَيَّ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ ''کہ ابو درداء غصے کی حالت میں
میرے پاس آئے'' اور مغضب ضاد معجمہ پر زبر ہے فَقُلْتَ مَا اَغْضَبَكَ فَقَالَ وَ اللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ
مُحَمَّدٍ صلی الله علیه و آله وسلم شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جميعا '' تو میں نے کہا کہ کس چیز نے تمہیں
اس قدر غضبناک کر دیا اس نے کہا کہ خدا کی قسم شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات دکھائی نہیں دیتی'' یعنی دین کی
کوئی چیز ایسی نہیں جو اپنی اصلی حالت پر باقی رہی ہو اور اس میں تغیر نہ آیا ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں مگر یہ کہ وہ
نماز با جماعت پڑھتے ہیں'' اور اب اس میں بھی لوگ سُستی کرتے ہیں اور ترک جماعت کے مرتکب ہوتے ہیں

اور بعض نسخوں میں من محمد ہے اور بعض نسخوں میں من امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کرمانی شارح تراجم حدیث نے کہا کہ ابو الدرداء اور ابوالدرداء موسی میں مطابقت نہیں بظاہر ترجمہ کیونکہ نماز فجر کے ساتھ خاص نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ بات یہی ہے کہ نماز باجماعت میں ثواب زیادہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس میں مشقت ہوتی ہے اور پھر یہ مشقت نمازِ فجر کے لئے جانے میں زیادہ ہوتی ہے کیونکہ بنسبت دوسری نمازوں کے فجر کے وقت تاریکی ہوتی ہے اور بعض دوسری چیزوں سے واسطہ پڑسکتا ہے جو دیکھنے میں نہیں آتیں اس لئے اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔ عینی نے کہا کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ ان لوگوں کے اعمال میں تغیر واقع ہوا ہے سوائے نماز باجماعت کے کہ اس میں تغیر واقع نہیں ہوا ہے پس دلالت کی اس پر کہ نماز باجماعت کی فضیلت بہت زیادہ ہے اگر تو کہے کہ فجر کے ساتھ کوئی چیز مخصوص نہیں میں کہتا ہوں کہ جس وقت جز کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ہوگی تو یہ کافی

ہے۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ اَبِی مُوسَی ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علاء نے لام پر تخفیف ہے کہ ہمدانی کا بیٹا ہے کوفی ہے' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابواسامہ نے برید سے'' باء موحدہ پر پیش ہے اور راء پر زبر ہے'' بن عبداللہ ہے اس روایت کی ابی بردہ سے'' اور اس کا نام عامر ہے یا حارث'' اس نے روایت کی ابوموسی سے'' اور نام اس کا عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ ہے صحابی ہے قَالَ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ مَمْشًی ''ابوموسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اور ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو دور سے چل کر نماز باجماعت کے لئے آتے ہیں'' یعنی جو جتنا دور سے راہ چل کر آئے گا اتنا اس کو ثواب زیادہ ملے گا اور ابعدھم مرفوع ہے اس لئے اعظم الناس کی خبر ہے ممشی منصوب ہے بوجہ تمیز کے وَالَّذِی یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِی یُصَلِّی ثُمَّ یَنَامُ ''اور وہ آدمی جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہو وہ زیادہ ثواب پاتا ہے اس آدمی کے مقابلے میں جو امام کا انتظار کئے بغیر نماز پڑھ کر سو جاتا ہے'' حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت کی وجہ وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکی ہے کرمانی نے کہا اگر تو کہے کہ کیا فائدہ ہے ثم ینام کے ذکر سے میگویم (میں کہتا ہوں) کہ اس میں اشارہ ہے مشقّت کی طرف جو آرام کے مقابلے میں ہے اور انتظار کی وجہ سے زیادتی ثواب کا موجب ہے۔

Marfat.com

باب فَضْلِ التَّهْجِيرِ الى الظُّهْرِ

''یہ باب ہے اس بیان میں کہ نماز ظہر کے لئے پہلے آنے میں فضیلت ہے''

تہجیر کا معنی کسی چیز کے پاس جلدی پہنچنا اور بعض نسخوں میں الی الصلوۃ ہے اور یہ عام اور سب کو شامل ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِى بَكْرٍ عَنْ اَبِى صَالِحٍ السَّمَانِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے'' بن سعد ثقفی ہے ''اس نے روایت کی امام مالک رحمت اللہ علیہ سے اس نے روایت کی سمی سے'' سین مہملہ پر پیش ہے اور میم پر زبر ہے آزاد کردہ ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام قرشی مخزومی مدنی کا ہے ''اس نے روایت کی ابی صالح ذکوان ''السمان سے'' سین مہملہ پر زبر ہے میم پر تشدید ہے جو گھی اور تیل کشید کرتا اور اسے پھر کوفہ لے جاتا یہ تابعی ہے ''اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک دفعہ ایک آدمی راستے پر جا رہا تھا کہ راستے میں کانٹوں بھری شاخ پڑی پائی جس کو اٹھا کر اس نے دور پھینک دیا تا کہ راہ چلنے والوں کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ اس آدمی کے اس فعل سے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا، اور اس کے اس فعل کو پسند فرما کر اس کے گناہوں کو ڈھانپ دیا اور اس کی مغفرت فرما دی'' صاحب خیر جاری نے کہا کہ بینما میں ''ما'' زائد ہے اور بین ظرف ہے اس جملے کی طرف مضاف ہے جس کا فعل محذوف ہے اور 'رجل' اس کا فاعل ہے اور یمشی جو ذکر ہوا اس کی تفسیر کرنے والا فعل محزوف ہے اور اس کے مثل سے ظرف کا تعلق جائز ہے۔ بینما اور بینا۔ میم کے ساتھ اور میم کے بغیر دونوں جائز ہیں اور یہ دونوں ظرف زمان ہیں بمعنی مفاجات (اچانک) کے لئے ہے اور جملے کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور جواب کے محتاج ہوتے ہیں تا کہ ان کی وجہ سے ان کا جواب پورا ہو جائے۔

ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَ صَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ''پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شہداء پانچ قسم پر ہیں ان میں ایک وہ ہے جو وباء یعنی طاعون سے مر گیا ہو'' اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قضاء پر صبر کیا'' دوسرا شہید وہ آدمی ہے جو پیٹ کے امراض کی وجہ سے مر گیا ہے''

Marfat.com

سے دستوں کی بیماری یا اس کے علاوہ کیونکہ ان بیماریوں سے اس کا بدن تمام نجاسات سے پاک ہو گیا جس طرح شہید کہ تلوار سے اس کا بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ تلوار گناہوں کو نابود کرتی ہے اور نجس خون کو نکالتی ہے۔'' اور تیسرا وہ آدمی ہے جو پانی میں ڈوب کر مر جائے'' کیونکہ پانی جس طرح ظاہر بدن کو نجاسات سے پاک کرتا ہے۔ اسی طرح باطنی نجاسات جو گناہ ہیں کو بھی پاک کرتا ہے'' اور چوتھا وہ آدمی ہے جو دیوار کے نیچے دب کر مر گیا ہو اور پانچواں وہ شہید ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گیا ہو'' یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے' امام قسطلانی نے کہا کہ علماء نے شہید کی تعبیر فی سبیل اللہ کو مشکل کہا ہے یا یہ قول کہ الشہداء خمس کیونکہ کسی چیز کو اسی کے نفس پر حمل کرنا لازم آتا ہے گویا کہ یہ کہا الشہید ھو الشہید اور جواب اس کا دیا گیا ہے کہ گویا وہ اس باب سے ہے انا ابو النجم اور شعری ہے یعنی شہید کا معنی فی سبیل اللہ قتیل ہے۔ صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ مناسبت ذکر شہداء کا اس آدمی کے ذکر کے بعد جس نے راستے سے کانٹے دار شاخ کو دور کیا تھا یہ ہے کہ بیان ہے شہداء فی سبیل اللہ کے بارے میں اور شہید فی سبیل اللہ وہ ہے کہ اس نے ارادہ کر لیا ہو ایذاء کفر کو دائرہ اسلام اور اہل اسلام سے دور کرنے کا وَقَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوا اِلَّا اَنْ یَسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لا ستهموا علیه ''حضور ﷺ نے فرمایا اگر لوگ جانتے کہ اذان نماز میں کتنا ثواب ہے اور نمازیوں کی پہلی صف میں کتنا ثواب ہے اور اسے پانے کے لئے قرعہ اندازی کرنا پڑتی تو ضرور اس کے لئے وہ قرعہ اندازی کرتے'' یعنی کہ جب سب برابر ہوں تو قرعہ اندازی کے بغیر اس ثواب کا پانا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہوتا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْهِ ''اگر اس کے ثواب کو جان لیتے جو نماز ظہر کے لئے پہلے آنے میں ہے تو ضرور جلد بازی کرتے'' یعنی ہر ایک یہ کوشش کرتا کہ پہلے جاؤں وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَ الصبح لَاَتَوْهُمَا حَبْوًا ''اور اگر جان لیتے وہ ثواب جو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز عشاء کے پڑھنے میں ہے اور اسطرح نماز صبح جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھنے سے ہے تو ضرور بالضرور ان دونوں نمازوں کو پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے اگر چہ گھٹنوں کے بل آنا پڑتا تب بھی آتے'' یعنی اگر پاؤں سے چل کر نہ آ سکتے تو بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل آتے۔

باب احتساب الآثار

''یہ باب نماز کے لئے مسجد میں جاتے ہوئے قدموں کے شمار کے بیان میں ہے''

Marfat.com

اوراثر دراصل پاؤں کانشان ہے جوزمین پرظاہر ہوتا ہےاور یہاں اس سے مرادقدم ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ

سَالِكٍ ''حدیث بیان کی ہمیں محمد بن حوشب نے'' حاء مہملہ پرزبر ہے شین معجمہ ہےاوردونوں کے درمیان جس پر جزم ہے آخر میں باء موحدہ ہے طائف کا رہنے والا ہے اس نے کہا ہے حدیث بیان کی ہمیں عبدالوہا نے'' بن عبدالمجید ثقفی ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں حمید طویل نے اس نے روایت کی انس بن مالک

سے'' کہ صحابی ہے قَالَ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَا بَنِی سَلَمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُونَ اٰثَارَكُ

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ کیا تم اپنے قدموں کونہیں گنتے جس وقت ک تم نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتے ہو کہ ہرقدم کے بدلے تمہارے لئے ایک درجہ ہے'' یعنی اجروثواب ے اس کے سواء بات اور کوئی نہیں بلکہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس خطاب سے اس لئے خاص فرمایا کہ ان لوگوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب اپنے گھروں کو منتقل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور کلمہ الا میں لام پر تخفیف ہے یعنی نے کہا کہ تحسبون نون کے جمع سے ہے اپنی اصل پر بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اور کرمانی نے اس کی شرح کی ہے نون کے حذف کے ساتھ پھر کہا اس نے کہا اگر تو کہے نون کے ساقط کرنے کی کیا وجہ ہے تو میں کہتا ہوں کہ

نحویوں کے نزدیک نون کا ساقط کرنا جائز ہے بغیر ناصب وجازم کے وَ قَالَ ابْنُ اَبِی مَرْيَمَ اخبرنا يَحْيَى بْنُ

اَيُّوْبَ قَالَ حدثنی حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِی اَنَسٌ ''اورابن ابی مریم نے کہا'' سعید بن محکم بن محمد ابی مریم جمعی بصری ہے'' ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حمید طویل نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے'' اور بعض نسخوں میں قال ابن ابی مریم کی جگہ زاد بن ابی مریم ہے اور بعض

نسخوں میں حدثنا ہے اَنَّ بَنِی سَلَمَةَ اَرَادُوا اَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ النَّبِيِّ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ''تحقیق بنی سلمہ نے چاہا کہ وہ نقل مکانی کریں اپنے گھروں سے اوراس جگہ گھر بسائیں اوررہائش اختیار کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت خانہ کے قریب ہو'' اور یہ اس لئے کہ ان کے مکانات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے دور تھے اور ان کا قول فینزلوا تحولوا پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے قَالَ فَكَرِهَ

رَسُوْلُ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اَنْ يُعَرُّوا الْمَدِيْنَةَ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس پسند نہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ خالی چھوڑ دیں مدینہ طیبہ کو'' اور یعروا یاء مثناء تحتانیہ پر پیش اور پیش کے ساتھ عین مہملہ پر جزم

ر راء مہملہ پر پیش کے ساتھ ہے ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ یہ لوگ اطراف مدینہ طیبہ
ں ہی رہائش پذیر رہیں تا کہ اطراف مدینہ طیبہ آباد رہیں اور زیادہ قریب یہ بات ہے کہ عری سے مشتق ہو اور وہ
وہ فضاء ہے جو کسی چیز سے نہ چھپے جیسا کہ قاموس میں ہے فَقَالَ اَلَا تَحْتَسِبُونَ اٰثَارَكُمْ ''پس فرمایا ان کو
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تم حساب میں نہیں لاتے اپنے قدموں کو جب تم مسجد میں نماز کے لئے آتے ہو کہ ہر قدم کے
مقابلے میں تمہیں ایک درجہ ملتا ہے'' قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ اٰثَارُ الْمَشْيِ فِي الْاَرْضِ بِاَرْجُلِهِمْ ''مجاہد نے
کہا کہ خطاھم سے مراد ان کے پاؤں سے زمین پر پڑنے والے نشانات ہیں'' عینی نے کہا کہ امام بخاری نے اس
تعلیق سے اشارہ کیا ہے بنی سلمہ کے قصے کے طرف جو سبب ہوا اس آیت شریف کے نزول کا و نکتب مَا
قَدَّمُوا و اٰثَارَهُمْ یعنی لکھتے ہیں ہم وہ چیز جو آگے بھیجی انہوں نے اور ان کے قدموں کو بھی لکھتے ہیں جبکہ وہ نماز
کے لئے مسجد میں جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ زیادہ ثواب مسجد میں
جانے کے لئے زیادہ قدموں پر ملتا ہے۔

باب فَضْلُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فِي الْجَمَاعَةِ

''یہ باب نماز عشاء باجماعت پڑھنے پر زیادہ ثواب کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قال حدثنا الا عمش قال حدثني ابو صالح عن ابي
هريرة رضي الله عنه ''ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حفص نے'' عین پر پیش ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث
بیان کی میرے والد نے'' جو حفص بن غیاث بن طالق بن معاویہ نخعی ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں اعمش
نے'' سلیمان بن مہران ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی مجھے ابو صالح نے'' ذکوان السمان ہے ''اس نے روایت
کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہیں قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى
الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر نماز فجر اور
نماز عشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں'' کیونکہ پہلی نماز نیند کے انتہائی وقت میں واقع ہے اور دوسری نماز آرام و
استراحت کے ابتدائی وقت میں ہے اور بعض نسخوں میں من صلوۃ الفجر ہے وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ

Marfat.com

حَبْوًا اوراگر یہ لوگ جانتے وہ ثواب جو ان دونمازوں میں ہے تو ضرور آتے مسجد میں ان دونوں نمازوں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے اگر پاؤں سے نہ آسکتے تو گھٹنوں کے بل چل کر آتے وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَ اُمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً يَؤُمَّ النَّاسَ ''اورخدا کی قسم ارادہ کیا میں نے یہ حکم دوں موذن کو ک اقامت کہے اور پھر حکم دوں ایک آدمی کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور کلمہ آمر ہمزہ اور میم کی پیش سے ہے اور آمر ان کی وجہ سے منصوب ہے فیقیم کی مانند اور یوم الناس میں میم پر پیش ہے اور الناس پر زبر ہے اور جملہ نصب کی جگہ میں ہے۔ رجلا۔ کی وجہ سے جو صفت ہے اور منصوب ہے آمر سے ثُمَّ آخُذُ شُعَلًا مِنَ النَّارِ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ ''پس لے لوں میں آگ کا شعلہ اور جلادوں ان کے گھروں کو جو نماز کے لئے ابھی تک گھروں سے نہ نکلے ہوں'' یعنی اذان سننے کے بعد بھی وہ نماز کے لئے نہ آئے ہوں اور بعض نسخوں میں لعذر ہے اور یہ بھی حال واقع ہے یعنی وہ جو نماز کے لئے نہیں آتا ہے اس حال میں کہ وہ مسجد میں نماز کے لئے آنے پر قادر ہے اور یا اس حال میں کہ وہ عذر پیش کرتا ہو اور اخذا کا کلمہ منصوب ہے بوجہ عطف ہونے کے پہلے آمر پر کیونکہ وہ منصوب ہے ان سے اور شعلا شین معجمہ پر پیش ہے عین مہملہ پر زبر ہے شعلہ کی جمع ہے اور احرق حاء مہملہ زبر سے ہے عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف میں دلیل ہے اس پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاطلاق فرمایا ان مومنین کے بارے میں جو جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں حاضر نہ ہوا کرتے اور بلا عذر گھروں میں نماز ادا کیا کرتے اور علت جو مسجد میں نماز کے لئے آنے سے مانع ہے وہ تو ظاہر ہے منافقوں کے نام سے۔

باب الِاثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

''یہ باب اس بیان ہے کہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی جماعت ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا مقصد حکم شرعی کو بیان کرنا ہے جماعت کے لئے نہ کہ بیان کرنا ہے حکم لغوی کو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يزيد بن زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرَثِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''حدیث بیان کی ہمیں مسدد نے'' بن مسرہد اسدی بصری ہے ''اس

Marfat.com

نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ذریع نے'' پہلا مشتق زیادہ سے ہے اور دوسرا ذرع کی تصغیر سے لیثی ہے''
س نے کہا حدیث بیان کی ہمیں خالد حذاء نے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف کے نیچے زیر ہے اور اس کا
ام عبداللہ بن زید ہے'' اس نے روایت کی مالک بن حویرث سے'' حاء مہملہ پر پیش ہے اور تصغیر لیثی ہے صحابی ہے''

س نے روایت کی حضور ﷺ سے'' اِنَّهُ قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَ اَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا
كْبَرُكُمَا '' تحقیق شان یہ ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو اور اقامت کہو پھر تم
میں سے امامت کرے وہ جو بزرگ ہو'' از روئے علم کے یا عمر کے اور فضیلت میں یہ دونوں (علم اور عمر) برابر ہیں
حضور ﷺ نے یہ حکم فرمایا ان دو آدمیوں کو جو حضور ﷺ کے پاس آئے اور سفر میں جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور
اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ جماعت ثابت ہوتی ہے ایک امام اور ایک مقتدی سے صاحب خیر جاری نے
کہا کہ ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کی مطابقت یہ ہے جو کہ حدیث شریف سے خود معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کی
نماز کا حکم جماعت کے حکم میں ہے کیونکہ ایک آدمی کی نماز میں امامت متصور نہیں ہو سکتی گویا حضور ﷺ نے یہ
فرمایا کہ تمہاری شان اس کے برابر ہے جس نے نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہو چاہے امام رہا ہو یا مقتدی اور
ترجمہ کا انعقاد اسی لئے ہوا ہے پس اس سے غفلت میں نہ پڑو کیونکہ ترجمہ کبھی شارح ہوا کرتا ہے صرف حدیث کا
پس کہا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ دو آدمیوں کی نماز کے حکم برابر ہے با جماعت نماز کا حکم کے ساتھ اور
مراد حدیث شریف سے یہی ہے۔

باب مَنْ جَلَسَ فی المسجد يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَ فَضْلِ المسجد

''یہ باب اس شخص کی فضیلت کے بیان میں ہے جو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے انتظار میں
بیٹھا ہوا ہو اور مسجد میں نماز سے زیادہ اجر حاصل ہونے کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالک عن اَبِی الزِّنَادِ عَنْ الاعرج عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث
بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے'' بن قعنب القعنبی الحارثی البصری المدنی الاصل ہے'' اس نے روایت کی امام مالک

Marfat.com

بن انس سے اس نے روایت کی ابی الزناد سے'' زاء معجمہ پر زیر ہے نون کے ساتھ اور اس کا نام عبداللہ بن ذکو
قرشی مدنی ہے'' اس نے روایت کی اعرج سے'' اور اس کا نام عبداللہ بن ہرمز ہے'' اس نے روایت کی ا
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اَلْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَ
اَحَدِکُمْ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ مَا لَمْ یُحْدِثْ ''تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فرشتے درود پڑھتے ہیں
میں سے اس کے لئے'' یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں'' جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ
بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ بے وضو نہ ہو جائے'' اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یحدث، احداث سے
اور اس حدیث شریف کی ظاہر عبارت شامل ہے نماز کے انتظار کرنے والے کو اور اس کو بھی جو نماز پڑھ کر ذکر کرتے
ہوئے بیٹھا رہتا ہے ہاں! اس حدیث کا آخری حصہ انتظار کرنے والے کو زیادہ مناسب ہے اور اسی طرح
حدیث کے ظاہری الفاظ نماز کی جگہ کو بھی شامل ہیں، چاہے وہ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ میں کیوں نہ ہو لیکن مراد
مصلی سے مسجد ہے دوسری روایت کی وجہ سے جو ما دام فی المسجد ہے اور یہ روایت مفید ہے انتظار کرنے
والے کے لئے خصوصا جبکہ نماز کا وقت ہو مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو تو فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب
کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ ''فرشتے کہتے ہیں یا اللہ اس کے گناہ بخش دے یا اللہ اس پر رحمت
فرما'' لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ ''تم میں سے وہ شخص ہمیشہ نماز میں ہے جب
تک کہ اس کو نماز نے دوسرے کاموں اور مشاغل سے روک رکھا ہو'' یعنی اس کو نماز کے انتظار نے بند کر دیا ہو
دوسری جگہ جانے سے لَا یَمْنَعُہٗ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَھْلِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃُ ''سوائے نماز کے کوئی چیز بھی اسے اپنے اہل
وعیال کے پاس جانے سے نہیں روکتی'' یعنی یہی انتظار اس کے لئے دوسرے مشاغل سے بہتر ہے۔ صاحب خیر
جاری نے کہا ہے کہ جملہ لا یمنعہ مبنی ہے قول اس کے ما دامت الصلوٰۃ تحبسہ کو، یا مؤکدہ ہے اسی
لئے عاطفہ کو ترک کر دیا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نماز مسجد میں ہونی چاہئے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ
عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر
زبر ہے شین معجمہ پر تشدید ہے اور وہ لقب ہے محمد کا'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں یحییٰ نے'' بن سعید قطان ہے
'' وہ عبید اللہ سے روایت کرتا ہے'' عبید اللہ تصغیر سے ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خبیب نے'' بن

Marfat.com

عبدالرحمٰن ہے خاء معجمہ پر پیش ہے اور دو باء موحدہ ہیں پہلی با پر زبر ہے اور دونوں با کے درمیان یاء مثناۃ تحتانیہ ہے انصاری ہے مدنی ہے "اس نے روایت کی حفص بن عاصم سے" اور وہ ابن عمر بن الخطاب ہے رضی اللہ عنہ "وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں" قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّه، "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ سایہ فرمائے گا اپنے سائے میں سے اس دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا مگر صرف اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوگا" اور سائے کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف متشابہات سے ہے اور بعض علماء حضرات نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے اور بعض نے تاویل کر کے اسے رحمت الٰہی سے تعبیر کیا ہے اور اس کے معنی کو بیان کرنے کی بجائے اگر اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے تو زیادہ احتیاط اسی میں ہے۔ اور کرمانی نے کہا ہے کہ سایہ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت تشریفی ہے ورنہ ہر سایہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اس کی ملک ہے اور اللہ تعالیٰ حقیقی سایہ سے بری اور منزہ ہے کیونکہ سایہ اجسام کی خصوصیات سے ہے اور ایک تاویل دوسری بھی ہے اور وہ یہ کہ مضاف محذوف ہے جس کی تقدیر ہے اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جس وقت لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو جائیں گے تو سورج ان کے قریب ہو جائے گا اور اس کی گرمی بہت زیادہ ہوگی حتیٰ کہ لوگ پسینے سے شرابور ہو جائیں گے اور کوئی سایہ نہ ہوگا مگر صرف عرش الٰہی کا سایہ ہوگا تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ان سات آدمیوں کو اپنے فضل سے عرش کے سایہ میں داخل فرما دے گا اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَاَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَ رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ "ان سات آدمیوں میں سے پہلا عادل بادشاہ ہے" اور عدالت موجود نہیں ہو سکتی مگر علم کامل سے اور مکمل حکمت سے پاک دامنی اور شجاعت کے ساتھ۔ جان لینا چاہئے کہ بادشاہ عادل کو دوسرے تمام افراد پر اس لئے مقدم کیا گیا کہ اس کے کمالات پوری طرح مکمل ہیں اور ملکات شریفہ (عادات واطوار) سے پوری طرح مہذب ہیں اور اس نے اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع فرمایا۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عادل وہ ہے جو اوامر الٰہی کا تابع اور پابند ہو اور ہر ایک کام اور فعل کو اپنے مقام تک محدود رکھتا ہو اور ہر امر کی رعایت اس کے مقام کی مناسبت سے کرتا ہو سوائے کسی قسم کی کمی وزیادتی کے اور وہ عادل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عالم کی تحقیر کرتا ہے اور جاہل کی تعظیم کرتا ہے اور ہر ایسا آدمی جو توہین کے لائق ہے اس کی تعظیم کرتا ہے اور وہ جو تعظیم کے لائق ہو اس کی تحقیر کرتا ہے تو وہ بادشاہ کبھی بھی عادل نہیں بلکہ علم اور

Marfat.com

علماء کی توہین کے لئے آفت ہے کیونکہ جاہل بے وقوف اور مکار لوگ ذلیل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بئس للظالمین بدلا ظالم قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ظالموں کے اعمال کا بدلہ برا ہے۔ ''ا سات آدمیوں میں سے دوسرا وہ شخص ہے جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی ہو اور وہ پیدائش سے جوا تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا ہو' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اس کو عبادت کرنے کی توفیق ابتداء ن امتیاز یعنی اچھائی برائی میں تمیز کر سکنے کے وقت حاصل ہو چکی ہو یا ابتداء سن بلوغت سے عبادت میں رہا ہو جبکہ ان وقت عبادت کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے اور اس کو عبادت کرنے میں پورا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ عبادت میں ترقی کرتا جاتا ہے اور اس کے سب کام درجہ کمال کو پہنچتے ہیں ''اور تیسرا ان سات آدمیوں میں سے وہ ہے جس کا دل مسجدوں کے ساتھ معلق ہے'' اور یہ اس کی حرص کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ نماز مسجد میں پڑھے اور اس کا دل جماعت کے بغیر مسجد سے باہر نماز پڑھنا گوارہ نہیں کرتا پس گویا وہ اپنے دل کے ساتھ مسجد میں ہے اور اس اعتبار سے مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ حاصل ہو گئی ہے جیسا کہ قسطلانی میں ہے وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ ''اور چوتھا ان سات آدمیوں میں سے وہ دو آدمی ہیں جو آپس میں خدا کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے ایک دوسرے کے دوست ہو گئے نہ کہ کسی دنیاوی غرض کے حصول کے لئے اور اسی محبت سے ملاقات کرتے ہیں اور اسی محبت کے ساتھ جدا ہوتے ہیں'' اور دو آدمیوں کی محبت خدا کے لئے ہونے کا معنی یہ ہے کہ ایک عبادت الٰہی اور اس کی معرفت میں کامل ہو چکا ہے۔ دوسرا شخص جب اس کو اس مرتبہ میں پاتا ہے تو محض اسی لئے کہ وہ معرفت الٰہی اور عبادت میں مرتبۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے اس کے ساتھ محبت اور دوستی اختیار کرتا ہے اس لحاظ سے اگر وہ اس شخص سے ملتا ہے تو محبت سے ملتا ہے اور اگر اس سے جدا ہوتا ہے تو اس کی محبت دل میں رکھتے ہوئے جدا ہوتا ہے یہ نہیں کہ اگر وہ اس سے دور رہے تو محبت ختم ہو جائے گی اور اس کامل کی طرف سے بھی یہی حال ہوتا ہے یعنی اس کامل نے جب اس طالب خدا کے ساتھ محبت پیدا کی تو وہ بھی محض اس لئے کہ یہ طالب حق ہے نہ کہ اس نے کسی دنیاوی غرض کے لئے اس کے ساتھ دوستی اور محبت کی ہے اور بعض علماء کرام نے ان دونوں دوستوں کے اجتماع اور افتراق (الگ ہونے سے) موت اور حیات کو مراد لیا ہے اور بعض علماء نے محبت کے وجود کو اجتماع سے تعبیر کیا ہے اور عدم محبت کو افتراق سے تعبیر کیا اگرچہ یہ وجہ تحابا سے کوئی خاص مناسبت نہیں رکھتی اور خدا کے لئے جدا ہونا یہ ہے کہ ایک اوامر الٰہی پر پوری طرح عمل کرتا ہے اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے پھر

Marfat.com

ی خوبیوں کی وجہ سے ایک آدمی نے اس کے ساتھ محبت اور دوستی کی لیکن کچھ عرصہ بعد اس شخص نے اوامر الٰہی پر
ل کرنے اور نواہی سے اجتناب میں سستی اور تکاسل سے کام لینا شروع کیا تو جس شخص نے اس کی سابقہ خوبیوں
کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت اور دوستی کی تھی اس کو جب پتہ لگا تو اس نے فوراً اس کے ساتھ اپنی محبت اور دوستی ختم

کردی وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ اِمرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اَخَافُ اللّٰهَ ''اوران سات آدمیوں میں سے
پانچواں آدمی وہ ہے کہ اس کو ایک صاحب مرتبہ عالی نصب حسین وجمیل جوان عورت نے اپنی طرف فعل حرام کے
لئے بلایا پس اس آدمی نے کہا کہ تحقیق میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غضب سے اور اس کے عذاب سے'' یعنی اس
آدمی نے صرف خوف خدا کی وجہ سے وہ برا فعل نہ کیا اور اپنے نفس کے خلاف کیا اور نفسانی خواہشات کی مخالفت کی

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حتی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ ''اوران سات آدمیوں میں سے چھٹا آدمی وہ
ہے جس نے خفیہ طریقہ سے صدقہ کیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا''
اور کلمہ اخفاء مصدر اور ماضی دونوں سے آتا ہے تقدیر ماضی سے جملہ حالیہ ہوگا تقدیر قد سے لا تعلم یا مرفوع ہے
بطریق مرض فلان حتی لا یرجعونه اور یا منصوب ہے بطریق سرت حتی تغرب الشمس اور یہ
جملہ کنایہ ہے صدقہ میں کمال اخفاء سے اور یا یہ مراد ہے کہ جو اس کے بائیں طرف میں ہے وہ اس چیز کو نہیں جانتا
جو اس نے داہنے طرف والے کو دیا اور یا اس معنی سے ہے کہ اگر بائیں ہاتھ کو ادراک حاصل ہو جائے تب بھی وہ نہ

جان سکے کہ دائیں ہاتھ کو اور یہ اخفاء صدقہ نفلی میں احسن ہے اور صدقہ واجبہ میں اعلان افضل ہے۔ وَرَجُلٌ ذَكَرَ
اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ''اوران سات آدمیوں میں سے ساتواں آدمی وہ ہے جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا
ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف وڈر سے اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں'' اور فاض کا اسناد
عینان کی طرف مبالغہ کے لئے ہے صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ ذکر کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا اس حال میں کہ
اس کا دل خالی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے اور اگر تو کہے کہ اجمال میں سات کا ذکر ہے اور تفصیل میں آٹھ
آدمیوں کا ذکر ہے باعتبار ان دو آدمیوں کے جنہوں نے راہ خدا میں دوستی کی تھی میں کہتا ہوں کہ جب محبت ایک
نسبتی امر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے دو آدمیوں کی طرف انتساب یعنی ذکر کرنا دو نفر کا ورنہ دراصل مراد ایک ہی
مرد ہے جس نے دوستی کی اپنے سے علاوہ دوسرے آدمی کے ساتھ صرف خدا کے لئے اور ان سات آدمیوں کا ذکر
اس کئے کیا کہ مراد اصل میں امور شرعی ہیں ورنہ عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے کرمانی نے کہا ہے کہ ان سات

Marfat.com

آدمیوں کی تخصیص کے ذکر میں احتمال ہے کہ یہ وجہ ہو کہ طاعت یا تو خدا اور بندے کے درمیان ہے یا درمیان اور مخلوق کے ہے اور پہلی یا، زبان سے ہے اور یا دل سے ہے اور یا پورے بدن سے ہے اور دوسری اگر عام ہو عدل ہے اور اگر خاص ہے تو وہ یا نفس کی طرف سے ہے اور وہ محبت اللہ کے لئے اور یا بدن کی طرف ہے۔ اور یا مال کی طرف سے ہے۔ عینی نے کہا ہے تنصیص (خصوصیت) عدد پر کسی چیز میں حکم کی نفی نہیں کر ماسوا اس عدد کے حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ "حدیث بیان کی ہمیں قتیبہ نے" بن سعید بن جمیل بن ظریف ثقفی ہے "اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں اسمٰعیل بن جعفر نے" اور وہ ابن ک انصاری مدنی ہے "روایت کی اس نے حمید سے" حمید طویل ہے جو تابعی ہے قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا "کہا حمید نے سوال کیا گیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے" صحابی ہے "کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی تھی" اور خاتم میں تاء مثناۃ فوقیہ پر زبر اور زیر دونوں جائز ہیں۔ فَقَالَ نَعَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى "پس کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی استعمال کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء میں تاخیر فرمائی آدھی رات تک، پھر نماز پڑھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روئے انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے" اور بعض نسخوں میں فقال کی جگہ قال ہے فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْ تُمُوهَا "پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم مسلسل نماز میں رہے جب تک کہ نماز کا انتظار کرتے رہے تا کہ یہ نماز تم جماعت سے ادا کرلو" قَالَ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ "پس کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے گویا میں دیکھ رہا ہوں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک اور روشنی کی طرف" اور کلمہ وبیص واؤ کی زبر باء موحدہ پر زیر اور آخر میں صاد مہملہ سے وبیص بھی ہے جس کے معنی چمک اور شعاع کے ہیں۔

باب فَضلِ مَنْ يَخْرُجُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَ مَنْ رَاحَ

"یہ باب زیادتی ثواب اور فضیلت کے بیان میں ہے اس شخص کے لئے جو کہ اپنے گھر سے نکل آتا ہے"

Marfat.com

یعنی اس ارادہ سے کہ مسجد میں جائے اور اس شخص کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے جو رات کے وقت مسجد میں جاتا ہے اور بعض نسخوں میں من یخرج کی جگہ من خرج ہے اور بعض نسخوں میں ''باب من غدا الی المسجد ومن راح'' ہے اور یہ نسخہ زیادہ لائق ہے لفظ حدیث کے ساتھ اور اس کے آخر کے ساتھ موافق ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے'' بن جعفر مدنی بصری ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے'' بن زادان واسطی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں محمد بن مطرف نے'' میم پر پیش ہے طاء مہملہ پر زبر ہے راء پر زیر ہے اور تشدید ہے اور آخر میں فاء ہے، لیثی ہے، مدنی ہے اور ایک روایت میں الطرف ہے الف اور لام کے ساتھ ''اس نے روایت کی زید بن اسلم'' مدنی سے جو آزاد کردہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے ''اس نے روایت کی عطاء بن یسار سے'' یاء مثناۃ تحتیہ پر زبر ہے سین مہملہ ہے۔ آزاد کردہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث ہے تابعی ہے ''اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے''

کہ صحابی ہیں عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ وَ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلًا مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی صبح سویرے اور رات کو (نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے) مسجد چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دن رات جنت میں طعام تیار فرماتا ہے یا محل تعمیر فرماتا ہے'' اور بعض نسخوں میں نزلہ ہے نزلا کی جگہ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے مہمانی تیار فرماتا ہے اور بعض نسخوں میں اوراح کی جگہ وراح ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ پہلا زیادہ ظاہر اور مناسب ہے فضل الٰہی کے ساتھ کیونکہ اس میں کثرت منزل (مہمانی) کا بیان ہے۔ اس کے لئے جنت میں اس تعداد کے مطابق جو وہ صبح جاتا ہے یا رات کو اور نزل کے اعتبار سے ایک کے لئے کفایت کرتی ہے صبح یا رات کے لئے اور نزل دو پیش کے ساتھ وہ طعام وغیرہ ہے جو کہ مہمان کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اور قسطلانی نے کہا ہے کہ نزل نون اور زاء معجمہ دونوں پیش کے ساتھ اس مکان کو کہتے ہیں جس میں مہمان کو ٹھہرایا جاتا ہے اور نزل کی زاء کو سکون کے ساتھ مخفف کر دیتے ہیں جیسے عتق، عتق میں۔

Marfat.com

باب اِذَا اُقِیمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ

''یہ باب اس مسئلہ کے بیان میں ہے کہ جب نماز کے لئے

اقامت ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز جائز نہیں''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ شیخ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ یہ ترجمہ لفظ اس حدیث کا ہے جس کی تخریج کی ہے مسلم نے اور اصحاب سنن نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے عمرو بن دینار کی روایت سے جس نے روایت کی عطا بن یسار سے اور اس نے روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اختلاف کیا گیا ہے عمرو بن دینار پر کہ یہ روایت اس کی مرفوع ہے یا کہ موقوف لیکن حکم اس کا صحیح ہے اسی بنا پر امام بخاری نے ذکر کیا ہے اس کو بطریق ترجمہ اور امام بخاری نے تخریج کیا ہے باب میں حدیث کو جو اسے بے نیاز کرنے والی ہے اور اس حدیث کے عدم تخریج کی وجہ یہی حدیث ہے اگر چہ حکم اس کا صحیح ہے اور ترجمہ بھی عام ہے اس باب کی حدیث سے کیونکہ وہ تمام نمازوں کو شامل ہے اور باب کی حدیث صبح کی نماز کے ساتھ مختص ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَالِکٍ ابن بُحَیْنَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز ابن عبداللہ نے'' بن یحییٰ قرشی مدنی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے'' عین مہملہ پر جزم ہے زہری مدنی ہے'' اس نے روایت کی اپنے والد سے'' کہ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ہے'' اس نے روایت کی حفص بن عاصم سے'' کہ وہ بیٹا عمر بن الخطاب کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' اس نے روایت کی عبداللہ بن مالک سے'' اور وہ قشب کا بیٹا ہے قاف پر زیر ہے شین معجمہ پر جزم اس کے بعد باء موحدہ ہے'' ابن بحینہ ہے'' باء موحدہ پر پیش حاء مہملہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتیہ پر جزم نون پر زبر اور آخر میں تاء تانیث ہے اور وہ بیٹی ہے حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی اور پہلا ابن بغیر الف کے لکھا جاتا ہے اور دوسرا ابن الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے تا کہ جدائی آ جائے اس کی اپنے موصوف سے اور اپنے موصوف کے اعراب کی وجہ سے معرب بھی ہوتا ہے اور ابن بحینہ صفت ہے بعد صفت کے خاص

اللہ کے لئے قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم بِرَجُلٍ "عبداللہ بن مالک ﷺ نے کہا جو صحابی

ہے کہ حضور ﷺ کا گذر ایک آدمی کے قریب سے ہوا۔ ح وحدثني عبد الرحمن قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ

سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ [illegible]

شارہ ہے ایک اسناد سے دوسرے اسناد کی طرف پھرنے کا۔ "حدیث بیان کی ہمیں عبدالرحمن نے" [illegible]

وحدہ پر زیر ہے شین معجمہ پر جزم ہے۔ "اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بہز بن سعد نے" [illegible]

بر ہے باء پر جزم آخر میں زاء معجمہ ہے "اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے بن حجاج نے" [illegible]

میں حدیث بیان کی سعد بن ابراہیم نے" عین مہملہ پر جزم ہے عوف کا بیٹا ہے اور حفص نام ہے [illegible]

ہے۔ حدثني کی جگہ "اس نے کہا کہ میں نے سنا حفص بن عاصم سے" اور وہ عمر بن خطاب کے [illegible]

منہم قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ نُمَيْلَةَ "ان سے کہا میں نے سنا ایک شخص سے ازد قبیلہ سے [illegible]

وں سے سنا "ہمزہ پر زبر اور زاء معجمہ پر جزم ہے اور بعض نسخوں میں مالک بن لیلیٰ ہے [illegible]

راء معجمہ کی جگہ اور س وہ مالک بن نمیلۃ کہتے ہیں کہ [illegible]

بن الْأَزْدِ فَبَلَغَ نَشْوَةً فَبَنَتِ نَشْوَةٌ بِشَيْءٍ كَغَيْبَةٍ [illegible]

ں حاں میں کہ نماز فجر کے لئے تہمت ہو چکی تھی اور وہ [illegible]

ہے اور س کو سدبھی کہتے ہیں اور وہ [illegible]

والدہ تھی اور صحابیہ تھی اس کا نام نہد بنت حارث بن نہد مطلب بن [illegible]

صلى له عليه وآله وسلم [illegible]

لوگوں نے حضور ﷺ کے سامنے [illegible]

وَمَكَثَ لَهُ صلى له عليه وآله وسلم [illegible]

آدمی وہ [illegible]

مستقبل نماز کے لئے [illegible]

ہے تقدیر تھی شیخ کے [illegible]

حال کو وہ [illegible]

Marfat.com

اوراس کے بعد جو جملہ مقدر ہے اس کی خبر ہے اور ضمیر منصوب محذوف ہوگی اور مراد اس انکار سے منع کرنا تھا
آدمی کو اس کے اس فعل سے اس لئے کہ پھر دو نمازیں ہوتی ہیں اور جو نماز امام پڑھ رہا ہے اس میں شریک ہونا
نوافل پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ نوافل میں مشغول ہونے سے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کی فضیلت فوت ہو جا
ہے اور نماز فجر کیلئے اقامت ہونے کے وقت سنت فجر پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے پس مکروہ کہا ہے اسے ا
شافعی اور امام احمد اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی اور احناف نے کہا ہے کہ فجر کی سنت کو بیرون مسجد پڑھنے میں
کوئی حرج نہیں جب اسے یہ یقین ہو کہ آخری رکعت امام کے ساتھ پالے گا کیونکہ اس طرح اسے سنت ا
جماعت کی دونوں فضیلتیں مل جاتی ہیں تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكٍ ''بہز بن اسد کی متابعت
کی ہے غندر اور معاذ نے اس کی روایت میں انہوں نے شعبہ سے روایت کی اور اس نے مالک سے روایت کی'' ا
غندر میں غین معجمہ پر پیش ہے اور نون پر جزم ہے دال مہملہ پر زبر ہے وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ
حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ ''ابن اسحاق نے کہا ہے'' اور نام اس کا محمد ہے اور وہ صاحب مغازی ہیں ''اس
نے روایت کی سعد سے'' عین مہملہ پر جزم ہے ابراہیم کا بیٹا ہے'' روایت کی اس نے حفص سے'' اور عاصم کا بیٹا ہے
''اس نے روایت کی عبداللہ بن بحینہ سے'' وَقَالَ حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَالِكٍ ''اور حماد
کہتا ہے کہ'' امام قسطلانی نے کہا ہے کہ وہ سلمہ کا بیٹا ہے زید کا بیٹا نہیں ''ہمیں خبر دی سعد نے اور اس نے روایت کی
حفص سے اور اس نے روایت کی مالک سے'' صاحب خیر جاری میں ہے کہ جب اسناد میں اختلاف پیدا ہو گیا
مالک کی طرف اور یا عبداللہ کی طرف اور اسی طرح اختلاف ہے نسب میں بھی بحینہ کے تو ہر ایک تابع کا ذکر کیا
پس موافقت کی ابن اسحاق نے ابراہیم بن سعد کی اور حماد نے شعبہ کی موافقت کی اور اس کی روایت میں جو روایت
کی ہے اس نے مالک کی بن بحینہ سے اور یہی صحیح ہے جیسے فتح الباری اور قسطلانی میں ہے۔

باب حَدُّ الْمَرِيْضِ اَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ مریض کو مرض کی کس حد تک جماعت میں شامل ہونا مستحب ہے''

اور اس کے بعد مستحب نہیں بعض نے حدہ کہا ہے یعنی راغب کرنا مریض کو جماعت میں شامل ہونے

Marfat.com

کے لئے اور حـــد حاء مہملہ سے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جیم سے ہے اجتہاد کے معنی میں صاحب خیر جاری نے کہا ''گمان کرتا ہوں کہ پہلے یعنی حاء مہملہ کے ساتھ ہونے سے بھی دوسرے کے معنی میں ہے کیونکہ مقصد یہ ہے کہ مریضؐ کے لئے چارہ نہیں کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے کے لئے اپنی توفیق کے مطابق کوشش کرے''

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ ''ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حفص ابن غیاث نے'' بن طلق ہے طاء مہملہ کے زبر اور لام کے جزم سے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے'' اور اس کا نام سلیمان بن مہران ہے ''اس نے روایت کی ابراہیم سے'' نخعی ہے ''اس نے روایت کی اسود سے'' اور وہ ابن زید بن قیس نخعی ہے قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّعْظِيْمَ لَهَا ''اسود نے کہا'' جو تابعی ہے کہ ''ہم سب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے، پس ہم نے نماز پر مواظبت اور اس کی تعظیم کا ذکر کیا اور کلمہ تعظیم منصوب ہے بنا برعطف ہونے اس کے مواظبت پر

قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ ''حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے مرض میں مبتلا ہوئے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے نقل مکانی فرمائی'' فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''پس حاضر ہوئی نماز'' یعنی نماز کا وقت ہوگیا ''تو اذان کہی گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' یعنی لوگوں کی امامت کریں اور بعض نسخوں میں و اذن ہے واؤ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں فـاوذن ہے فاء کے ساتھ ہمزہ پر پیش اس کے بعد واؤ ذال معجمہ کی تخفیف سے اور فـلیصـل کی فاء عاطفہ ہے یعنی پہنچا دو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا یہ قول کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خیر جاری میں ہے کہ لـــہ کلمہ اذن صیغہ ماضی مجہول ہے باب تفعیل سے اور مـــروا خطاب سے تو ظاہر ہے کہ یہ خطاب سب جماعت حاضرین کے لئے ہو، عورتوں مردوں سب کے لئے اور یہ احتمال بھی ہے کہ مذکورہ خطاب صرف ازواج مطہرات کے لئے ہو اور اس کا احتمال بھی ہے کہ یہ خطاب صرف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ہو جیسا کہ اشارہ ہوتا ہے اس کی طرف جواب سے کیونکہ جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہی ہے اور خطاب جمع مذکر سے اہل اس کے لئے اور غیر اہل اس کے لئے بھی جائز ہے فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ

اَنْ یُصَلِّیَ بِالنَّاسِ ''پس عرض کیا گیا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک القلب، افسردہ خاطر اور بہت رونے والا انسان ہے جس وقت وہ آپ کے مقام مقدس میں کھڑا ہوگا تو لوگو نماز پڑھانے یعنی امامت کرنے کی طاقت اسے میسر نہ آسکے گی'' امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ باتیں کہنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی اور اسیف فعیل کے وزن پر حزین ''غم زدہ'' کے معنی میں ہے اسیف ے وَاَعَادَ فَاَعَادُوا لَهُ فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ ''پھر دوبارہ وہی حکم حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو حاضرین نے بھی دو جواب میں وہی بات عرض کی، جو پہلے عرض کی گئی تھی پھر حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ وہی حکم ارشاد فرمایا'' فَقَا اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ ''پس حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا تحقیق تم عورتیں ہو عورتوں کی مانند جو حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں لائی گئی تھیں'' اور ان کو صواحب یوسف علیہ السلام کہنا بہت گہر مشابہت کی وجہ سے ہے کہ اس میں وجہ مشابہت کو حذف کرنے کے باوجود بھی مراد رہتی ہے یعنی تم صواحب یوسف علیہ السلام کی طرح ہو کہ وہ اپنے دل کی بات نہ کہتیں بلکہ اس کے خلاف بات ظاہر کرتی تھیں جیسے کہ سورہ یوسف کی تفسیر میں ظاہر ہے اسی طرح تم بھی اپنے دل کے خلاف بات ظاہر کرتی ہو اور بات درحقیقت ایسی ہی تھی کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد سے امامت کا بوجھ ہٹا کر کسی اور کی طرف منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں تاکہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد لوگ باتیں نہ بنائیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فعل بمثل فعل زلیخا کے تھا کہ بظاہر اس نے عورتوں کی عزت افزائی کرتے ہوئے مہمان نوازی کی لیکن باطن میں اس کا ارادہ یہ تھا کہ مصر کی عورتیں یوسف علیہ السلام کے مرتبہ و مقام اور حسن کو جان لیں تاکہ وہ زلیخا کو عشق یوسف علیہ السلام میں مبتلا ہونے پر ملامت نہ کریں بلکہ اس کو عشق یوسف علیہ السلام میں مبتلا ہونے پر معذور سمجھیں کذا قال القسطلانی مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''ہمارا امر پہنچاؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور بعض نسخوں میں فلیصل کی جگہ فیصلی ہے اور با لناس کی جگہ الناس ہے اور قسطلانی میں ہے کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تحقیق حضور ﷺ نے آپ کو امر فرمایا ہے لوگوں کو نماز پڑھانے یعنی امامت کرنے کے لئے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو، کیونکہ ابوبکر بہت نرم دل آدمی تھے، اے عمر! امامت کرو، لوگوں کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ آپ لوگوں کی امامت کرنے کے لئے مجھ سے زیادہ لائق تر ہیں فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ يصلى ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکل کر تشریف

Marfat.com

ئے اس ارادہ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور بعض نسخوں میں فیصلی ہے یعنی نماز پڑھانے کے لئے امامت
روع کردی فَوَجَدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مِنْ نَفْسِہٖ خِفَّۃً ''پس حضور ﷺ نے اپنے بدن
بارک میں کچھ ہلکا پن یعنی کمی مرض کو محسوس فرمایا، اس وقت جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے
تھے''، قسطلانی نے کہا ہے کہ موسیٰ بن ابی عائشہ کی روایت میں اس طرح آیا ہے فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ تِلْکَ الْاَیَّامَ
ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وَجَدَ من نفسہ خِفَّۃً ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان ایام
یں لوگوں کو نماز پڑھائی اور امامت فرمائی پھر حضور اقدس ﷺ نے اپنی طبیعت مبارکہ میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا''
خرج یُھَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ ''پس باہر تشریف لائے حضور ﷺ اس حالت میں کہ دو آدمیوں کے درمیان
ان پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے بوجہ ضعف کے ان دونوں کی طرف مائل ہو جاتے تھے'' اور وہ دو آدمی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور یا اسامہ بن زید اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم تھے اور کلمہ یھادی
صیغہ واحد مذکر غائب مجہول فعل مضارع باب مفاعلہ سے ہے، کہا جاتا ہے و یھادی بین اثنین اس وقت جبکہ
ایک آدمی دو آدمیوں کے درمیان ان پر ٹیک لگائے ہوئے ان کے سہارے پر چلتا ہے اور نقاہت و کمزوری کی
وجہ سے ان کی طرف مائل ہوتا ہے اسی طرح ہے کرمانی میں۔ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رِجْلَیْہِ تَخُطَّانِ مِنَ
الْوَجَعِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ واقعہ مجھے ایسا یاد ہے گویا میں اب بھی دیکھ رہی ہوں حضور
پاک ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک کی طرف اس حال میں کہ وہ لکیریں بنا رہے ہیں۔ درد اور ضعف مرض کی وجہ
سے''، یعنی ضعف و ناتوانی کی وجہ سے حضور ﷺ اپنے مبارک پاؤں اٹھا کر چلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور پاؤں کو
گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے اور پاؤں کے گھسٹنے سے زمین پر لکیر بن جاتی تھی اور بعض نسخوں میں الارض بھی مذکور
ہے تخطان کے بعد اور من الوجع یھادی سے متعلق ہے و وجع دوز برو[illegible] ہے۔ قسطلانی
نے کہا ہے کہ جب حضور ﷺ کی تشریف آوری کا لوگوں کو احساس ہوا اور معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نماز کے لئے
تشریف لائے تو لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کرنے کی غرض سے تسبیح کہی فَاَرَادَ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ
یَتَاَخَّرَ فَاَوْمَی اِلَیْہِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اَنْ مَکَانَکَ ''تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے
ہٹ کر صف میں کھڑے ہونے اور امام کی جگہ خالی کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
اپنی جگہ پر برقرار رہنے کا اشارہ فرمایا'' اور کلمہ ان ہمزہ کی زبر اور تخفیف نون سے ہے اور مکانک الزم کی

تقدیر سے ہے امے الزم مکانک یعنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑ واور حضور ﷺ کا ابوبکر صدیق کو اشارہ کرنا ضعف وجہ سے تھا کہ بات کرنے پر قادر نہ تھے اور یا اس وجہ سے کہ جو شخص نماز میں ہو اس کو بات کی بجائے اشارہ سمجھانا بہتر ہے۔ ثُمَّ اُتِیَ بہ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی جَنْبِہٖ ''پھر حضور ﷺ کو لایا گیا یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے'' قسطلانی نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو کی طرف بیٹھ گئے جیسا کہ معلوم ہوگا اعمش کی روایت سے اور معلوم ہوگا موسیٰ بن ابی عائشہ کی روایت سے قِیْلَ لِلْاَعْمَشِ فَکَانَ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یُصَلِّی ''اعمش کو کہا گیا اور اس سے پوچھا گیا اس کے متعلق کہ کیا حضور ﷺ نماز پڑھاتے تھے'' یعنی امامت فرماتے تھے وَ اَبُوْبَکْرٍ یُصَلِّی بِصَلٰوتِہٖ ''اور ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے'' یعنی حضور ﷺ امام تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی اقتدا کی تھی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِیْ بَکْرٍ ''اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے'' فَقَالَ برا سہ نَعَمْ ''پس اشارہ کیا اعمش نے اپنے سر سے کہ ہاں ایسا ہی تھا'' رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ شُعْبَۃَ عن الاعمش بَعْضَہٗ ''اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے شعبہ سے اور اس نے بعض حصہ کو اعمش سے'' اور بعض کی نصب بوجہ بدلیت کے ہے ضمیر رواہ سے وَ زَادَ اَبُوْمُعَاوِیَۃَ جَلَسَ عَنْ یَسَارِ اَبِیْ بکر فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُصَلِّی قَائِمًا ''اور ابومعاویہ نے زیادہ کیا'' اور نام اس کا محمد بن حازم ہے یہ کہ ''حضور ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو کی طرف بیٹھے ہوئے تھے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ حالت قیام میں نماز پڑھتے تھے'' اور کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ مقتدی کے پیچھے اقتداء کس طرح سے جائز ہو سکتی ہے، میں کہتا ہوں کہ لوگوں کی اقتداء سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے۔ ان کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز کی اقتداء ہے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حضور ﷺ کی تکبیر سناتے تھے اور انہیں حضور ﷺ کے افعال سے آگاہ فرماتے تھے پس گویا کہ لوگ اس نماز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے تھے اور حدیث میں اس کا جواز ہے کہ ایک ایسے امام کی اقتداء کی جا سکتی ہے جو خود دوسرے امام کی اقتداء کر رہا ہو۔ اور یہ جواز بھی معلوم ہوا کہ دوران نماز خلیفہ بنایا جا سکتا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی اور آپ ﷺ کا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینا بھی ثابت ہوا اور اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی حضور ﷺ کے خلیفہ ہونے کے زیادہ مستحق تھے اور ثابت ہوا کہ نمازی کی آواز کی اتباع کی جا سکتی ہے اور اس کی سماعت صحیح ہے اور جواز ثابت ہوا نمازی کا اقتدا کرنا اسکے پیچھے جس نے تحریمہ کیا ہو نماز کا اس نمازی کے بعد کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

پہلے تحریمہ کیا تھا پھر اس نے اقتدا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کیا تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نمازی کھڑے ہونے پر قادر ہو اس کی نماز بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے پڑھنا صحیح ہے، مالکی حضرات کے نزدیک صحیح نہیں اور یہ حدیث حجت (دلیل) ہے ان پر اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جس وقت امام نماز بیٹھ کر پڑھاتا ہو تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کیونکہ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے آخری ایام میں پیش آیا تھا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هشام بن يُوسُفَ عن مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ ''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن موسیٰ نے'' ابن یزید بن زادان تیمی رازی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' بن یوسف صنعانی ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنی ہے ''اس نے معمر سے روایت کی'' دونوں میم پر زبر ہے دونوں میم کے درمیان عین مہملہ پر جزم ہے راشد بصری کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی ہے زہری سے'' جو محمد بن شہاب ہے قَالَ اَخْبَرَنِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ زہری نے ''کہا خبر دی مجھے عبید اللہ نے'' عین مہملہ پر پیش ہے تصغیر کے صیغہ سے ''ابن عبد اللہ'' عین مہملہ پر زبر ہے ابن عتبہ بن مسعود ہے کہ فقہاء سبعہ میں سے ایک ہے قَالَ قَالَتْ عائشة لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيّ صلى الله عليه و آله وسلم وَ اشْتَدَّ وَجْعُهُ ''کہا عبید اللہ نے'' جو تابعی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک بوجھل ہوئی اور مرض میں شدت پیدا ہوئی'' ثقل ثاء مثلثہ پر زبر ہے اور قاف پر پیش ہے اور ثقل کا معنی مرض کی شدت اور ضعف کی زیادتی ہے اِسْتَاذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُمَرَّضَ فِی بَيْتِی فَاَذِنَّ له ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت مانگی کہ حالت بیماری اور تیمارداری کے لئے وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں، پس تمام ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دے دی'' اور یمرض صیغہ واحد مذکر غائب مجہول فعل مضارع ہے باب تفعل سے اور تمریض کا مطلب اچھی طرح [illegible] اور اچھی خدمت کرنا ہے اور اذن ہمزہ پر زبر ذال معجمہ پر زیر نون مشددہ پر زبر ہے صیغہ جمع مؤنث غائبات ہے فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان ان پر ٹیک لگائے ہوئے باہر تشریف لائے اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک زمین پر لکیریں بناتے تھے'' یعنی کثرت نقاہت اور شدت ضعف کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم نہ اٹھا سکتے تھے اور پاؤں مبارک گھسیٹتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور تخط صیغہ واحدہ مؤنث معلوم فعل مضارع ہے اور فاعل اس کا رجلاہ ہے وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَرَجُلٍ اٰخَرَ ''اور

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان سہارا لئے ہوئے تھے'' اور بعض نسخو
میں عباس بغیر لام کے ہے اور بعض نسخوں میں بین رجل ہے قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ
مَا قَالَتْ عَائِشَةُ ''عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں نے اسکا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کیا وہ جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے کہا تھا اور ما قالت بدل ہے ذٰلک سے فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مِنَ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ
عَائِشَةُ ''پس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو اس دوسرے آدمی کو جس کا نام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے ذکر نہیں کیا'' قلت لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ ابی طَالِبٍ رضی الله عنه ''میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس
نے کہا کہ وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے'' صاحب خیر جاری نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس
دوسرے آدمی کا نام اس وجہ سے ذکر نہ کیا کہ پورے راستے میں ایک آدمی نہ تھا بلکہ یکے بعد دیگرے کبھی حضرت
علی صلی اللہ علیہ وسلم رہتے اور کبھی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رہتے اور کبھی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رہتے اسی بنا پر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے اس کو مبہم چھوڑ دیا اور اسکی تعبیر رجل آخر سے فرمائی اور چونکہ ایک طرف پورے راستہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ
تھے لہٰذا ان کا نام ذکر فرمایا نہ کہ اس وجہ سے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا نام لینا پسند نہ کیا۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ

اَنْ تُصَلِّيَ فِيْ رَحْلِهٖ

''یہ باب بارش اور بیماری میں نمازی کے لئے اجازت
کے بیان میں ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھ لے''

امام قسطلانی نے کہا ہے کہ بارش برسنے کے وقت بھی گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے چاہے دن کو برسے یا رات کو اور یا اگر کوئی علت مانعہ پیش آجائے جس کی وجہ سے مسجد میں حاضر نہ ہو سکے مثلاً کوئی بیماری لاحق ہوگئی ہو یا کسی ظالم کا ڈر ہو یا سخت طوفان ہو رات کے وقت نہ دن کو یعنی اگر دن کو ہو تو عذر نہ ہوگا یا کمزوری ہو اور کیچڑ وغیرہ ہو اور ذکرِ علت خاص پر عطف عام ہے کیونکہ وہ بارش کی نسبت عام ہے۔ خیر جاری نے کہا ہے کہ کلمہ ان – ان تصلی میں مصدر یہ ہے اور تصلی صیغہ مضارع مجہول

Marfat.com

ہےاوران پرلام مقدر ہے جورخصت سے متعلق ہےاور حاصل معنی یہ ہے کہ یہ باب منعقد ہے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت کے بیان میں انتہی اور نماز گھر میں عام ہے اس لحاظ سے کہ جماعت سے پڑھنے یا تنہا لیکن گھر میں نماز پڑھنا تنہائی ظاہر کرتی ہےاور جماعت میں اجتماعیت ہے۔اصل مقصد یہ ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے جیسا کہ مذکور ہے فتح الباری میں صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ رحل آدمی کے رہنے کی جگہ ہےاور جودوسری چیزیں جولوازماتِ خانہ میں سے ہوتی ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن نَافِعٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تنیسی نے اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی نافع سے'' جوابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا آزادکردہ ہے اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَ رِيحٍ ''تحقیق عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سردیوں کی ایک طوفانی رات کونماز کے لئے اذان کہی'' اور بردراء مہملہ پر جزم سے سردی کے معنی میں ہے ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ''پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا خبردار ہوجاؤ کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھلو'' اور رحال راء مہملہ پر زیر ہے رحل کی جمع ہے راء مہملہ پر زبر ہے ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله تعالى عليه واله وسلم كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةً ذَاتَ بَرْدٍ وَ مَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ '' پھر فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ جب بادو باران کی رات ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو حکم فرماتے کہ یہ اعلان کردو کہ نماز اپنے اپنے گھروں میں ادا کرلو'' حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قال حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابن شهاب عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ ''ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل بن ابی اویس نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کوامام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' اوراس کا نام محمد بن مسلم زہری ہے ''اس نے روایت کی محمود بن الربیع سے'' راء مہملہ پر زبر ہے، انصاری ہے اَنَّ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَ هُوَ اَعْمَى ''تحقیق عتبان بن مالک'' عین مہملہ کی زیر سے اور تاء مثناۃ فوقانیہ کی جزم اور باء موحدہ ہے۔ابن عمرو بن عجلان انصاری خزرمی ساطی ہے'' وہ اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے حالانکہ وہ نابینا تھے'' وَ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله تعالى عليه واله وسلم يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةَ وَالسَّيْلُ ''تحقیق اس عتبان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ واقعہ یہ ہے کہ کبھی آندھی آتی ہےاور کبھی پانی کا سیلاب آتا ہے'' اور کان تمہ ہے وَ اَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ ''اور میں ایسا آدمی ہوں کہ میری آنکھوں کی نظر کمزور ہے'' اور ضریر

Marfat.com

البصر اس وقت کہتے ہیں کہ جب نظر ضعیف اور کمزور ہو اور جب آدمی بالکل اندھا ہو جاتا ہے تو پھر اس کو ص
ضریر کہتے ہیں بلا ذکرِ بصر کے فَصَلِّ یَا رَسُولَ اللّٰہِ فِی بَیْتِی مَکَانًا اَتَّخِذُہُ مُصَلًّا '' پس یارسو
اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے مکان کی کسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے مصلیٰ یعنی نماز پڑھنے کی جگہ
لوں'' اور کلمہ اتخذ یا تو مجزوم ہے اس وجہ سے کہ وہ جواب امر واقع ہوا ہے جو کہ فصل ہے اور یا مرفوع ہے ا
جملہ اتخذہ نصب کے محل میں ہے بوجہ اس کے صفت واقع ہونے سے واسطے مکان کے اور یا مستانفہ ہے کہ ا
کے لئے کوئی محل نہیں فَجَاءَہُ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَقَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اصلی '' پھ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کونسی جگہ تمہیں پسند ہے کہ میں وہاں نما
پڑھوں'' اور فجاء ہ میں التفات ہے اگر کلام عتبان سے ہے اور اگر محمود بن ربیع کے کلام سے ہے تو پھر التفات
نہیں۔ فَاَشَارَ اِلٰی مَکَانٍ مِنَ الْبَیْتِ '' پھر عتبان نے اپنے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا'' فَصَلّٰی فِیْہِ
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ والہ وسلم '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی'' اور حدیث کی مطابقت
ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ عتبان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسجد میں حاضر نہ ہو سکنے کے مانع کا ذکر کیا
اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو گھر میں فرض نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

بابٌ هَلْ يُصَلِّي الْاِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَ هَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب کہ ترجمہ میں هل یصلی آخر تک ہے اور معنی اس کا یہ ہے
کہ کیا امام نماز پڑھ لے اس کے ساتھ جو حاضر ہوا ہو اور کیا خطبہ پڑھ لے جمعہ کے دن جب بارش ہو''
خیر جاری میں ہے کہ جمعہ کے دن جو لوگ حاضر ہوئے ہیں امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے اور
دوسرے لوگوں کے آنے کا انتظار نہ کرے بلکہ ان لوگوں کو اجازت دے دے اور حدیث سے یہی معنی
مفہوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ

Marfat.com

زِیَادِیِّ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ ابن عبدالوہاب بصری نے'' اور بعض نسخوں میں جحی ہے جاء مہملہ پر زبر ہے اور جیم پر بھی زبر ہے باء موحدہ پر زیر ہے کعبہ شریف کے حجاب کی طرف نسبت ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں حماد بن زید نے'' اور وہ ابن درہم ازدی جہضمی بصری ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن دینار صاحب زیادی نے'' ثقہ ہے قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ ''عبدالحمید نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الحارث سے سنا'' ثاء مثلثہ سے ہے بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب مدنی ہے۔ احادیث میں اس کی روایت ہے اور اس کے والد اور دادا صحابی ہیں قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِی یَوْمٍ ذِی رَدْغٍ ''عبداللہ ابن الحارث رضی اللہ عنہ نے کہا'' جو کہ تابعی ہے'' کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے'' کہ صحابی ہے'' بادو باران والے دن ہمیں خطبہ دیا'' اور ردغ راء مہملہ پر زبر ہے دال مہملہ پر جزم آخر میں غین معجمہ ہے اور بعض نسخوں میں زاء معجمہ سے ہے دال مہملہ کی جگہ اور معنی دونوں کا ایک ہے فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِی الرِّحَالِ ''پس حکم دیا موذن کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب وہ حی علی الصلوۃ کو پہنچے تو اعلان کرے کہ نماز اپنے گھروں میں پڑھنے کی اجازت ہے'' اور بعض نسخوں میں قال نہیں اور والصلوۃ مرفوع ہے امر سے کیونکہ وہ مبتداء ہے اور خبر اس کی رخصت مقدر ہے اور و فی الرحال اس سے متعلق ہے اور یا منصوب ہے الزموا و صلوا کی تقدیر سے فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ کَاَنَّهُمْ اَنْکَرُوا ''پس بعض حاضرین نے بعض کی طرف دیکھا گویا کہ اشارہ کیا انہوں نے ایک دوسرے کی طرف انکار کی شکل میں'' یعنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موذن کو الصلوۃ فی الرحال کہنے کی وجہ سے بعض نسخوں میں کانہ ہے اور اس میں ضمیر ضمیر شان ہے اور لفظ کان اور لعل اور عسیٰ واقع ہوتے ہیں بزرگوں کے کلام میں اور ظن کو یقین کی جگہ دیتے ہیں بوجہ ان کے اجتناب کے جھوٹ وغیرہ سے اور بوجہ تنبیہ کے کہ ان کا ظن (گمان) کسی چیز کے بارے میں بمنزلہ یقین کے ہے علاوہ ان کے کہ احتمال نہیں اس میں خلاف کا فَقَالَ کَاَنَّکُمْ اَنْکَرْتُمْ هٰذَا ''پس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا گویا آپ نے ہمارے اس فعل کا انکار کیا اِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنِّی ''تحقیق یہ کام جو میں نے کیا اسے اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے'' یعنی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بخیر سے مراد عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان ھذا جملہ مستانفہ ہے انکار کو رد کرنے کے لئے اِنَّهَا عَزْمَةٌ وَاِنِّی کَرِهْتُ اَنْ اُحْرِجَکُمْ ''تحقیق نماز جمعہ عزیمت اور واجب ہے اور تحقیق میں پسند نہیں کرتا کہ تم کو

Marfat.com

حرج میں ڈال دوں'' خیر جاری میں کہا گیا ہے کہ میں وجوب جمعہ کو جانتا ہوں لیکن میں ان کو ان کی مصلحت کے
سے اجازت دیتا ہوں اس لئے کہ اگر وہ نماز جمعہ کے لئے آئیں گے تو حرج میں پڑ جائیں گے اور اگر اذان
کے بعد نہ آئیں گے تو گناہگار ہوں گے۔ پھر یہ کہ اگر آئیں بھی تو راستے میں نجاستیں ہیں تو لامحالہ نجاستوں
ملوث (گندے) ہو جائیں گے پھر ان نجاستوں کے ساتھ اگر نماز پڑھیں گے تو گناہ ہوگا اور یہ جملہ نیز مستا
ہے عدم اعتقاد وجوب جمعہ کے وہم کو رفع کرنے کیلئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق و اخرجہ
صیغہ واحد متکلم معلوم فعل مضارع ہے باب افعال سے اور بعض نسخوں میں باب تفعیل سے ہے ماخوذ ہے حرج
حاء مہملہ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں خروج سے خاء معجمہ کے ساتھ ہے باب افعال سے اور اصل سب نسخوں کا ایک
ہے کرمانی نے کہا کہ جوہری نے کہا ہے کہ الحرج الاثم و اخرجه اے آثمه اور التحریج بمعنی التضعیف

ہے ح وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عن عبد الله بن الحارث عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ اور حاء تحویل کے لئے
یعنی ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف ''روایت ہے حماد سے اس نے روایت کی ہے عاصم سے اس نے روایت
کی ہے عبداللہ بن الحارث سے اس نے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح'' اور یہ جملہ معطوف ہے

حدثنا حماد پر غَيْرَ اَنَّهُ قال كَرِهْتُ اَنْ اَوْ ثِمَكُمْ فَتَجِئُوْن تَدُوسُوْنَ الطِّيْنَ الى رَكَبِكُمْ ''سوائے
اس کے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے پسند نہ کیا کہ تم کو گناہ میں ڈال
دوں ایسے حال میں کہ تم زانوں تک کیچڑ میں لت پت ہو جاتے'' اوثمکم پہلے ہمزہ پر پیش اور دوسرے واؤ پر
زبر ہے اور ثاء مثلثہ تشدید کے ساتھ صیغہ واحد متکلم معلوم فعل مضارع باب تفعیل سے اثم ہے یا ہمزہ پر پیش واؤ پر
جزم باب افعال سے اثم سے ہے اور فتجئیون صیغہ مخاطبین ذکر نون کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں حذف
نون کے ساتھ ہے بنا بر تقدیر اول جملہ مستانفہ ہے اور تقدیر ثانی سے عطف ہے اور ان کا مدخول اور تدوسون دوس
سے ہے بمعنی گڈمڈ (لت پت) اور رکب رکبه کی جمع ہے زانو کے معنی میں حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ

عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم ازدی بصری نے اس نے کہا ہمیں حدیث
بیان کی ہشام دستوائی نے اس نے روایت کی یحییٰ بن ابی کثیر سے اس نے روایت کی ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن ابن

عوف سے'' قَالَ سَئَالْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ السَّقْفُ
''ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدری سے پوچھا'' جو کہ صحابی ہیں ''تو ابوسعید خدری نے کہا کہ

Marfat.com

ں آیا اور خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا'' امام قسطلانی نے کہا ہے
ہ یہ سوال شبِ قدر کے بارے میں تھا جیسے کہ بیان ہوا ہے اعتکاف میں وَ کَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ ''اور مسجد کی
ت کھجوروں کی شاخوں سے بنی تھی'' اور ان ٹہنیوں سے پتے دور کئے گئے تھے صراح میں ہے کہ جرید درختوں
ی شاخوں چھلکوں اور پتوں کو کہتے ہیں جو درختوں سے کاٹے گئے ہوں فَاُقِیمَتِ الصَّلٰوۃُ '' پھر نماز فجر کے لئے
قامت کہی گئی'' فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یَسْجُدُ فِی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ '' پس میں
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتے تھے'' حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِی
جَبْهَتِهٖ ''یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر دیکھا'' کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے
کہ ترجمہ پر حدیث کی دلالت کس طرح ہے میں کہتا ہوں کہ حدیث کی دلالت ترجمہ کے پہلے جزو پر ہے اس وجہ
سے کہ یہ عادتِ جاریہ ہے کہ بادو باران کے روز بعض لوگ جو مسجد میں حاضر ہوں صرف انہی کے ساتھ باجماعت
نماز پڑھی جائے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ واقعہ نمازِ جمعہ میں پیش آیا تھا تو پھر اس کی دلالت آخری جزو پر ظاہر
ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہر حدیث جو باب میں وارد ہے اس کی دلالت پورے ترجمہ پر لازم نہیں بلکہ حدیث اگر
بعض ترجمہ پر دلالت کرے اس طرح سے کہ اس سے پورا ترجمہ معلوم ہو، ان تمام احادیث کے بارے میں جو
باب میں ہیں تو یہ بھی کفایت کرتی ہے۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِیْرِیْنَ ''ہمیں
حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ بن الحجاج نے اس نے کہا ہمیں
حدیث بیان کی انس بن سیرین نے'' اور وہ محمد بن سیرین کا بھائی ہے اور تابعی ہے قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ
''انس بن سیرین نے کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا جو کہتے تھے'' قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنِّیْ لَا
اَسْتَطِیْعُ الصَّلٰوۃَ مَعَکَ وَ کَانَ رَجُلًا ضَخْمًا ''کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ کے
ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور حال یہ تھا کہ وہ آدمی بہت فربہ لحیم شحیم تھا'' بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ شخص مالک ابن
عتبان تھا یا وہ انس کے بعض چچاؤں میں سے تھا اور عتبان کو بھی مجازاً انس کا چچا کہا جاتا تھا کیونکہ ان دونوں کا تعلق
قبیلہ خزرج سے تھا لیکن ان میں سے ہر ایک ایک الگ خاندان میں سے تھا اور ضخامہ کی طرف اشارہ اس لئے کیا
ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنے کی علت اس میں موجود تھی فَصَنَعَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
طَعَامًا '' پس عتبان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے طعام تیار کیا'' فَدَعَاهُ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لَهٗ حَصِیْرًا ''پھر اس

Marfat.com

شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور ایک چٹائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے بچھائی'' وَنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ ''اور چٹائی کے ایک کنارے پر پانی ڈالا'' پاک کرنے یا نرم کرنے کے لئے فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹائی پر دو رکعت نماز پڑھی'' فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُوْدِ لانس ''پس آل جارود میں سے ایک شخص نے انس بن مالک سے کہا'' اور جارود جیم سے راء مہملہ کے پیش سے اس کے بعد دال مہملہ ہے ایک آدمی کا نام ہے، قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ احتمال بھی ہے کہ وہ آدمی کہنے والا عبدالحمید بن منذر بن جارود ہو

اَكَانَ النبى صلى الله عليه واله وسلم يُصَلِّى الضُّحَى '' کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی'' قَالَ مَا رَايْتُهُ صَلَّاهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ '' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے اس روز کے چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا''، عینی نے کہا کہ اس حدیث کی مطابقت اس جہت سے ترجمہ کے ساتھ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضرین کے سامنے نماز پڑھا کرتے تھے پس اس کے قول سے موافق ہوا بلکہ مطابق ہوا اس قول کے کہ یصلی الامام بمن حضر جو ترجمہ میں ہے۔

باب اِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَ اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ

''یہ باب تنوین سے اس بیان میں ہے کہ ذکر کیا جائے گا اس میں یہ کہ کسی شخص کے سامنے طعام حاضر ہونے کے وقت اقامت کہی جائے تو کیا وہ آدمی طعام کھانا شروع کرے یا نماز پڑھے''

صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے جس وقت کسی شخص کے لئے جمع ہو جائیں وہ چیزیں جن کو طبیعت چاہتی ہو اور وہ جو عبادت کی طرف بلاتی ہوں تو اس شخص کو کیا کرنا چاہئے اور اس کے لئے کیا حکم ہے۔ امام بخاری نے اس ضمن میں اشارہ کیا ہے کہ حکم کو طبیعت پر مقدم کیا جائے پھر جب اس سے فارغ ہو جائے تو اپنے معبود کی طرف متوجہ ہوتا کہ عبادت کو فارغ البالی اور خلوص سے کر لے۔ کیا تو نہیں دیکھتا اگر وہ کھانا کھا لے تو اس کا باطن اس کھانے کے خیال سے فارغ ہو جائے گا اس کے بعد جو اطاعت عبادت کرے گا تو یہ اس عبادت سے بہتر ہے کہ عبادت کرے اور کھانے سے بھی تعلق بحال رہے۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَآءِ ''اور حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلے رات کا کھانا کھا لیا کرتے پھر اس کے بعد نماز پڑھتے تھے جس وقت ان کے پاس کھانا حاضر کیا جاتا اور اس دوران نماز

کے لئے اقامت بھی شروع ہو جاتی تو وہ پہلے کھانا کھالیا کرتے اور عشاء عین مہملہ پر زبر سے رات کے کھانے کو کہتے ہیں بخلافِ غذا کہ وہ دن کے کھانے کو کہتے ہیں اور یہ اثر اذا کا جواب ہے جو ترجمہ میں واقع ہوا ہے وَ قَالَ ابو الدرداء مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ اِقْبَالُهُ عَلَى حَاجَتِهِ ''ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ آدمی کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ اپنی حاجت کی طرف متوجہ ہو جائے'' یعنی جب نماز کے لئے اقامت ہو رہی ہو اور اس کو کوئی اہم حاجت بھی درپیش ہو تو پہلے اپنی حاجت پوری کرے پھر فارغ البال ہو کر حضورِ قلب سے نماز پڑھے حَتّٰى يُقْبِلُ عَلَى صَلٰوتِهِ وَ قَلْبُهٗ فارغ ''یعنی جب وہ نماز کی طرف متوجہ ہو تو حال یہ کہ اس کا دل فارغ ہو اور حاجت سے متعلق نہ ہو'' اور یہ اثر بھی سابقہ اثر کی طرح اذا کا جواب ہے اور نماز سے پہلے کھانا اس وقت شروع کرے گا جب اس کو سخت بھوک ہو اور وقت میں وسعت بھی ہو ورنہ پھر ابتداء نماز سے کرے گا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَام قَالَ حَدَّثَنِى اَبِى ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' اور مسرہد کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید قطان نے اس نے روایت کی ہشام سے'' اور وہ عروہ کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے'' جو عروہ بن زبیر ہے تابعی ہے قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضى الله تعالٰى عنها عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه واله وسلم ''عروہ نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا اور اس نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اذا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَآءِ ''فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ رات کا کھانا حاضر کیا جائے اور نماز عشاء کے لئے اقامت کہی جا رہی ہو تو ابتدا کرو رات کے کھانے سے'' قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ امر استحباب کے لئے ہے اور نیز اس وقت ہے جب نماز کے وقت میں وسعت ہو اور کھانے کی اشتہا بھی ہو اور اس سے یہ استنباط کیا گیا ہے کہ ایسے وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایسے وقت میں دل مشغول رہتا ہے اور خشوع حاصل نہیں ہوتی جو مقصود ہے نماز سے مگر اس وقت کہ طعام ایسا ہو جو کھایا جاتا ہو یکبارگی معنی جلدی کھایا جاتا ہو جیسے ستو یا دودھ اور اگر وقت تنگ ہو یعنی اگر کھانے میں مشغول ہو جائے گا تو نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو ایسی صورت میں پہلے نماز پڑھے گا اور اس میں تاخیر نہ کرے گا کیونکہ وقت کی حفاظت لازم ہے اور نماز سے مراد یہاں مغرب کی نماز ہے بوجہ قولِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فابدؤا به قبل ان تصلوا صلوٰة المغرب

Marfat.com

''یعنی ابتداء کرو رات کے کھانے کی نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے'' لیکن مغرب کے ذکر سے حصر مراد نہیں بلکہ ا
کو محمول کیا جائے گا عموم پر اور یہی اولیٰ ہے بوجہ نظر کرنے علت کی طرف کہ وہ تشویش ہے اور مقتضی ہے ترک خشو
کو بوجہ لاحق کرنے بھوکے کے روزہ دار کے ساتھ یا دن کے طعام کو رات کے کھانے سے اور اس حدیث ک
مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے لیکن ترجمہ عام ہے اور نماز مغرب کے علاوہ دوسری نمازیں بھی اس میں شامل ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ '' ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے'' باء موحدہ پر پیش ہے کاف پر زبر ہے'' اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں لیث بن سعد نے'' جو مصریوں کے امام تھے'' اس نے روایت کی عقیل سے'' عین پر پیش ہے قاف پر زبر ہے خالد کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی ابنِ شہاب زہری سے اس نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم قَالَ اِذَا قُدِّمَ الْعَشَآءُ فَابْدَؤُا بِهٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ ''تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ طعام تمہارے سامنے حاضر کیا جائے تو رات کے اس کھانے کو نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے شروع کرو'' وَلَا تَعْجَلُوا عن عشائكم '' اور کھانا کھانے میں جلدی بھی نہ کرو کھانا کھانے سے پہلے نمازِ عشاء پڑھنے کے لئے'' اور ولا تعجلوا تاہ مثناۃ فوقانیہ پر زبر سے ہے اور جیم بھی ثلاثی مجرد ہے اور بعض نسخوں میں جیم کی زیر ہے باب افعال سے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ اَبِىْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ''ہمیں حدیث بیان کی عبید نے'' عین مہملہ پر پیش ہے باء موحدہ پر زبر ہے ابن اسمٰعیل ہے ''اس نے روایت کی ابی اسامہ سے'' اور اس کا نام حماد بن اسامہ ہے'' اس نے روایت کی نافع سے'' آزادہ کردہ ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا'' اور وہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتا ہے'' قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَآءِ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا'' جو صحابی ہے کہ ''فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میں سے کسی ایک کے سامنے رات کا کھانا رکھا جائے اور نماز کے لئے اقامت بھی ہو رہی ہو تو پہلے کھانا شروع کرو'' وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ ''اور جب تک کھانا کھانے سے فارغ نہ ہو جاؤ تو نماز کے لئے جلدی نہ کرو'' وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ '' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب کھانا

Marfat.com

ماجاتا اورادھر نماز کے لئے اقامت ہورہی ہوتی تو وہ نماز کے لئے تب تشریف لاتے جب کھانے سے فارغ ہو یاکرتے'' وَ اَنَّهٗ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ '' اور تحقیق شان یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر امام کی قرأت سنتے''یعنی باوجود س کے کہ لوگ ان کے اتنے قریب نماز پڑھتے اور وہ امام کی قرأت بھی سنتے لیکن وہ کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے نہ آیاکرتے اس لئے کہ نماز میں حضورِ قلب جماعت سے زیادہ اہم ہے اور طعام کا ذکر عام ہے عشاء سے اور نماز کا ذکر بھی مطلق ہے جو عام ہے نماز مغرب سے اور انه يسمع جملہ حالیہ ہے تاکید کی زیادتی کے لئے خاص کر اپنے ماقبل کے لئے اور مسجد کے قریب ہونے کے بیان کے لئے پس جو مسجد سے دور ہو اس کے لئے بطریقِ اولیٰ جائز ہے وَ قَالَ زُهَيْرٌ وَ وَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقَبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ''اور زہیر نے کہا'' زاء معجمہ پر پیش ہے ہا پر زبر ہے ابنِ معاویہ جعفی ہے ''اور کہا وہب بن عثمان نے'' واؤ پر زبر ہے ہاء پر سکون ''اس نے روایت کی موسیٰ بن عقبہ سے'' عین مہملہ پر پیش اور قاف پر جزم ہے ''اس نے روایت کی نافع سے'' جو آزادہ کردہ ہے عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ''روایت کی اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی ایک کھانا کھانے کے لئے بیٹھا ہوا ہو تو نماز کے لئے جلد بازی نہ کرے'' حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ ''یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کرلے'' وَ اِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ ''اگرچہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہو'' قَالَ اَبُو عَبْدُ اللّٰهِ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ وَ وَهْبٌ مَدِيْنِيٌّ ''ابوعبداللہ نے کہا ہے'' یعنی امام بخاری نے کہ ''روایت کیا ہے اس حدیث مذکور کو ابراہیم بن المنذر نے'' یعنی امام بخاری نے روایت کیا ہے اس حدیث مذکور کو اپنے شیخ ابراہیم بن المنذر سے اور ان کے شیخ نے وہب بن عثمان مذکور سے اور وہب مدینی سے'' دال پر زیر ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ ہے اور ایک روایت میں ط یاء کے ساتھ ہے اور دال پر زبر کے ساتھ اور دونوں الفاظ سے مراد نسبت بسوئے مدینہ طیبہ ہے لیکن قیاس یہ ہے کہ دال پر زبر ہے، خیرِ جاری نے کہا ہے کہ نسبت مدینہ طیبہ کی طرف ہونے سے لفظ مدنی ہے یاء کے دال کے بعد اور اگر نسبت مدینہ اصفہان یا مدینہ منصور کی طرف ہو تو مدینی ہے یاء کے ساتھ دال کے بعد اور یہ حدیث تعلیقات بخاری سے ہے۔

Marfat.com

باب اِذَا دُعِیَ الْاِمَامُ اِلَی

الصَّلٰوۃِ وَ بِیَدِہٖ مَا یَاکُلُ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب اس مسئلہ کے حکم کے بیان میں ہے کہ جس وقت امام کو نماز کے لئے بلایا جائے درانحالیکہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو جسے وہ کھا رہا ہو''

اور وجہ جمع اس باب کی پہلے باب کے ساتھ یہ ہے کہ یہ باب امام کے ساتھ مختص ہے اور پہلا باب مقتدی کے ساتھ مختص ہے۔ اور یا یہ وجہ ہے کہ یہ نماز شروع ہونے سے پہلے کھانے کے بارے میں ہے اور وہ باب نماز شروع ہونے کے بعد کھانے کے بارے میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیز بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ عن صَالِحٍ عن ابن شھاب قال حدثنی جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ ' ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحییٰ اوسی مدنی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعید بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے اس نے روایت کی صالح سے'' اور وہ کیسان کا بیٹا ہے' اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' اور وہ محمد بن مسلم زہری ہے'' اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی جعفر بن عمرو بن امیہ نے'' عین مہملہ پر زبر ہے ابن امیہ کے ہمزہ پر پیش ہے میم مخففہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے اَنَّ اباہ قال رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاکل ذِرَاعاً یَحْتَزُّ مِنْھَا ''تحقیق ان کے والد امیہ نے کہا'' جو کہ صحابی تھے'' کہ میں نے حضور ﷺ کو بکری کے شانہ کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ چھری کے ساتھ گوشت کاٹ رہے تھے' اور یحتز حاء مہملہ اور زاء معجمہ کے ساتھ چھری سے کاٹنے کے معنی میں ہے فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّکِّیْنَ '' پس حضور ﷺ نماز کے لئے بلائے گئے'' اور بلانے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے'' پھر اٹھے حضور ﷺ اور چھری کو اپنے ہاتھ مبارک سے نیچے رکھ دیا'' اور دعی عین مہملہ پر پیش ہے فَصَلّٰی وَ لَمْ یَتَوَضَّأْ '' پھر نماز پڑھی حضور ﷺ نے اور وضو نہیں کیا'' صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ ہو یہ حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے کیونکہ نماز حضور ﷺ کے نزدیک دنیا کی

چیز سے زیادہ محبوب تر تھی اور نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک خدا کے سوا دنیا کی ہر چیز سے فارغ تھا اور اوامر مذکورہ کے ساتھ خطابات امت کے ساتھ مخصوص ہیں پس جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزۂ وصال کے ساتھ مخصوص تھے اسی طرح اقامت کے وقت کھانے کو چھوڑ دینا بھی ان کی خصوصیات سے ہوا اور متوجہ ہونا نماز کی طرف کہ وہ معراج ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے

باب مَنْ كَانَ فِی حَاجَةِ اَهْلِهٖ

فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا من کان الیٰ آخرہ ہے یعنی جو آدمی اپنے اہل وعیال کی کسی حاجت میں مشغول ہو اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو وہ اس حاجت کو چھوڑ کر نماز کے لئے آجائے''

اور یہ حضور طعام کے علاوہ ہے کیونکہ طعام میں زیادتی شغل ہے دل کے لئے اور اگر ہر ایک حاجت کو طعام کے ساتھ ملحق کیا جائے تو پھر اکثر احوال میں نماز کے لئے وقت باقی نہ رہے گا۔

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبۃ بن حجاج نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حکم نے'' حاء مہملہ پر زبر ہے اور کاف پر بھی، ابنِ عیینہ ہے صیغہ تصغیر سے ''اس نے روایت کی ابراہیم نخعی سے اس نے روایت کی اسود بن یزید نخعی سے'' جو کہ تابعی ہے قَالَ سَاَلْتُ عَايِشَةَ مَا كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَصْنَعُ فِی بَيْتِهٖ ''اسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر کن امور میں مشغول رہا کرتے تھے'' قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِی مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِی خِدْمَةَ اَهْلِهٖ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا'' شان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل خانہ کی خدمت کرنے میں مشغول رہا کرتے'' اور کلمہ مهنه میم کی زبر اور زیر دونوں صورتوں میں خدمت کے معنی میں ہے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کلمہ مهنه سے مراد اہل بیت کی خدمت ہے اور کہنے والا اس قول کا آدم بن ابی ایاس ہے اور کلمہ خدمت بنا بر مفعولیت منصوب ہے ہو سکتا ہے کہ مجرور ہو بوجہ حکایت صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کبھی اپنے کپڑے سیتے تھے اور کبھی اپنے جوتے مبارک میں پیوند لگاتے اور کبھی کنویں سے پانی نکالتے کبھی کنو
میں سے پانی نکالنے والے ڈول کی مرمت کرتے فَاِذَا حَضَرَتَ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ ''پس جب
نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے اور گھریلو کام کو چھوڑ دیتے'' اسی حدیث
مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے۔

باب مَنْ صَلّٰی بِالنَّاسِ وَھُوَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اَنْ یُعَلِّمَھُمْ صَلٰوۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَ سُنَّتَہٗ

''یہ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور امامت کرے''

اور حال یہ کہ اس نماز سے اس آدمی کا کوئی ارادہ بھی نہ ہو سوائے اس کے کہ واسطے تعلیم کے پڑھاتا ہے یعنی اس کی مراد صرف یہ ہے کہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ اور سنن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دے اور یعلمھم صیغہ مضارع معلوم کے ساتھ ہے باب تفعیل سے اور کلمہ سنت منصوب ہے صلوٰۃ النبی پر عطف ہونے کی وجہ سے۔

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنَا وَھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عن ابی قِلَابۃ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل بتوذکی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وہیب نے'' واؤ پر پیش ہے وہب کی تصغیر ہے بن خالد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن ابی تمیمہ سجستانی نے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف پر زیر ہے اور اس کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے قَالَ جَاءَنَا مَالِکُ بْنُ الْحُوَیْرَثِ فِی مَسْجِدِنَا ھٰذَا ''ابو قلابہ نے کہا کہ مالک بن الحویرث'' حاء مہملہ پر پیش ہے اور واؤ پر زبر ہے اور یاء مثناۃ پر جزم ہے اور آخر میں ثاء مثلثہ ہے۔ ''ہمارے پاس آئے ہماری اس مسجد میں'' یعنی بصرہ کی مسجد میں فَقَالَ اِنِّی لَاُصَلِّی بِکُمْ وَ مَا اُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ ''پس مالک بن حویرث نے کہا تحقیق میں یقیناً تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ اس نماز سے میرا مقصد فرض نماز پڑھنا نہیں'' کیونکہ ابھی وقت نہیں ہوا اور یا یہ کہ میں فرض نماز ادا کر چکا ہوں اُصَلِّی کَیْفَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی ''بلکہ میں اس لئے نماز پڑھتا ہوں تا کہ تم نماز کا وہ طریقہ جان لو

Marfat.com

س طریقہ پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا'' صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے کہ جملہ اصلی
لہ مستانفہ ہے اس چیز کے بیان کے لئے جس چیز کو بیان کرنا چاہتے تھے مالک بن حویرث یعنی میرا ارادہ ہے کہ
یں تمہاری تعلیم اور تربیت کے لئے نماز پڑھوں تا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کا طریقہ جان لو فَقُلْتُ لِاَبِی
لِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي ''ایوب سجستانی نے کہا ہے کہ پس میں نے ابی قلابہ سے کہا مالک بن حویرث نے جو
ماز پڑھی وہ کیسی تھی'' قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا ''ابوقلابہ نے کہا کہ مالک بن حویرث نے ہمارے اس شیخ کی طرح
ماز پڑھی تھی'' اور وہ شیخ عمرو بن مسلمہ ہے، لام پر زیر ہے جیسے کہ آگے آرہا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وَكَانَ الشَّيْخُ
جْلِسُ اِذَا رفع رَاسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ اَنْ يَنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلَى ''اور ان کے شیخ عمرو بن سلمہ
جب پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو دوسری رکعت کے لئے اٹھنے کی بجائے جلسہ کرتے'' یعنی
بیٹھ جایا کرتے اور اس جلسہ کو جلسہ استراحت (آرام) کہتے ہیں۔ عینی نے کہا ہے کہ یہ جلسہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
نزدیک سنت ہے جبکہ ان کے ساتھ اس میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اختلاف
ہے اور ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جلسہ اس پر حمل کیا ہے کہ یہ جلسہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضعف کی وجہ سے فرمایا
تھا کیونکہ اس وقت ان پر زیادتی عمر کے حالات رونما ہو چکے تھے اور ان احادیث کے اسناد دوسرے ہیں جیسا کہ کہا
ہے نعمان بن ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرام کو دیکھا ہے کہ دوسرے سجدہ کے
بعد پہلی رکعت میں جلسہ استراحت فرماتے تھے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اہلِ علم حضرات کا عمل اسی پر ہے اور
ابوالزناد نے کہا ہے یہ سنت ہے اور ابوعبدالملک نے کہا ہے کہ جس چیز کو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختیار کیا وہ اہلِ مدینہ
سے کیسے چھپا ہوا رہا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دس سال نماز پڑھائی اور انہیں نماز پڑھائی حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح دوسرے صحابہ کرام اور تابعین حضرات نے
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) تو پھر یہ طریقہ ان سے کیسے چھپا ہوا رہ گیا، کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ مناسب من
الرکعۃ تھا نہ کہ فی الرکعۃ میں کہتا ہوں کہ وہ سجدہ سے متعلق ہے یعنی وہ سجدہ جو کہ پہلی رکعت میں ہے اور اس
حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ دوسرے کو نماز یا وضو کی تعلیم اور سکھانے کے لئے عملاً نماز پڑھ کر سکھانا جائز ہے جس
طرح کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھانے کے لئے عملاً نماز پڑھی تھی۔

Marfat.com

باب اَهْلِ الْعِلْمِ وَ الْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ اہلِ علم اور اہلِ فضیلت حضرات
امامت کے لئے اپنے علاوہ دوسروں سے زیادہ لائق ہیں''

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قال حدثنا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی ابُ
بُرْدَةَ عَنْ اَبِی مُوسَی ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن نصر نے'' صاد مہملہ سکون کے ساتھ ہے اور اس میں
نسبت ہے اس کے دادا کی طرف اس کی شہرت کی وجہ سے اور ان کے والد کا نام ابراہیم ہے'' اس نے کہا ہمیں
حدیث بیان کی حسین نے'' اور وہ ابنِ علی بن ولید جعفی کوفی ہے'' اس نے روایت کی زائدہ بن قدامہ سے اس نے
روایت کی عبدالملک ابن عمیر سے'' عین مہملہ پر پیش ہے اور میم پر زبر ہے سوید کوفی کا بیٹا ہے'' اس نے کہا مجھے
حدیث بیان کی ابو بردہ نے'' اور وہ عامر بن ابی موسیٰ ہیں'' روایت کی اس نے ابی موسیٰ عبداللہ اشعری سے'' قَالَ
مَرِضَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ ''ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا'' جو کہ صحابی ہیں'' کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی فَقَالَ مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ
''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' یعنی امامت
کرے قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ تعالی عنها اِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُصَلِّيَ
بِالنَّاسِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے نے جواب میں'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عرض کیا کہ تحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل اور بہت رونے والے آدمی ہیں جب آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ
کھڑے ہوں گے تو زیادہ رونے اور کثرت غم کے باعث لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے'' یعنی امامت نہ انجام دے
سکیں گے'' اور کلمہ رقیق دو قاف سے ضعیف اور آسان اور نرمی کے معنی میں ہے قَالَ مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ ''پھر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے کہو'' یعنی
لوگوں کی امامت کرے اور بعض نسخوں میں مری کا لفظ ہے جو کہ صیغۂ مونث مخاطب ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے لئے، فلیصل لام کی جزم اور سکوت سے ہے فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِی اَبَا بَكْرٍ فلیصل بِالنَّاسِ
''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرمانے کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی کہی ہوئی بات دہرائی

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو کہ نماز میں لوگوں کی امامت کرائے فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوسُفَ ''اس لئے کہ تم یوسف علیہ السلام کی مصاحبوں کی عورتوں کی طرح ہو'' یہ جو جمع کا صیغہ ہے یہ جنس ہے بوجہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہ تم ہو مانند یوسف علیہ السلام کی مصاحبوں کی عورتوں کے اسلئے کہ وہ عورتیں دل میں یوسف علیہ السلام کی محبت چھپائے رکھتی تھیں اور ظاہری طور پر واضح نہیں کرتی تھیں زلیخا کے عیب کو اور زلیخا نے اپنے دل میں یوسف علیہ السلام کے عشق کو حجت بنایا اور سامنے رکھا اس نے مصر کی عورتوں کے لئے ضیافت کا کرنا، اسی طرح تم جو چیز دل میں رکھتی ہو کہ لوگ اس کے متعلق کوئی بات نہ کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال فرمانے کے بعد اور بظاہر یہ بات بنا رہی ہو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے فَاَتَاهُ الرَّسُولُ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے تشریف لے آئے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پہنچا دیں اور اس سے مراد (بھیجے ہوئے) سے حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ تھے فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِی حَیٰوةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی'' یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک میں مسلمانوں کی امامت کرائی۔ قسطلانی اور عینی نے کہا ہے کہ اس کے بعد تمام نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقل مکانی تک پڑھائیں اور امامت صغریٰ امامت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی (تمام امت میں) افضلیت پر دلیل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امامت کے لئے عالم ہونا ضروری ہے اور علماء نے امامت کے افضل ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اسلئے ایک گروہ نے کہا ہے کہ فقیہ عالم سے بہتر ہے اور اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ، امام مالک اور جمہور علماء اس کے قائل ہیں اور کہا ابو یوسف، احمد اور اسحاق نے کہ قاری ان سے بہتر ہے [illegible] کا اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں صفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم جمع تھیں کیونکہ اسلام کے ابتدائی دور میں قرآن کریم کا قاری احکام شریعہ کا فقیہ بھی ہوتا تھا کیونکہ وہ حضرات احکام کو قرآن ہی سے اخذ فرمایا کرتے قرأت قرآن کی روشنی میں سے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے اس لئے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث شریف دلیل ہے اس پر کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں زیادہ عالم تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ زیادہ علم والا ہی حقدار امامت

Marfat.com

ہے علماء جمہور کے نزدیک جیسے کہ تخریج فرمائی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فضائل میں ابی سعد سے، کہ تحقیق کہا
سعید نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم والے تھے اور اسی طرح یہ حدیث شریف دلیل ہے ا
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینا اور اس کو منتخب کرنا دین کے ایک کام کے لئے جبکہ وہ ارکان دین میں ایک عظ
رکن ہے اور یہ ساری باتیں امامت کبریٰ کے لئے ان کے مستحق ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور حدیث شریف
روئے علم وعمل ان کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے اور اسی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور ان کے
علاوہ دوسرے حضرات نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ کو امور دین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا امام بنایا تو کیا ہم
اپنے امور دنیا میں آپ کو مقدم (امیر یا امام) نہ کریں اور یہ کوئی قیاسی بات نہیں جیسا کہ مشہور ہے بلکہ یہ از قبیل
دلالت فعل ہے فعل کے اوپر اور پھر یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے مقرر فرمایا تو پھر یہ حق
کسی کو نہیں پہنچتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقرری کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے مرتبہ سے معزول کرے پس یہ حق
ثابت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کہ وہ لوگوں کی امامت کرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی پس
اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی امامت اور خلافت کے منصب پر فائز
رہیں کیونکہ اگر ان کے علاوہ دوسرا آدمی امام بنے گا تو لازم ہوگا کہ ان کو معزول کیا جائے حالانکہ ان کی تقرری
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انہیں معزول کرے جیسا کہ واقعہ
میزاب تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا تھا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے اسے اپنی جگہ سے ہٹانے کا ارادہ فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ اسے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود
اپنے دستِ مبارک سے کھڑا (نصب) کیا ہے تو انہوں نے اسے ہلایا تک نہیں اور اس کو اپنی جگہ پر قائم رہنے دیا
اور یا پھر یہ بات لازم آئے گی کہ خلیفہ اس کے پیچھے اقتدا کرے اور یہ خلافِ سنت ہے جیسے کہ کرمانی نے کہا ہے کہ
سنت یہ ہے کہ والی امام ہو پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے امام بنانے میں یہ حکمت تھی یا
متنبہ کرنے کے لئے اس پر کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر رہیں گے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا
نہ جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب تھا اور اسی لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وعید میں داخل نہیں جو لشکر اسامہ سے پیچھے رہ جانے
والوں کے حق میں وارد ہوئی تھی اور اس میں رد ہے اس گروہ کا جو طعن کرتے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں جبکہ
وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے اور لشکرِ اسامہ میں شامل نہ ہوئے تھے اور وہ وعید جو پیچھے رہ جانے

Marfat.com

ں کے حق میں وارد ہوئی وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو بلا کسی عذر اور مانع لشکرِ اسامہ میں شامل نہ ہوئے تھے
راس قسم کی باتیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں بعید از قیاس ہیں پھر یہ کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے خود مدینہ طیبہ کی طرف
جوع فرمایا تو پھر ان کے علاوہ باقی لوگ کیسے رجوع نہ کرتے اور اس حدیث شریف میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
لئے دلیل ہے امامت کبریٰ کے اختیار کرنے میں اور اس ضمن میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کرنے میں اور اس میں
ل سنت کے لئے بھی دلیل ہے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ يُوسَفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ
لْمُؤْمِنِيْنَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس
نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے والد عروہ سے اس نے روایت کی ام المؤمنین حضرت
ائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' اور بعض نسخوں میں لفظ عائشہ نہیں اور بعض نسخوں میں لفظ ام المؤمنین ساقط

ہے اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُصَلِّ
بِالنَّاسِ '' تحقیق حال یہ ہے کہ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ ''تحقیق حاضرین سے فرمایا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض میں جس میں وصال فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میرا امر پہنچاؤ کہ لوگوں کو
نماز پڑھائے'' یعنی امامت کرے لوگوں کو اور بعض نسخوں میں فلیصل ہے یصل کی جگہ اور یصل کا جزم اس
لئے ہے کہ وہ امر کا جواب واقع ہے اور بعض نسخوں میں فلیصلی پہلے لام کے زیر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کو برقرار
رکھتے ہوئے دوسرے لام کے بعد زبر کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں مری ہے یعنی صرف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کو امر کیا گیا مروا کی جگہ اور بعض نسخوں میں بالناس کی جگہ للناس ہے قَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله تعالى
عنها قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ ''عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت آپ کے کھڑے ہونے کی
جگہ پر کھڑے ہوں گے تو زیادہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرأت اور تکبیرات نہ سنا سکیں گے '' فَمُرْ عُمَرَ
فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''پس آپ عمر رضی اللہ عنہ کو امر فرمایئے تا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور بعض نسخوں میں فلیصلی زبر
کے ساتھ ہے فَقَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اذا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يَسْمِعِ
النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ ''عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اے حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو حضور ﷺ سے کہہ دے کہ تحقیق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بہت زیادہ رونے کی وجہ سے وہ لوگ کو قرأت اور تکبیرات نہ سنا سکیں گے۔ پس آپ امر فرمایئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ وہ امامت کرے اور لوگوں کو پڑھائے'' اور بعض نسخوں میں بالناس کی جگہ للناس ہے اور حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما امہات المؤمنین میں سے ہے فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ''پھر وہ کام حفصہ رضی اللہ عنہ نے کیا'' یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ قول حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا'' تو حضور ﷺ نے فرمایا باز رہو اس بات سے اور اس بات نہ کہو تحقیق تم ان عورتوں کی مانند ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھیں'' اور کلمہ مہ سکون کے ساتھ اسم فعل اکفف کے معنی پر اس سے مراد ڈانٹ ہے امام قسطلانی نے کہا ہے کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کہا ہے کہ وجہ مشابہت ان کی مصر کی ان عورتوں کے ساتھ مکر کا موجود ہونا ہے دونوں واقعات میں اور وہ مخالفت ظاہر ہے اس چیز کی جو باطن میں ہے جیسے کہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے عینی نے کہا یعنی تم ان عورتوں کی جنس ہو جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو تشویش میں ڈال دیا تھا اور ان کی طبیعت کو مکدر کر دیا تھا اور ان کو ملامتی کے مقام پر لا کھڑا کیا فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ رضى الله عنهما مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا ''پس ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا مجھے کبھی تیری طرف سے کوئی خیر (نیکی) نہیں پہنچی'' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یاد دہانی کرائی ہو اس واقعہ کی جبکہ حضور ﷺ نے اس کو خفیہ طور پر کوئی بات کہی تھی پھر حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ بات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دی اور پھر اس سلسلہ میں آیت شریف و اذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثاً نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسٌ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو الیمان نے'' اور وہ حکم بن نافع الحمص ہے'' اس نے کہا خبر دی ہمیں شعیب نے'' اور وہ بیٹا ہے ابی حمزہ کا'' اس نے ابن شہاب زہری سے روایت کی اس نے کہا خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے'' جو صحابی ہے وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم وَ خَدِمَهُ وَ صَحِبَهُ ''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور کے پیروکار تھے'' جنہوں نے عقائد میں افعال اور اقوال میں اور اخلاق میں حضور ﷺ کی اتباع کی تھی'' اور وہ حضور ﷺ کے خادم تھے''

انہوں نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی تھی ''حضور ﷺ کے صحابی تھے'' اور حضور ﷺ کی
بت اور معیت میں رہا کرتے اور کلمہ تبع علم کے وزن پر ہے اور خدم بصر کے وزن پر ہے اور صحب
لم کے وزن پر ہے اور مقصد اس جملہ کے ذکر کرنے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سچائی اور فضیلت ظاہر کرنا ہے اور
ں لئے بھی کہ آپ کی روایت کردہ حدیث مکمل طور پر قابل اعتماد ہے برخلاف ان کے جو انس رضی اللہ عنہ پر برا گمان
کرتے ہیں اور بخلاف ان لوگوں کے جو طعن و تشنیع کرتے ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر

نَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّى بِهِمْ فِى وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عليه واله وسلم الَّذِى تُوُفِّىَ فِيهِ ''تحقیق
بوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بیماری کے دوران نماز میں لوگوں کی امامت فرماتے وہ بیماری جس میں
حضور ﷺ نے وصال فرمایا'' حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِى الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ
صلى الله عليه واله وسلم سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُمْ قَايِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ''یہاں
تک کہ پیر کا دن ہوا اس حال میں کہ صحابہ کرام صفیں باندھ کر حالتِ نماز میں تھے پھر حضور ﷺ نے اپنے حجرہ
شریف کا پردہ اٹھایا اس حال میں کہ حضور ﷺ کھڑے تھے اور ہماری طرف دیکھ رہے تھے حضور ﷺ کا چہرہ
انور مصحف کے ورق کی مانند تھا'' نزاکت کے لحاظ سے نہایت شدت مرض کی بدولت اور چہرہ اقدس میں زیادتی
جمال و نورانیت کی وجہ سے اور اسرار خفیہ کے ظواہر سے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ نماز ظہر کی نماز تھی ثُمَّ تَبَسَّمَ
يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُوْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله تعالٰى عليه واله وسلم ''پھر تبسم فرمایا
حضور ﷺ نے اس حال میں کہ مسکرا رہے تھے پس ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہم آزمائش میں پڑ جائیں گے نماز قطع
کرنے کی وجہ سے اور بہت دنوں کے بعد حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہونے کی خوشی سے'' یعنی ہم نے چاہا کہ نماز
چھوڑ کر حضور ﷺ کے پاس پہنچیں اور دیدار سے مشرف ہوں کیونکہ حضور ﷺ کی [illegible] دیدار عبادتوں
میں سے عظیم عبادت ہے لیکن نماز قطع کرنا ﷺ جبکہ حضور ﷺ نے نماز کو مؤمن کی معراج کہا ہے اور
حضور ﷺ کا تبسم فرمانا نماز میں صحابہ کرام کے جمع ہونے کی وجہ سے تھا کیونکہ نماز بہت بڑی عبادت ہے

فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَ ظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله تعالٰى عليه واله وسلم خَارِجٌ
اِلَى الصَّلٰوةِ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دونوں ایڑیوں پر پیچھے جانے لگے تا کہ صف میں شامل ہو جائیں اور
گمان کر لیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ حضور ﷺ نماز کے لئے تشریف لانے والے ہیں'' اور لیصل وصول سے ہے

Marfat.com

نہ کہ وصل سے فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ ''پس اشارہ فر
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف کہ نماز پوری کرو' وَاَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ فِی یَوْمِہٖ ''اور اس پردہ کو حضور صلی اللہ
نے گرادیا اور پھر اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا (اناللہ وانا الیہ راجعون) حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرَ قَالَ حَدَّ
عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے'' دونوں میم پر زبر ہے اور اس
نام عبداللہ بن عمر المقعد بصری ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث بن سعید نے اس نے کہا ہمیں
حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے اس نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' قَالَ لَمْ یَخْرُجِ النَّبِیُّ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثلثًا ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا'' جو کہ صحابی ہیں'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن تک
اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف نہ لائے'' اور اس کی ابتداء اس وقت سے تھی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیٹھ کر
نماز پڑھائی تھی فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَذَھَبَ اَبُوْبَکْرٍ یَتَقَدَّمَ '' پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے'' تاکہ امامت کریں اور بعض نسخوں میں فتقدم ہے فاء کے ساتھ ذھب پر عطف ہے فَقَالَ
نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِالْحِجَابِ فَرَفَعَہٗ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرہ شریف کا پردہ
پکڑا اور اسے اٹھایا'' اور یہاں فقول اخذ کے معنی میں ہے یا یہ معنی ہے کہ فرمایا اور حکم دیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کسی کو پردہ اٹھانے کے لئے پھر اس شخص نے پردہ اٹھایا فَلَمَّا وَضَحَ وَجْہُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا کَانَ اَعْجَبَ اِلَیْنَا مِنْ وَجْہِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حِیْنَ وضح
لَنَا ''پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک ظاہر ہوا تو ہم نے ایسا دلکش منظر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جو اس وقت
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کی صورت میں ہمارے سامنے تھا'' اور بعض نسخوں میں ما رأینا ہے فَاَوْمَی النَّبِیُّ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِیَدِہٖ اِلَی اَبِی بَکْرٍ اَنْ یَتَقَدَّمَ وَ اَرْخَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم الْحِجَابَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے اور لوگوں کو نماز
پڑھانے کا اشارہ فرمایا'' یعنی امامت کریں اور ''حجرے شریف کے پردے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرادیا'' فَلَمْ یَقْدِرْ
عَلَیْہِ حَتّٰی مَاتَ '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ شریف سے باہر آنے پر قادر نہ ہوئے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے
گئے'' یہ معنی اس روایت کے مطابق ہے جبکہ صیغہ واحد مذکر غائب مجہول فعل مضارع ہو اور اگر صیغہ متکلم مع الغیر
معلوم فعل مضارع پڑھیں گے تو پھر معنی اس طرح جانو یعنی کہ ''پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرنے پر قادر نہ

Marfat.com

ئے'' حدیث کے چند شارحین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں
نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے اور وہ اس منصب سے معزول نہیں ہوئے جیسے کہ بعض کا خیال ہے اور حدیث شریف
ں یہ بھی دلیل ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کرنا قائم مقام کے لئے ان جیسے حالات میں امر ہے حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ
لَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِی یُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ
خْبَرَهٗ عَنْ اَبِیْهِ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سلیمان جعفی کوفی نے'' جو مصر میں جا بسے تھے اور انہوں نے وہاں
وفات بھی پائی ۲۳۷ھ یا ۲۳۸ھ میں ''اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی ابن وہب نے'' اور اس کا نام عبداللہ مصری
زہری ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی مجھے یونس بن یزید ایلی نے اس نے روایت کی ابنِ شہاب زہری سے اس
نے روایت کی حمزہ سے'' حمزہ میں زاء معجمہ پر زبر ہے سالم بن عبداللہ ابن عمر کا بھائی ہے ''تحقیق حال یہ ہے کہ حمزہ
نے خبر دی ہے ابن شہاب کو اپنے والد عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ''قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ
اللّٰہ صلی اللہ علیہ واله وسلم وَجَعُهٗ قِیْلَ لَهٗ فِی الصَّلٰوةِ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' جو صحابی ہے'' کہ
جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں شدت پیدا ہوئی'' وہ بیماری جس میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بارے میں عرض کیا گیا'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا گیا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور
اذان ہو چکی ہے اور لوگ حاضر ہیں فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حاضرین کو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور بعض نسخوں میں فلیصل ہے یعنی پہلے لام پر
زیر ہے اور دوسرے لام کے بعد یاء پر زبر ہے قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِیْقٌ اِذَا قَرَاَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ
اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نرم دل آدمی ہے جب وہ
قرأت کرنے لگے گا تو اس پر رونا غالب آ جائے گا'' قَالَ مُرُوْهُ فَلْیُصَلِّ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو فرمایا کہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' یعنی امامت کرے لوگوں کو اور بعض نسخوں میں فیصلی ہے
بغیر لام کے فاء کے بعد اور دوسرے لام کے بعد یاء مفتوحہ ہے فَعَاوَدْتُهٗ فَقَالَ مُرُوْهُ فَلْیُصَلِّ ''پھر ام المؤمنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں اپنا پہلے والا قول پھر دہرایا تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور امامت کرے اور فلیصل میں وہی سابقہ روایات ہیں
فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ ''پس تحقیق تم عورتیں مصاحب یوسف علیہ السلام جیسی ہو'' یعنی تم ان کی مانند ہو کہ جو

دل میں ہے اس کے خلاف ظاہر کرتی ہو اور بعض نسخوں میں ان کن ہے بغیر فاء کے تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَ ابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَ اِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ ''متابعت کی ہے اس کی یعنی یونس بن یزید کی زبید نے'' زاء معجمہ پر پیش ہے باء موحدہ پر زبر ہے اور نام اس کا محمد بن ولید ہے'' اور زہری کے بھتیجے نے اور نام اس عبداللہ بن مسلم ہے'' اور متابعت کی اس کی اسحاق بن یحییٰ کلبی نے روایت کی اس نے زہری سے'' اور اس کا نام محمد بن مسلم بن شہاب ہے وَ قَالَ عُقَيْلٌ وَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه واله وسلم اور کہا ہے عقیل نے'' عین مہملہ پر پیش ہے قاف پر زبر ہے ابن خالد ایلی ہے اور معمر میں دونوں میم پر زبر ہے اور دونوں میم کے درمیان عین مہملہ ساکنہ ہے راشد کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی زہری سے اس نے روایت کی حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور فرق دونوں متابعتوں کے درمیان یہ ہے کہ دوسری از جہت رفع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کامل ہے اور پہلی ناقص ہے اس لئے کہ وہ زہری پر موقوف ہے اور اس باب کی احادیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَاب مَنْ قَامَ اِلَى جَنْبِ الْاِمَامِ لِعِلَّةٍ

''یہ باب اضافہ کے ساتھ ہے یعنی یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو کھڑا ہو جائے امام کے پہلو میں جو کسی بیماری کی وجہ سے بیٹھا ہوا ہو''

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها ''ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن یحییٰ البلخی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن نمیر نے'' صیغہ تصغیر سے ہے اور اس کا نام عبداللہ ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے اس نے روایت کی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ ''حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران ابوبکر کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا'' وہ بیماری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین سے تشریف لے گئے فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کیا کرتے'' قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً ''عروہ بن زبیر نے مذکورہ

سناد کے ساتھ کہا کہ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جسد اطہر میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا'' یعنی بیماری میں کچھ افاقہ ہوا'' فَخَرَجَ فَاِذَا اَبُوبَکْرٍ یَؤُمَّ النَّاسَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو اچانک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ لوگوں کی امامت فرما رہے ہیں'' فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوبَکْرٍ اِسْتَاخَرَ ''پس جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ باہر تشریف لے آئے ہیں تو وہ پیچھے صف کی طرف جانے لگے'' فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنْ کَمَا اَنْتَ ''پس اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ ویسے ہی رہو جیسے تھے'' یعنی جس جگہ پر پہلے کھڑے تھے اسی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِذَاءَ اَبِی بَکْرٍ اِلٰی جَنْبِہٖ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے'' کہ ایک کی ایڑھی دوسرے کی ایڑھی سے مقدم نہ تھی فَکَانَ اَبُوبَکْرٍ یُصَلِّی بِصَلٰوۃِ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھتے تھے'' یعنی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی تھی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِی بَکْرٍ ''اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے'' اور مشکل جانا ہے علماء نے مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ کیونکہ ترجمہ میں من قام الی جنب الامام ہے اور حدیث میں جلوس بجنب امام ہے جواب دیا گیا ہے کہ قیام کی انتہا بیٹھنے سے ہے پس کوئی منافات نہیں قیام اور جلوس میں بلکہ جلوس قیام کو مستلزم ہے یا قیام ہے امام کے پہلو میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیونکہ امام اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے نہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اس حدیث شریف سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ قائم یعنی کھڑے ہوئے شخص کی اقتداء بیٹھے ہوئے کے پیچھے جائز ہے۔

بَاب مَنْ دَخَلَ لِیَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْاِمَامُ الْاَوَّلُ

فَتَاَخَّرَ الْاَوَّلُ وَلَمْ یَتَاَخَّرْ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ فِیْہِ

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صلی

اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب ہے جس کا ترجمہ من دخل الیٰ آخرہ ہے اور ترجمہ کا معنی یہ ہے کہ مثلاً کوئی آدمی محراب میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے داخل ہوا نیابت کے طور پر اس امام کی جگہ جو مقرر ہے امامت کیلئے''

پھر آجائے وہ امام مقرر پھر اقتداء کرلے اور پیچھے چلا جائے وہ امام جو پہلے محراب میں نماز پڑھانے آیا تھا یا اقتداء بھی نہ کی اور پیچھے بھی نہ گیا وہ امام جو پہلے نماز پڑھانے محراب میں گیا تھا تو نماز اس کی جائز ہے دونوں صورتوں میں اور یہ جواز نماز ہر دو صورتوں میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس نماز کا جائز ہونا اس صورت میں ہے کہ پیچھے چلا جائے اس حدیث میں ہے جو عروہ سے مروی ہے اور اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو گذر چکی پہلے باب میں اور اس کے الفاظ یہ ہیں فَلَمَّا رَاٰہُ اِسْتَاْخَرَ اور نماز کا جائز ہونا پیچھے نہ جانے کی صورت میں اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا اس کو عبید اللہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے باب حد المریض میں اور اس کے الفاظ یہ ہیں فَاَرَادَ اَنْ یَتَاَخَّرَ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَنْ مَکَانَکَ اور معرفہ کا اعادہ جب ہوتا ہے تو وہ بعینہ اول ہی ہوتا ہے مگر اس وقت جبکہ اس کی غیریت پر کوئی قرینہ موجود ہو جیسے کہ ہمارے موضوع سخن میں ہے اس لئے کہ تاخر تقدم کے بعد ہوا کرتا ہے اور تقدم حاصل نہیں ہوا مگر امام اول کے علاوہ کو پس پیچھے جانا قرینہ ہے اس بات پر کہ یہ پہلا اس پہلے کے علاوہ ہے اور دوسرا قرینہ لفظ الآخر ہے الاول کی جگہ تو مطلب یہ ہوا فتاخر الامام الآخر

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٍ عَنْ اَبِی حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی ابی حازم سے'' حاء مہملہ ہے اور زاء معجمہ ہے ''دینار کا بیٹا ہے'' اور اس کا نام سلمہ ہے ''اس نے روایت کی سہل بن سعد سے'' تصغیر کے ہاء پر سکون ہے اور سعد کے عین مہملہ پر سکون ہے ساعدی انصاری ہے رضی اللہ عنہ جو صحابی

ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَھَبَ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِیُصْلِحَ بَیْنَھُمْ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام میں سے چند آدمیوں کے ساتھ اولادِ عمرو بن عوف کی طرف تشریف لے گئے'' دونوں عین مہملہ پر زبر ہے ظہر کی نماز کے بعد ''تاکہ ان کے درمیان مصالحت فرمائیں'' کیونکہ وہ آپس میں لڑتے

ے اور آپس میں ایک دوسرے کو پتھروں سے مارتے تھے اور ان کے گھر قبا میں واقع تھے جو ایک بستی ہے مدینہ
بہ کے مضافات میں۔ فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فجاء الْمُؤَذِّنُ اِلَیٰ اَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہ ''پس نماز کا وقت
گیا'' یعنی عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور حضور ﷺ ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے پس آیا مؤذن حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس'' یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم سے کیونکہ حضور ﷺ پہلے ہی فرما چکے تھے
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہ اگر نماز عصر کا وقت ہو گیا اور میں اس وقت تک یہاں پہنچ نہ سکوں تو تم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہہ
دینا کہ نماز پڑھائے اور امامت کرے لوگوں کی جیسے کہ طبرانی میں ہے فَقَالَ اَتُصَلِّی لِلنَّاسِ ''پس بلال رضی اللہ عنہ
نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟'' آپ پہلے وقت میں امامت کریں گے لوگوں کی یا
انتظار کریں گے حضور ﷺ کا آخر وقت تک فَاُقِیْمَ قَالَ نَعَمْ '' پس کیا اقامت کہوں میں تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
ہاں'' نماز کے لئے اقامت کہو میں نماز پڑھاتا ہوں پس اول وقت میں نماز پڑھانا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے
انتظار کرنے سے زیادہ پسند آیا کیونکہ پہلے وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت یقینی ہے جس کو ترک نہیں کیا جا سکتا، اس
فضیلت کی وجہ سے جو یقینی نہیں ہے روایت کی گئی ہے اقیم نصب (زبر) کے ساتھ کیونکہ جواب استفہام ہے اور رفع
(پیش) کے ساتھ جملہ مستانفہ ہے اور مبتداء کی تقدیر ہے فَصَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ ''پس نماز شروع کی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے''
فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ ''پس تشریف لائے حضور ﷺ
اس حال میں کہ لوگ نماز میں تھے'' فَتَخَلَّصَ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ '' پس حضور ﷺ صفوں کے درمیان
سے ہوتے ہوئے پہلی صف تک پہنچے اور پھر توقف فرما ہوئے پہلی صف میں'' اور ایسا کرنا امام کے لئے جائز ہے
خاص کر اور بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کے لئے تو یقیناً جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے لئے مکروہ ہے
فَصَفَّقَ النَّاسُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِی صَلٰوتِہٖ '' پس لوگوں نے ہاتھوں پر [illegible] ابو بکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ
کرنا چاہا'' کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں ''لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوران نماز کسی قسم کی توجہ نہ فرمائی''
فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِیْقَ ''پس لوگوں نے کثرت سے ہاتھوں پر ہاتھ مارے اِلْتَفَتَ فَرَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ''تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرہ گھمایا پس دیکھا انہوں نے حضور ﷺ کو''
فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَنِ امْکُثْ مَکَانَکَ ''پس اشارہ فرمایا حضور ﷺ
نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی جگہ پر برقرار رہو جہاں پر ہو'' فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یدیہ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا اَمَرَہٗ بِہٖ

Marfat.com

رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مِنْ ذالِکَ ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھ
اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ادا فرمائی اس چیز پر جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو امر فرمایا'' جو کہ دین میں ایک عظیم مقا
قسطلانی نے کہا کہ یہ حمد زبان سے ادا فرمائی تھی اور صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے کہ ابنِ جوزی نے کہا ہے کہ شک
کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں کے اشارہ سے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے یا حمد ادا کی دونوں ہاتھوں
اشارہ سے جیسے کہ دوسری روایت میں ہے ثُمَّ اسْتَاخَرَ ابو بکر حَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ ''پس ابوبکر
پیٹھ پھیرے بغیر پیچھے کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ صف میں داخل ہو گئے'' اور صف میں برابر کھڑے ہو گ
وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فصلی ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جگہ پر آگے تشریف
گئے امامت فرمائی'' اور لوگوں کو نماز پڑھائی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَثْبُتَ ا
اَمَرْتُکَ ''پس جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمایا اے ابوبکر کس چیز نے تجھے منع کیا اس سے کہ تو اپنی جگہ پر برقرار نہ رہا جبکہ میں نے تم کو اپنی جگہ پر برقرا
رہنے کا حکم دیا تھا'' فَقَالَ اَبُوبکر مَا کَانَ لِابْنِ اَبِی قُحَافَةَ اَنْ یُصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ''پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے یہ مناسب نہیں ہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے'' یعنی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام بنے اور قحافہ قاف کی پیش سے ہے حاء مہملہ مخفف
ہے اور اس کے بعد الف اور اس کے بعد فاء ہے اور ان کا نام عثمان ابن عامر ہے اور آپ فتح مکہ کے وقت ایمان
لائے اور ان کی وفات ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چودھویں برس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی او
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس طریقہ پر عرض کرنا اپنے آپ کو حقیر جاننے اور اپنے آپ کو کمتر جاننے کی وجہ سے تھا اور ان کو یہ شعو
بھی ہو چکا تھا کہ اس قسم کے کام پر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امر کرنا محض کمال لطف وکرم کی وجہ سے ہے اس بنا پر اپنی
مقدور اور حد سے تجاوز نہ فرماتے ہوئے اور اپنی حیثیت پر نظر ڈالتے ہوئے انہوں نے اس طرح سے عرض کی او
یہی ادب کا تقاضا ہے اور امر جو ادب پر فوقیت رکھتا ہے وہ استحباب امور میں ہے نہ کہ اس قسم کے امر (کام) میں
فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مَالِیْ رَاَیْتُکُمْ اَکْثَرْتُمُ التَّصْفِیْقَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حاضرین جماعت سے فرمایا کیا حال ہے یہ کہ میں نے تمہیں دیکھا کہ تم لوگ بہت زیادہ ہاتھوں پر ہاتھ مار
تھے'' اور کلمہ مالی تعرض ہے اور عرض مالکم ہے مَنْ نَابَهُ شَیْءٌ فِی صَلٰوتِهٖ فَلْیُسَبِّحْ ''جس کو نماز میں کوئی ضرورت

Marfat.com

ں آجائے تو اس کو چاہئے کہ تسبیح کہے ''فَاِنَّهُ اِذَا سَبَّحَ اُلْتُفِتَ اِلَيْهِ'' اس لئے کہ جب وہ تسبیح کہے گا تو اس کی رف توجہ کی جائے گی'' وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ '' اور بات یہی ہے کہ دوسرے کو خبر کرنے کے لئے ہاتھوں پر تھ مارنا یعنی تالیاں بجانا عورتوں کے لئے مناسب اور لائق ہے'' اور نماز کا یہ طریقہ کہ پہلا امام پیچھے چلا جائے جس وقت کہ مقررہ امام حاضر ہو جائے اور پھر وہ مقرر امام آگے جا کر نماز پڑھائے اور پھر نماز فاسد بھی نہ ہو یہ خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا تھا ورنہ حنفیہ کے نزدیک اس طریقہ سے نماز جائز نہیں ہوتی اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس کے قول میں ہے کہ ثم استاخر ابوبکر علاوہ مذہب حنفیہ کے سواء حاضر ہونے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسی طرح مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ حنفیہ کے نزدیک بھی اس قول ابی بکر میں ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ جائز تھا کہ وہ پیچھے نہ جاتے بوجہ اشارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اپنی جگہ پر برقرار رہو اور پیچھے جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے تھا اور اس حدیث شریف سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ صاحبِ اختیار کے لئے جائز ہے کہ وہ مامور کو زجر کرنے سے پہلے اس سے اپنے امر کی خلاف ورزی کی وجہ پوچھے اور بوجہ حاجت کسی طرف التفات کرنا بھی جائز ہے۔

باب اِذَا سْتَوُوا فِی الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا ستووا آخر تک ہے یعنی قرآن کریم پڑھنے میں تمام حاضرین برابر نہ ہوں تو پھر چاہئے کہ ان کی امامت وہ کرے جو ان سب میں بلحاظ سال وعمر سب سے بڑا ہو''

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حماد بن زيد عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرَثِ ''ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے'' حاء مہملہ پر زبر ہے اور راء مہملہ پر سکون اور آخر میں باء موحدہ ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے'' اور وہ درہم کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی ایوب سجستانی سے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' اور اس کا نام عبداللہ بن زید حرمی ہے'' اس نے روایت کی مالک بن

حویرث سے'' حاء مہملہ پر پیش ہے آخر میں ثاء مثلثہ ہے صیغہ تصغیر ہے قَالَ قَدِمْنَا على النبى صلى الله عليه

Marfat.com

والـــه وسـلـم وَ نَـحْـنُ شَبَبَةٌ ''مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ صحابی ہیں ''کہ ہم چند آدمی اپنی قوم کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس حال میں کہ ہم سب جوان تھے'' یعنی عمر کے لحاظ سے سب ایک دوسرے کے قریب تھے اور شبہ شین معجمہ زبر سے اور دو باء موحدہ سے شاب کی جمع ہے فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ''پس ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تقریباً بیس رات دن قیام کیا'' وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم رَحِيمًا ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر بہت مہربان تھے'' فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى بِلَادِكُمْ فَعَلِّمْتُوْهُمْ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے گاؤں کو واپس چلے جاؤ تو وہاں لوگوں کو تعلیم دو مرؤهم فَلْيُصَلُّوا صَلٰوة كذا فِي حِيْنَ كَذَا وَ صَلٰوةَ كذا فِي حِيْنَ كذا ''تو ان کو نماز پڑھنے کا امر کرو پس ضروری ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھیں'' وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ ''پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور وہ شخص تمہارا امام بنے جو تم سب سے عمر میں بڑا ہو'' جبکہ امامت کی شروط سب میں یکساں پائی جائیں اور اگر شروط سب میں یکساں نہ ہوں تو مسئلہ نماز سے جو زیادہ واقف ہو وہ امامت کرے اور پھر جو قرآن کریم کی تلاوت اچھی طرح سے کرے یہ دونوں دوسروں سے مقدم ہیں اور ان دونوں میں پہلا دوسرے پر مقدم ہے کیونکہ نماز میں فقیہ کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے وجہ رونما ہونے کثرت حادثات کے برخلاف قاری کے کیونکہ جن مسائل میں ضرورت پڑ سکتی ہے فقیہ کی وہ بہ نسبت قرأت کے زیادہ اہم اور ضروری ہیں۔ صاحبِ خیر جاری نے کہا کہ جملہ مروہم، ظاہر یہ ہے کہ لو کی جزاء ہے اور لو ان شرطیہ کے معنی میں ہے استقبال اور اثبات کے لئے نہ کہ امتناع کے لئے اور قسطلانی نے کہا کہ مروا جملہ مستانفہ ہے گویا کہ قسطلانی نے کلمہ لو کو تمنی پر حمل کیا یا یہ کہ لو کا واجب محذوف ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تھا ان لوگوں کے لئے اپنے وطن کی طرف ان کی خواہش اور رجحان کی وجہ سے اور اسی پر دال ہے مالک بن حویرث کا قول کہ ''كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم رحيما'' ہے۔

Marfat.com

بابٌ اِذَا زَارَ الْاِمَامُ قَوْماً فَاَمَّهُمْ

"یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا زار الامام آخر تک ہے یعنی جبکہ زیارت کرے (ملنے جائے) بڑا امام یا اس کا قائم مقام کسی قوم کی پس نماز پڑھائے اس قوم کو ان کی اجازت سے"

حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا معمر عن الزهری قال اَخْبَرَنِیْ محمود بن الرَّبِیْعُ "ہمیں حدیث بیان کی معاذ نے" میم پر پیش ہے عین مہملہ کے ساتھ ابن اسد مروزی نزیل بصرہ ہے "اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن المبارک نے اس نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے" اور وہ راشد کا بیٹا ہے "اس نے روایت کی زہری سے" جو محمد بن مسلم بن مبارک بن شہاب ہے "اس نے کہا خبر دی مجھ کو محمود بن ربیع نے" راء مہملہ پر زبر ہے انصاری ہے قَالَ سَمِعْتُ عتبان بن مالک الْاَنْصَارِی "محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا" کہ تابعی ہے کہ "میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سنا" قَالَ اِسْتَأْذَنَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاَذِنَتْ لَهُ "عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا" جو کہ صحابی ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے دی" فَقَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِکَ "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں اس جگہ نماز پڑھوں" فَاَشَرْتُ لَهُ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِی اُحِبُّ "پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشارہ سے وہ جگہ بتائی جس کو میں پسند کرتا تھا" فَقَامَ وَ صَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَ سَلَّمْنَا "پس کھڑے ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صفیں باندھیں ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پھر سلام پھیرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ہم سب نے بھی سلام پھیر لیا" امام قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے استنباط کیا جا سکتا ہے اس پر کہ مالک مکان امام کے لئے اولیٰ ہے اور امام اعظم یا اس کا نائب اولیٰ ہے بلحاظ محل ولایت مالک سے پس اگر تو کہے کہ امام اعظم سلطان ہے مالک پر تو پھر اجازت لینے کی ضرورت نہ ہونی چاہئے جواب دیا گیا ہے کہ اجازت لینے میں رعایت ہے جانبین کی اور بعض نسخوں میں فسلمنا ہے عینی نے کہا ہے کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس قول میں ہے این تحب ان اصلی من بیتک۔

Marfat.com

بابُ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤتَمَّ بِهِ

''یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا یہ ہے انما جعل الامام آخر تک یعنی بات یہی ہے کہ مقرر کیا گیا ہے امام اس لئے کہ افعال نماز میں اس کے پیچھے اقتداء کی جائے''

عینی نے کہا ہے کہ یہ ترجمہ ایک جزو ہے مالک کی حدیث کا احادیث باب میں سے بنا برآنکہ آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور جعل صیغہ واحد مذکر غائب مجہول فعل ماضی ہے وَصَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فِی مَرَضِهِ الَّذِی تُوُفِّیَ فِیْهِ بِالنَّاسِ وھو جَالِسٌ ''اور نماز پڑھائی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اپنی بیماری کے دوران اس بیماری میں کہ وصال فرمایا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے'' یعنی امامت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں ''کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے'' عینی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ اس تعلیق کو ترجمہ میں کوئی دخل نہیں تو اس کے ذکر سے کیا فائدہ ہے میں کہتا ہوں کہ امام بخاری اس تعلیق سے اشارہ کرتے ہیں اس امر کی طرف کہ ترجمہ جو حدیث کا ٹکڑا ہے وہ عام اور متقاضی ہے کہ مقتدی مطلقاً امام کی متابعت کرے اور وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی اپنی بیماری میں وہ بیماری جس میں آپ نے وصال فرمایا اور حال یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ (نمازی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے اور امر نہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیٹھنے کے لئے پس دلالت کرتا ہے یہ خاص پر اور عموم اس میں داخل ہیں اس قول کے باعث کہ انما جعل الامام لیوتم به ہے وقال ابن مسعود اذا رفع قَبْلَ الْاِمَامِ یَعُودُ فَیَمْکُثُ بِقَدرِ مَا رَفَعَ '' اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ صحابی ہیں ''جس وقت مقتدی اپنے سر کو امام سے پہلے اٹھالے رکوع یا سجدہ میں تو پھر لوٹ کر جائے اس رکن کی طرف جس میں تھا پھر یا جتنی دیر کرے اس رکن میں جتنی دیر پہلے سر اٹھایا تھا'' ثُمَّ یتبع الْاِمَامَ '' پھر امام کی متابعت کرے'' اس تعلیق کی متابعت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے وَقَالَ الْحَسَنُ فِیْمَنْ یَرْکَعُ مَعَ الْاِمَامِ رَکْعَتَیْنَ وَلَا یَقْدِرُ عَلَی السجود '' اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ تابعی ہے ''اس شخص کے بارے میں جو امام کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتا ہے

Marfat.com

اوراسے ازدحام یا کسی اور وجہ سے سجدہ کرنے کی قدرت حاصل نہیں جیسے یَسْجُدُ لِلرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ سَجْدَتَیْنِ ''دوسری رکعت کے لئے دوسجدے کرے گا'' ثُمَّ یَقْضِی الرَّکْعَۃَ الْاُوْلٰی بِسُجُوْدِھَا ''پھر اس پہلی رکعت کی قضا کرے بمعہ سجدوں کے'' وَ فِیْمَنْ نَسِیَ سَجْدَۃً حَتّٰی قَامَ یسجد ''اور وہ شخص جو بھول جائے ایک سجدہ دوسری رکعت میں یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے قیام کر لیا تھا اس کو معدوم سمجھ لے عینی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ حسن بصری سے جو مروی ہے اس کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے میں کہتا ہوں کہ حسن بصری سے مروی کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ اس مروی میں امام کی متابعت ہے مخالفت موجود ہونے کے بعد اور اس مسئلہ میں ہمارے علماء اور اور علماء شافعیہ کہتے ہیں کہ اژدحام کی صورت میں لوگوں کی پیٹھ پر سجدہ کر لے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کو منع کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَبِی عَائِشَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بن عُتْبَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے'' اور اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف ہے اس کی شہرت کی وجہ سے اور اس کے والد کا نام عبداللہ تمیمی یربوعی کوفی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زائدہ بن قدامہ بکری کوفی نے'' اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے اس نے روایت کی موسیٰ بن ابی عائشہ ہمدانی کوفی سے اس نے روایت کی عبیداللہ سے'' صیغہ تصغیر کے ساتھ ہے ''ابن عبداللہ بن عتبہ ہے'' عین مہملہ پر پیش ہے اور تاء مثناۃ فوقانیہ ساکن ہے فقہائے سبعہ میں سے ایک ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ لَھَا اَلَا تُحَدِّثِیْنِی عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واله وسلم ''عبداللہ بن عتبہ نے کہا کہ'' تابعی ہے کہ ''میں المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس کو کہا کیا آپ مجھے حدیث بیان نہیں کرتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کے بارے میں'' قَالَتْ بَلٰی ثَقُلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ واله وسلم ''ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہاں میں تم کو حدیث بیان کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ بوجھل ہوئی'' یعنی بیمار ہوئے فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ فَقُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیا لوگوں نے نماز پڑھ لی تو ہم سب نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی'' ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ ''حال یہ ہے کہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں صاحبِ خیر جاری نے کہا کہ یہ جملہ مستانفہ ہے بیان کے لئے گویا یہ کہا گیا

Marfat.com

کہ جب نماز ادا کر لی تو پھر وہ متفرق ہو گئے یا کہ اجتماعی صورت بیٹھے ہوئے ہیں اور عینی نے کہا کہ جملہ اسمیہ وا
ہوا ہے اور حال بے واؤ کے اور یہ جائز ہے جیسے واقع ہے قران کریم میں قلنا اهبطوا بعضكم لبعض عد
قَالَ ضَعُوا لِی مَاءً فِی الْمِخْضَبِ '' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے لئے بالٹی میں پانی رکھو'' یعنی بالٹی میں
مجھے پانی دو اور مخضب میم کی زیر اور خاء معجمہ کے سکون اور باء موحدہ سے پرات یا بالٹی کو کہتے ہیں قَالَتْ
فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ '' ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا پس میں نے وہ کام کیا جس کا ہمیں امر کیا
گیا تھا'' یعنی ہم نے پانی بالٹی میں رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا''
فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ '' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا بہت تکلیف کے ساتھ پس غشی طاری ہو
گئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر'' عینی نے کہا ینوء یقوم کی طرح ہے لفظاً معنی یعنی نون پر پیش ہے اور آخر میں ہمزہ ہے
صراح میں کہا ہے کہ نوء کا معنی مشکل سے اٹھنا اور گرنا ہے اور یہ اضداد سے ہے۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ اس
حدیث شریف سے اس کا استنباط کیا جا سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے غشی کا عارضہ لاحق ہونا جائز ہے بخلاف
جنون کے کیونکہ وہ نقصان (عیب) ہے اور بعض نسخوں میں ثم ذهب ہے ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ '' پھر
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟'' قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ تو ہم نے جواباً عرض
کیا کہ نہیں پڑھی بلکہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں'' قَالَ ضَعُوا لی ماءً فِی الْمِخْضَبِ '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہمارے لئے بالٹی میں پانی رکھو'' قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ '' ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور غسل فرمایا'' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ '' پھر آپ نے ارادہ کیا کہ اٹھ
جائیں تو پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی'' ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا
لوگوں نے نماز پڑھ لی؟'' قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ '' تو ہم نے کہا کہ لوگوں نے نماز نہیں پڑھی
بلکہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ ضَعُوا لِی مَاءً فِی الْمِخْضَبِ '' پھر
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے بالٹی میں پانی رکھو'' قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ '' ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور غسل فرمایا'' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ '' پھر آپ
نے ارادہ کیا کہ اٹھ جائیں تو پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی'' ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ '' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟'' قُلْنَا لَا هُمْ ينتظرونك يَا رَسُولَ اللّٰهِ '' تو ہم نے کہا کہ

ں نے نماز نہیں پڑھی بلکہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي مَسْجِدِ ينتظرون النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم "اس حال میں کہ لوگ جماعت کی صورت میں مسجد میں بیٹھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے ہیں" لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ "واسطے نماز آخری عشاء کے" ہیرہ میں احتراز مغرب کی نماز سے کیونکہ نماز مغرب کو بھی عشاء کہا کرتے تھے فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم اِلٰى اَبِي بَكْرٍ "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا" بِاَنْ يُصَلِّيَ لِلنَّاسِ "اس پیغام کے ساتھ کہ لوگوں کو نماز پڑھائے" اور امامت کرے فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه واله وسلم يَأْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرستادہ (بھیجا ہوا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پس اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو امر فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں" اور امامت کریں فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَ كَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ "پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ اے عمر لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور امامت کرو اور حال یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل تھے" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات یا تو تواضعاً کہی یا یہ کہ یہ امر وجوب کے لئے نہ تھا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ "پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ آپ اپنی فضیلت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی بدولت امامت کرنے کے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں" فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک بیمار رہے تو ان تمام دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے" یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دنوں میں لوگوں کی امامت کرتے رہے ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم وَجَدَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طبیعت مبارکہ میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا" فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ احدهما الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ "پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے نماز ظہر کے لئے ان دونوں میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے" وَاَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ "اور حال یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے" اور امامت فرما رہے تھے فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ "پس جب ابوبکر نے حضور کو دیکھا تو یہ ارادہ کیا کہ پیچھے چلے جائیں" اور صف میں شامل ہو جائیں فَاَوْمٰى اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم بِاَنْ لَا يَتَاَخَّرَ "پس اشارہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ پیچھے نہ جائیں اور اپنی جگہ پر قرار رہیں" قَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ"

Marfat.com

فَاَجْلَسَاهُ اِلَیٰ جَنْبِ اَبِیْ بَکْرٍ ''پس ان دونوں آدمیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھ
قَالَ فَجَعَلَ اَبُوْبَکْرٍ یُصَلِّیْ وَھُوَ یَاتَمُّ بِصَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ والہ وسلم ''عبیداللہ نے کہا
ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے اس حال میں کہ وہ اپنی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کئے ہوئے تھے'' وَالنَّا
یَاْتَمُّوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِیْ بَکْرٍ ''اور لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کی تھی'' اور بعض نسخوں میں کلمہ یاتم
نہیں ہے وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَاعِدٌ ''اور حال یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے'' فَ
عُبَیْدُ اللہِ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللہِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ''عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا'' فَقُلْتُ لَہٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَیْکَ مَا حَدَّثَتْنِیْ عَایِشَۃ رضی اللہ عنہا عَ
مَرَضِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ''پس میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ
میں آپ کو نہ سناؤں وہ حدیث جو بیان کی مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض
کے بارے میں'' قَالَ ھَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَیْہِ حَدِیْثَھَا ''تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ بیان
کرو پس میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث عرض کی''
فَمَا اَنْکَرَ مِنْہُ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ ''پس عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث میں کسی چیز کا انکار
نہ کیا سوائے اس کے کہ اس نے کہا'' اَسَمَّتْ لَکَ الرَّجُلَ الَّذِیْ کَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ ''کیا عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے نام بتایا تھا تمہیں اس دوسرے آدمی کا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا'' قُلْتُ لَا قَالَ ھُوَ عَلِیٌّ ''میں
نے کہا ام المومنین نے اس دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ
دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے'' کرمانی نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے بے ہوشی کے بعد غسل کا استحباب
معلوم ہوا اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ کلمہ وھویا تم بصلوۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم میں ہے حَدَّثَنَا عَبْدُاللہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ
عَایِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا
ہمیں خبر دی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے والد عروہ بن
زبیر سے اس نے روایت کی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' اَنَّھَا قَالَتْ صَلَّی رَسُوْلُ اللہِ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم فِیْ بَیْتِہٖ وَھُوَ شَاکٍ ''تحقیق واقعہ یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماری کے دوران اپنے گھر میں نماز پڑھی'' اور شا کی میں کاف مخفف ہے قاضی کے مثل

صَلّٰی جَالِسًا وَصَلّٰی وَرَاءَہٗ قَوْمٌ قِیَامًا ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں نماز پڑھائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یٹھے ہوئے تھے اور لوگوں نے اقتدا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اس حال میں کہ وہ کھڑے تھے فَاَشَارَ اِلَیْھِمْ اَنِ

جْلِسُوْا ''پس اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو کہ بیٹھ جاؤ'' فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ

یُؤْتَمَّ بِہٖ ''پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا سوائے اس کے

نہیں کہ امام کا تقرر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے'' اور اس کی اتباع کی جاوے یعنی مقتدی کو چاہئے

کہ امام کا تابع رہے اور افعال نماز کے ہر فعل کو امام کے شروع کرنے کے بعد بجالاتا رہے مگر یہ کہ تکبیر تحریمہ اور

سلام بعض کے نزدیک ان کو امام کے ساتھ ایک ساتھ ادا کرے باقی تمام افعال کو مقتدی امام کے مثل بجالاتا رہے

گا فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ''پس جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جس وقت امام

رکوع سے سر کو اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ'' وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد ''پس

جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو'' وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا

''اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو'' اگر تو کہے کہ کون سی وجہ ہے جمع کی سابقہ حدیث میں

جس میں یہ تھا کہ کھڑے ہوئے کی اقتداء بیٹھے ہوئے کے پیچھے جائز ہے اور اس حدیث میں کہ اس سے یہ معلوم

ہوتا ہے کہ کھڑے آدمی کی اقتداء بیٹھے ہوئے کے پیچھے جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس پہلی

حدیث سے کہ وہ مرضِ وصال میں مروی ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ

شِھَابٍ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف تینسی نے اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ

نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے اور وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں'' جو کہ صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم رَکِبَ فَرَسًا ''تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے'' فَصُرِعَ

عَنْہُ فَجَحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گھوڑے سے نیچے گر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس پر

خراشیں پڑ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا پہلو زخمی ہو گیا'' صاحبِ خیر جاری نے کہا ہے فصرع صاد مہملہ کے پیش

اور راء مہملہ پر زیر سے صیغہ مجہول سقط کے معنی میں ہے اور جحش جیم کی پیش اور حاء مہملہ کی زیر سے بمعنی خراش

ہے فَصَلّٰی صَلٰوۃً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَاعِدٌ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں سے ایک نماز پڑھی اس حال

Marfat.com

میں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے' فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا ''پھر ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی'' انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الامام لِيُؤْتَمَّ بِهِ ''پس جس وقت فارغ ہوئے نماز سے حضور ﷺ تو نماز یوں طرف متوجہ ہو کر فرمایا بات یہ ہے کہ امام مقرر کیا گیا ہے واسطے اس کے کہ اس کی اقتدا کی جائے'' فَاِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا '' پس امام جب نماز کھڑے ہو کر پڑھے تو تم بھی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھو'' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا ''اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام رکوع سے اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ'' وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ''اور جب کہے سمع الله لمن حمده تو تم کہو ربنا ولک الحمد'' اور بعض نسخوں میں ربنا لک الحمد بغیر واؤ کے ہے اور یہ واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے وہ لک التحیته ہے وَاِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا اَجْمَعُونَ ''اور جب امام نماز بیٹھ کر پڑھے تو تم سب نماز بیٹھ کر پڑھو'' اور اجمعون تاکید کے لئے ہے واسطے ضمیر فصلوا کے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اجمعون حالیت کی بنا پر واقع ہے یا تاکید ہے جلوسا کی قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ اِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ''ابوعبداللہ نے کہا کہ حمیدی نے کہا'' حاء مہملہ پر پیش ہے اور وہ عبداللہ بن زبیر ہے کہ ''حضور ﷺ کا یہ قول کہ امام جس وقت نماز بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی نماز بیٹھ کر پڑھو یہ قول حضور ﷺ کی پہلی بیماری کا ہے'' اور ابوعبداللہ امام بخاری کی کنیت ہے جبکہ امام بخاری نے اس کنیت سے اپنے آپ کو خود تعبیر کیا ہے ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ لَمْ يَاْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ ''پھر اس مرض کے بعد حضور ﷺ نے نماز بیٹھ کر پڑھائی اس حال میں کہ لوگ نماز پڑھتے تھے حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر اور امر نہ فرمایا ان لوگوں کو حضور ﷺ نے بیٹھنے کا'' وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ''اور سوائے اس کے نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آخری فعل پر عمل کیا جاتا ہے اور حضور ﷺ کا آخری فعل پہلے فعل کے لئے ناسخ ہوتا ہے''

Marfat.com

باب مَتَى يَسْجُدُ مَنْ خَلَفَ الْاِمَام

''یہ باب سجدہ کرنے کے وقت کے بیان میں ہے اس کے لئے جو امام کے پیچھے کھڑا ہے''

ترجمہ کا معنی یہ ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو وہ کس وقت سجدہ کرے گا وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا ''اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ صحابی ہیں ''روایت کی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ (فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) جس وقت امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو'' یعنی امام کے سجدہ میں سر رکھنے کے بعد تم بھی سر سجدہ میں رکھو۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ تعلیق اس حدیث کا بعض حصہ ہے جو گزر چکی ہے پہلے باب میں لیکن بعض طریقوں سے نہ کہ کُل سے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِی اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَھُوَ غَیْرُ کَذُوْبٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید قطان نے اس نے روایت کی سفیان ثوری سے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو ابو اسحاق نے'' اور وہ عمرو بن عبداللہ سبیعی ہے'' عمرو کی عین مہملہ پر زبر ہے ''سبیعی کی سین پر زبر ہے۔ ''اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو عبداللہ بن یزید (خطمی) نے'' یزید کی یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر ہے زاء معجمہ پر زیر ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو براء بن عازب نے اور حال یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن یزید خطمی جھوٹا نہیں اپنی باتوں میں'' جو کہ حدثنی البراء ہے اور ضمیر ھو براء کی طرف نہیں لوٹتی اس لئے کہ صحابہ کرام عدول ہیں محتاج نہیں تعدیل کے جو غیر کذوب ہے اور یہ قول یحییٰ بن معین کا ہے اور وہ اس کے قول پر مبنی ہے اور وہ عبداللہ بن یزید صحابی نہیں یا ضمیر ھو براء کی طرف لوٹ سکتی ہے۔ لیکن اس قسم کا قول تہمت کا موجب نہیں ہو سکتا ہے راوی میں سوائے اس کے نہیں کہ موجب ہے سچائی کی حقیقت اس کیلئے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے لَمْ یَحْنُ اَحَدٌ مِنَّا ظَھْرَہٗ'' تو ہم میں سے کوئی ایک بھی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرتا'' اور ولم یحن یاء مثناۃ تحتانیہ پر زیر اور نون پر پیش اور زیر دونوں جائز ہیں کہا جاتا ہے۔ وحنیت العود و حنوتہ اذا عطفتہ حَتّٰی یَقَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سَاجِدًا ''یہاں تک کہ اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز

Marfat.com

ہوجاتے'' ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهُ ''پھر حضور ﷺ کے سجدہ میں جانے کے بعد ہم لوگ بھی سجدے میں جاتے''اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا اَبُوْنَعِیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِسْحَاقَ نَحْوَهُ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے'' اور وہ فضل بن دکین ہے''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان سفیان ثوری نے وہ روایت کرتے ہیں ابی اسحاق سبیعی سے اسی حدیث مذکورہ بالا کی مانند'' اور بعض نسخوں میں حدثنا سے لے کر نحوہ تک نہیں ہے۔

باب اِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَاسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ

''یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو سجدہ میں امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے''

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ ''ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن منہال نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں شعبہ بن حجاج نے اس نے روایت کی محمد بن زیاد سے'' قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''کہا محمد بن زیاد نے کہ میں نے سنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضور ﷺ سے'' قَالَ اَمَا یَخْشَی اَوْ اَلَا یَخْشَی اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَاسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ رَاسَهُ رَاسَ حِمَارٍ ''کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی سجدے میں امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے تو کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنادے''اور راوی کو شک ہے کہ حضور ﷺ نے الا یخشی فرمایا یا کہ فرمایا اما یخشی اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ ''یا اللہ اس کی شکل وصورت کو گدھے کی طرح بنادے''اور کلمہ او یہاں بھی راوی کے شک کی وجہ سے ہے اور اس کا سر گدھے کے سر کی طرح ہوجانا حقیقی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مجازا ہے کم ذہنی اور حماقت کی وجہ سے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ مذکورہ وعید ڈر پر دلالت نہیں کرتی اس کے واقعہ ہونے پر کیونکہ اگر ارادہ کیا گیا ہے اس سے گدھے کے سر کی طرف تبدیلی کا حقیقتاً تو پھر مسخ لازم آتی ہے اس امت مرحومہ میں اور اگر ارادہ کیا گیا ہے کند ذہنی اور حماقت تو وہ موجود ہے اس شخص کے لئے جس نے ایسا کام کیا کیونکہ اس کو یہ سمجھ نہ ہوئی کہ امام تو اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب وعید وارد ہے ڈر پر تو اس کے کیا معنی ہیں اس کے باوجود کے کہ اس امت سے عام دھنسنا اور بگڑنا معاف کیا گیا ہو نہ کہ خاص۔

باب اِمَامَةِ العَبْدِ وَالمَوْلَی

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت جائز ہے''

اور بعض نسخوں میں موالی جمع کے صیغہ سے ہے اور مولیٰ کئی معنی میں ہے اور یہاں عبد کا مناسب معنی عتیق ہے۔

وَكَانَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ ''اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امامت ان کے غلام ذکوان اس حال میں کرتے تھے کہ وہ مصحف کو دیکھ کر قرات کرتے تھے'' عینی نے کہا ہے کہ نماز میں قرآن کو دیکھ کر قرأت کرنے سے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ وہ عمل کثیر کے زمرے میں آتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ نظر کرنا قرآن میں عبادت ہے لیکن ایسا کرنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں اہل کتاب کے ساتھ مشابہت ہے اور اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور غلام کی امامت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ وہ اپنے مولیٰ کی خدمت میں مشغول رہتا ہے اور مسائل نماز سے اس کو آگاہی نہیں ہوا کرتی۔

وَوَلَدَ الْبَغِيِ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِیْ لَمْ يَحْتَلِمْ

''نیز یہ باب زانیہ کے بیٹے کی امامت اور بدو کی امامت کے بیان میں ہے جو صحرا یا دیہات میں رہتا ہے اور اس لڑکے کی امامت کے بیان میں جو کہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو''

اور بغی باء موحدہ کے زبر اور غین معجمہ کی زیر اور یاء مثناۃ تحتیہ کی شد کے ساتھ، زانیہ کے معنی میں ہے اور اس کے بیٹے کی نسبت اس کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ شرعاً اس کا نسب باپ کی طرف سے نہیں

Marfat.com

اوراس کی امامت اس وجہ سے صحیح ہے کہ اس کے والدین کا گناہ اس پر نہیں پڑتا لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس کی امامت مکروہ ہے اس وجہ سے کہ اس کی توہین کی جائے گی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بدو) دیہاتی کی امامت کو جائز فرماتے ہیں مگر کراہت کے ساتھ کیونکہ جہل اس پر غالب ہے اور غلام عطف کے بغیر ہے۔ اپنے ماقبل پر اور ظاہر اس کا مطلق ہے جو شامل ہے مراہق اور اس کے غیر کو لیکن جو سن تمیز کو نہ پہنچا ہو اس سے خارج ہے دوسری دلیل کی وجہ سے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جائز فرماتے ہیں امامت اس کی جو سن تمیز کو نہ پہنچا ہو اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جائز نہیں فرماتے، امامت فرض نماز میں اس کی جو سن تمیز کو نہ پہنچا ہو اور اسی کے قائل ہیں امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نفل نماز کی امامت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو روایتیں منقول ہیں

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم يَؤُمُّهُمْ اِقْرَاُهُمْ لِكِتَابِ الله حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ وہی شخص لوگوں کی امامت کرے جو ان میں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا قاری ہو'' یعنی امامت کرے گا وہ جو سب سے زیادہ قرآن کریم درست اور صحیح پڑھتا ہو اور یہی علت جواز امامت کی ہے تمام اقسام مذکورہ کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول تمام مذکورہ احناف کو شامل ہے کیونکہ دارومدار امامت قرأت پر ہے۔ پس جو زیادہ قاری ہو وہی امامت کرے گا، اگرچہ کوئی ایک مذکورہ اقسام میں سے ہو وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ ''اور غلام کو منع نہ کیا جاوے گا جماعت میں حاضر ہونے سے مولیٰ کی ضرورت کے بغیر'' کیونکہ حق اللہ مقدم ہے حق العبد پر اور یہ کہ ترک جماعت پر وعید شدید وارد ہے اور یہ قول امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا ہے، اس کا عطف ہے ترجمہ پر نہ کہ حدیث معلق کے تتمہ پر۔

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عَيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن المنذر نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے'' عین مہملہ پر زیر ہے ''اس نے روایت کی عبیداللہ عمری سے'' دونوں جگہ عین مہملہ پر پیش ہے ''اس نے روایت کی نافع سے'' جو آزاد کردہ عبداللہ بن عمر کا ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے'' جو کہ صحابی ہیں قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ت سے پہلے جب مہاجرین مدینہ طیبہ کی بستی قبا کے نواح میں ایک موضع عصبہ میں قیام پزیر ہوئے'' عین مہملہ کے پیش سے اور صاد مہملہ کے سکون سے ہے اور پہلے زبر بھی منقول ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ر موضع مرفوع اس لئے کہ وہ مبتداء محذوف کی خبر ہے اور منصوب بوجہ بدل العصبة سے اور کلمہ قباء ممدود بھی آیا ہے اور مقصور بھی دونوں صورتیں جائز ہیں قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى اَبِي حُذَيْفَةَ ''تو حضور کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے قبل سالم، جو کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ تھے، ہاجرین کی امامت کیا کرتے تھے'' اور اس کا نام ہشام بن عتبہ بن ربیعہ ہے۔ امام قسطلانی نے کہا ہے یہ امامت ہ اس وقت کرتا تھا جب کہ ابھی آزاد نہ ہوا تھا وَكَانَ اَكْثَرُهُمْ قُرْاٰنًا ''اور سالم ان سب میں زیادہ قرآن ہاننے والے تھے'' یعنی ان دوسرے مہاجرین سے جو اس موضع میں تھے اور قرآن کریم کو یاد رکھتے تھے ان سب ں سالم رضی اللہ عنہ زیادہ قرآن کریم جانتے اور یاد رکھتے تھے اور اس زمانہ میں جو کوئی قرآن کریم زیادہ یاد رکھتا تھا وہی امامت کے لئے زیادہ اہل ہوا کرتا۔ کرمانی نے کہا ہے کہ سالم اہل فارس میں سے تھا اور آزاد شدہ غلاموں میں ا فضل تھا اور پسندیدہ صحابہ کرام میں سے تھا اور مہاجرین میں شمار ہوتا ہے کیونکہ اس نے مدینہ طیبہ کی طرف حضور سے پہلے ہجرت کی اور انصار حضرات سے بھی شمار کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس کو آزاد کرنے والی ایک انصاری بی بی تھی اور قراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سیکھو قرآن کریم کو چار آدمیوں سے جن میں ایک سالم آزاد کردہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ہے الیٰ آخرہ اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ بوجہ امامت سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' بن سعید قطان ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالتیاح نے'' تاء مثناۃ فوقیہ پر زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ پر شد ہے اور آخر میں حاء مہملہ ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''روایت کی اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ راوی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اسْمَعُوا وَاَطِيْعُوا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهُ زَبِيْبَةٌ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سن لو اور قبول کرو اور اطاعت کرو امر معروف کی اگر چہ تم پر ایک حبشی غلام مقرر کیا گیا ہو جو حقیر ہو گویا کہ اس کا سر چھوٹے پن اور سیاہی کی وجہ سے انگور کے دانہ کی طرح سوکھ گیا ہو'' یعنی امر بالمعروف کرنے والا اگر ایک حقیر

Marfat.com

حبشی غلام بھی ہوتو اس قبول کر لینا چاہئے۔ عینی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ غلام کی امامت صحیح ہے لئے کہ جب اس کی اطاعت کے لئے حکم دیا گیا تو گویا اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا اور اسی سے ریث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ حکم امراء اور عاملین میں ہے نہ کہ آئمہ حضرا اور خلفاء میں کیونکہ خلافت قریش میں ہے اور اس میں ان کے علاوہ کسی اور کے لئے دخل نہیں۔ کرمانی نے کہا اگر تو کہے کہ غلام کس طرح والی ہوسکتا ہے حالانکہ ولایت کے لئے حریت شرط ہے، میں کہتا ہوں کہ غلام کو بعض آئمہ والی بنانے کے حق میں ہیں اور فقہاء کرام کا مذہب تو یہ ہے کہ متغلب کی اطاعت بھی کی جائے گی جب تک کہ وہ قائم رکھے، جمعہ اور جماعت اور عید اور جہاد کو۔

باب اِذَا لَمْ یُتِمّ الْاِمَامُ وَ اَتَمّ مَنْ خَلْفَهُ

''یہ باب تنوین سے ہے کہ ترجمہ اس کا لم یتم ہے یعنی اس وقت جبکہ امام نے نماز پوری نہ کی ہو اور ارکان نماز کو صحیح طریقے پر مکمل نہ کیا ہو اور پورا کر لیا ہو نماز کو اس نے جو امام کے پیچھے ہے یعنی مقتدی نے تو امام کی کمی کوتاہی مقتدیوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتی''

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مالکیوں کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک امام کی نماز ضامن ہے مقتدیوں کی یعنی صحت وفساد کے لحاظ سے مقتدیوں کی نماز کا دارومدار امام کی نماز پر ہے اور بعض نسخوں میں اسم ہے بغیر واؤ کے اور جس نسخہ میں واؤ کے ساتھ ہے تو اذا کی جزاء محذوف ہے جو لا یضرہ ہے اور جس نسخہ میں واؤ نہیں تو یہی اتم اس کی جزا ہے۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ موسٰی الْاَشْیَبِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنهم اجمعین

''ہمیں حدیث بیان کی فضل بن سہل بغدادی نے'' جو مشہور تھا اعرج سے جو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک سال پہلے پیر کے دن ۲ صفر ۲۵۵ھ کو بغداد میں فوت ہوا'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حسن نے'' حاء مہملہ کی زبر سے'' بن موسیٰ اشیب ہے'' ہمزہ پر زبر ہے شین معجمہ ساکن ہے یاء مثناۃ تحتیہ پر زبر ہے آخر میں باء موحدہ ہے

Marfat.com

کوفی ہے۔ جس نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور اصلاً خراسان کا ہے حمص اور موصل اور طبرستان میں قاضی رہا ہے" اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے" جو آزاد کردہ ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا" اس نے روایت کی زید بن اسلم سے" جو آزاد کردہ ہے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا" اس نے روایت کی عطاء بن یسار سے" یاء مثناۃ تحتیہ پر زبر ہے سین مہملہ تخفیف سے ہے جو آزاد کردہ ہے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا" اس نے روایت کی حضرت ابوہریرہ سے" رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ یُصَلُّوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ "تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو لوگ نماز میں تمہاری امامت کرتے ہیں پس اگر وہ لوگ پہنچیں ثواب کو" یعنی انہوں نے اگر ارکان نماز، شرائط اور سنن صحیح ادا کئے" تو پھر تمہاری نمازوں کا ثواب تمہارے لئے ہے" وَاِنْ اَخْطَئُوْا فَلَکُمْ وَعَلَیْھِمْ "اور اگر اماموں نے نماز میں غلطیاں کیں تو تمہارے لئے اجر و ثواب ہے اور گناہ ان پر ہے" اور ذکر نہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اماموں کے اجر و ثواب کا پہلے جملے میں کیونکہ یہاں مقصود بیان اس چیز کا ہے جو نفع مند ہو مقتدیوں کے لئے اور وہ چیز جس کا کرنا ضروری ہے اور وہ چیز جو امام کے لئے نفع مند ہو امامت کی وجہ سے تو اس کے بیان کی ضرورت نہیں وہ بیان سے بے نیاز ہے اور حدیث کی مطابقت کی وجہ ترجمہ کے ساتھ آئمہ ثلاثہ کی رائے کے مطابق جو بیان ہو چکی ظاہر ہے عینی نے کہا کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ امام نے جس وقت پورا نہ کیا ہو ارکان نماز کو جبکہ مقتدی نے پورا کر لیا ہو تو اس مقتدی کے لئے کسی رکن کا یا اور کسی چیز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

بَابُ اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ

"یہ باب اس شخص کی امامت کے حکم کے بیان میں ہے جو فتنہ میں گرا ہوا ہے اور اس شخص کے حکم کے بیان میں جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہوا ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع امت کے خلاف ہو"

اور اس کام کو از خود اپنے نفس کے حکم سے ایجاد کیا ہو اور مبتدع صاحب بدعت ہے جبکہ وہ بدعت نو پیدا شدہ ہو (اور دین میں اس کے لئے کوئی اصل نہ ہو)۔ عینی نے کہا ہے کہ یعنی وہ آدمی مال ضائع

Marfat.com

ہونے اور عقل میں فتور پیدا ہونے سے فتنہ میں پڑا ہوا ہو تو پھر مفتون گم کردہ راہ ہے کرمانی نے ایسی ہی تفسیر بیان کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مفتون وہ ہے جو امام یعنی خلیفہ پر خروج کرنے کی وجہ سے فتنہ میں پڑا ہو، میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر مناسب ہے فاتن کے لئے نہ کہ مفتون کے لئے، میں کہتا ہوں کہ اس کا مناسب جواب عینی سے آنے والا ہے امامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سلسلے میں جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کس وجہ سے امام فتنہ تھے۔ جواب وہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ امام مفتون وہ ہے جس کی امامت فتنہ کے دوران واقع ہوئی ہو وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ'' اور جب امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا مبتدع امام کے پیچھے نماز پڑھو کیونکہ اس کی بدعت کا گناہ اور عذاب اسی پر ہے۔

وَقَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ ''امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ خبر دی ہمیں محمد بن یوسف قربانی نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے'' اور اس کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زہری نے'' کہ وہ شہاب کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی حمید بن عبدالرحمٰن سے'' حاء مہملہ پر پیش ہے میم پر زبر ہے بن عوف ہے ''اس نے روایت کی عبیداللہ بن عدی سے'' تصغیر سے ہے عدی کی عین مہملہ پر زبر ہے دال مہملہ پر زیر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے بن خیار ہے خاء معجمہ پر زیر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر ہے راء مہملہ کے ساتھ ہے جو تابعی ہے۔ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ ''تحقیق شان یہ ہے کہ عبیداللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور حال یہ تھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے وھو محصور جملہ حالیہ ہے فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ ''پس عبیداللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تمام لوگوں کے امام (امیر المومنین) ہیں'' وَنَزَلَ بِكَ مَاتَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ ''اور آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں'' یعنی گھر میں مقید ہونا اور باغیوں کا خروج کرنا اور بعض نسخوں میں مانرٰی ہے صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھ ''اور ہمیں امام فتنہ نماز پڑھاتا ہے'' یعنی امامت کرتا ہے جس سے ہم اپنے لئے حرج اور ضیق یعنی تنگی محسوس کرتے ہیں اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ فتنہ زیادتی پر ہے اور اس سے مراد رئیس ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن عدیس بکری تھا مصر کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صرہ کر رکھا تھا اور یہ وہی تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کے لئے مصریوں کو لایا تھا مذکورہ باتیں ابن مصباح
نے کہی ہیں اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ وہ کنانہ بن بشیر تھا جو کہ اہل مصر کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور
ی طرح عینی میں ہے اور فتح الباری میں ہے کہ یہی مراد ہے یہاں جیسا کہ قسطلانی میں مذکور ہے عینی نے کہا ہے
کہ جب مصریوں نے مدینہ منورہ پر ہلہ بول دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر تشریف لایا کرتے اور ایک ماہ تک انہوں
نے امامت کی پھر ایک دن جب وہ باہر تشریف لائے تو انہیں باغیوں نے پتھر سے مارا یہاں تک کہ وہ منبر سے
گر گئے اور اس دن نماز پڑھانے کی طاقت ان میں نہ تھی تو پھر لوگوں کی امامت ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کی،
پس لوگوں نے ابوامامہ کو امامت سے منع کر دیا پھر ان کی عبدالرحمٰن بن عدیس نے امامت کی ایک بار پھر ابن بشیر
نے امامت کی۔ پس اسی طریقے پر یہ دونوں دس دن تک باقی رہے۔ پس اگر تو کہے کہ لوگوں کی امامت کی ابوامامہ
بن سہل بن حنیف نے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اور طلحہ بن عبد
اللہ نے تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے ان کے متعلق امام فتنہ۔ میں کہتا ہوں کہ امام فتنہ سے ان حضرات میں سے کوئی بھی
نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر تفسیر داؤدی امام فتنہ سے بقول اس کے مراد ہے اے فی وقت فتنہ (وہ جو
فتنہ کے وقت نماز کی امامت کرے) اور ذکر کیا گیا ہے ابوامامہ کی امامت کا ثبوت اور امامت علی علیہ السلام کا ثبوت نماز

عید میں اور نماز عید کے علاوہ ان کی امامت میں اختلاف کیا گیا ہے فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ
''پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال میں بہترین عمل نماز ہے'' فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ
فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ ''پس لوگ جب نیک عمل کرتے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ نیک عمل کرو تمہیں کوئی خبر نہیں پہنچتا
''اس امام مفتون سے کہ اس نے امام عامہ پر خروج کیا ہے فَاِذَا اَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ ''پس جس وقت کہ
وہ برا عمل کریں اور برائی کو سامنے لائیں تو ان کے برے عمل یعنی برائی سے اجتناب کر'' اعتقاد کے وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ ''اور کہا ہے زبیدی نے'' زہری سے پیش سے اور با مؤحدہ کی زبر
سے زبید کی طرف منسوب ہے اور وہ قبیلہ کا نام ہے اور اس کا نام محمد بن ولید ہے'' زہری نے کہا'' لَا نَرٰى اَنْ
يُصَلِّيَ خَلْفَ الْمُخَنَّثِ ''اور ہم جائز نہیں جانتے نماز اس کے پیچھے جو اپنے آپ کو اقوال و افعال میں عورتوں
سے مشابہ کرے'' اور مخنث دو قسم کا ہوتا ہے ایک پیدائشی جس کے اعضاء مخصوصہ میں نقصان ہوتا ہے اور وہ عورتوں
کی طرح نرم اور لچکدار ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں اس کے لئے کوئی گناہ نہیں اور دوسری قسم مخنث کی وہ ہے جو

Marfat.com

جان بوجھ کر از خود اپنے آپ کو ایسا بنا لے (یعنی مشابہ بہ زنان) اور یہاں یہی مراد ہے اور لانری صیغہ متکلم الغیر ہے اور ان یصلی یاء مثناۃ تحتیہ پر پیش ہے صیغہ مضارع مجہول ہے اور لفظ مخنث نون کے زبر سے مشہور ہے اور نون پر زیر زیادہ فصیح ہے اِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا'' مگر ایسی ضرورت جس سے خلاصی نہ ہو'' جیسے کہ مخنث شان وشوکت والا ہو یا اس کو کسی شان وشوکت والے نے والی بنایا ہو تو پس ایسی صورت میں اس مخنث کی وجہ سے جماعت کو چھوڑا نہ جائے گا اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس کے اس قول سے ہے کہ و یصلی لنا امام فتنة ''جیسے کہ عینی میں ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابان نے'' باء موحدہ سے قبل ہمزہ پر زبر ہے اور بعض نسخوں میں حدثنی مفرد کے صیغہ سے ہے ''حدیث بیان کی ہمیں غندر نے'' نون سے قبل غین معجمہ پر پیش ہے اور نون کے بعد دال مہملہ پر پیش یا زبر کے ساتھ ہے اور اس کا نام محمد بن جعفر ہے جو شعبۃ بن حجاج کی بیوی کا بیٹا ہے۔ ''روایت کی اس نے ابی التیاح سے'' تاء مثناۃ فوقیہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتیہ مشہورہ سے پہلے آخر میں حاء مہملہ ہے سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ''کہ سنا اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہے'' قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لِاَبِی ذَرٍ ''کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ کو'' اِسْمَعْ وَاَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِیٍّ كَاَنَّ رَاْسَهُ زَبِیْبَةٌ ''کہ سنو اور قبول کرو امیر کے حکم کو اور امر معروف میں اس کی اطاعت کرو اگر چہ وہ امیر حبشی غلام ہو اور خلقت میں صورت کے لحاظ سے حقیر ہو مثلاً اس کا سر ایسا ہو گویا کہ انگور کا سوکھا دانہ ہے'' چھوٹے پن اور سیاہی کی وجہ سے اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یہ قول کان راسه زبیبة حبشی کی صفت کی نشاندہی کرتا ہے اس کی بری تخلیق اور خلقت کی کیونکہ اس صورت والے حبشی دوسروں کی نسبت اچھے اخلاق سے عاری ہوتے ہیں البتہ وہی نیک اخلاق ہوگا جس کی عصمت اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے چاہے گا اور جو بد اخلاق اور بد اعمال ہو وہ مبتدع ہوگا پس ظاہر ہے وجہ مطابقت کی حدیث اور ترجمہ کے درمیان۔

Marfat.com

بَابٌ يَقُومُ عَنْ يَمِيْنِ الْاِمَامِ

بِحِذَائِهِ سَوَاءً اِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

''یہ باب تنوین سے ہے جس میں ایک امام اور ایک مقتدی کا ذکر ہے یعنی کہ اس باب کا ترجمہ یقوم آخر تک ہے''

یعنی جب دو آدمی ہوں ایک امام اور دوسرا مقتدی تو اس صورت میں مقتدی امام کے ساتھ داہنی طرف کھڑا ہوگا نہ کہ اس کے پیچھے اور یقوم میں ضمیر مقتدی کی طرف راجع ہے ذکر امام کے قرینہ سے اور بعض نسخوں میں باب من یقوم ہے من کی زیادتی سے اور لفظ حذائه حاشیہ یمین ذال معجمہ ممدودہ سے پہلے بمعنی ازائہ اور موازی اس کے مقابل ہے اور سواء منصوب ہے متساویا کے معنی پر بوجہ حال واقع ہونے کے۔ ای متساویا لامامه فی التقدم والتاخر اور اذا کانا اثنین کی قید اس کے لئے مقید ہے کیونکہ آگے ہونے کا حکم اس وقت ہے کہ جب مقتدی ایک سے زیادہ ہوں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

''حدیث بیان کی ہمیں سلیمان بن حرب نے'' جو مکہ کے قاضی ہیں ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں شعبہ نے'' ابن حجاج نے ''اس نے روایت کی حکم سے'' ابن نافع ہے ''اس نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ صحابی ہیں قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم الْعِشَاءَ

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں گزاری پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی'' ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ

''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو چار رکعت نفل نماز پڑھی'' اور یہ احتمال بھی ہے کہ دو رکعت عشاء کی سنتیں ہوں اور دو رکعت نفل ہوں یہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لانے کے بعد پڑھی ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ ''پھر

Marfat.com

حضور ﷺ سو گئے پھر نیند سے بیدار ہوئے'' اور وضوء فرمایا اس حدث سے جو بغیر نیند کے حضور ﷺ کو معلوم ہوا ہوگا کیونکہ سونے سے حضور ﷺ کا وضوء نہیں ٹوٹتا اور یہ آپ ہی کا خاصہ ہے پھر شروع کی نماز'' پس میں اپنی جگہ سے آیا حضور ﷺ کے نزدیک اور آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا'' **فَجَعَلَنِی عَنْ یَمِینِهِ** ''پھر حضور ﷺ نے مجھے اپنے داہنے طرف کھڑا کر دیا'' اور حال یہ تھا کہ آپ ﷺ بذات خود نماز میں تھے اور لفظ عن یہاں جانب، طرف کے معنی میں ہے یعنی بائیں اور دائیں جانب **فَصَلّٰی خَمْسَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ** ''پھر حضور ﷺ نے پانچ رکعت نماز پڑھی اور دو رکعت مزید پڑھی'' یعنی وتر اور پھر دو رکعت نماز پڑھی یعنی سنت فجر **ثُمَّ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَهُ اَوْ قَالَ خَطِیْطَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ** ''پھر حضور ﷺ فجر کی سنتوں کے بعد سو گئے یہاں تک کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی'' جو آدمی کو دوران نیند ہوتی ہے، پھر بیدار ہو گئے حضور ﷺ نیند سے اور نماز فجر ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لے گئے'' وضوء کئے بغیر کیونکہ حضور ﷺ کی نیند ناقض وضوء نہیں اور لفظ **غطیط** غین معجمہ اور دو طاء مہملہ کے ساتھ **فعیل** کے وزن پر ہے اور خاء معجمہ کے ساتھ دونوں صورتوں میں اس آواز کے معنی میں ہے جو سونے کے وقت آدمی سے صادر ہوا کرتی ہیں یعنی خراٹے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ **فجعلنی عن یمینه** میں ہے۔

باب اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ یَسَارِ الْاِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ اِلٰی یَمِیْنِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمَا

''یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے کہ ترجمہ اس کا اذا قام آخر تک ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ جب ایک آدمی امام کے بائیں طرف کھڑا ہو جائے پھر امام نے اس کو بائیں طرف سے دائیں طرف گھمایا تو اس سے امام کی نماز فاسد نہیں ہوتی''

اور نہ ہی مقتدی کی اور جملہ **لم تفسد** جواب اذا ہے اور اس باب کا مقصد پہلے باب کے مقصد سے

مختلف ہے اس لئے کہ اس باب کا مقصد امام اور مقتدی کی نماز کا فاسد نہ ہونا ہے اور پہلے باب کا مقصد ایک مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان تھا' اور بعض نسخوں میں الی کی جگہ علی ہے اور بعض نسخوں میں عن ہے اور امام اور مقتدی کی نماز کا فاسد نہ ہونا جمہور علماء کا مذہب ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى بْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے'' اور اس کا نام عبداللہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عمرو نے'' عین مہملہ کے زبر سے، حارث کا بیٹا ہے، مصری ہے ''اس نے روایت کی عبدربہ بن سعید سے'' عین مہملہ پر زیر ہے یحیٰی بن سعید حارث انصاری کا بھائی ہے ''اس نے روایت کی مخرمہ سے'' میم پر زبر ہے خاء معجمہ ساکن ہے سلیمان کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی کریب سے'' کاف پر پیش ہے راء مہملہ پر زبر ہے ''آزاد کردہ ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا''

کہ صحابی ہیں قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس سویا اور حال یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے'' صاحب خیر جاری نے کہا کہ لفظ نمت نون کی زیر سے ہے اور بعض نسخوں میں باء موحدہ کی زیر سے اور تاء مثناۃ فوقیہ کی تشدید سے ہے اور

تلک اللیلة بوجہ ظرفیت کے منسوب ہے فَتَوَضَّا ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَاخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ ''پھر وضوء کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کھڑے ہو گئے اس حال میں کہ نماز پڑھنے لگے پھر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پکڑ کر اپنے داہنے طرف کھڑا کر دیا'' اور یہ وضو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد فرمایا تھا فَصَلّٰى ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعتیں پڑھیں'' اور لفظ عشرہ شین معجمہ کے زیر سے ہے۔ جان لو کہ پہلی حدیث میں سات رکعتوں کا ذکر ہے اور اس حدیث میں تیرہ رکعتوں کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر اور فجر کی سنتیں تھیں اور اس حدیث میں نماز تہجد کو بھی شامل کر کے ذکر کیا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ چھ رکعتیں نماز تہجد ہوں اور پانچ رکعتیں وتر ہوں اور دو رکعتیں فجر کی سنتیں ہوں اور سب مل کر تیرہ رکعتیں ہوتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر بھی پانچ رکعتیں اور کبھی تین رکعتیں اور کبھی ایک رکعت پڑھتے تھے۔ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نفخ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ ''پھر نماز پڑھنے کے

Marfat.com

بعد حضور ﷺ سو گئے یہاں تک کہ زور سے سانس لینے لگے اور حضور ﷺ جب سو جاتے تو زور سے سانس کرتے تھے گویا کہ پھونک مارتے ہیں' ثُمَّ اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ''پھر مؤذن'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ جماعت کی خبر دینے کے لئے حضور ﷺ کے پاس آئے یعنی لوگ نماز کے لئے حاضر ہیں پھر خبر دی حضور ﷺ کو تو اٹھ گئے اور دولت خانہ سے باہر مسجد میں تشریف لائے اور پھر نماز پڑھی اس حال میں کہ سوئے کے بعد وضو نہیں فرمایا تھا'' اس لئے کہ حضور ﷺ کی نیند صرف آنکھوں سے ہوا کرتی نہ کہ دل سے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ کی نیند ناقض وضوء نہ تھی (یعنی حضور ﷺ کے سو جانے سے وضوء نہ ٹوٹتا بلکہ بحال رہتا) قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهٖ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِىْ كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ ''عمرو بن حارث نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث بکیر کو بیان کی'' یعنی نقل کی میں نے یہی حدیث بکیر کے سامنے اور بکیر مثل صیغہ کریب کے ہے اور بکیر ابن عبداللہ اشج ہے ''پس کہا بکیر نے کہ بیان کی مجھے یہ حدیث کریب نے اور اس کا ذکر ماقبل کی تائید کے لئے ہے'' اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ امام نے امامت کی نیت نہیں کی تھی پھر ایک قوم آئی اور اس نے ان کی امامت کی''

اور ان کو امام کہنا یا تو باعتبار امامت کبریٰ کے ہے جیسے کہ حضور ﷺ کے حق میں یا باعتبار امام فرائض کے حق میں یا امام راتب کے ہے یا باعتبار ما یؤال کے چنانچہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور کے حق میں عینی نے کہا ہے کہ اذا کا جواب مذکور نہ ہوا اور مؤلف کی مراد یہاں یہ ہے کہ صحیح ہے امام کی امامت اور نماز بغیر نیت کے بھی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے اس مسئلہ میں کہ امام کے لئے امامت کی نیت شرط نہیں ہے مردوں کے حق میں کہ مرد کی اقتداء سے کوئی حکم لازم نہیں آتا البتہ عورتوں کے حق میں امام کے لئے نیت شرط ہے کہ احتمال ہے فساد نماز کا جبکہ عورت کا محاذات امام کے ساتھ ہو جائے

Marfat.com

اور کہا ہے امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ امام کے لئے نیت عورتوں کے حق میں بھی شرط نہیں ہے مردوں کی طرح اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ فرض نماز میں امام کے لئے نیت شرط ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے حق میں البتہ نفل نماز میں شرط نہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ عَنْ اَیُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ ''حدیث بیان کی ہمیں مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں اسمٰعیل ابن ابراہیم نے'' بن جعشم اسدی، بصری ہے جو ابن علیہ کے نام سے مشہور تھا ''اس نے روایت کی ایوب'' سجستانی سے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن سعید بن جبیر سے اس نے روایت کی اپنے والد سعید بن جبیر'' اسدی سے جو آزاد کردہ تھا بنی اسد کوفی کا، جو حجاج بن یوسف کے سامنے ۹۵ھ میں قتل کیا گیا تھا'' اس نے روایت کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ رضی اللہ عنها ''کہا'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ صحابی ہے ''میں سویا اور رات گزاری میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس'' فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه و آله وسلم یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ''پس اٹھ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں کہ نماز پڑھتے تھے رات میں'' یعنی تہجد کی نماز پڑھتے تھے۔ فَقُمْتُ اُصَلِّیْ مَعَهٗ ''پس میں اٹھا اپنی جگہ سے یا نیند سے اس حال میں کہ ارادہ کر رہا تھا کہ میں بھی نماز پڑھوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ'' فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهٖ ''پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا'' کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ دوسرا فقمت عطف ہے پہلے قمت پر تو اس صورت میں عطف کسی چیز کا اپنے نفس پر ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ پہلا قمت نہوض کے معنی میں ہے اور دوسرا وقوف کے معنی میں یا پہلا اردت القیام کے معنی میں ہے اور جملہ اصلی حال مقدرہ ہے فَاَخَذَ بِرَاْسِیْ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سر سے پکڑ کر اپنے داہنے طرف کھڑا کیا'' صاحب ہدایہ غیر جاری نے کہا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ مؤلف کی مراد اپنے اس قول سے کہ اذا لم ینو الامام ہے سے نیت کا شرط نہ ہونا ہے امام کے لئے ابتداء نماز سے پس منافی نہیں اس چیز کے لئے جو حدیث میں ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے داہنے طرف کھڑا کرنا جو دلالت کرے نیت امامت پر اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ حدیث میں ذکر ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اقتداء کا دوران نماز میں اور یہ تو خود ظاہر ہے اس بارے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء نماز سے امامت کی نیت نہیں فرمائی تھی اور پھر بعد

Marfat.com

میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ کے پیچھے اقتداء کی اور اس کی اقتداء کو حضور ﷺ نے بحا
رکھا (اس سے عدم نیت امامت ثابت ہوئی)۔

باب اِذَا طَوَّلَ الْاِمَامُ وَ كَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلّٰى

''یہ باب ہے اس بیان میں کہ جس وقت امام نماز لمبی کردے اور مقتدیوں میں سے کسی ایک کو کوئی ضروری کام ہو اور وہ آدمی امام کے ساتھ نماز چھوڑ کر اپنے لئے خود تنہا نماز پڑھ لے''

اور اذا کا جواب محذوف ہے اور وہ صحت صلوٰته ہے یعنی اس نے جو تنہا نماز پڑھی تو وہ صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عبد اللهِ ''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی عمرو سے'' عین مہملہ پر زبر ہے دینار کا بیٹا ہے اس نے روایت کی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے'' انصاری ہے صحابی ہے اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''تحقیق معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور بعض روایات میں جو فوق واقع ہوا ہے وہ فصلی المغرب ہے عشاء کی جگہ میں تو اس کو حمل کیا جا سکتا ہے متعدد واقعات پر ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ ''پھر حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد معاذ بن جبل اپنی قوم کے پاس جاتے اور ان کو نماز پڑھاتے'' یعنی امامت کرتے تھے

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو اور حرف حاء ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف پھرنے کا اشارہ ہے یعنی تحویل اسناد ہے۔ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی غندر نے'' اور وہ محمد بن جعفر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''روایت کی اس نے عمرو بن دینار سے'' اور بعض نسخوں میں حاء رمز سے پہلے قال ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مؤلف نے کہا اس حال میں کہ لے جانا یا بیان کرنا ہے، حدیث کو ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف

قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم

عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ تابعی ہے کہ ''سنا میں نے جابر بن عبداللہ سے جو کہتے تھے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہیں ''عشاء کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کرلیا کرتے'' ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ ''پھر چلے جایا کرتے اپنی قوم کے پاس اور اسی نماز عشاء کی امامت اپنی قوم کو کرتے'' اسی حدیث شریف کو استدلال پکڑا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ اور حنبلیوں نے کہ فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے عینی نے کہا ہے کہ اس کا جواب حنفیوں اور مالکیوں نے اس طرح دیا ہے کہ یہ استدلال اس قسم کا ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار متروک ہے معاذ بن جبل کو اور انکار مشروط ہے واقعہ پر علم ہونے کے ساتھ اور یہ جائز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ بن جبل کے اس واقعہ کا علم نہ ہوا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ نیت کا تعلق باطن سے ہے اور کسی کی نیت سے دوسرے کو آگاہی نہیں ہوتی ہے جب تک کہ نیت کرنے والا خود نہ بتلا دے اور یہ بھی جائز ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نفل کی نیت سے نماز پڑھتے رہے ہوں تا کہ وہ فضیلت حاصل کرلیں۔ مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کی اگرچہ نفل نماز ہو کیونکہ ایسی نماز نفل فوقیت رکھتی ہے اس فرض نماز پر جو اس طریقے پر ادا نہ ہوئی ہو اور پھر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی فضیلت بھی حاصل ہو کیونکہ معاذ بن جبل کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ تم اپنی قوم کے امام ہو اور انہیں نماز پڑھایا کرو اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ یہ احتمال بھی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ابتداء اسلام میں واقع ہوئی ہو جبکہ قراء کی تعداد کم تھی اور کوئی ایسا آدمی بھی معاذ رضی اللہ عنہ کو نہ مل سکا ہو جس کو اپنا نائب اور خلیفہ بناتے اور اس قسم کی حالت کو حالت ضرورت کہا جا سکتا ہے اور ایسے واقعے پر دوسری نمازوں کو قیاس کرنا بلا ضرورت جائز نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہو۔ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ ''پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ بقرہ کی قرات کی۔'' فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ ''تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مقتدیوں میں سے ایک آدمی نے نماز قطع کردی'' اور وہ آدمی حرم بن ابی کعب تھا اور بعض نے کہا ہے کہ سلیم بن حارث تھا اور بعض کے نزدیک خرام بن ابی کعب انصاری تھا اور بعض کے قول کے مطابق حرام بن ملحان تھا راء مہملہ کے ساتھ فَكَأَنَّ مُعَاذًا يَنَالُ مِنْهُ ''پس اس فعل کی وجہ سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس پر نکتہ چینی کرتے تھے'' اور یہ معنی اس وقت ہے جب کہ ہمزہ پر زبر ہو اور نون تشدید کے ساتھ ہو کہ یہ حرف مشبہ بفعل ہے اور اگر كان بغیر ہمزہ کے ہو تو پھر افعال ناقصہ سے ہے اور معنی پھر اس طرح سے ہوگا کہ تھے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ ان کے اس فعل کو عیب جانتے تھے یعنی اس آدمی کے اس فعل کو

Marfat.com

عیب کی نگاہ سے دیکھتے۔اور کلمہ ینال صیغہ فعل مضارع معلوم ہے نیل سے عیب (نکتہ چینی) کرنے کے معنی میں اور بعض نسخوں میں یتناول ہے صیغہ فعل مضارع معلوم باب مفاعلہ سے جس کا معنی ہے کسی کا ذکر کرنا برائی کے ساتھ اور معاذا تقدیر اول کے رو سے منصوب ہے اور تقدیر ثانی کی رو سے مرفوع ہے اور پہلی صورت شک کے لئے ہے اور دوسری یقین کے لئے فَبَلَغَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ فَتَّانٌ اَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا ''پھر اس واقعہ کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو حضور ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والے ہو لمبی قرأت پڑھنے کی وجہ سے'' پھر تو لوگ جماعت کو ترک کر دیں گے اور اس گناہ کے فتنہ میں واقع ہو جائیں گے۔ لفظ فتان تین مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ فاتنا لفظ فرمایا اور فتان کی رفع تقدیر مبتدا سے ہے کہ انت ہے اور فاتنا پر نصب صرت کی تقدیر سے ہے یعنی تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو گئے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو کہا کہ کل میں آپ کے اس فعل کے بارے میں حضور ﷺ سے عرض کروں گا پس معاذ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کا یہ فعل حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس شخص کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ تم نے ایسا کیا اس آدمی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں روزانہ اپنی اونٹنی پر پانی لاتا ہوں جو میری ہے تو میں ایسی حالت میں آیا کہ نماز کے لئے اقامت ہو چکی تھی تو میں مسجد میں آیا اور معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے لمبی سورۃ پڑھنا شروع کی تو اس وجہ سے میں نے اس کی اقتداء کو ترک کیا اور میں نے مسجد کے کونے میں تنہا نماز پڑھی اور بعض نے کہا ہے کہ اس آدمی نے خود بخود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی وَاَمَرَہٗ بِسُوْرَتَیْنِ مِنْ اَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ ''حضور ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اوساط مفصل سے دو سورتیں پڑھا کرو۔ کرمانی نے کہا ہے کہ اوساط مفصل سے مراد قرآن کریم کے آخری ساتویں حصے کی سورتیں ہیں جن کی ابتداء سورہ حجرات یا قتال یا سورہ فتح یا سورہ قاف سے ہے اور وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ اس میں بسم اللہ کی وجہ سے بہت فصل ہیں ماخوذ فصل سے ہے جو بمعنی قطع کے ہے اس لحاظ سے کہ اس میں منسوخ آیتیں بہت کم ہیں اور مفصل سورتیں تین قسم پر ہیں ایک قسم طوال مفصل ہیں اور وہ ایک ان چار سورتوں میں سے سورہ صف تک ہیں یا عم یتساء لون تک اور دوسری قسم اوساط مفصل ہیں اور وہ سورہ صف یا عم یتساء لون سے اذا السماء انشقت یا سورہ والضحیٰ تک ہیں اور تیسری قسم قصار مفصل ہیں اور وہ سورہ اذا السماء انشقت یا والضحیٰ سے لے کر قرآن کریم کے آخر تک ہیں۔ قَالَ عَمْرٌو وَلَا

حَفِظْتُهُمَا ''عمرو بن دینار نے کہا ہے'' جو اسناد میں مذکور ہے کہ ''مجھے یاد نہیں وہ دو سورتیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز عشاء میں پڑھنے کے لئے ارشاد فرمائی تھیں'' اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ حیثیت سے ہے کہ اس میں فساد نماز کا حکم نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور عمرو کو ان کا یاد نہ رہنا ایک وقت میں دوسرے وقت میں یاد آنے کے منافی نہیں ہے۔

بَابُ تَخْفِيفِ الْاِمَامِ فِى الْقِيَامِ

وَ اِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَ السُّجُودِ

''یہ باب اس حکم کے بیان میں ہے کہ امام قیام کو مختصر کرے چھوٹی سورۃ پڑھنے کی وجہ سے اور یہ باب امام کو رکوع اور سجود کو پورا کرنے کے بیان میں ہے اور قیام کے تخفیف کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس کو لمبی سورۃ پڑھنے کی وجہ سے طویل کیا جا سکتا ہے''

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ اَخْبَرَنِى اَبُو مَسْعُودٍ ''ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے'' اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف ہے اس کی شہرت کی وجہ سے اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے'' زاء معجمہ پر پیش ہے معاویہ جعفی کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن خالد ہے ''اس نے کہا کہ میں نے سنا قیس سے بن ابی حازم ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھ کو ابو مسعود نے'' جو عقبہ بن عمرو بدری انصاری ہے'' جنہیں کہ صحابی ہیں ان

رَجُلًا قَالَ وَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم اِنِّى لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا ''کہ تحقیق ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز فجر کی جماعت سے پیچھے رہتا ہوں کیونکہ وہ ہم پر نماز لمبی کر دیتا ہے'' قسطلانی نے کہا کہ کہنے والے آدمی کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور وہ حرم بن ابی کعب نہیں ہے جس کا ذکر پہلی حدیث میں کیا گیا ہے اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ کنایتاً جو فلان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ابیٔ بن کعب ہے کہ قباء کی مسجد میں وہی امام تھا، یعنی ابیٔ بن کعب کی لمبی قرأت کے سبب میں نماز فجر کی جماعت میں شامل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا فَمَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی مَوعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنهُ یَومَئِذٍ ''پس میں نے حضور ﷺ کو کسی وع
نصیحت میں بھی جو آپ ﷺ فرمایا کرتے اس قدر زیادہ غضبناک نہیں دیکھا تھا جیسا کہ اس دن تھے'' ثُمَّ قَا
اِنَّ مِنکُم مُنَفِّرِینَ ''پھر فرمایا حضور ﷺ نے تحقیق تم میں سے بعض بھگانے والے ہیں لوگوں کو نماز با جماع
ے فَاَیُّکُم مَا صَلّٰی بالناس فَلْیَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِیهِمُ الضَّعِیفَ وَالْکَبِیرَ وَذَا الْحَاجَةِ ''پس تم میں سے ج
کوئی بھی نماز پڑھائے'' یعنی امامت کرے ''تو اس کو چاہئے کہ نماز میں اختصار کرے'' یعنی کم قرأت کرے نہ یہ ک
ارکان نماز میں نقصان کرے یا یہ کہ رکوع اور سجود کو صحیح طور پر ادا نہ کرے'' اس لئے کہ جو لوگ جماعت کیلئے حاض
ہوئے ہیں ان میں ضعیف بھی ہے اور سن رسیدہ بھی ہے اور کوئی صاحب حاجت بھی'' اور ماصلی میں ما زائد
ہے تاکید عموم کے لئے ہے اور ما کی زیادتی ای شرطیہ کے ساتھ بہت ہے اور ترجمہ اس باب کا حدیث کی مراد ک
بیان کرنے کے لئے ہے نماز میں تجوز کرنے کے واسطے کہ وہ قیام میں تخفیف ہے نہ کہ ارکان میں نقصان۔

باب اِذَا صَلّٰی لِنَفسِهِ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَاءَ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے کہ اکیلا نماز پڑھتا ہے یعنی جب کوئی شخص تنہا اپنے
لئے نماز پڑھتا ہے تو قرأت لمبی کرے جتنی اس کی مرضی ہے جبکہ وقت کی گنجائش ہو یعنی
اتنی لمبی نہ کرے گا کہ مکروہ وقت آجائے''

حَدَّثَنَا عَبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ قَالَ اَخبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعرَجِ عَنْ اَبِی هُرَیرَةَ ''ہمیں
حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تنیسی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں مالک نے اس نے روایت کی ابی
الزناد سے'' اور وہ عبداللہ بن ذکوان ہے ''اس نے روایت کی اعرج سے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن ہرمز ہے ''اس نے
روایت کی ابی ہریرہ سے'' رضی اللہ عنہ سے'' جو کہ صحابی ہیں اَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ اِذَا
صَلّٰی اَحَدُکُم لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ ''تحقیق حضور ﷺ نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا
ہے'' یعنی لوگوں کی امامت کرتا ہے ''تو اس کو چاہئے کہ نماز ہلکی کرے'' قرأت کی کمی سے نہ کہ ارکان نماز میں

نقصان کرے'' فَاِنَّ فِیهِمُ الضَّعِیفُ وَالسَّقِیمَ وَالکَبِیرَ ''اس لئے کہ ان مقتدیوں میں ضعیف بھی ہوگا اور بیمار بھی ہے اور سن رسیدہ (بوڑھا) بھی ہوگا'' وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهِ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ ''اور جس وقت کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے لئے تنہا نماز پڑھتا ہے تو جتنی اس کی مرضی ہو، قرات لمبی کرے'' لیکن وقت کا خیال رکھے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

باب مَنْ شَکَی اِمَامَهُ اِذَا طَوَّلَ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جس نے شکایت کی ہے اپنے امام کی جبکہ امام نے نماز لمبی کر دی''

وَقَالَ اَبُو اُسَیْدٍ طَوَّلْتَ یَا بُنَیَّ ''اور کہا ابو اسید نے'' صیغہ تصغیر کے ساتھ اور وہ مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی مدنی ہے جو تمام مشاہد (غزوات) میں حاضر رہا ہے ۶۰ھ میں فوت ہوا۔ طویل کی طرف جانے کے بعد اور تمام بدری صحابہ میں وہی سب سے آخر میں فوت ہوا ہے جس کا نام منذر تھا اور ابو اسید نے اس کے پیچھے اقتداء کی تھی اس نے اپنے بیٹے سے کہا ''اے بیٹے تم نے ہم پر نماز لمبی کر دی'' اور تصغیر کے ساتھ خطاب عتاب کے لئے ہے، نماز لمبی کرنے پر اور اس اثر کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِسْمٰعِیلَ بْنِ اَبِی خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَبِی مَسْعُودٍ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف (فریابی) نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اس نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اس نے روایت کی قیس [illegible] سے اس نے ابو مسعود [illegible] سے'' زاء معجمہ ہے ''اس نے روایت کی ابی مسعود سے'' اور وہ عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری بدری ہے۔ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّی لَاَتَاَخَّرُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الْفَجْرِ مِمَّا یُطِیلُ بِنَا فُلَانٌ فِیهَا ''کہا ابو مسعود نے کہ ایک آدمی نے کہا'' جس کا نام معلوم نہیں کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خود کو پیچھے رکھتے ہیں اور نماز فجر کی جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتے اس سبب سے کہ فلاں شخص ہم پر نماز فجر لمبی کر دیتا ہے فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''پس غضب ناک ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' مَا رَاَیْتُهُ غَضِبَ فِی مَوْعِظَةٍ کَانَ

Marfat.com

اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ''میں نے نہیں دیکھا کہ غضبناک ہوئے ہوں حضور ﷺ اس قدر شدید جتنا کہ اس روز غضبناک ہوئے تھے'' ثُمَّ قَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ ''پھر فرمایا حضور ﷺ نے اے لوگو! تحقیق تم میں ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو بھگانے والے ہیں'' فَمَنْ اَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ ''پس تم میں سے جو کوئی لوگوں کی امامت کرتا ہو تو اس کو چاہئے کہ قرات میں تخفیف کرے'' فَاِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيْفُ وَالْكَبِيْرُ وَذَا الْحَاجَةِ ''پس تحقیق اسکے پیچھے کمزور بھی ہے اور بوڑھا بھی ہے اور صاحب حاجت بھی'' اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ ابْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے'' ایاس کے ہمزہ پر زیر ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محارب نے'' میم پر پیش ہے، حاء مہملہ ہے راء مہملہ پر زیر ہے ''بن دثار ہے'' دال پر زیر ہے ثا مثلثہ ہے ''محارب نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاریص سے سنا'' قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ ''جو کہتے تھے کہ ایک آدمی رات کے پہلے پہر دو اونٹوں کے ساتھ آیا جو پانی نکالتے تھے'' ظاہر یہی ہے کہ وہ آدمی وہی حرم مذکور تھا اس لئے کہ متعدد واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ لمبی قرأت کرنے کے مرتکب ہوئے تھے جس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا، عینی نے کہا ہے کہ ناضح نون سے اور ضاد سے اور حاء مہملہ سے اس اونٹ کو کہتے ہیں جو کھجوروں اور دوسری فصلوں کو سیراب کرتا ہے اور جنح جیم سے اور نون کے زبر اور حاء مہملہ سے فتح یفتح کے باب سے ہے اور جنح نون کے سکون سے رات کے داخل ہونے کو کہتے ہیں فَوَافَقَ مُعَاذًا يُصَلِّيْ ''پس اس شخص نے معاذ رضی اللہ عنہ کو عشاء کی نماز پڑھاتے ہوئے پایا'' فَتَرَكَ نَاضِحَيْهِ وَاَقْبَلَ اِلٰى مُعَاذٍ ''پس اس آدمی نے اپنے پانی نکالنے والے دونوں اونٹ چھوڑ دیئے اور معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز میں شامل ہوا'' فَقَرَاَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ اَوِ النِّسَآءِ ''پس معاذ رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ یا سورہ نساء پڑھنی شروع کر دی'' اور یہ شک محارب کا ہے جیسے کہ بعض روایات میں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شک جابر رضی اللہ عنہ کا ہے اور قراها اور قرابها دونوں لغت صحیح ہیں۔ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهُ اَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ ''پھر اس شخص نے نماز توڑ دی اور چلا گیا اور بعد میں اسے خبر ملی کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے اس فعل کی عیب جوئی کی'' فَاَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم فَشَكَى اِلَيْهِ مُعَاذًا ''پھر وہ شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی'' اور کہتا ہے تو

Marfat.com

سکوت فلانا جبکہ تو خبر دیتا ہے کسی کو اس کی برائی کی۔ کرمانی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز سے خارج ہو جائے چاہے عذر ہو یا نہ ہو پھر تنہا نماز پڑھ لے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہ فرمایا اس شخص کا جو معاذ رضی اللہ عنہ کی اقتداء سے خارج ہو گیا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ جب امام کو تخفیف نماز (قرأت) کا حکم دیا گیا ہے تو پھر قرأت لمبی کرنے والا امام گناہ گار ہے اور موافقت نہیں کی جائے گی امام کی مگر نیک کام میں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی کے لئے نماز سے خارج ہونا جائز نہیں کیونکہ وہ موجب ترک ہوتی ہے اس چیز کے لئے جسے اس نے اپنے نفس پر لازم کیا ہے اور وہ نماز با جماعت ہے اور جس وقت کوئی شخص کسی عبادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس عبادت کے اختتام تک اس میں مشغول رہے ہاں مگر جب کوئی عذر درپیش ہو جائے فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَامُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب وہ حاضر ہوئے کہ اے معاذ کیا تو بہت زیادہ فتنہ میں ڈالنے والا ہے لوگوں کو تین مرتبہ فرمایا'' اور یہ کلمہ افتان انت یا افاتن انت میں شک راوی کا ہے فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ''پس تو نماز میں کیوں نہیں پڑھتا۔ بسبح اسم ربک الاعلیٰ اور والشمس وضحھا اور واللیل اذا یغشیٰ'' اور کلمہ لولا خصوصیت کے لئے ہے اور ذکر والشمس کا اور واللیل کا بطریق بدل ہے یا نعتیہ ہے کیونکہ یہاں عطف نہیں ہے یعنی ان میں سے کوئی ایک سورۃ یا ان کے مثل دوسری کوئی سورۃ ایک رکعت میں پڑھا کرو فَاِنَّهٗ يُصَلِّي وَرَآءَكَ الْكَبِيْرُ وَالضَّعِيْفُ وَذُو الْحَاجَةِ ''اسلئے کہ شان یہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے تمہارے پیچھے بوڑھا اور کمزور اور صاحب حاجت'' کسی کام کا اور اس کا دل اس ضرورت میں اٹکا رہتا ہے اَحْسِبُ هٰذَا فِي الْحَدِيْثِ ''میں ان کلمات کو جزء حدیث اور اس میں داخل سمجھتا ہوں'' عینی نے کہا ہے کہ اس قول کا کہنے والا شعبہ ہے کہ ''اس نے روایت کی ہے محارب سے'' اور لفظ ھٰذا جملہ آخرہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ فانہ یصلی آخر تک ہے اور ھذا کی تذکیر باعتبار مذکور کے ہے اور بعض نسخوں میں لفظ ھذا نہیں ہے تَابَعَهٗ سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِيُّ ''شعبہ کی اتباع تین آدمیوں نے کی ہے سعید بن مسروق نے'' جو کہ سفیان ثوری کے والد ہیں ''اور مسعر نے'' میم پر زیر ہے سین مہملہ ساکن ہے کدام کوفی کا بیٹا ہے ''اور شیبانی نے'' کہ اس کی کنیت ابواسحاق ہے اور نام اس کا سلیمان ابی سلیمان ہے اور ابی سلیمان کا نام فیروز کوفی ہے۔ اور ان تینوں کی متابعت

Marfat.com

اصل حدیث میں ہے نہ کہ حدیث کے سب الفاظ میں اور بعض نسخوں میں قال ابو عبد اللہ تابعہ ہے اور ابو عبد اللہ سے خود امام بخاری کی اپنی ذات مراد ہے قَالَ عَمْرٌو وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَاَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ الْبَقَرَةَ ''کہا ہے عمرو بن دینار مذکور نے اور عبید اللہ نے'' عین مہملہ پر پیش ہے اور مقسم میم کی زیر سے مدنی ہے اور ابوالزبیر زاء معجمہ پیش کے ساتھ محمد بن مسلم مکی ہے آزاد کردہ حکیم بن حزام ہے ''روایت کی انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء میں سورۃ بقرۃ پڑھی تھی ''اور ان تینوں حضرات نے سورۃ نساء کا ذکر نہیں کیا کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ لفظ قال سے کیوں کہا اور کیوں نہ کہا وتابعہ جیسے پہلے کہا تھا تابعہ میں کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی نے بھی اس حدیث کی اتباع نہیں کی ہے وَتَابَعَهُ الْاَعْمَشُ عَنْ مِحَارِبٍ ''اور شعبہ کی اتباع کی ہے اعمش نے'' اور اس کا نام سلیمان بن مہران ہے ''اس نے روایت کی ہے محارب بن دثار سے'' عینی نے کہا کہ دو متابعت کے درمیان فرق یہ ہے کہ متابعت اول ناقص ہے کیونکہ اس میں جس کی متابعت کی گئی ہے اس کا ذکر نہیں اور دوسری متابعت کامل ہے کہ اس میں ذکر کیا گیا ہے متابع علیہ کا کہ وہ محارب ہے۔

باب اِيجَازِ الصَّلٰوةِ وَ اِكْمَالِهَا

''یہ باب ہے اس بیان میں کہ نماز کو طول نہ دے اور تخفیف کے ساتھ پڑھے اور ارکان نماز کو کامل طریقے پر ادا کرنا چاہئے اور بعض نسخوں میں صرف باب الایجاز ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے'' دونوں میم پر زبر ہے اور نام اس کا عبداللہ بن عمرو مقعد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے'' بن سعید ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز نے'' بن صہیب ہے ''اس نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم يُوجِزُ فِي الصَّلٰوةِ وَيُكْمِلُهَا ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اختصار فرماتے تھے اور ارکان نماز کو حد کمال تک ادا فرماتے'' یعنی نماز میں قرأت چھوٹی سورتوں سے کرتے اور تسبیح بھی تین مرتبہ سے زیادہ نہ پڑھتے جبکہ امامت فرمایا

تے۔صاحب خیر جاری نے کہا کہ کلمہ یوجز ایجاز سے کہا ہے اور یکملھا کو تکمیل سے کہا ہے اور اس کا
ان عنقریب مکمل طور پر آئے گا۔

باب مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوۃَ عِنْدَ بُکَاءِ الصَّبِیِّ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو بچے
کے رونے کی وجہ سے نماز کو مختصر کردے''

حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمَ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِی کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن موسیٰ نے اس نے کہا خبر دی ہمیں'' اور بعض نسخوں میں اخبرنا کی جگہ حدثنا ہے ''ولید نے'' بن مسلم ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے'' اور نام اس کا عبدالرحمٰن بن عمرو ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ بن ابی کثیر سے'' ثاء مثلثہ ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ ہیں اور نام اس کا حرث بن ربعی انصاری ہے رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہیں ''اس نے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اِنِّی لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْھَا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق میں البتہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو طویل قیام کا ارادہ رکھتا ہوں'' فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِی صَلٰوتِی کَرَاھَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ ''پھر میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر لیتا ہوں کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ [illegible] کو تکلیف میں ڈالوں'' اور لفظ بکاء یہاں ممدود ہے کیونکہ رونے کی آواز کے معنی میں ہے۔ اسمع کے قرینہ سے تَابَعَہٗ بِشْرُ ابْنُ بَکْرٍ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَبَقِیَّۃُ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ ''ولید بن مسلم کی متابعت کی ہے بشر ابن بکر اور ابن مبارک نے'' بشر کے باء موحدہ پر زیر ہے شین معجمہ ساکن ہے ''ابن بکر ہے'' باء موحدہ پر زبر ہے اور ابن مبارک کا نام عبداللہ ہے اور بقیّہ باء موحدہ پر زبر ہے قاف پر زیر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے، ولید کا بیٹا ہے کلاعی کاف کی زبر اور لام کی تخفیف سے ہے ''روایت کی اس نے اوزاعی سے'' اور ابن المبارک اور بقیّہ کی رفع بوجہ عطف کے

Marfat.com

ہے بشر پر قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے ابی شائط سے ''تحقیق حضور ﷺ نے ایک پہلی رکعت میں ایک سورۃ پڑھی جو قریب ساٹھ آیت کے برابر تھی پھر آپ ﷺ نے ایک بچے کے رونے آواز سنی تو پھر دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھیں'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ حَدَّ

خَالِدُ بْنُ مَخْلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ''ہمیں حدیث بیا کی خالد بن مخلد نے'' میم کی زبر ہے خاء معجمہ ساکن ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شریک بن عبداللہ نے'' قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ ''شریک ب عبداللہ نے کہا جو تابعی ہے کہ سنا میں نے انس بن مالک سے اس حال میں کہ کہہ رہا تھا'' مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَا قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم ''کہ میں نے کسی بھی امام کے پیچھے حضو نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ مختصر اور کامل ترین نماز کبھی نہیں پڑھی'' وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهُ ''اور اگر حضور ﷺ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو پھر نماز کو مختصر کرد کرتے اس خوف کی وجہ سے کہ بچے کی ماں فتنہ میں پڑے گی'' یعنی بچے کے شدت سے رونے کی وجہ سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ نماز توڑ کر بچے کے پاس چلی جائے اور کلمہ مخافته منصوب ہے اس وجہ سے کہ وہ یخفف کا مفعول لہ ہے اور تفتن یا صیغہ مضارع مجہول ہے ثلاثی مجرد سے یا باب افعال سے ہے یا باب تفعیل سے یا باب افتعال سے ہے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ دوسرے کی مصلحت کے لئے نماز میں تخفیف جیسا فعل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ پس یہ حدیث حجت ہے اس پر جو اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ ارادہ طوالت نماز کے بعد تخفیف کرنا باز رہنا ہے طوالت سے اور یہ فعل ہے نہ کہ ترک وہ عدم اصلی ہے اور اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ نماز میں کوئی آواز سننا اور اس کی حالت احتیاج کی رعایت کرنا حضوری نماز میں مخل نہیں ہے جو نماز میں بہت اہم ہے جس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ میں نے نماز میں لشکر کی تیاری کی حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ''ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے'' بن جعفر مدنی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے'' زاء معجمہ پر پیش ہے راء مہملہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سعید نے'' بن ابی عروہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے'' بن دعامہ ہے اور بعض نسخوں میں عن قتادہ

Marfat.com

ے اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَهُ ''کہ تحقیق انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اس کو' اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ
لی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ ''کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَنَا
رِیْدُ اِطَالَتَهَا ''البتہ میں شروع کرتا ہوں نماز اس حال میں کہ ارادہ رکھتا ہوں کہ نماز کو طوالت دوں'' یعنی لمبی
رأت کروں فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِی صَلٰوتِی ''پس جب بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی
ماز کو مختصر کر دیتا ہوں'' مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُکَائِهٖ ''اس چیز کی وجہ سے جو میں جانتا ہوں کہ
بچے کی ماں اس کے رونے کی وجہ سے کس قدر پریشان ہے'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے
تھے اور پسند نہ فرماتے کہ مومنوں کو تکلیف پہنچے وجد غم کے معنی میں ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے
ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ
مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر زبر
ہے شین معجمہ پر تشدید ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی عدی نے'' اور اس کا نام محمد اور اس کے والد کا
نام ابراہیم ہے اور اس کی کنیت ابوعدی ہے ''اس نے روایت کی سعید سے'' کہ وہ ابی عروہ ہے ''اس نے روایت کی
قتادہ سے اس نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی'' قَالَ لَاَدْخُلُ
فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیْدُ اِطَالَتَهَا ''کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں البتہ شروع کرتا ہوں نماز اور یہ ارادہ کرتا
ہوں کہ نماز طویل کر دوں طویل سورۃ پڑھنے سے اور زیادہ تسبیح پڑھنے سے'' فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ
''پس بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو مختصر کر لیتا ہوں قرأت اور تسبیح'' مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّهٖ
مِنْ بُکَائِهٖ ''بوجہ اس چیز کے کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو جو شدید تکلیف پہنچتی ہے میں اسے جانتا ہوں
''اور بعض نسخوں میں مما کی جگہ لما ہے وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ
عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مِثْلَهٗ ''اور کہا موسیٰ نے'' بن اسمٰعیل ہے ''ہمیں حدیث بیان کی ابان
نے'' بن یزید عطاء ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' حدیث مذکورہ کے مانند'' اس تعلیق کا فائدہ کثرت طرق سے تصریح ہے سماع قتادہ پر حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے۔

باب اِذَا صَلّٰی ثُمَّ اَمَّ قَوْمًا

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب کوئی شخص امام کے ساتھ

نماز پڑھ لے اور کسی قوم کو امام بن کر نماز پڑھائے''

اور اذا کا جواب ذکر نہیں کیا، حکم مختلف فیہ ترک جزم کی عادت کی وجہ سے اور ظاہر یہی ہے کہ میلان اس کا جواز کی طرف ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ''ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے اور ابوالنعمان نے'' اور ان کا نام محمد بن فضل ہے جن کا لقب عارم ہے عین اور راء دونوں مہملہ ہیں ''ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے اس نے روایت کی ایوب سے'' بجستانی ہے ''اس نے روایت کی عمرو بن دینار سے اس نے حدیث روایت کی جابر سے'' بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہے صحابی ہیں قَالَ کَانَ مُعَاذٌ یُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثُمَّ یَاْتِیْ قَوْمَهٗ فَیُصَلِّیْ بِهِمْ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتے پھر اپنی قوم کے پاس جاتے، پس وہی نماز اپنی قوم کو پڑھاتے اور امامت کرتے'' اور ان کی قوم بنی سلمہ تھی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی نماز کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

باب مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ

''یہ باب اس شخص (مکبّر) کے حکم کے بیان میں ہے جو سناتا ہے لوگوں کو امام کی تکبیر''

اور اپنے عموم کی وجہ سے شامل ہے مؤذن اور غیر مؤذن کے لئے ان میں سے جو سناتا ہے امام کی تکبیر نماز میں یعنی اونچی آواز سے تکبیر کہہ کر لوگوں کو امام کی آواز سے مطلع کرتا ہے یعنی وہ تکبیر وغیرہ

Marfat.com

جوامام نے کہی ہو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن داود نے'' دو واؤ کے ساتھ ہے نہ کہ ہمزہ کے ساتھ کہ وہ جائز نہیں ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے'' اور وہ سلیمان بن مہران ہے ''اس نے حدیث روایت کی ابراہیم سے اس نے حدیث روایت کی اسود سے'' بن یزید نخعی ہے ''اس نے حدیث روایت کی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ اَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے وہ بیماری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے وصال فرمایا تو بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے'' اور مرضہ میں نصب بوجہ دور کر دینے جارہ کے ہے اور بعض نسخوں میں بلال کا ذکر نہیں اور یؤذن باب افعال سے ہے قَالَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امر کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور امامت کرے'' قُلْتُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ اِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ ''میں نے کہا کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رقیق القلب، نرم دل اور زیادہ رونے والے ہیں۔ جب وہ آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور قرآن پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے'' اور یبک شرط کی جزاء ہے اور بعض نسخوں میں یبکی ہے یاء کے اثبات سے۔ قسطلانی میں ہے کہ ابن مالک نے کہا ہے کہ یہ اجراء معتل ہے صحیح کی جگہ پر کہ جزم حرکت کے حذف سے ہے فَقَالَ مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' یعنی امامت کرے فَقُلْتُ مِثْلَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ ''پھر میں نے پہلے کی طرح وہی بات کہی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا'' اور یہ شک راوی کا ہے اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ ''تحقیق تم عورتیں مصاحبان یوسف علیہ السلام کی طرح ہو'' یعنی تم عورتیں ان عورتوں کی طرح ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھیں ان کے دل میں جو ہوتا اس کے خلاف ظاہر کرتیں'' مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ''امر کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کی امامت کرے'' فَصَلّٰى فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ ''پس نماز پڑھی'' یعنی شروع کی نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''پس

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اس حال میں کہ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے ان درمیان چل رہے تھے'' امام قسطلانی نے کہا ہے کہ وہ دو آدمی ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دوسرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اور یہ روایت خطیب کی ہے اور نووی نے تصحیح کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا دو آدمیوں کے درمیان دو بار ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے اور دوسری مرتبہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھ سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھ

كَانِّي اَنْظُرُ اليه يخط بِرِجْلَيْهِ الْاَرْضَ ''گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس حال میں کہ دونوں پاؤں مبارک گھسٹتے ہوئے زمین پر خط کھینچ رہے ہیں'' اور یہ قول ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اپنے حاضر رہنے پر تنبیہ کے لئے اس واقعہ کے وقت اور اس واقعہ کے یاد رکھنے کے لئے یعنی وہ واقعہ مجھے ایسا یاد ہے کہ گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ دونوں پاؤں کو زمین پر گھسٹتے ہوئے آ رہے ہیں اور دونوں پاؤں کے کھینچنے سے زمین پر لکیر نمودار ہو رہی ہے فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذهب يَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ صَلِّ ''پس جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ پیچھے چلے جائیں'' اور صف میں شامل ہو جائیں یا نماز کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے جائیں'' تو اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ نماز پڑھو' فَتَاَخَّرَ اَبُوْبَكْرٍ ''پس ابوبکر رضی اللہ عنہ'' جہاں کھڑے امامت فرما رہے تھے اس مقام سے پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا کر بیٹھ گئے تھے۔ فَقَعَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم اِلٰى جَنْبِهٖ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے'' جیسے کہ دوسری روایت میں ہے وَاَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ ''اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سناتے'' یعنی اونچی آواز سے تکبیر کہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سے لوگوں کو خبر کرتے تَابَعَهٗ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عبداللہ بن داود کی متابعت کی ہے محاضر نے میم پر پیش ہے حاء مہملہ ہے ضاد معجمہ پر زیر ہے آخر میں راء مہملہ ہے روایت کی اس نے اعمش سے اور نام اس کا سلیمان بن مہران ہے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے اور اس حدیث سے متعلق بحثیں پہلے گزر چکی ہیں۔

Marfat.com

باب الرَّجُلُ يَاتَمّ بالامام وَ يَاتَمُّ النَّاسُ بالماموم

"یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جو اقتداء کرتا ہے

امام کے پیچھے اور لوگ اقتداء کرتے ہیں اس مقتدی کے پیچھے"

عینی نے کہا ہے کہ اس ترجمہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری نے میلان کیا ہے اس مسئلہ میں شعبہ کے مذہب کی طرف کیونکہ امام شعبی کا اعتقاد اس کے امام ہونے پر ہے اور اس پر دلیل اس کی یہ ہے جو کہا ہے امام شعبی نے کہ دوسری صف کے مقتدی پہلی صف کے تابع ہیں احکام میں مثلاً اگر امام رکوع سے سر اٹھالے اور پہلی صف والے ابھی سر نہ اٹھائے ہوں اور اس حال میں کوئی شخص آ کر دوسری صف میں شامل ہو جائے اور دوسری صف والوں کو رکوع کی حالت میں پالے تو وہ آدمی ان کے ساتھ اس رکعت میں شریک ہو گیا اور گویا اس نے وہ رکعت پالی۔ یہ اس لئے کہ بعض ان کے دوسروں کے امام ہیں اور یہ دلیل ہے اس پر کہ جماعت کا ہر فرد دوسرے کے لئے بمنزلہ امام کے ہے اس کے باجود کہ یہ لوگ خود مقتدی ہیں اور یہ مراد نہیں کہ وہ مقتدی امام کے پیچھے اقتداء کرتا ہے اور لوگ اس کے پیچھے اقتداء کرتے ہیں صرف تبلیغ میں وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم اِئْتَمُّوْ بی وَلْيَاتَمَّ بِكُمْ مِنْ بَعْدَكُمْ "اور ذکر کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم لوگ میرے پیچھے اقتداء کرو اور تمہاری اقتداء کریں وہ لوگ جو تمہارے پیچھے ہیں"۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ خطاب ہے صف اول کو یعنی جو صفیں تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہاری اقتداء کریں اور اس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے افعال پر وہ لوگ تمہارے افعال سے رہنمائی حاصل کریں اور بعض نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ اس سے ظاہری اقتداء مراد ہو نہ کہ احکام میں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ تم علم اور احکام شریعت مجھ سے سیکھو اور تابعین تم سے سیکھیں گے اور تبع تابعین، تابعین سے سیکھیں گے اسی طرح یہ سلسلہ اختتام دنیا تک جاری رہے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابو مُعَوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

Marfat.com

''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے'' اور اس کا نام محمد بن خازن ہے خاء اور زاء معجمتین سے ''اس نے روایت کی اعمش سے'' بن مہران ہے ''اس نے حدیث روایت کی ابراہیم سے اس نے حدیث روایت کی اسود سے'' بن یزید نخعی ہے ''اس نے حدیث روایت کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے تو مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کی اطلاع دینے کے لئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے'' فَقَالَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امر کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' امامت کرے فَقُلْتُ يارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ وَاَنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَايَسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ''پس میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نہ سنوا سکیں گے لوگوں کو'' یعنی جہر سے قرأت اور تکبیرات، رونے کی وجہ سے ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر عمر رضی اللہ عنہ کو امر فرما دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' اور اسیف ہمزہ کی زبر سین مہملہ کی زیر سے ہے اور فاء ہے یاء مثناۃ تحتانیہ کے بعد بمعنی زیادہ غم کرنے والا رقیق القلب اور بعض نسخوں میں متی یقوم ہے اثبات واؤ کے ساتھ متی کے حمل کرنے سے اذا پر جیسے کہ حمل کیا جاتا ہے اذا کو متی پر اور بعض نسخوں میں متی یقم ہے جزم کے ساتھ اور لو تمنا کے لئے ہے اور اگر لو کو شرطیہ رکھا جائے تو پھر جزا کو محذوف تصور کرنا ہوگا کہ وہ یسمع الناس ہے فَقَالَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِيْ لَهُ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ وَاِنَّهُ مَتٰى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امر کرو کہ امامت کرے لوگوں کی پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو میں نے کہا کہ تم کہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ ابوبکر رقیق القلب آدمی ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت آپ کی جگہ کھڑا ہوگا تو نہ سنا سکے گا لوگوں کو قرأت اور تکبیرات زیادہ رونے کی وجہ سے، پس کاش کہ آپ امر فرمائیں عمر رضی اللہ عنہ کو یعنی لوگوں کی امامت کرنے کے لئے فَقَالَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق تم عورتیں ضرور بالضرور ان عورتوں کی طرح ہو جو یوسف علیہ السلام کی ساتھی تھیں'' یعنی تم ان عورتوں کی مانند ہو دل کی بات کے خلاف ظاہر کرنے میں

کہہ دو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ امامت کرے لوگوں کی'' فَلَمَّا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ وَجَدَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فی نفسہ خِفَّۃً ''پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب نماز شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طبیعت مبارکہ میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا'' فَقَامَ یُھَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَ رِجْلَاہُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ ''پس کھڑے ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دو آدمیوں کے سہارے سے چلنے لگے اس حال میں کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے خط کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ مسجد نبوی میں داخل ہو گئے'' فَلَمَّا سَمِعَ اَبُو بَکْرٍ حِسَّہٗ ذَھَبَ ابوبکر یَتَاَخَّرُ فَاَوْمَی اِلَیْہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کی آہٹ سنی تو ارادہ فرمایا اور امام کی جگہ سے ہٹنے لگے تا کہ پیچھے جائیں اور صف میں شامل ہو جائیں تو اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی جگہ پر قائم رہو'' فَجَاءَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حَتّٰی جَلَسَ عَنْ یَسَارِ اَبِی بَکْرٍ ''تو پھر آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو کی طرف بیٹھ گئے'' اسلئے کہ وہ جانب حجرہ شریف کے قریب تھا یا یہ کہ وہی جگہ امام کی تھی۔ اس صورت میں جب کہ ایک آدمی امام کے پہلو میں ہو۔ فَکَانَ اَبُوبَکْرٍ یُصَلِّی قَائِمًا وَ کَانَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یُصَلِّی قَاعِدًا ''پس نماز پڑھ رہے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے بیٹھ کر'' یَقْتَدِی اَبُو بَکْرٍ بِصَلٰوۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وَالنَّاسُ یَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِی بَکْرٍ ''ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کرتے'' اور بعض نسخوں میں مقتدون ہے اسم فاعل کے صیغے سے یقتدون کی جگہ اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ صاحب ''خیر جاری'' نے کہا یعنی اس سے استدلال کیا ہے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکبیر سے رہنمائی حاصل کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سے۔

باب ھَلْ یَاخُذُ الْاِمَامُ اِذَا شَکَّ بقول النَّاسِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب امام کو نماز کے افعال میں کوئی شک وتردد لاحق ہو جائے تو کیا وہ لوگوں یعنی مقتدیوں کے اقوال قبول کرے گا اور ان پر اعتبار کرے گا؟''

Marfat.com

اور بقول الناس یاخذ سے متعلق ہے یعنی لوگوں کے قول پر اعتبار کرے گا اور بعض نسخوں میں اذا شک بقول الناس سے مؤخر ہے اور اذا کا جواب ترک جزم کی وجہ سے اپنی عادت کے مطابق ذکر نہ کیا اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ جس وقت امام کو نماز میں شک لاحق ہو جائے مثلاً کہ ایک رکعت پڑھ لی ہے یا دو رکعتیں پڑھ لی ہیں، پھر خبر دی امام کو مقتدیوں نے کہ اس نے ایک رکعت پڑھ لی یا دو رکعتیں پڑھ لی ہیں تو کیا امام رجوع کرے گا مقتدیوں کے قول کی طرف یا کہ نہ کرے گا، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس میں دو قول ہیں ایک قول کے مطابق رجوع کرے گا اور یہی ہے قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلان بھی اسی طرف ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ امام اپنے ذاتی علم کے مطابق عمل کرے گا اور مقتدیوں کے قول کی طرف رجوع نہ کرے گا اور یہی ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور ان کے اصحاب کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ انس عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ ابی التَّمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے اس نے حدیث روایت کی امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے'' سین مہملہ پر زبر ہے خاء معجمہ ساکن ہے اور تاء مثناۃ فوقیہ پر زبر ہے یا زیر ہے'' اس نے روایت کی محمد ابن سیرین سے اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه و آله وسلم اِنْصَرَفَ مِنْ اِثْنَتَيْنِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا دن کے چہار رکعت والی نماز میں'' فَقَالَ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ''پس ذوالیدین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا'' کہ نماز اس کا خرباق تھا'' کیا کم ہوگئی نماز'' یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعتیں حضر میں بھی کم ہوگئیں ہیں یا آپ سے دو رکعتیں فراموش فرمائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه و آله وسلم اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا کہ کیا ذوالیدین نے سچ کہا؟'' یعنی وہ خبر جس کو استفہام متضمن ہے اور وہ خبر دو رکعت نماز پڑھنے کی ہے صرف اور اس کی وجہ ذوالیدین کا سوال ہے'' تو لوگوں

Marfat.com

نے کہا کہ ہاں ذوالیدین نے سچ کہا ہے'' کہ مذکورہ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی
ہ علیہ و آلہ وسلم فَصَلّٰی اثْنَتَیْنِ اُخَرَیْنِ ''پھر کھڑے ہو گئے حضور ﷺ اور دو رکعتیں پھر پڑھیں اور
خریٰن میں ہمزہ پر پیش ہے خاء معجمہ ساکن ہے اور پہلی یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر ہے اور دوسری یاء ساکن ہے ثُمَّ
کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ اَوْ اَطْوَلَ ''پس آنحضرت ﷺ نے سلام پھیرا پھر تکبیر کہی حضور ﷺ نے پھر
سجدہ فرمایا اپنے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی دراز'' پس ظاہر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے قوم کی بات قبول فرمائی
لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کو حمل کیا ہے اس پر کہ حضور ﷺ کو اس واقع کا وقوع یاد آ گیا تھا لوگوں کے اقوال
افعال حرام ہونے سے پہلے نماز میں حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ
سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' اور اس کا نام ہشام بن عبدالملک
ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی سعد بن ابراہیم سے'' بن
عبدالرحمٰن بن عوف ہے ''اس نے روایت کی ابی سلمہ سے'' اور ان کا نام محمد تھا اور وہ سعد کا چچا تھا ''اس نے روایت
کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی'' فَقِیْلَ قَدْ صَلَّیْتَ رَکْعَتَیْنِ ''پھر حضور ﷺ کو کہا گیا
کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں'' فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ''پھر حضور ﷺ نے مزید
دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے سہو کے لئے'' قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں بیان یا
وضاحت اس چیز کی تھی جو مراد تھی اس کے قول سے کہ ثم سجد پہلی حدیث میں یعنی سجدہ سہو دو سجدے ہیں اور
مطابقت دونوں حدیثوں کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بابِ اِذَا بَکَی الْاِمَامُ فِی الصَّلٰوۃِ

''یہ باب نماز میں امام کے رونے کے حکم کے بیان میں ہے''

یعنی جس وقت امام نماز میں روئے تو امام اور مقتدیوں کی نماز جائز یعنی صحیح ہے اور اذا کی جزاء

محذوف ہے اور یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے اور اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے ان شاء اللہ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِیْجَ عُمَرَ وَ اَنَا فِی آخِرِ الصُّفُوْفَ یَقْرَأُ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ ''عبداللہ بن شداد نے کہا'' شین معجمہ پر زبر ہے دال پر تشدید ہے یہ بڑا تابعی تھا اور اس نے احادیث روایت کی ہیں اور ان کے والد رضی اللہ عنہ کو صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل تھی ''کہ میں نے خشیت الٰہی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی'' مگر ان کے رونے سے کسی حرف کا ظہور نہ ہوتا تھا'' اس حال میں کہ ہم صفوں کے آخر میں تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ '' اور آیت شریف کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنے درد وغم کی شکایت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتا ہوں'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ یاد کیا اور ان کے اس کہنے کے سبب کو اس لئے صاحب کشاف نے فرمایا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے ابرو یعنی پلکیں جھڑ گئی تھیں پس ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا سبب درازی زمانہ اور کثرت غموم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بذریعہ وحی فرمایا کہ کیا تو ہماری شکایت کرتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ مجھ سے خطا ہوگئی مجھے معاف فرما دے لہٰذا اس قصے کو یاد کرنے سے ڈر اور ہیبت کے روٴ سے اصحاب "صائب کو فائدہ ہوتا ہے اور نشج نون کی زبر سے اور شین معجمہ کی زیر سے آخر میں جیم ہے رونے کے معنی میں ہے۔ ایسا رونا کہ رونے کی وجہ سے آواز بند ہو جائے حلق میں رونے کی وجہ سے اور رونا سینے کی طرف لوٹتا ہے اور بعض نسخوں میں یقراء کی جگہ فقراء ہے۔ علماء کرام نے انین اور تاوہ میں اختلاف فرمایا ہے۔ عبداللہ ابن مبارک نے کہا ہے کہ اگر رونا غالب بھی ہو جائے تو حرج نہیں یعنی نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس وقت رونے کی آواز بلند ہو جائے جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر رونا درد یا کسی مصیبت کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابی ثور سے مروی ہے کہ نماز اس وقت فاسد ہوگی جب کہ رونے سے کوئی کلام سمجھ میں آئے امام شعبی اور نخعی سے مروی ہے کہ نماز میں رونے سے نماز کا اعادہ کرے اور اس تعلیق کی

Marfat.com

مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ حَدَّثَنِی مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ ''ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن اویس مدنی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی امام مالک بن انس نے اس نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' ابن زبیر ہے ''اس نے حدیث روایت کی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ فِیْ مَرَضِهٖ مُرُوا اَبَابَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری میں حاضرین کو فرمایا کہ امر کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کی امامت کرے'' اور یصلی جواب امر کی وجہ سے مجزوم ہے اور بعض نسخوں میں یصلی ہے اثبات یا کہ ساتھ بوجہ جملہ مستانفہ ہونے کے یا معتل کو صحیح کی جگہ پر لانے سے حرف حرکت کو حذف کرنے اور جزم پر اکتفا کرنے کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مثل من یتقی ویصبر یا لام کے زیر کی وجہ سے شبہ کی بناء پر قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ اِنَّ اَبَابَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یَسْمَعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَآءِ ''عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرأت اور تکبیرات سنانے پر قادر نہ ہو سکیں گے'' نیز اس مقام پر صاحب مقام کو نہ پانے کی وجہ سے بھی فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسَ ''پس امر فرما دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' فَقَالَ مُرُوا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو کہ امر کرو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' اور امامت کرے تا کہ جماعت کا ثواب انہیں حاصل ہو جائے اور بعض نسخوں میں بالناس ہے فَقَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِیْ لَهٗ اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ ''پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہو کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رقیق القلب آدمی ہیں جس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرأت اور تکبیرات سنانے پر قادر نہ ہوں گے'' اور آپ کو اپنی جگہ میں نہ پانے کی وجہ سے ''تو اس لئے آپ امر فرما دیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ وہ لوگوں کی امامت کریں'' فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَهْ اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ ''پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کام کیا'' یعنی

Marfat.com

حضور ﷺ کی خدمت میں وہ باتیں عرض کردیں ''پس حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات نہ کہو البتہ ضرور بالضرور عورتیں مصاحبان یوسف علیہ السلام کی طرح ہو'' یعنی ان عورتوں کی طرح ہو کہ دل میں کچھ تھا اور منہ پر اس کے خلاف'' امر کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' **فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا** ''پس حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ مجھے کبھی تمہاری طرف سے بھلائی نصیب نہیں ہوئی'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ باجود اس کے کہ حضور ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے کی عادت جانتے تھے مگر پھر ان کو حکم دیا لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں وہ رونا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خشیت کی وجہ سے ہو فاسد نماز نہیں۔ اگرچہ مطابقت نماز میں امام کے رونے کے ذکر سے ہے اس کے حکم کو بیان کئے بغیر۔

بَاب تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَ بَعْدَهَا

''یہ باب ہے صفوں کو برابر کرنے کے حکم کے بیان میں اقامت کہنے کے وقت میں یا اقامت کے بعد نماز شروع ہونے سے پہلے''

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدُالْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے'' طیالسی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے'' اس نے کہا خبر دی مجھ کو عمرو نے'' اور بعض نسخوں میں لفظ حدثنا ہے اخبرنی کی جگہ عمرو عین مہملہ کی زبر ہے بن مرۃ ہے میم پر پیش ہے راء مہملہ پر تشدید ہے'' اس نے کہا میں نے سنا سالم بن ابی الجعد سے'' جیم پر زبر ہے عین مہملہ ساکن ہے'' اس نے کہا میں نے سنا نعمان بن بشیر سے'' باء موحدہ پر زبر ہے شین معجمہ پر زیر ہے'' جو کہ کہتے تھے'' **قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ** ''کہ فرمایا حضور ﷺ نے خدا کی قسم ضرور بالضرور یا تو تم اپنی صفوں کو برابر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہاری ذاتوں یعنی تمہارے اندر مخالفت ڈال دے گا''

Marfat.com

م قسطلانی نے کہا ہے کہ لتسـون تاء مثناۃ فوقانیہ پر پیش سین مہملہ پر زبر اور واؤ مشددہ پر پیش ہے اور نون مؤکدہ پر تشدید ہے اور لیخالفن پہلے لام تاکیدیہ پر زبر اور دوسرے لام پر زیر اور فاء پر زبر ہے اور او کا کلمہ تقسیم کیلئے ہے یعنی دو کاموں میں سے ایک لازمی ہے یعنی دو کاموں میں سے ایک ضرور ہوگا یعنی یا تو تم صفیں درست اور سیدھی کرو گے اور نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ تمہارے چہروں کو ان کی جگہ سے دور کرنے کی صورت میں تمہارے عمل کے مطابق جزاء دینے کی صورت میں یا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اندر عداوت اور بغض ڈال دے گا کیونکہ ظاہری مخالفت باطنی مخالفت کے لئے سبب بنتی ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ بوجہ امر ذکر تسویہ صفوف پر ہے اگرچہ ترجمہ مقید تھا۔ صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کے ظاہری قول لتسـون سے مراد یہ ہے کہ یہ امر صفوں کے درست کرنے کے لئے بوقت جماعت نماز ہے اور عینی نے کہا ہے کہ یہ سنت نماز ہے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور بعض علماء نے کہا کہ امر بتسویہ صفوف فرضیت کے لئے ہے تو آخری قول کے لحاظ سے وعید حقیقی ہے اور پہلے قول کے لحاظ سے وعید تغلیظ اور تشدید کے لئے ہے حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے'' دونوں میم پر زبر ہے اور نام اس کا عبداللہ بن عمر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے'' بن سعید بصری ہے ''اس نے روایت کی عبدالعزیز سے'' اور بعض نسخوں میں عبدالعزیز بن صہیب ہے ''اس نے روایت کی انس سے'' اور بعض نسخوں میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے جو صحابی ہے اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوفَ فَاِنِّي اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ ''تحقیق فرمایا حضور ﷺ نے صحیح درست اور برابر کرو اپنی صفوں کو اس لئے کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح کہ میں تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں'' کرمانی نے کہا ہے کہ کہا ہے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور جمہور علماء نے کہ یہ رویت عینی ہے اور حقیقی ہے مطلب یہ کہ حضور ﷺ جس طرح آگے کی چیز کو دیکھتے تھے اسی طرح پیٹھ پیچھے چیز کو بھی دیکھتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا ادراک عطا فرماتا ہے حضور ﷺ کو کہ اس کی وجہ سے پیٹھ پیچھے چیز کو بھی دیکھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرق عادت پر اس سے زیادہ اختیار اور تصرف حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا اور اس کے لئے عقلاً کوئی مانع نہیں اور پھر شرعی دلیل بھی وارد ہے لہٰذا اسے قبول کرنا واجب ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا

Marfat.com

ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کی دو آنکھیں سوئی کے سوراخ کے برابر پیٹھ کی طرف دونوں کندھوں درمیان میں تھیں تو جو چیز ان کی پیٹھ مبارک کے پیچھے ہوتی اسے دیکھتے تھے اور اسی طرح حضور ﷺ تاریکی بھی ہر چیز کو دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ سے اس وجہ سے ہے صفوں کے قائم کرنے پر امر صفوں کے برابر کرنے پر امر ہے۔

بابِ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ

عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

''یہ باب امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونے کے بیان میں ہے جس وقت کہ صفیں برابر کی جاتی ہیں''

اور اس باب میں اصلی مقصد امام کا اقبال (متوجہ ہونا) ہے لوگوں کی طرف اور تسویہ کا ذکر پہلے باب میں اس کا عکس ہے اور بعض نسخوں میں علی الناس کی جگہ الناس ہے اور منصوب ہے مفعولیت کی وجہ سے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زائدة بن قدامة قال حدثنا حميد الطويل قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ ''ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ابی رجاء نے'' راء مہملہ پر زبر ہے جیم پر تخفیف ہے کے ساتھ اور اس کا نام عبداللہ بن ایوب حنفی ہروی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی معاویہ بن عمرو نے'' میم ساکن ہے، امام قسطلانی نے کہا کہ یہ امام بخاری کے قدیمی مشائخ میں سے ہے لیکن یہاں واسطہ کے ساتھ اس سے روایت کیا ہے اس لئے کہ یہ حدیث اس نے شائد اس سے نہ سنی ہو ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زائدہ بن قدامہ نے'' قاف پر پیش ہے ''اس نے روایت کی حمید طویل سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ'' کہ صحابی ہے اور بعض نسخوں میں ابن مالک کی زیادتی سے ہے قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِوَجْهِهِ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی حضور ﷺ اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے'' فَقَالَ اَقِيْمُوا صُفُوفَكُمْ فَتَرَاصُّوْا

س فرمایا حضور ﷺ نے اپنی صفیں صحیح اور درست کرلو جو لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہیں اور
ک دوسرے کے ساتھ متصل اور قریب ہو جاؤ'' اور تـــراصـــوا صاد مہملہ کی پیش کے ساتھ مشددہ ہے۔
لاصقوا کے معنی میں ہے (ایک دوسرے سے مل جانے) کے معنی میں اور یہ صیغہ جمع مذکر ہے اور امر حاضر سے
اِنِّـی اَرٰکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِیْ ''اس لئے کہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں'' اور حدیث کی
مطابقت ترجمہ کے ساتھ بھی سابقہ حدیث کی مثل ہے۔

باب الصَّفِّ الْاَوَّلِ

''یہ باب نمازیوں کی صفوں میں پہلی صف کے ثواب کے بیان میں ہے''

عینی نے کہا کہ وہ صف ہے جو امام کے متصل ہے یا مراد وہ شخص ہے جو مسجد میں پہلے آیا ہے اگرچہ
نماز پڑھتے وقت وہ آخری صف میں کھڑا ہوا ہو اور بعض نے کہا کہ مراد وہ صف ہے جو پوری مکمل ہو اور
اس میں کوئی خالی جگہ نہ ہو، جیسے کہ کوتاہ نامکمل صف وغیرہ کی طرح اور صحیح وہی قول اول ہے اور تیسرا
قول بھی کسی قدر صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِکٍ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه ''ہمیں
حدیث بیان کی ابو عاصم نے'' اور اس کا نام ضحاک بن مخلد ہے ''اس نے روایت کی امام مالک سے اس نے روایت
کی سمی سے'' سین مہملہ پر پیش اور میم پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتیہ پر تشدید ہے ابی بکر بن عبد الرحمٰن کا آزاد کردہ ہے
''اس نے روایت کی ابو صالح سے'' اور نام اس کا ذکوان سمان ہے ''اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی

ہے قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه و آله وسلم اَلشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنَ وَالْهَدِمُ
''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شہید چار قسم کے ہیں پہلا وہ جو پانی میں ڈوب کر مر گیا ہو،
دوسرا وہ جو اسہال کی وجہ سے مر گیا ہو، تیسرا وہ جو وباء میں مر گیا ہو، چوتھا وہ کہ دیوار کے نیچے آیا اور مر گیا'' اور غرق
غین معجمہ کی زبر سے اور راء مہملہ کے زیر سے غریق کے معنی میں ہے اور لفظ هدم زبر سے اور زیر سے ہے اور دال

Marfat.com

مہملہ کے سکون سے ہے اور یہ وہ آدمی ہے جو دیوار کے نیچے دب کر مر گیا ہو وَقَالَ لَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْهِ ''اور فرمایا حضور ﷺ نے کہ اگر نماز ظہر کو پہلے وقت میں پڑھنے کا ثواب جان لیتے تو البتہ ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے اور آگے جانے کی کوشش کرتے'' اور بعض نسخوں میں ولو یعلمون زیادتی واؤ کے ساتھ ہے بعض نسخوں میں کلمہ الیہ کا ذکر نہیں ہے اور تہجیر تکبیر کے معنی میں ہے وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ''اور اگر وہ جان لیتے ثواب جو نماز عشاء اور نماز صبح میں ہے تو ان دونوں نمازوں کے لئے ضرور آتے'' اگر ضعف و ناتوانی کی وجہ سے پاؤں پر کھڑے ہونے اور چلنے کے قابل نہ ہوتے تو بچوں کی طرح ''گھٹنوں کے بل چل کر آتے'' حبوا حاء مہملہ پر زبر اور باء موحدہ پر سکون سے اطلاق ہوتا ہے، بچے کے بدن کے علاوہ پر وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا ''اور اگر پہلی صف میں نماز پڑھنے کا ثواب جان لیتے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے پہلی صف میں جگہ پانے کے لئے کیونکہ ہر آدمی کو ہمیشہ پہلی صف میں جگہ میسر نہیں ہوتی اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے بھی تو ضرور قرعہ اندازی کرتے کہ جس کے نام قرعہ نکلا وہی پہلی صف میں کھڑے ہونے کا حق دار ہے اور جس کا قرعہ نہ نکلا وہ دوسری صف میں کھڑے ہونے کا حقدار ہے اور ترجیح دینے کے لئے بھی اس شخص کے لئے جس کا قرعہ نکلے جب کہ فضائل میں سب برابر ہوں۔

بَابُ اِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ صفوں کو برابر
کرنا اور درست کرنا تکمیل نماز میں سے ہے''

یعنی کہ اس کے بغیر نماز صحیح طور پر مکمل نہیں ہوتی، عینی نے کہا ہے کہ اتمام نماز سے مراد یہ ہے کہ نماز کا حسن اور کمال پورا ہوتا ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابو جعفر جعفی نے'' جس کی وفات ماہ ذیعقدہ ۲۲۹ھ میں ہوئی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق

Marfat.com

کئے'' بن حمام صنعانی یمانی ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے'' اور وہ ابن راشد بصری ہے'' اس نے روایت کی
حمام سے'' بن منبہ یمانی ہے'' اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' جو صحابی ہے'' اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے'' قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ '' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں کہ امام کا تقرر اس لئے
کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے'' فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ '' تو پس اختلاف پیدا نہ کرو امام کے ساتھ'' یعنی
افعال نماز میں اس سے یعنی امام سے آگے پیچھے نہ کیا کرو فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ
حَمِدَهٗ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ '' پس جس وقت امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو'' اسی طریقے سے کہ
تمہارے رکوع کی ابتداء امام کے رکوع میں جانے کے بعد ہو نہ یہ کہ امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی تم رکوع
میں چلے جاؤ یا یہ کہ امام رکوع سے فارغ ہو جائے تو تم رکوع میں جاؤ اس لئے کہ یہی امام کی مخالفت ہے'' اور جس
وقت امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو'' اور بعض نسخوں میں ربنا ولک
الحمد واؤ کی زیادتی سے ہے اور یہ بعینہ امام کے امر کی تعمیل کرنا ہے گویا کہ امام نے امر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا
حمد ادا کرو اس لئے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا اور مانگی ہوئی چیز عطا فرماتا ہے جو اس کی حمد کرتا
ہے اور یہ بمعنی امر کے ہے تو پس مقتدی امام کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے حمد و ثناء
خاص تیرے لئے ہے اور جس نسخہ میں واؤ کے ساتھ ہے تو یہ معنی ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہم دنیا و آخرت کی
نعمتیں تجھ ہی سے مانگتے ہیں حالانکہ حمد و ثناء تیرے لئے ہے واو حالیہ ہے وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَ اِذَا صَلَّى
جَالِسًا فَصَلُّوا جلوسا اَجْمَعُوْنَ '' اور جس وقت امام سجدہ کرتا ہے تو تم بھی سجدہ کرو اور جس وقت امام بیٹھ کر
نماز پڑھتا ہو تو تم بھی نماز پڑھو اس حال میں کہ بیٹھے ہوں سب کے سب'' اور اجمعون رفع کے ساتھ تاکید ہے
اس ضمیر کے لئے جو فصلوا میں ہے اور نصب زبر کے ساتھ جیسے کہ بعض نسخوں میں تامّا ہے جلوسا کی اور یہ
حکم منسوخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل سے جو مرض وصال میں واقع ہوا تھا کھڑے ہوئے لوگوں کی اقتداء سے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے وَاَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ '' اور صحیح اور
برابر اور متصل بناؤ صفوں کو نماز میں'' فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ '' اس لئے کہ صفوں کو درست کرنا
نماز کی حسن و خوبی ہے'' اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ نماز کا حسن کمال نماز میں سے
ہے اور تمام نماز سے مراد نماز کا کمال ہے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

Marfat.com

''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' اوراس کا نام ہشام بن عبدالملک ہے'' اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ بن الحجاج نے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے روایت کی انس سے'' اور بعض نسخوں میں ابن مالک کی زیادتی سے ہے رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ سَوُّوا صُفُوفَکُمْ ''اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حاضرین جماعت اپنی صفوں کو درست کرو'' اور بعض نسخوں میں قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ فَاِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ ''اس لئے کہ صفوں کا قائم کرنا نماز کا قائم کرنا ہے'' صاحب خیر جاری نے کہا یعنی نماز کے آداب میں سے ہے یا یہ کہ اس سے نماز پوری ہوتی ہے امام قسطلانی نے کہا ہے کہ اسی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے، سنیت تسویہ صفوف پر اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَمْ یُتِمَ الصُّفُوفَ

''یہ باب اس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے جو صف کو پورا نہیں کرتا''

یعنی باوجود اس کے کہ پہلی صف میں جگہ ہے اور وہ اسے چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہو جائے اسی طرح دوسری صف میں جگہ ہو اور وہ اسے چھوڑ کر تیسری صف میں کھڑا ہو جائے علٰی ھٰذا القیاس پس لازم ہے کہ اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو اسی میں کھڑا ہو جائے۔ کرمانی نے کہا ہے کہ لم یتم کو زرکشی نے میم مشددہ پر زبر کے ساتھ کہا ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ اپنی اصلیت پر کسرہ کے ساتھ ہے خصوصا ایسے حال میں کہ ماقبل اس کا مکسور ہو اور بعض نسخوں میں لم یتم کی جگہ لم یقم ہے قاف کے ساتھ۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَی قَالَ اَخْبَرَنَا سَعِیْدُ ابْنُ عُبَیْدٍ الطَّائِیُّ عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ''ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن اسد نے'' معاذ میم کی پیش اور ذال معجمہ سے ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی فضل بن موسیٰ مروزی نے اس نے کہا ہمیں خبر دی سعید بن عبید نے''

Marfat.com

عید کی عین مہملہ پر زیر ہے عبید عین مہملہ کی پیش اور باء موحدہ کی زبر سے ہے طائی کوفی ہے ''اس نے روایت کی
بشیر سے'' باء موحدہ پر پیش ہے شین معجمہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتیہ کے ساتھ ابن یسار ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر
ہے سین مہملہ پر تخفیف ہے انصاری ہے ''اس نے روایت کی انس بن مالک سے'' رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے اَنَّـهُ قَـدِمَ
الْمَدِيْنَةَ فَقِيْلَ لَهُ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمٍ عَهِدْتَ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ''کہ تحقیق
شان یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی جگہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ''تو ان سے
کہا گیا کہ آپ ہماری کس چیز سے انکار کرتے ہیں اور کس چیز کو مخالف پاتے ہیں ان کاموں سے جنہیں آپ نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں دیکھا تھا'' اور لفظ ما جو ماانکرت میں آیا ہے ای شیئی کے معنی میں ہے اور
لفظ یوم میں زبر، زیر اور پیش تینوں جائز ہیں اور قسطلانی نے کہا ہے کہ فتح زبر اس میں بنائی ہے قطعی طور پر قَالَ مَا
اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ الصُّفُوْفَ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے تمام
کاموں میں کسی کا انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم صفیں قائم نہیں کرتے'' وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ
بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا اَنَسٌ الْمَدِيْنَةَ بِهٰذَا ''اور عقبہ نے کہا'' عین مہملہ پر پیش قاف ساکن ہے اور باء موحدہ
سے بن عبید مذکور سعید بن عبید مذکور کا بھائی ہے ''روایت کی اس نے بشیر ابن یسار'' مذکور سے ''وہ کہتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ
ہمارے پاس مدینہ میں آئے اسی حدیث مذکور کے ساتھ'' اور بعض نسخوں میں انس بن مالک ہے قسطلانی نے کہا کہ
دونوں طریق میں فرق یہ ہے کہ ثانی سے ارادہ کیا ہے سماع بشیر بن یسار کا اس روایت کو انس رضی اللہ عنہ سے اور اس
حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا صفوں کو قائم نہ کرنے پر اور
انکار کرنا ان کا دلالت کرتا ہے اس کے گناہ ہونے پر یعنی صفوں کو قائم نہ کرنا گناہ ہے، ماوراء اس کے جبکہ ترک
واجب پر ہو جیسے کہ بعضوں کے نزدیک تسویہ صفوف واجب ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا میلان بھی اس
طرف ہے یعنی کہ قیام صفوف واجب ہے اور یا گناہ ہے ترک سنت پر جیسا کہ جمہور علماء کے نزدیک ہے۔

بَاب اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ

''یہ باب کندھے کو کندھے سے ملانے کے بیان میں ہے وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ
فِي الصَّفِّ اور صف میں قدم کو قدم سے ملانے کے بیان میں ہے''

Marfat.com

اور منکب کاف کے زیر سے ہے اس ترجمہ سے اشارہ کیا ہے مبالغہ کی طرف صفوں کو برابر کرنے اور ان سے خلل دور کرنے میں وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَاَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ ''نعمان بن بشیر نے کہا ہے'' اور وہ ابن سعد بن ثعلبہ انصاری خزرجی مدنی صحابی ہے جو شام میں سکونت پذیر تھا کہ ''میں نے اپنے لوگوں میں سے ہر شخص کو دیکھا'' یعنی صحابہ میں سے کہ ''متصل کرتے اور ملا دیتے تھے اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھ'' کھڑے ہوئے کے ٹخنے کے ساتھ'' اور اس تعلیق کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس اعتبار سے ہے کہ ٹخنا قدم کا جزء ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی عمرو نے'' عین مہملہ پر زبر ہے بن خالد حذاء اور بعض نسخوں میں وہ ابن خالد ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے'' زاء معجمہ پر پیش ہے اور ھاء پر زبر ہے معاویہ کا بیٹا ہے'' اس نے روایت کی حمید طویل سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے'' اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّيْ اَرَيْكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صفوں کو قائم درست کرو'' کہ اس میں کوئی آگے یا پیچھے نہ ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جایا کرو کہ ''تحقیق میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں'' وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ ''اور ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنے پاؤں کو اس کے پاؤں سے ملا دیتا تھا'' یعنی اپنے ساتھ متصل کھڑے ہوئے شخص کے پاؤں سے اور لام تعریف کا پہلی حدیث میں اور اضافہ اس حدیث میں استغراق کے لئے ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ واضح ہے۔

بَاب اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْاِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ خَلْفَهُ اِلَى يَمِيْنِهِ تمت صَلٰوتُهُ

''یہ باب کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی امام کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو جائے''

اور امام اس کو پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دے تو پوری ہو جائے گی نماز اس کی بھی

Marfat.com

اورامام کی بھی اوراس فعل سے دونوں میں سے کسی کی بھی نماز فاسد نہ ہوگی اورلفظ خلفه منصوب ہے بوجہ ظرفیت کے یا مجرور ہے بتقدیر فی خلفه یاجاره کے ہٹانے سے من کے تقدیر سے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مولى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے'' قتیبہ کی قاف پر پیش ہے سعید کی عین مہملہ پر زیر ہے اور بعض نسخوں میں ابن سعید ہے جو ساقط ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی داؤد نے'' بن عبدالرحمٰن عصار ہے جس کی وفات ۱۹۵ھ میں ہوئی ''اس نے روایت کی عمرو سے'' عین مہملہ پر زبر ہے دینار کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی کریب سے'' آزاد کردہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیٹا ہے قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی'' اور لفظ ذات مقحم یعنی زائد ہے اور قسطلانی نے کہا ہے کہ علامہ جاراللہ زمخشری نے کہا ہے کہ یہ از قبیل اضافت مسمّٰی اسم کی طرف ہے فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ ''تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوگیا'' فَاَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم بِرَاسِي مِنْ وَرَائِي ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر کو پیچھے کی طرف سے پکڑا'' فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ''تو مجھے کھڑے کھڑے پھیر دیا دائیں طرف'' فَصَلَّى وَرَقَدَ ''تو نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہجد کی اور سو گئے'' فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے'' اور اطلاع دی کہ لوگ نماز فجر کی جماعت کیلئے حاضر ہیں ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے'' اور مسجد میں تشریف لے گئے ''اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا'' نیند سے اٹھنے کے بعد اور یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند ناقض وضوء نہ تھی اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ بہ اعتبار کھڑے ہونے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب اور پھر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھیرنا بائیں طرف سے دائیں طرف اور فاسد نہ ہونا دونوں میں سے کسی کی بھی نماز کا۔

باب اَلْمَرْاَۃُ وَحْدَھَا تَکُوْنُ صَفًّا

''یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ عورت تنہا صف ہے''

کرمانی نے کہا ہے یعنی تنہا عورت کے لئے صف کا حکم ہے جب اکیلی کھڑی ہو جائے مردوں کی صف کے بعد اور مردوں کے درمیان میں کھڑی نہ ہو بخلاف مرد کے کہ اس کے لئے یہ حکم نہیں بلکہ ایک مرد کے لئے مردوں کی صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نے'' مسندی جعفی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اس نے روایت کی اسحٰق سے'' بن عبداللہ بن ابی طلحہ ہے ''اس نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے قَالَ صَلَّیْتُ اَنَا وَ یَتِیْمٌ فِی بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وَاُمِّی اُمِّ سَلَیْمٍ خَلْفَنَا ''انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اور ایک یتیم نے جو ہمارے گھر میں رہتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اس حال میں کہ ہماری والدہ جس کی کنیت ام سلیم تھی ہمارے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھتی تھی'' جبکہ تنہا تھی اور وہ یتیم ضمرہ ضاد معجمہ کے پیش سے دونوں جگہ صحابی ابن صحابی ہے اور ام سلیم سین مہملہ کے پیش سے ہے کہ اس کا نام سہلہ یا رمیلہ ہے، یا رمیتہ، یا رمیصا، یا غمیصا تھا اور وہ ابی طلحہ کی بیوی تھی اور بہت فاضلہ تھی۔ اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس قول میں ہے ام سلیم خلفنا اسلئے کہ وہ صف تھی تنہا اور اس حدیث سے استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر عورتیں مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتی ہیں اور ان کی نماز جائز ہے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مردوں کے پیچھے آخر میں صف بنائیں اس لئے کہ روایت کی گئی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جس میں ہے کہ عورتوں کو پیچھے رکھو جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا ہے اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں عورتوں کا مؤخر ہونا واجب ہو مگر نماز میں۔ پس ان کو مؤخر کرنے کے لئے مرد مامور ہیں پس جس وقت کہ محاذات ہو جائے عورت کا مرد کے ساتھ تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ مرد نے ترک کر دی وہ چیز جس کے لئے وہ مخاطب تھا، کرمانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے یہ کہ لڑکا اگر اکیلا ہو تو مردوں کے ساتھ صف میں کھڑا ہوگا۔

باب مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْاِمَامِ

''یہ باب مسجد کے دائیں جانب اور امام کے دائیں جانب کے بیان میں ہے''

عینی نے کہا ہے کہ یہ باب اس بیان میں ہے کہ مسجد کا داہنہ جانب اور امام کا دائیں جانب وہی مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، جبکہ مقتدی اکیلا ہو صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ جان لو کہ مسجد کا داہنا وہی امام کا داہنا ہے اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عاصم عَنِ الشَّعبِى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ثابت بن یزید نے'' پہلے (ثابت) میں ثا مثلثہ ہے اور دوسرے (یزید) میں زاء معجمہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عاصم نے'' اور وہ سلیمان احول بصری کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی شعبی سے'' شین معجمہ پر زبر ہے عین مہملہ ساکن ہے اور وہ عامر بن شراحیل ابوعمرو کوفی ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ ابن عباس سے'' رضی اللہ عنہما۔ قَالَ قُمْتُ لَيْلَةً اُصَلِّىْ عَنْ يَسَارِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَاَخَذَ بِيَدِىْ اَوْ بِعَضُدِىْ حَتّٰى اَقَامَنِىْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات نماز کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں پہلو میں کھڑا ہوا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ یا میرے بازو کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا'' اور یہ شک راوی کا ہے یا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور وجہ تطبیق کی اس حدیث میں کہ اس میں سر سے پکڑنا مذکور ہے اور درمیان اس حدیث کے یہ ہے کہ پہلے پکڑنا سر سے ہوا ہو اور اس کے بعد ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ وَقَالَ بِيَدِهٖ مِنْ وَرَائِىْ ''اور اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کہ میرے پیچھے'' یعنی میرے پیچھے میری داہنی طرف کو آجاؤ اور کھڑے ہو جاؤ [illegible] ہے کہ مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہونا ہو یا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے، اور بعض نسخوں میں من ورائہ نائب کے صیغہ سے ہے اور فتح الباری میں ہے کہ قال تناول کے معنی میں ہے اور اس پر دلالت کرتی ہے اسمٰعیل کی روایت فاخذ بیدی رمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ اس حدیث سے امام کا دایاں جانب معلوم ہوا نہ کہ مسجد کا تو میں کہتا ہوں کہ امام کا داہنا جانب بعینہ وہی مسجد کا داہنا جانب ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ امام کے حق میں ظاہر ہے لیکن مسجد کے حق میں بھی اسی طرح ہے۔ اس لئے کہ مقتدی جس وقت امام کے داہنے طرف

Marfat.com

میں ہوتا ہے تو مسجد کے بھی داہنے طرف ہی ہوتا ہے بغیر کسی نزاع کے اور اس حدیث میں کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اس لحاظ سے کہ یہ حدیث تو اسی صورت میں وارد ہے جب کہ مقتدی اکیلا ہو اور جس وقت کہ مقتدی زیادہ ہوں تو کوئی دلیل نہیں۔ مسجد کے داہنی طرف کی افضلیت پر میں اس لئے کہتا ہوں کہ بتحقیق امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے ترجمہ کو وضع کیا اس کے موافق جو حدیث میں ہے اور وہ وہی چیز ہے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ مسجد اور امام کا دایاں وہی مقتدی کی جگہ ہے جس وقت کہ اکیلا ہو نہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ وضع کیا ہے فضیلت بیان کرنے کے لئے امام اور مسجد کے داہنے جانب کے لئے۔

باب اِذَا کَانَ بَیْنَ الامام وَ

بَیْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ اَوْ سُتْرَۃٌ

''یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس وقت کہ امام اور قوم کے درمیان دیوار یا سترہ واقع ہو تو اقتداء کے لئے مانع ہے یا کہ نہیں''

اور اذا کا جواب محذوف ہے جو لا یضرہ ہے اس لئے امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا میلان عدم ممانعت کی طرف ہے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور جو حدیث اس باب میں وارد ہے دلالت کرتی ہے جواز پر اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی طرح منقول ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و ابن سیرین اور سالم سے' اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہ امام کے پیچھے اقتداء کیا کرتے تھے اور حال یہ تھا کہ وہ اپنے گھر میں رہتے اور ان کے گھر اور مسجد کے درمیان میں راستہ تھا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کوئی حرج نہیں اس میں کہ آدمی اقتداء کرے امام کے پیچھے اور اس حال میں کہ اس کے اور امام کے درمیان چھوٹی نہر یا راستہ ہو اور اسی طرح جائز ہے نمازان کشتیوں میں جو نزدیک ہوں یعنی کہ ایک کشتی میں ہو اور لوگ دوسری کشتی میں اور اقتداء کریں اس کے پیچھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جس وقت امام اور قوم کے درمیان راستہ

Marfat.com

یا دیوار یا نہر ہو تو ایسا شخص اس امام کا مقتدی نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نماز جائز نہیں مگر ہاں اس وقت جب کہ راستہ میں بھی صفیں متصل ہوں تو اس صورت میں نماز جائز ہوگی وَ قَالَ الْحَسَنُ لَابَاْسَ اَنْ تُصَلِّیَ وَبَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ نَھْرٌ اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کوئی حرج نہیں اس میں کہ تو نماز پڑھے اور حال یہ ہو کہ تیرے اور امام کے درمیان جس کے پیچھے تم نے اقتداء کی نہر ہو اور یہ خطاب خاص کر مقتدی کے لئے ہے اور لفظ نہر دو زبر کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں نھیر صیغہ تصغیر کے ساتھ یعنی چھوٹی نہر جس کو عبور کیا جا سکے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بغیر تیرنے کے عینی نے کہا ہے کہ یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ اگر بڑی نہر ہو تو مانع اقتداء ہے وَقَالَ اَبُو مِجْلَزٍ یَاْتَمُّ بِالْاِمَامِ ''اور ابو مجلز نے کہا ہے کہ اقتداء کرے گا امام کے پیچھے'' اور ابو مجلز میم کی زیر سے اور جیم کے سکون سے اور آخر میں زاء معجمہ ہے اور نام اس کا لاحق ہے، حاء مہملہ سے اور قاف سے ابن حمید حاء مہملہ کے پیش سے ابن سعید بصری اعور تابعی ہے جس کی وفات ۱۰۰ھ میں یا ۱۰۱ھ میں ہوئی ہے۔ وَاِنْ کَانَ بَیْنَھُمَا طَرِیْقٌ اَوْ جِدَارٌ ''اگر چہ ان دونوں کے درمیان راستہ یا دیوار ہو'' اِذَا سَمِعَ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ ''جبکہ امام کی تکبیر سنتا ہو'' اور مطابقت ان دو تعلیقات کی ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ مراد نہر یا دیوار یا اس کے مانند چیز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ''ہمیں حدیث بیان کی محمد نے'' اور بعض نسخوں میں محمد بن سلام ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی عبدہ نے'' عین مہملہ پر زبر ہے باء موحدہ ساکن ہے سلیمان کوفی کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی یحیٰی بن سعید انصاری سے اس نے روایت کی عمرہ سے'' عین مہملہ پر زبر ہے اور میم ساکن ہے عبدالرحمٰن انصاری کی بیٹی [illegible] نے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فِیْ حُجْرَتِہٖ وَجِدَارُ الْحُجْرَۃِ قَصِیْرٌ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز تہجد اپنے حجرہ شریف میں پڑھا کرتے اور حجرہ کی دیوار چھوٹی تھی'' فَرَاَی النَّاسُ شَخْصَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَقَامَ اُنَاسٌ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ ''تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو دیکھا پس کھڑے ہو گئے لوگ اقتداء کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی'' اور لفظ اناس میں ہمزہ پر پیش ہے اور بعض نسخوں میں

Marfat.com

بغیر ہمزہ کے ہے فَاَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذٰلِکَ ''پس جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کیں'' رات والی نماز تہجد کے متعلق جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی فَقَامَ اللَّیْلَةَ الثَّانِیَةَ فَقَامَ مَعَهُ اُنَاسٌ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ ''پھر دوسری رات بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے'' یعنی نماز تہجد پڑھتے تھے ''تو لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے تھے'' اس حال میں کہ اقتداء کئے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور بعض نسخوں میں لیلة کی اضافت الثانیہ کی طرف ہے اور اس اضافت کو اضافت موصوف کہتے ہیں اور اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ تقدیر لیلة الغدة الثانیة ہے جیسے کہ عینی میں ہے صَنَعُوا ذٰلِکَ لَیْلَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ''اسی طرح اقتداء کی لوگوں نے دو رات یا تین رات'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے جملہ صنعوا مستانفہ ہے ان کے فعل کے وقت کے تعین کیلئے اور بعض نسخوں میں ثلثة تاء کے ساتھ ہے حَتّٰی اِذَا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ یَخْرُجْ ''یہاں تک کہ ان دو یا تین راتوں کے بعد والی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما رہے اور ظاہر نہ ہوئی لوگوں کو ذات پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی'' فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَکَرَ ذٰلِکَ النَّاسُ ''پھر جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رات کو ظاہر نہ ہونے کا ذکر کیا'' اور عینی میں ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے کہ یہ ذکر اور خطاب کرنے والا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے فَقَالَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَیْکُمْ صَلٰوةُ اللَّیْلِ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق مجھے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے'' یعنی تہجد کی نماز، عینی میں ہے کہ کہا گیا ہے کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ کوئی نماز فرض کی جائے پانچ نمازوں کے علاوہ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض نماز کو مکمل کر دیا اور کم کر دیں اللہ تعالیٰ نے نمازیں پچاس سے پانچ کی طرف پس اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تہجد کی نماز واجب تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ افعال جس کے ساتھ شریعت کا اتصال ہے وہ امت پر بھی واجب ہو جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام تو ایسے تھے کہ جب وہ دیکھتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ کسی فعل پر مواظبت فرما رہے ہیں تو اس فعل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء فرماتے اور اس فعل کو واجب سمجھتے پس اس وجہ سے ترک فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی طرف آنے کو تیسری یا چوتھی رات میں تا کہ نماز تہجد بھی ان واجبات میں شامل نہ ہو جائے جو لکھے گئے ہیں امت پر بلحاظ امر بہ اقتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ یہ کہ نماز تہجد امت پر از سر نو فرض ہو جاتی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنے اوپر نماز واجب کر لے اور اس میں ایک وجہ دوسری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے

Marfat.com

امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پر اللہ تعالیٰ نے امت پر تخفیف فرما دی اور پچاس سے پانچ کردیں پس امت جس وقت کہ ان بخشی ہوئی نمازوں پر پھر عمل کرنا شروع کردے تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فرض کردے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے متعلق ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت از خود اپنے اوپر لازم کردی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا حکم نہیں فرمایا تھا پھر جب انہوں نے اس پر کما حقہ عمل نہ کیا اور اس میں کوتاہیاں کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سختی ہوئی اور ملامت کئے گئے اللہ تعالیٰ کا قول برحق ہے کہ فَمَارَعَوْهَاحَقَّ رِعَايَتِهَا یعنی نصاریٰ نے رہبانیت کا حق پورا نہ کیا جس طرح کرنا چاہئے تھا پس ڈرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کہ کہیں ہماری امت کا حال بھی نصاریٰ کی طرح نہ ہوجائے اور اس روایت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس شخص کے پیچھے اقتدا کرنا درست ہے جس نے امامت کی نیت نہ کی ہو اور یہی قول امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھیوں نے کہا ہے کہ امامت کی نیت کرنا ضروری ہے عورتوں کے حق میں جبکہ امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے خلاف ہیں اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس کے اس قول میں ہے کہ فقام الناس یصلون بصلوته ہے۔

باب صَلٰوةِ اللَّيْلِ

''یہ باب تہجد کی نماز کے بیان میں ہے''

عینی نے کہا ہے کہ اس ترجمہ کے لئے یہاں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ یہاں اقامت صفوف کا بیان ہے اسی لئے بہت نسخوں میں اس کا وجود نہیں اور شراح نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور نماز تہجد کے لئے صحیح البخاری شریف میں مستقل کتاب ہے جو نماز کے آخر میں آئے گی اور تکلف کیا ہے بعض نے اور اس ترجمہ کی مناسبت کو یہاں ذکر کیا ہے تو کہا ہے انہوں نے کہ تہجد پڑھنے والا جو اس باب کی حدیث شریف میں مذکور ہے کہ جب اس کے اور امام کے درمیان حائل تھا تو یہ مشابہ ہوا اس شخص سے کہ اس کے اور امام کے درمیان دیوار ہو پس اس وجہ سے مناسبت پیدا ہوگئی ہے صلوٰة اللیل کی اذا کان بین الامام والقوم حائط کے ساتھ۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ ابی فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ''ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم ابن منذر نے اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی فدیک نے'' فاء پر پیش ہے دال مہملہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ پر سکون ہے آخر میں کاف ہے اور نام اس کا محمد بن اسمٰعیل بن ابی مسلم بن ابی فدیک ہے اور ابی فدیک کا نام دینار دیلمی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی ذئب نے'' ذال معجمہ کی زیر سے اور سکون ہمزہ ہے۔ آخر میں باء موحدہ ہے اور اس کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن حارث ابن ابی الذئب ہے اور ابی الذئب کا نام ہشام بن شعبہ ابوالحارث مدنی ہے ''اس نے روایت کی مقبری سے'' میم پر زبر ہے اور قاف ساکن ہے اور باء موحدہ پیش یا زیر سے ہے اور کبھی زبر سے بھی پڑھا جاتا ہے اور اسکو نسبت ہے سعد بن ابی سعید کے مقبرہ سے ''اس نے روایت کی ہے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے اس نے روایت کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے'' اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم كَانَ لَهُ حَصِيْرٌ يَبْسُطُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِا للَّيْلِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی جسے دن کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچھالیا کرتے اور رات کو اسے حجرہ (پردہ) کی مثل بنالیا کرتے'' اور اس میں نماز ادا فرماتے اور بعض نسخوں میں یتبسط ہے تاء مثناۃ فوقیہ کے ساتھ باء موحدہ کے بعد اور جملہ یتبسط رفع کی جگہ میں ہے اس لئے کہ صفت واقع ہے حصیر کے لئے اور لفظ یحتجر راء مہملہ پر پیش کے ساتھ بمعنی یتخذہ کالحجرۃ ہے اور بعض نسخوں میں زاء معجمہ کے ساتھ بمعنی یجعلہ حاجزا کے ہے (پردہ) فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوا وَرَآئَهُ ''پس لوگ جمع ہوئے اس چٹائی کے پاس اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف باندھی'' جیسے قسطلانی اور عینی میں ہے یا صف باندھی اس چٹائی کے پیچھے جیسے کہ خیر جاری میں ہے اور لفظ ثاب ثاء مثلثہ سے ہے اور آخر میں باء موحدہ ہے الف کے بعد بمعنی اجتماع کے ہے اور بعض نسخوں میں فثار ہے راء مہملہ کے ساتھ آخر میں، ارتفع کے معنی میں اور قام کے معنی میں اور بعض نسخوں میں اب ہمزہ کے ساتھ ہے ثاء مثلثہ کی جگہ جو بمعنی رجع کے ہے اور بعض نسخوں میں فصلوا ہے فصفوا کی جگہ اور یہ حدیث شریف وضاحت کرنے والی ہے اس حجرہ شریف کی جو پہلی حدیث میں مذکور ہوا کیونکہ احادیث شریفہ ایک دوسری کی وضاحت کرتی ہیں اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس قول سے ہے کہ فصفوا ورائہ ہے۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِى النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ بن حماد نے'' میم کی تشدید سے بن نضر ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی وھیب نے وہ موسیٰ بن عقبۃ سے روایت کرتا ہے'' بن ابی عناش اسدی ہے ''اس نے روایت کی سالم ابی النضر سے'' نون پر زبر ہے ضاد معجمہ ساکن ہے ''اس نے روایت کی بسر بن سعید سے'' بسر باء موحدہ کی پیش کے ساتھ ہے سین مہملہ پر سکون ہے اور سعید کی عین مہملہ پر زیر ہے ''اس نے روایت کی زید بن ثابت سے'' انصاری ہے جو کاتب وحی تھے اور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم اِتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيْرٍ فِى رَمَضَانَ ''کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنایا بسر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں یہ کہ زید بن ثابت نے کہا کہ وہ حجرہ چٹائی کا تھا'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی کا حجرہ بنایا رمضان شریف میں اور لفظ حُجرہ راء مہملہ کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں زاء معجمہ کے ساتھ ہے حاجز اور مانع کے معنی میں اور یہ جملہ کہ قال حسبت انه قال من حصير معترضہ ہے پورا یقین نہ ہونے میں فائدہ دینے کے لئے لفظ من حصير کے سننے میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسری یہ کہ احتیاط فرمائی انہوں نے نقل حدیث شریف میں۔ فَصَلَّى فِيْهَا لَيَالِىَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹائی کے حجرہ میں چند راتیں نماز تہجد ادا فرمائی'' فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ ''پس نماز تہجد میں صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا شروع کردی'' فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ ''پس جس وقت کہ جان لیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صحابہ کرام نماز تہجد میں میرے پیچھے اقتدا کرتے ہیں تو بیٹھنا شروع کردیا'' اور پھر ان لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہوتے تھے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور حجرہ شریف بوجہ قیام کے تھا اس وجہ سے بیٹھنا اختیار فرمایا اور کھڑے ہونے کو چھوڑ دیا اور جعل يقعد یا بمعنی فعل فعل القعود کے ہے اور یا بمعنی طفق ان يقعد ہے فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِى رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چٹائی کے حجرہ سے باہر تشریف لائے'' جس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے رہ گئے تھے اور ظاہر نہ ہوئے تھے ''تو اس رات کے بعد دن کو صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تحقیق میں نے تمہارے افعال ملاحظہ فرمائے اور جان لئے'' یعنی حاضر ہونا تمہارا نماز تراویح کے لئے اور اس پر حرص تمہارا ادا کرنے کے لئے میری اقتداء میں اور نماز تراویح وہی نماز تہجد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام اعتکاف میں تہجد مسجد ہی میں پڑھا کرتے اور اس چٹائی کے حجرہ سے

Marfat.com

لوگوں پر ظاہر ہوا کرتے اور لوگ حضور ﷺ کے پیچھے اقتداء کو غنیمت سمجھا کرتے اور پھر حضور ﷺ نے امت پر فرض ہونے کے خوف سے اس وقت میں قیام کو موقوف فرما دیا تھا تا کہ لوگوں کو نظر نہ آئیں اور لوگ اقتدا نہ کریں فَصَلُّوا اَیُّهَا النَّاسُ فِی بُیُوتِکُمْ ''پس اے لوگو! اس نماز کو تم اپنے گھروں میں پڑھو'' فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِی بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ ''اس لئے کہ سوائے فرض نماز کے آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے'' مگر فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ قول تمام نوافل کو شامل ہے اور عموم حدیث سے چند نوافل کو مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ ان کا پڑھنا مسجد میں افضل ہے اور یہ وہ نوافل ہیں جن میں جماعت مشروع کی گئی ہے، جیسے کہ نماز عیدین ہوئی اور نماز استسقاء اور نماز کسوف ہوئی اور متبعین امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہی حکم ہے تحیة المسجد کا اور اسی طرح وہ نفل بھی مسجد میں پڑھنا چاہئے جو احرام طواف کے لئے پڑھتے ہیں لیکن میقات کے قریب اگر مسجد ہو، جیسے کہ ذوالحلیفہ کہ وہاں مسجد ہے اور اسی طرح وہ نفل ہیں جو جمعہ کے دن زوال سے قبل یا بعد پڑھتے ہیں اور اس حدیث شریف میں حجت اور دلیل ہے ان لوگوں پر جو نوافل کو مطلقاً مسجد میں پڑھنے کے قائل ہیں اور اسے مستحب جانتے ہیں جیسے کہ سلف صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے اور یہ حدیث دلیل اور حجت ہے ان پر جو دن کے نوافل مسجد میں پڑھنے کے استحباب کے قائل ہیں جیسے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوئے کہ ان سے بھی اسی طرح حکایت ہوئی ہے اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے اصل تراویح پر کیونکہ یہ نماز حضور ﷺ کی رمضان شریف کی بعض راتوں میں واقع ہوئی تھی اور علماء کرام نے اس میں یہ اختلاف بھی کیا ہے کہ یہ نماز تراویح سنت ہے یا نفل تو اس بارے میں کہا ہے امام حمید الدین ضریر نے کہ نفس تراویح کی نماز سنت ہے اور اس کو جماعت سے ادا کرنا مستحب ہے اور روایت کی حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ نماز تراویح سنت ہے اس کو ترک کرنا جائز نہیں اور کہا ہے شہید نے کہ یہی قول صحیح ہے اور (جوامع فقہ) میں ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا واجب ہے اور اصحاب حنفیہ میں سے متاخرین علماء حضرات فرماتے ہیں کہ تراویح کو جماعت سے ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے بنا بر کفایت اور جو شخص کہ تراویح گھر میں پڑھتا ہے گویا اس نے مسجد میں پڑھنے کی فضیلت کو ترک کر دیا البتہ گنہگار نہیں ہوتا اور علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ نماز تراویح کتنی رکعتیں ہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جمہور علماء کرام نے فرمایا ہے کہ وہ بیس رکعتیں ہیں اور اسود بن یزید کے بارے میں حکایت کی گئی

ہے کہ وہ چالیس رکعتیں تراویح کی پڑھا کرتے اور سات رکعتیں وتر کی پڑھا کرتے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نو ترویحہ ہیں یعنی ان کے نزدیک تراویح چھتیس (۳۶) رکعتیں ہیں سوائے وتر کے اور انہوں نے یہ حجت پکڑی اہل مدینہ کے عمل کی وجہ سے اور حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے اور اصحاب شافعی اور حنابلہ نے یہ کہ تمام صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعتیں تراویح پڑھتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ابواب صفة الصلوة

''یہ سب باب صفت نماز کے بیان میں ہیں''

بسم اللہ اور ابواب صفة الصلوٰة یہ الفاظ صرف فتح الباری اور عینی میں پائے گئے اور ان کے علاوہ دوسرے نسخوں میں موجود نہیں ہیں۔ کہا کہ جب فارغ ہوا مصنف احکام جماعت سے اور احکام اقامت اور تسویہ صفوف سے تو شروع کئے نماز کی صفت میں اور اس کی اقسام میں اور ان تمام مسائل کے بارے میں جو نماز کے متعلق ہیں اور اس کی تفصیل سے تو کہا۔

باب اِیجَابِ التَکبِیرِ وَ اِفتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ

''یہ باب تکبیر تحریمہ کے واجب ہونے اور نماز شروع کرنے کے بیان میں ہے''

فتح الباری میں ہے کہ لفظ ایجاب کو مطلق ذکر کیا ہے اور مراد اس سے وجوب ہے مجازاً کیونکہ ایجاب خطاب شارع ہے اور وجوب وہ ہے جو مکلّف سے تعلق رکھتی ہے اور یہی مراد ہے اور واؤ افتتاح الصلوٰة پر وارد ہے عاطفہ ہے اور یاء مضاف پر وارد ہے اور وہ حجاب ہے اور یا وارد ہے مضاف الیہ پر اور وہ تکبیر ہے اور پہلا صحیح ہے اگر مراد افتتاح سے دعا ہے کیونکہ وہ واجب ہے اور سیاق عبادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہے اور افتتاح سے مراد نماز میں شروع کرنا ہے جان لو کہ تکبیر تحریمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک شرط ہے اور علماء جمہور کے نزدیک رکن ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت ہے ابن منذر نے کہا ہے کہ یہ بات زہری کے سوا کسی نے نہیں کہی۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزھری قَالَ اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیُّ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور وہ حکم بن نافع ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی شعیب بن ابی حمزہ نے اس نے روایت کی زہری سے'' اور وہ محمد بن مسلم بن شہاب ہے'' اس نے کہا خبر دی مجھے انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے'' جو صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رَکِبَ فَرَسًا '' کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے'' فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دایاں پہلو مبارک زخمی ہوا'' گرنے کی وجہ سے قَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰی لَنَا یَوْمَئِذٍ صَلٰوۃً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَ ھُوَ قَاعِدٌ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ والے دن ہمیں نمازوں میں سے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی فَصَلَّیْنَا وَرَآئَہُ قُعُوْدًا ''پس ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی'' ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ ''پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ امام کا تقرر اس لئے کیا گیا کہ اسکی اقتداء کی جائے'' فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا ''پس جس وقت نماز پڑھتا ہو، امام کھڑے ہو کر تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو'' وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا ''اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ''اور جس وقت کہ امام رکوع سے سر اُٹھالے تو تم بھی رکوع سے سر اُٹھالو'' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ''اور جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ''اور جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ'' یعنی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے دعاء اور دیتا ہے اپنی طرف سے عطاء خاص کر اس کو جو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے ''تو تم کہو ربنا ولک الحمد'' یعنی اے ہمارے پروردگار تیرا شکر ادا کرتے ہیں تیری نعمتوں پر اور تمام حمد و ثنا صرف تیرے لئے ہے نہ کہ تیرے سوا کسی اور کے لئے لک الحمد بے واؤ کے اور ولک الحمد واؤ کے ساتھ دونوں روایتیں وارد ہیں۔ عینی نے کہا ہے کہ مطابقت کی وجہ حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اور وجوب پر دلالت کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اور وہ حدیث کہ اس سے پہلے باب انما جعل الامام لیوتم بہ میں گزر چکی ہے اور حدیث جو اس کے بعد ہے اسی ءباب میں نفس الامر میں ایک حدیث ہے اور ان دو حدیثوں میں اذا کبر فکبروا مذکور ہے اور یہاں مقدر ہے اور مقدر ملفوظ کی طرح ہے اور امر وجوب کے لئے ہے دلالت کرتا ہے جزء اول پر ترجمہ کے اور اس کی دلالت جزء ثانی پر بوجہ لازم ملزوم ہونے کے ہے اس لئے کہ تکبیر نماز کے اول میں نہیں مگر افتتاح کے وقت اور افتتاح نہیں ہوتی مگر تکبیر کہنے کے وقت حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ

Marfat.com

نُ سَعِيْدٍ قَالَ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ ابن سعید نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی لیث نے'' ثاء مثلثہ سے اور وہ ابن سعد ہے'' اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' بن مسلم زہری ہے'' اس نے روایت کی انس بن مالک سے'' رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے اَنَّهُ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عَنْ فَرَسٍ فجحش فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُوْدًا ''تحقیق شان یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے سے گر پڑے پس زخمی ہوئے تو امامت فرمائی اور ہمیں نماز پڑھائی بیٹھ کر تو ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھ کر اقتداء کی'' صراح میں کہا ہے کہ جحش حرکت کے ساتھ چمڑے کا چھل جانا ہے ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الامام لِيُؤْتَمَّ بِهٖ ''پس نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ امام مقرر کیا گیا ہے اس لئے کہ اس کی اقتداء کی جائے'' اور راوی کو شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انما الامام فرمایا یا کہ انما جعل الامام فرمایا اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ وہ راوی یا تو قتیبہ ہے اور یا لیث ہے نہ کہ زہری یا کہ انس رضی اللہ عنہ ہیں بوجہ واقع ہونے نص کے ان دونوں سے دوسری روایت میں فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ''جس وقت امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جس وقت امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جس وقت امام رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ''اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو تم کہو ربنا لک الحمد وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ''اور جب امام سجدہ کرتا ہے تو تم بھی سجدہ کرو'' اور بعض نسخوں میں ولک الحمد ہے واؤ کی زیادتی سے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے اس کے اس قول میں کہ اذا کبر فکبروا۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِى اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور وہ حکم بن نافع ہے'' اس نے کہا ہمیں خبر دی شعیب نے'' اور وہ ابن ابی حمزہ ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالزناد نے'' اور وہ عبداللہ بن ذکوان ہے'' اس نے روایت کی اعرج سے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن ہرمز ہے'' اس نے روایت کی ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق مقرر کیا گیا ہے امام اس لئے کہ اس کے پیچھے اقتدا کی جائے'' اور بعض نسخوں میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا ''پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی

Marfat.com

تکبیر کہو اور جس وقت امام رکوع کرتا ہے تو تم بھی رکوع کرو۔ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ اور جس وقت امام کہتا ہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو ربنا ولک الحمد وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا اَجْمَعُوْنَ ''اور جب سجدہ کرتا ہے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو سب کے سب'' اور اجمعون فصلوا کی ضمیر کی تاکید ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَاءٌ

''یہ باب تکبیر اولیٰ کے وقت دونوں ہاتھوں کے اُٹھانے کے بیان میں ہے نماز شروع کرتے ہوئے برابر اور یہ قول اس کا کہ سواء ہے حال ہے یعنی اس حال میں ہاتھ اُٹھائے شروع نماز میں کہ برابر ہوں''

فتح الباری میں ہے کہ ہاتھ اُٹھانے کی مقارنت تکبیر کے ساتھ جیسے کہ مفہوم ترجمہ سے اور حدیث باب سے اور ہاتھ اُٹھانے کی تقدیم تکبیر پر یا اس کے برعکس میں علماء کا اختلاف ہے مذہب مالکی اور شافعی کے علماء نے ترجیح مقارنت کو دی ہے علماء حنفیہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے صحیح ترین یہ ہے کہ تکبیر سے پہلے دونوں ہاتھ اُٹھائے کیونکہ دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے سے گویا بڑائی کا نفی کرنا ہے غیر خدا سے اور تکبیر سے خدا تعالیٰ کی بڑائی کا اثبات ہے اور نفی کا درجہ اثبات سے پہلے ہے جیسا کہ کلمۂ شہادت میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے اس نے روایت کی امام مالک سے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' اور وہ محمد بن مسلم زہری ہے ''اس نے روایت کی سالم بن عبداللہ سے اس نے روایت کی اپنے والد عبداللہ بن عمر بن خطاب سے رضی اللہ عنہم'' کہ صحابی ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ

حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ مبارک دونوں کندھوں تک (برابر) اُٹھالیا کرتے'' اور لفظ حذو حاء مہملہ اور ذال معجمہ کے ساتھ ازاء کے معنی میں ہے اور وہ برابر ہے اور یہ دونوں ہاتھ اُٹھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استحباب کی صورت میں تھے نہ کہ فرض ہونے کے لحاظ سے، جبکہ خلاف کیا ہے اس میں احمد بن یسار مروزی نے اور وہ علماء جو وجوب کے قائل ہیں ان میں سے امام اوزاعی ہیں اور حمیدی مؤلف بخاری کے شیخ ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اصحاب میں سے ابن خزیمہ ہیں اور حذو منکبین کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں کے سر کانوں کے برابر ہو جائیں اور ابہامین (انگوٹھے) کانوں کی لو کے برابر ہوں اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں بوجہ حدیث شریف کے کہ حذو منکبین بھی وارد ہے اور حذو اذنین بھی وارد ہے وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ''اور اوپر اُٹھالیا کرتے دونوں ہاتھوں کو جب رکوع کے لئے تکبیر فرماتے وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كذلک ايضًا ''اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک رکوع سے اُٹھاتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو بھی اُٹھالیا کرتے'' وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ''اور سمع اللہ لم حدہٗ ربنا ولک الحمد کہتے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع فرماتے تسمیع اور تحمید دونوں کو، لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں کا جمع کرنا حالت انفراد (اکیلے) میں تھا یا کہ حالت امامت میں وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى السُّجُوْدِ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) نہ کرتے اور نہ سجدہ سے اٹھتے وقت کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین تین اوقات میں ہے تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جانے کے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت اور اس مسئلہ میں علماء کرام کا جو اختلاف ہے اس کو آنے والے باب میں انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔

باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ

''یہ باب دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے کے بیان میں ہے یعنی جس وقت امام تکبیر تحریمہ کہتا ہو اور رکوع کرتا ہو اور جس وقت رکوع سے سر اُٹھاتا ہو ہاتھ اُٹھائے گا جب ان افعال کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِى سَالِمٌ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مقاتل نے'' مروزی ہے جو مکہ شریف میں مجاور ہو گئے تھے اور انہوں نے ۲۲۶ھ میں وفات پائی ''اس نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ نے'' بن مبارک ہے اور بعض نسخوں میں حدثنا ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں یونس نے'' بن یزید ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' اور وہ محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھ کو سالم نے'' اور بعض نسخوں میں سالم بن عبداللہ ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر'' بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یکونا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے'' اور یکونا یاء مثناۃ تحتانیہ اور تاء مثناۃ فوقانیہ دونوں روایت سے آیا ہے وَکَانَ یَفْعَلُ ذالک حین یکبر للرکوع ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے'' ویفعل ذٰلِکَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ ''اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے جس وقت کہ سر مبارک رکوع سے اُٹھاتے'' کرمانی نے کہا کہ اجماع کیا ہے علماء کرام نے تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے کے استحباب پر اور اختلاف فرمایا ہے علماء نے اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں اس ضمن میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا مستحب ہے رکوع میں جانے کے وقت بھی اور رکوع سے اٹھنے کے وقت بھی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قائل نہیں ہیں سوائے تکبیر تحریمہ کے اور مشہور روایت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی یہی ہے اور بعض احناف سے روایت کی گئی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے سواء دوسرے مقامات پر ہاتھ اُٹھانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلیل پکڑی ہے وہ حدیث شریف جو براء ابن عازب سے مروی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور اس کے بعد کہیں بھی ہاتھ نہ اُٹھاتے اور وہ حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھوں کو نہ اُٹھایا جائے گا مگر سات جگہوں میں اور وہ تکبیر تحریمہ ہے اور نماز جنازہ ہے اور دونوں عیدوں کی تکبیرات ہیں اور طواف مکہ مکرمہ اور صفا اور مروہ ہے اور ان سات میں یہ دونوں داخل نہیں اور وہ چیز جسے مخالفین حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ محمول ہے اس پر کہ وہ ابتداء اسلام میں ہوا تھا اور پھر منسوخ ہو گیا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع میں جانے کے وقت

Marfat.com

ورکوع سے اٹھنے کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتا تھا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو کہا کہ یہ مت کرو کیونکہ یہ وہ فعل ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا اور پھر اسے ترک فرمادیا وَ یَقُولُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَلَا یَفْعَلُ فِی السُّجُوْدِ ''اور جب فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ تو ہاتھوں کو نہ اُٹھاتے جس وقت سجدے میں جاتے اور سجدے سے اٹھنے کے وقت بھی نہ اُٹھاتے'' اور اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت واضح ہے قال علی بن عبد اللہ المدنی حق علی المسلمین ان یرفعوا ایدیھم لحدیث الزھری عن سالم عن ابیہ ''علی بن عبداللہ المدنی نے کہا ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہاتھ اُٹھائیں ان تین جگہوں میں بوجہ عمل کرنے حدیث پر زہری کے کہ اس نے روایت کی سالم سے اور اس نے روایت کی اپنے والد سے''۔

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰہِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق واسطی نے'' اور وہ شاہین کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خالد بن عبداللہ نے'' بن عبدالرحمان طحان ہے ''اس نے روایت کی خالد'' حذاء ہے ''اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف کے زیر سے ہے اوہ وہ عبداللہ بن زید جرمی ہے اَنَّہٗ رَاَی مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرَثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَ رَفَعَ یَدَیْہِ ''کہ تحقیق شان یہ ہے کہ ابی قلابہ نے مالک بن الحویرث کو دیکھا کہ جس وقت نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے'' اور حویرث صیغہ تصغیر ہے حارث کا مصغر ہے ثاء مثلثہ کے ساتھ ابن حشیش حاء مہملہ سے ہے زبر کے ساتھ اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ لیثی ہے اس کی کُنیت ابوسلیمان تھی اور وہ صحابی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی رہے پھر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل عیال کے پاس واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی اور ان کی وفات ۹۴ھ میں واقع ہوئی وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ ''اور جب رکوع میں جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا لیتے'' وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرَّکُوْعِ رفع یدیہ ''اور جس وقت رکوع سے اپنا سر اُٹھاتے تو دونوں ہاتھ اُٹھا لیتے'' وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَنَعَ ھٰکَذَا ''اور حال یہ ہے کہ اس مالک بن حویرث نے حدیث بیان کی کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے'' اور حدث جملہ حالیہ ہے اور عطف نہیں رأی پر اس لئے کہ حدیث مالک نے بیان کی اور رأی ابوقلابہ ہے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

Marfat.com

باب اِلَی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کہاں تک اُٹھانا چاہئے''

فتح الباری میں ہے کہ مصنف نے حتمی فیصلہ ظاہر نہ کیا اس میں جیسے کہ وضاحت کی اس نے ماقبل اور مابعد میں اور یہ اس کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف زیادہ قوی ہو وہاں یونہی چھوڑ دیتے ہیں لیکن مصنف کے نزدیک راجح یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر اُٹھایا جائے بوجہ اختصار کرنے دلیل محاذات منکبین پر وَقَالَ اَبُو حُمَیْدٍ فِی اَصْحَابِهِ رَفَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وآله وسلم حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ ''اور کہا ابوحمید نے'' حاء مہملہ پر پیش ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ پر سکون اور وہ عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی انصاری ہے ''اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں'' جو سب صحابہ تھے کہ'' اُٹھائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر'' خیر جاری میں ہے کہ اسی حدیث شریف پر عمل ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور حنفیہ کیلئے دلیل جو کانوں کے برابر کے قائل ہیں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف دلیل ہے جسے مسلم نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم. اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْهِ حتی یُحَاذِیَ بِهِمَا اُذُنَیْهِ وَفِی رِوَایَةٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْهِ ''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا لیتے تھے یہاں تک دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے مقابل (برابر) کرلیا کرتے'' اور ایک روایت میں ہے کہ اُٹھاتے ہاتھوں کو دونوں کانوں کے اوپر اور منکبیہ میم کی زبر کاف کی زیر تثنیہ منکب کا ہے اور وہ جامع ہے کندھے اور بازو کا اور تحقیق تطبیق کی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں حدیثوں کے درمیان اور کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح اُٹھائے کہ دونوں کندھوں کے برابر ہوں اور ہو جائیں انگلیوں کے اطراف کانوں کے فروع کے برابر اور برابر ہوں ابہامین کانوں کی لو (نرمہ) کے برابر اور برابر ہوں دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عن الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی سَالِمُ بْنُ عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنه ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' اور وہ حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں شعیب نے'' اور وہ

Marfat.com

بن حمزہ ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' اور وہ محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھ کو'' اور بعض نسخوں میں جمع کے صیغہ سے اخبرنا ہے ''سالم بن عبداللہ نے'' اور بعض نسخوں میں ''بن عمر'' کی زیادتی سے ہے''

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اِفْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ فِى الصَّلٰوةِ ''تحقیق کہا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ نماز کو تکبیر سے شروع کیا'' اور بعض نسخوں میں النبی ہے رسول اللہ کی جگہ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ ''پس اُٹھاتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ جس وقت تکبیر کہتے تھے'' حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ''یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں کے برابر فرماتے'' اور تعبیر ماضی سے مضارع کے صیغہ کے ساتھ واسطے حاضر کرنے صورت ماضی کا ہے وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهُ ''اور جس وقت رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اسی طرح کرتے'' یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ اپنے دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ ''اور جس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اسی طرح کرتے'' یعنی دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور اپنے دونوں کندھوں کے برابر کرتے۔ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ان ہر دو کا معنی پہلے گزر چکا ہے۔ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ ''اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو نہ اُٹھاتے وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ''اور نہ اٹھاتے دونوں ہاتھوں کو سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت'' یعنی دونوں ہاتھوں کو نہ اُٹھاتے سجدہ کرتے وقت اور نہ ہی سجدہ سے اُٹھاتے وقت اور مطابقت اس حدیث کی اس کے اس قول سے ہے کہ حتی یجعلھما حذو منکبیہ۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

''یہ باب دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے کے بیان میں ہے''

جس وقت کہ کھڑا ہوتا ہے تیسری رکعت پڑھنے کے لئے چہارگانہ نماز میں قعدہ اولیٰ کے بعد پس مخالفت میں جو پہلے گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے وقت رفع یدین نہ کرتے اور نہ ہی سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت کیا کرتے۔

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عیاش بن ولید نے'' عیاش عین مہملہ پر زبر یا مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ہے آخر میں شین معجمہ ہے بصرہ کا باشندہ ہے

''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ نے'' السامی ہے سین مہملہ ہے''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ نے''عین مہملہ پر پیش ہے باء موَحدہ پر زبر ہے'' اس نے روایت کی نافع سے''بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب ہے جو مشہور بنام آزاد کردہ عبداللہ بن عمر تھا اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَ رَفَعَ ''تحقیق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرنے کا ارادہ فرماتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے'' وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ ''اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے'' وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ ''اور جب دو رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے'' وَ رَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم ''اس رفع یدین کو ابن عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا ہے اور کہا اُنہوں نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مقامات میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے'' وَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عمر عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''اور اسی حدیث کو روایت کیا حماد بن سلمہ نے اس نے روایت کی ایوب سے اس نے روایت کی نافع سے اس نے روایت کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' وَ رَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا ''اور اسی حدیث کو روایت کیا ابن طہمان نے'' اور وہ ابراہیم ہیں''اس نے روایت کی ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے'' اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اور کہا گیا ہے کہ حماد اور ابن طہمان کی روایت میں رفع یدین نہیں ہے دو رکعتوں کے بعد اور باب باندھنا اسی لئے ہے اور بعض نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے اس طرح کہ امام بخاری نے ارادہ کیا اس شخص کے رد کا جس نے جزم کیا ہے کہ نافع کی روایت اصل حدیث سے موافق ہے اگرچہ مخالف ہو اس میں سالم جیسا کہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اور اس کے علاوہ اوروں نے تحقیق بیان کیا اس تعلیق سے اختلاف جو نافع پر ہے اس حدیث کے رفع یا موقوف ہونے میں۔

باب وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

''یہ باب داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بیان میں ہے یعنی جب نماز میں کھڑا ہو''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابی حازم عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبد

اللہ بن مسلمہ نے'' قعنبی ہے ''اس نے روایت کی امام مالک سے اس نے روایت کی ابی حازم سے'' حاء مہملہ سے اور وہ سلمہ بن دینار اعرج ہے ''اس نے روایت کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے'' عین مہملہ ساکن ہے ساعدی انصاری ہے اور صحابی ہے قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ اليسرى فِى الصَّلٰوةِ ''سہل بن سعد ساعدی نے کہا کہ لوگوں کو امر کیا جاتا تھا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھیں'' اور ذراع ہاتھ کی لمبی ہڈی ہے۔ قسطلانی نے کہا ہے کہ امر کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور مرد کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ احکام شرعی میں وہ اصل ہے نہ یہ کہ مرد کو اس حکم میں خاص کیا گیا ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ جان لو کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے میں اور ہاتھوں کو چھوڑ دینے میں چند وجوہات ہیں پہلی یہ کہ ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنا اصل ہے پس حنفیہ کے نزدیک ہاتھ پر ہاتھ رکھے گا اور اسی کے قائل ہیں امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق رحمت اللہ علیہم اجمعین اور عام اہل علم حضرات اور اسی کے قائل ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ اور اس کو روایت کیا ابن منذر نے مالک رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا اور ابو مجلز کا اور ابی ثور کا اور ابی عبید اور ابی جریر کا اور یہی قول ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور جمہور علماء کرام کا امام ترمذی نے کہا ہے کہ عمل اسی پر ہے اہل علم حضرات کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور تابعین حضرات کا اور تبع تابعین کا اور روایت بیان کی ابن منذر نے عبد اللہ بن زبیر سے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اور ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہ یہ حضرات ہاتھوں کو چھوڑ دیتے تھے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور قول بھی یہی ہے اور امام مالک کا یہ بھی قول ہے کہ اگر قیام لمبا ہو تو داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے آرام حاصل کرنے کے لئے، یہ لیث بن سعد نے کہا ہے۔ اور دوسری وجہ ہاتھ رکھنے کی صفت میں ہے اور وہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے بائیں ہاتھ کے بند پر رکھے اس طرح سے کہ ہو بند ہتھیلی کے درمیان میں اور امام ابو یوسف کے نزدیک [illegible] ہاتھ کی پشت میں بائیں ہاتھ کے بند کو پکڑے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کو بند نہ کرے، یونہی کھلا رکھ دے کہ ہو بائیں ہاتھ کا بند دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے درمیان میں۔ اور مفید میں ہے کہ پکڑ لے بند کو اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے اور یہی ہے پسندیدہ۔ اور مشائخ نے اچھا جانا ہے وضع کو اور پکڑنے کو اس طرح کہ رکھ دے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے باطن کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر (پیٹھ) پر اور حلقہ بنائے چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے بند پر اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو کہاں رکھا جائے؟ تو علماء حنفیہ نے [illegible] ناف کے نیچے رکھے اور امام

Marfat.com

شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سینہ پر رکھے اور چوتھی وجہ وقت ہے یعنی ہاتھوں کو کس وقت باندھنا چاہئے اور اصل اس میں یہ ہے کہ ہر وہ قیام جس میں ذکر مسنون ہو تو اس میں وضع کرے یعنی ہاتھوں کو باندھے۔ پس دعاء قنوت میں ہاتھ باندھے اور اسی طرح نماز جنازہ میں اور رکوع کے قومہ میں ہاتھ چھوڑ دے اور عیدین کی تکبیرات زوائد میں بھی ہاتھ چھوڑ دے اور یہی صحیح ہے اور ابی علی نسفی اور امام ابی عبداللہ وغیرہما کے نزدیک اعتماد یعنی ہاتھ باندھے گا ہر ایک قیام میں چاہے اس میں ذکر مسنون ہو یا نہ ہو۔ پانچویں وجہ ہاتھوں کو سینہ اور ناف کے نیچے رکھنے کی حکمت میں ہے تو پھر ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ بہت زیادہ مؤثر ہے خشوع میں اور تعظیم کی طرف بہت قریب ہے اور اہل کتاب کی مشابہت سے بہت دور ہے اور ستر عورت چھپانے میں قریب ہے اور اس میں لنگی کے گرنے کی حفاظت ہے اور اس میں مشابہت ہے بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہونے میں اور سینہ پر ہاتھوں کو رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ دل نیت کی جگہ ہے اور عادت یہ ہے کہ جو کوئی کسی چیز کی حفاظت میں مبالغہ کرتا ہے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر رکھ دیتا ہے وَقَالَ اَبُو حَازِمٍ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا يَنْمِی ذلک اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و اله وسلم ''ابو حازم اعرج نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ سہل یعنی ہمارے شیخ نے یہ سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی ہے'' قَالَ اِسْمٰعِیلُ يُنْمَی ذٰلِکَ وَلَمْ يقل يَنْمِی ذٰلِکَ صیغہ مجہول سے ہے اور صیغہ معلوم کے ساتھ ینمی نہیں کہا پس بنا پر صیغہ مجہول کے ہونے کے اعلمہ کی ضمیر شان کیلئے ہے اور حدیث مرسل ہے اس لئے کہ ابو حازم نے کسی کا تعین نہیں کیا کہ اس نے نسبت کی ہو حدیث کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور صیغہ معلوم کے ساتھ حدیث متصل ہے جیسے کہ مذکور ہے فتح الباری میں اور بعض نسخوں میں قال محمد قال اسمٰعیل ہے یعنی کہا امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے کہ کہا اسمٰعیل نے عینی نے کہا کہ جب مصنف وضع یدین کے ذکر سے فارغ ہوئے کہ وہ طریقہ عاجزی اور خشوع کے قریب تھا تو خشوع کے ذکر میں نمازی کو زیادہ احساس دلانے اور اس پر دوام کرنے کے لئے شروع کیا تو فرمایا۔

بَابُ الْخُشُوعِ فِی الصَّلٰوةِ

''یہ باب نماز میں خشوع کے بیان میں ہے''

Marfat.com

امام قسطلانی نے کہا ہے کہ نماز بندہ کے لئے اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، پس وہ نمازی جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی شعاعیں اس تک پہنچتی ہیں تو وہ اور بھی خشوع کرتا ہے اور قرآن کریم نے گواہی دی ہے کہ خشوع کرنے والے نمازی کی فلاح کے بارے میں رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون ''یعنی تحقیق خلاصی پائی اور اپنے حقیقی مطلوب تک پہنچے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے وقت ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی کرتے ہیں اور لازم رکھتے ہیں اپنی آنکھوں کو صرف سجدہ گاہ تک اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ نماز میں دائیں بائیں نظر نہیں کرتے۔ نقل ہے کہ اس خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک شخص بصرہ کی مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو اچانک اس مسجد کا ایک حصہ گر گیا اور بہت لوگ وہاں جمع ہو گئے اور اس خاشع نمازی کو مسجد کے گرنے کی کوئی خبر نہ ہوئی، سبحان اللہ، اور لفظ فلاح ایک جامع اسم ہے جو بہت سی سعادات اُخروی کو شامل ہے اور خشوع کا نہ ہونا ان تمام خوبیوں کی نفی کرتا ہے، پس لازم ہے کہ نمازی اپنے رب کو حاضر جانے اور یہ تصور کرے کہ میں اپنے رب کے سامنے حاضر ہوں اس طرح جیسے کہ غلام اپنے مولا کے حضور حاضر ہوتا ہے یا جیسے کہ آدمی اپنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور وہ بادشاہ کے غضب سے خوفزدہ رہتا ہے اور بادشاہ کے رحم و کرم کا امیدوار بھی رہتا ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب پر یہ عبارت تحریر تھی اَیُّھَا الْمُصَلِّی مَنْ اَنْتَ وَ لِمَنْ اَنْتَ وَبَیْنَ یَدَیْ مَنْ اَنْتَ وَمَنْ تُنَاجِیْ وَمَنْ یَسْمَعُ کَلَامَکَ وَمَنْ یَنْظُرُ اِلَیْکَ ''یعنی اے نمازی تو کون ہے اور تو کس کے لئے ہے اور تو کس کے سامنے کھڑا ہے اور تو کس سے مناجات کرتا ہے اور تیرا کلام کون سنتا ہے اور تمہاری طرف کون دیکھتا ہے''

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن ابی اویس ہے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو امام مالک نے اس نے روایت کی ابی الزناد سے'' اور وہ عبداللہ بن ذکوان ہے'' اس نے روایت کی اعرج سے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن ھرمز ہے'' اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھَاھُنَا

Marfat.com

''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا دیکھتے اور گمان کرتے ہو تم مجھے اسی جانب یعنی میری توجہ کو صرف قبلہ کی جانب دیکھتے ہو'' اور یہ استفہام انکاری ہے اور ترون تاء مثناۃ فوقانیہ کے زبر سے ہے اور قبلہ قاف کی زیر سے اور باء موحدہ کے سکون سے بمعنی آمنے سامنے کے ہے آیا گمان کرتے ہو تم میرے منہ اور توجہ کرنے کو صرف اسی طرف

یعنی جانب قبلہ پس اس طرح نہ ہونا چاہئے اور یہ مناسب نہیں وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ ''خدا کی قسم مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تم لوگوں کا رکوع اور نہ تمہاری خشوع ہم سے چھپی ہوئی ہے'' یعنی تمام حالات میں میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں تو چاہئے کہ تم خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے رہو اور نماز میں دائیں بائیں نظر نہ کرنا سنت ہے واجب نہیں البتہ تکمیل نماز کے منافی ہے، اگر واجب ہوتی تو اس کے تارک کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جاتا وَاِنِّیْ لَاَرٰکُمْ وَرَآءَ ظَھْرِیْ ''تحقیق میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں'' اور بعض نسخوں میں من ورائی ہے۔ عمار بن یاسر سے مروی ہے اس نے کہا کہ جو آدمی نماز میں سہو کرے تو اس سہو کی وجہ سے اس پر کچھ بھی گناہ نہیں لکھا جاتا اور سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا تو سعید ابن مسیّب نے کہا اگر اس شخص کا دل خاشع ہوتا تو البتہ ضرور اس کے تمام اعضاء خاشع اور ساکن ہوتے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمے کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلام اس وقت فرمایا جس وقت کہ انہوں نے جماعت میں کسی کو دوسری جانب نظر کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے اس کلام سے اسے منع فرمایا جو مستلزم ہے امر خشوع کو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ ہے اور شین معجمہ پر شد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی غندر نے'' اور وہ محمد بن جعفر بصری ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے اور بعض نسخوں میں عن شعبة ہے ''اس نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا'' اور وہ ابن دعامہ ہے ''اس نے روایت کی انس بن مالک سے'' رضی اللہ عنہ سے جو صحابی ہیں اور بعض نسخوں میں ابن مالک لفظ ساقط ہے ''انہوں نے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰکُمْ مِنْ بَعْدِیْ ''کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح اور درست طریقے سے رکوع اور سجدہ کرو اور ان دونوں کو کامل طور پر ادا کرو پس خدا کی قسم ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں اپنی پیٹھ پیچھے بھی'' یعنی اپنے آپ کو مجھ سے غائب نہ سمجھو وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَھْرِیْ اِذَا رَکَعْتُمْ وَاِذَا سَجَدْتُمْ ''اور بسا

Marfat.com

اوقات مِنْ بَعْدِ ظَهْرِیْ ارشادفرماتے یعنی لفظ ظهری کی زیادتی فرماتے یعنی خدا کی قسم میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں جس وقت کہ تم رکوع کرتے ہو۔اور بعض نے من بعدی کی تفسیر من وفاقی سے کی ہے اور وہ سیاق حدیث سے بعید ہے اور اس حدیث میں نہی ہے رکوع اور سجدہ میں نقصان کرنے کے بارے میں اور ثابت ہے جواز قسم قصہ کی تاکید کے لئے اور اس کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ رکوع وسجود کا قیام نہیں ہوتا مگر اطمینان اور سکون کے ساتھ اور یہی ہے خشوع۔

باب مَا یَقُولُ بَعْدَ التَّکْبِیْرِ

''یہ باب اس کے بیان میں ہے جو تکبیر کے بعد نمازی کہتا ہے''

اور بعض نسخوں میں ما یقول کی جگہ ما یقرأ ہے ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ ہر نسخہ کے ساتھ باب کی ایک حدیث کی مطابقت ہے ظاہری طور پر اس لئے کہ پہلی حدیث سے ثابت ہے متصل ہونا قرأت فاتحہ کا تکبیر کے ساتھ لیکن مراد اتصال کا لینا ضروری نہیں اس لئے کہ قرات کا ذکر جو تکبیر کے بعد واقع ہے کسی چیز کے واقع ہونے سے منع نہیں کرتا دونوں کے درمیان اس لحاظ سے کوئی منافات نہیں دونوں حدیثوں کے درمیان۔

حَدَّثَنَا حفص بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے'' بن الحرث حوضی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی قتادہ سے'' بن دعامہ ہے ''اس نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے اور بعض نسخوں میں ابن مالک کے الفاظ زیادہ ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز کو یعنی قرأت کو ''الحمدللہ رب العالمین'' سے شروع کرتے عینی نے کہا ہے کہ الحمدللہ دال کی پیش سے مروی ہے بناء بر حکایت اور یہ حدیث اپنے ظاہر سے صریح ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہیں پڑھنا چاہئے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں اس لئے کہ اگر بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو ہوتا تو ضرور اس کو جہر سے پڑھتے

Marfat.com

جیسے جہر کیا اس کے تمام اجزاء پر پس وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق حضور صلی
نے سورۃ فاتحہ کی اقتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی ہے تو کوئی دلیل نہیں اس حدیث پر خاص کر اس
کے لئے جو بسم اللہ کو فاتحہ کا جزو کہتے ہیں اور اس کو نماز میں جہر سے پڑھنے کے قائل ہیں اس لئے کہ اس حدیث
کا سیاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت اور ترتیل کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ہے اور اس میں نماز کا ذکر نہیں اور

مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ما یقرأ سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قال حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابوهريرة
''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن زیاد نے'' زاء معجمہ پر
زیر ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ خفیہ ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں عمارہ نے'' عین مہملہ پر پیش ہے میم پر تخفیف
ہے بن قعقاع دو عین مہملہ سے ہے پہلا عین ساکن ہے جو دو قاف کے درمیان ہے اور دونوں قاف پر زبر ہے
شبرمہ کوفی کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوزرعہ نے'' ذاء معجمہ پر پیش ہے اور اس کے نام میں
اختلاف ہے بعض کے نزدیک امرم ہے اور بعض کے نزدیک عبداللہ ہے اور بعض کے نزدیک عبدالرحمٰن ہے اور
بعض کے نزدیک عمر اور بعض کے نزدیک جریر ہے، ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے'' صحابی

ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْكَاتَةً
''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان تکبیر اور قرأت کے خاموشی رہا کرتے تھے'' قسطلانی نے کہا کہ
یسکت پہلے کے زبر سے ہے اور أسكانة میں ہمزہ پر زیر ہے افعالة کے وزن پر اور یہ مصادر شاذہ میں سے
ہے اس لئے کہ از روئے قیاس تاء پر سکون ہے اور یہاں منصوب ہے بنا بر مصدریت کے معنی سکوت کو اور یہ مقتضی
ہے اپنے کلام کے اوپر قَالَ اَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً ''ابوزرعہ نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے أسكانة
کی جگہ هنيةً (تھوڑی سی دیر) کہا، قسطلانی نے کہا هنيةً ھاء کے پیش سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ ہمزہ کے بغیر
تھوڑے سکوت کے معنی میں ہے اور بعض نسخوں میں هنيه ہے، ھاء کے ساتھ یاء ساکنہ کے بعد اور بعض نسخوں
میں هنيئه ہے، ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ یاء مثناۃ تحتیہ ساکنہ کے بعد اور وہ هنه کی تصغیر ہے کہ اصل میں
هنوة ہے جو کنایہ ہے کسی شیئی کا یعنی تھوڑا سا سکوت کیا کرمانی نے کہا کہ ہمزہ کے ساتھ پڑھنا غلط ہے فَقُلْتُ

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اسكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ

پس میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی کے وقت آپ کیا پڑھتے ہیں'' اور بعض نسخوں میں بابی انت و امی ہے اور بابی یاء متعلق ہے فدا ہونے سے کہ خبر انت ہوگی۔ اور یا متعلق فدیک اور فدیتک ہے کرمانی نے کہا ہے اگر تو کہے کہ سکوت منافی ہے تقول کے تو پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوا کہ ماتقول ہے، میں کہتا ہوں کہ خطابی نے کہا ہے اسکانة افعالة کے وزن پر ہے سکوت سے اور کلام کرنے میں اونچی آواز کو ترک کر دینا ہے اور لفظ اسکاتک کی رفع بوجہ ابتداء کے ہے اور نصب بوجہ مفعولیت کے ہے اسئالک کی دونوں روایتیں مستعمل ہیں اور بعض نسخوں میں اسکاتک ہمزہ استفہامیہ کے زبر کے ساتھ اور سین کے پیش سے ہے اور بعض نسخوں میں اسکوتک بھی آیا ہے قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كما بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ''حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس سکوت کے دوران دعا پڑھتا ہوں کہ اے اللہ میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ پیدا کر دیا ہے'' اور یہ الفاظ مجازاً خطا پر عذاب نہ آنے کے ہیں اس لئے کہ تصور دوری کا مکان یا زمان میں ہوتا ہے اور یہاں وہ مراد نہیں بلکہ گناہوں پر عدم وصول و عذاب مراد ہے اور یہ دعا آنحضرت ﷺ کی بطور مبالغہ عبودیت میں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ دعا تعلیم امت کے لئے ہے اور جواب دیا گیا ہے معارضہ اس وجہ کا عدم جہر کا اس پر اس لئے امر وارد ہے اس پر حدیث عمر میں اور حدیث بزاز میں اور اعادہ کیا گیا لفظ بین کا خطایا پر اور اعادہ نہ کیا گیا اس کا مغرب پر اس لئے کہ عطف ضمیر مجرور پر بغیر اعادہ عامل کے جائز نہیں بخلاف اس کے کہ مجرور ظاہر پر بے اعادہ عامل بھی جائز ہے اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ''یا اللہ مجھے پاک صاف رکھ خطاؤں سے جیسے کہ پاک صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے، قسطلانی نے کہا ہے کہ سفید کپڑے سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ میل کچیل اس میں ظاہر ہوتی ہے اور تھوڑی سی آلودگی بھی اس میں ظاہر ہوتی ہے تو جب تک اس کی صفائی میں مبالغہ سے کام نہ لیا جائے تو اس کی صفائی حاصل اور ظاہر نہیں ہوتی بخلاف دوسرے رنگ والے کپڑے کے اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ ''یا اللہ ہماری خطاؤں کو دھو دے پانی سے اور برف سے ژالہ (اولے) سے'' یعنی مجھے پاک کر دے خطاؤں سے اپنی مغفرت اور رحمت کے جملہ طریقوں سے، کرمانی نے کہا ہے کہ خطاؤں کو دوزخ کی آگ کی مثل گردانا گیا اسلئے کہ شارع کی وعید کے مطابق گناہ آتش دوزخ کو واجب

Marfat.com

کرتی ہے اس لئے اس کی حرارت کو ٹھنڈا کرنے کے لئے تعبیر کی گئی دھونے سے اور اس کے ٹھنڈا کرنے کو تاکید اور مبالغہ کے لئے مختلف مبردات کا ذکر ہوا ہے جو پانی سے بلحاظ سرد ہونے کے زیادہ ہیں کہ وہ برف ہے جو پانی سے زیادہ ٹھنڈی ہے پھر ژالہ ہے جو برف سے زیادہ سرد ہے بوجہ جامد ہونے کے اس لئے کہ جو چیز زیادہ ٹھنڈی ہوگی وہ زیادہ جامد ہوگی اور تین بار دعا کرنے میں احتمال ہے کہ تین زمانوں کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ پس دعا میں دوری مستقبل کے لئے ہے اور پاک کرنا حال کے لئے ہے اور دھونا ماضی کے لئے ہے قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جواز دعا پر بعد تکبیر تحریمہ فرض اور نفل میں بخلاف قول مشہورہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے، عینی نے کہا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا دعائے افتتاح میں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللھم الخ تک سے شروع کیا جائے، قسطلانی نے کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل اس پر ہے کہ تکبیر کے بعد انی وجھت وجھی آخر تک پڑھی جائے اور یہ بھی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ مستحب یہ ہے کہ سبحانک اللھم آخر تک اور انی وجھت وجھی آخر تک، دونوں کو جمع کیا جائے اور مسنون یہ ہے کہ دعا کو خفیہ پڑھا جائے نماز جہری ہو یا سری۔

باب

''یہ باب بغیر ترجمہ کے تنوین سے ہے''

اور بعض نسخوں میں لفظ باب ساقط ہے ''خیر جاری'' میں ہے کہ یہ باب ذکر کیا گیا اس باب کے بعد جس میں ما یقول بعد التکبیر کا ذکر ہے بمناسبت طول قیام کے جو طول قرأۃ کو مستلزم ہے تکبیر کے بعد۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی مَرْیَمَ قَالَ اخبرنا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ ابی مُلَیْکَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے'' اور وہ سعید بن محمد بن حکم ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھ کو نافع بن عمر نے'' بن عبداللہ ہے ''اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی ابن ابی ملیکۃ نے'' اور اس کا نام عبدالرحمٰن ہے اور ابی ملیکۃ کا نام میم کی پیش لام کی زبر سے زہیر بن عبداللہ ہے ''اس نے روایت کی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے'' صحابیہ

Marfat.com

ہے اور بعض نسخوں میں لفظ صدیق کی زیادتی سے ہے اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صَلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ ''تحقیق حضور ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھی'' یعنی نماز پڑھی حضور ﷺ نے اس وقت جب سورج کو گرہن لگا فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ''پس کھڑے ہوئے اور قیام کو بہت لمبا کیا'' یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد بہت قرأۃ پڑھی۔ اور اسی مناسبت سے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا گیا ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرَّکُوْعَ ''پھر رکوع فرمایا تو رکوع کو بہت لمبا کیا''۔ یعنی رکوع میں بہت زیادہ تسبیح پڑھی ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ''پھر رکوع کے بعد دوسرے قیام کو بھی لمبا کیا'' قرأۃ پڑھنے کی وجہ سے ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ''پھر رکوع کو بھی لمبا فرمایا'' ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ''پھر دوسرے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا پھر سجدہ فرمایا اور سجدہ کو بہت لمبا کیا'' ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ''پھر سر مبارک سجدے سے اُٹھائے پھر اس دوسرے سجدے کو بھی لمبا فرمایا'' ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ''پھر قیام فرمایا دوسری رکعت کے لئے اگرچہ یہ قیام تیسرا تھا، پھر اس قیام کو بھی لمبا کیا'' ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ''پھر رکوع فرمایا اور اس رکوع کو لمبا کیا'' ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ''پھر رکوع سے سر مبارک اُٹھایا اور کھڑے ہو گئے پھر اس چوتھے قیام کو بھی لمبا کیا'' ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ''پھر چوتھا رکوع کیا اور اس کو بھی لمبا کیا'' ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ''پھر چوتھے رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور پھر سجدہ کیا اور سجدہ کو دراز کیا'' ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ''پھر سر مبارک کو سجدہ سے اُٹھایا پھر دوسرا سجدہ کیا اور اس سجدہ کو دراز کیا'' ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّی الْجَنَّۃُ حَتّٰی لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَیْھَا لِجِئْتُکُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِھَا ''پھر نماز سے فارغ ہوئے'' یعنی قعدہ اور سلام کے بعد جیسے کہ نماز پوری کرنے کا طریقہ ہے ''پھر فرمایا حضور ﷺ نے تحقیق جنت میرے قریب کی گئی یہاں تک کہ اگر میں چاہتا اور جرأت دکھاتا تو تمہارے لئے جنت کے (پھلوں کے) خوشوں میں سے کوئی خوشہ لاتا'' اور حضور ﷺ کا یہ لو جرأت بیان کے لئے ہے اس بات پر کہ حضور ﷺ کو یہ قدرت حاصل تھی اور ذکر اجترأت کا اس لئے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اجازت نہ تھی عینی نے کہا ہے کہ قطاف قاف کی زیر سے ہے جوہری نے کہا ہے قطاف زیر سے خوشۂ انگور ہے اور جمع اس کی آئی ہے قرآن کریم میں قطوفها دانية اور قطاف زیر سے اسم ہے ہر اس چیز کے لئے جو چنی جاتی ہے اور جمع کی جاتی ہے قطاف اور قطوف قاف کے پیش سے اور اکثر محدثین اس کو قاف کے زبر سے روایت کرتے ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ قاف کے زیر سے ہے وَدَنَتْ مِنِّی النَّارُ حَتّٰی

قُلْتُ ای رَبِّ اَوَانَا مَعَهُمْ ''اور دوزخ کی آگ میرے قریب کی گئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے میرے پروردگار کیا میں اس میں داخل ہو جاؤں گا اور میں اہل نار کے ساتھ رہوں گا'' اور اس حدیث شریف میں دلیل ہے اس پر کہ جنت اور دوزخ موجود ہیں بالفعل اور جنت اور دوزخ کا قریب ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا درمیان سے حجاب اٹھ جانے سے ہے یا مثالی طور پر ان کے قریب ہونا ہے دونوں کا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونا جنت دوزخ کا کسی اور وجہ سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ اے رب او انا معهم کمال خوف کی بدولت ہے بوجہ بے پرواہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رب تعالیٰ کا و لا ابالی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات بے پرواہ ہے اور ای ہمزہ کی زبر اور یاء کے سکون سے کلمہ ندا ہے اور مابعد اس کا منادیٰ ہے اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی چاہنا اور مناجات ہے اور ہمزہ او انا استفہامیہ ہے واؤ عاطفہ پر داخل ہے اور بعض نسخوں میں ہمزہ کے بغیر ہے اور ہمزہ کے بعد معطوف علیہ مقدر ہے جس پر دلالت کرتی ہے سیاق حدیث اور یہ احتمال بھی ہے کہ انا ادخل فیه او انا من اهله ہو اور بعض نسخوں میں او انا فیهم واقع ہے او انا معهم کی جگہ پر فَاِذَا امْرَاَةٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ ''پس اچانک ایک عورت ہے، گمان کرتا ہوں'' ابن ابی ملیکہ نے کہا ''کہ ایک بلی اسے زخمی کرتی ہے اور اس کے چمڑے کو نوچتی ہے'' اور حسبت انه قال جملہ معترضہ ہے درمیان مبتدا اور خبر کے کہ وہ مدخول اذا مفاجاتی کا ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ جملہ نافع بن عمر کا ہے۔ فائدہ کے لئے اپنے یقین نہ ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو نقل کرنے میں ابوملیکہ نے جو کہا ہے اس کلمے سے کہ تخدشها هرة ہے یعنی نافع بن عمر کہتا ہے کہ سابقہ کلمات کہنے میں مجھے یقین ہے فاذا مرأة تک اور اس کے بعد جو کچھ کہا ہے اس پر مجھے یقین نہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ تخدشها هرة اس نے کہا اور احتمال ہے کہ اس کے مثل کوئی اور کلمہ ہو اور یہ راوی کی حد درجہ احتیاط ہے قُلْتُ مَاشَانُ هٰذِهِ ''میں نے کہا کہ اس عورت کا یہ حال کیوں ہے؟'' یہ کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یعنی جس وقت میں نے اس عورت کو اس حال میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ بلی اس عورت کو کیوں نوچتی ہے قَالُوا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوعًا ''انہوں نے کہا کہ اس عورت نے اس بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے وہ مرگئی'' لَا اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ ''نہ یہ عورت اس بلی کو کھانا دیتی تھی اور نہ اس کو آزاد کرتی کہ وہ خود کھاتی'' قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مِنْ خَشِيْشٍ اَوْ خَشَاشِ ''نافع بن عمر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے من خشیش کہا یا خشاش کہا'' اور یہ شک

Marfat.com

نافع بن عمر کا ہے اور خشیش خاء معجمہ کے زبر سے اور شین معجمہ کے زیر سے پیداوار زمین ہے اور خشاش
مثلث اور پہلا دونوں کا ایک معنی ہے یعنی وہ عورت اس بلی کو کھلا نہ چھوڑتی تھی تا کہ وہ حشرات الارض کو کھاتی۔ عینی
نے کہا ہے کہ اس حدیث سے چند وجوہ پر استنباط کیا جا سکتا ہے پہلی یہ ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ کسوف کی
نماز سنت ہے، واجب نہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز کسوف کو جامع مسجد اور عید گاہ میں پڑھنا جائز
ہے شافعی اور حنبلی مسلک والے کہتے ہیں کہ نماز کسوف مسجد میں پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز
مسجد میں پڑھی تھی اور وقت اس کا تھوڑا ہے اتنا نہیں کہ عید گاہ میں جایا جائے تیسری وجہ ہے ادائے وقت کے بارے
میں تو اس نماز کسوف کو اسی وقت میں پڑھا جائے گا کہ اس میں نوافل پڑھنے جائز ہوں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی
ہے کہ کسوف کی نماز، عصر کی نماز کے بعد نہ پڑھی جائے گی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اگر سورج
حالت کسوف میں طلوع کرے تو اس حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں جب تک جواز کا وقت داخل نہ ہو جائے اور
محیط میں ہے کہ اوقات ثلٰثہ میں نہ پڑھی جائے گی چوتھی وجہ اس کی صفت کے بارے میں ہے اور وہ حنفیہ کے
نزدیک دوسرے نوافل کی طرح ہے اذان اور اقامت کے بغیر اور مثل نماز فجر اور جمعہ کے ہے اس طرح سے کہ ہر
رکعت میں ایک ہی رکوع ہے اور یہی ہے قول نخعی کا اور ثوری کا اور ابن ابی لیلیٰ کا اور یہی ہے مذہب عبداللہ بن
زبیر رضی اللہ عنہ کا اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابی ثور رحمۃ اللہ تعالیٰ اور علماء حجاز کے نماز
کسوف دو رکعت ہے ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے ہیں اور امام احمد اور اسحاق سے مروی ہے کہ ہر رکعت میں
تین رکوع ہیں اور خلاصۃ الغزالیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جس وقت سورج کو گرہن لگ جائے، مکروہ وقت میں ہو یا
غیر مکروہ میں تو ان الفاظ سے ندا کی جائے گی۔ الصلوٰۃ جامعۃ اور امام لوگوں کے ساتھ مسجد میں دو رکعت نماز
پڑھے گا اور ہر رکعت میں دو رکوع کرے گا، پہلا رکوع لمبا ہوگا دوسرے سے اور چار لمبی سورتیں پڑھے گا جو قرآن
کریم کے اول میں ہیں یعنی سورۃ بقرہ اور آل عمران اور سورۃ نساء اور سورہ مائدہ یہ سورتیں چار قیام میں پڑھے گا اور
پہلے رکوع میں تسبیح پڑھے گا سو (۱۰۰) آیتوں کے برابر اور دوسرے رکوع میں اسی (۸۰) آیتوں کے برابر اور
تیسرے میں ستر (۷۰) آیتوں کے برابر اور چوتھے میں پچاس (۵۰) آیتوں کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک ہر رکعت میں چار رکوع ہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بعض اہل علم نے کہا
ہے کہ رکوع کم یا زیادہ کئے جا سکتے ہیں اس میں کسوف یعنی گرہن کے رہنے کے لحاظ سے اگر گرہن زیادہ دیر تک

رہے تو زیادہ کئے جاسکتے ہیں اور گرہن کم رہے تو رکوع کم کئے جاسکتے ہیں اور حنفیہ نے اپنے مذہب کے لئے دلیل پکڑی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے اپنی شمائل میں عطا بن السائب سے اس نے روایت کی اپنے والد سے اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر سے اس نے کہا کہ سورج گرہن ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو کافی دیر تک رہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا اور اس میں بہت دیر کی پھر رکوع سے سر مبارک اُٹھایا پھر سجدہ کیا کافی لمبا پھر سر مبارک سجدہ سے اُٹھایا پھر دوسری بار اسی طرح طویل سجدہ کیا پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا فرمائی اور پانچویں وجہ نماز کسوف کی قرأت میں اور خسوف کی نماز کے قرأت میں تو اس میں امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ خفیہ پڑھے گا اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک کا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ ہمارا مذہب اور امام مالک کا مذہب اور امام ابوحنیفہ کا مذہب اور لیث بن سعد اور جمہور فقہاء کرام کا مذہب یہ ہے کہ نماز کسوف یعنی سورج گرہن میں خفیہ پڑھے گا اور خسوف یعنی چاند گرہن کی نماز میں جہر کرے گا اور کہا ہے محمد بن حسن نے اور احمد نے اور اسحاق نے کہ دونوں نمازوں میں جہر کرے گا اور چھٹی وجہ نماز خسوف کی جماعت کے بارے ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ چاند گرہن کی نماز میں جماعت جائز ہے لیکن سنت نہیں اس لئے کہ رات میں لوگوں کا جمع ہونا مشکل ہے سوائے اس کے نہیں کہ خسوف کی نماز ہر شخص الگ الگ پڑھے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چاند گرہن میں نماز ہے ہی نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خسوف کی نماز پڑھی جائے گی۔ جیسے سورج گرہن کے لئے نماز پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ اور دو رکوع سے اور قرأت کی جہر سے اور دو خطبہ سے درمیان میں جلسہ کرے گا، اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا مگر یہ کہ ان کے یہاں خطبہ نہیں اور اس حدیث سے جو استفادہ کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ حیوان کو دکھ نہیں دینا چاہئے کہ یہ جائز نہیں اس لئے کہ مظلوم حیوان کو قیامت میں ظالم پر مسلط کیا جائے گا اور اسی طرح اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کا بیان ہے۔

باب رَفعِ البَصرِ اِلَی الاِمَامِ فِی الصَّلٰوۃ

''یہ باب نمازی کا اپنے امام کی طرف حالت نماز میں دیکھنے کے بیان میں ہے''

عینی نے کہا ہے کہ وجہ مناسبت اس باب اور گزشتہ باب میں اس حیثیت سے ہے کہ نمازی جب نماز شروع کر

تا ہے تکبیر تحریمہ اور افتتاح سے تو اس کے بعد اس کے لئے مناسب ہے کہ اپنے امام کی طرف نظر کرے اصلاح
ماز کے لئے یعنی امام کے افعال سے اپنے کو باخبر رکھنے کے لئے اور کہا ہے کہ اس میں دلیل ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے نزدیک کہ نمازی کی نظر قبلہ کی طرف ہونی چاہئے اور حنفیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ نمازی سجدہ کی جگہ پر نظر
رکھے کیونکہ وہ خشوع کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے اور اسی کے قائل ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ
اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِی صَلٰوۃ الْکُسُوفِ ''ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا نماز کسوف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' یعنی نماز کسوف سے فارغ ہونے کے بعد
رَاَیْتُ جَهَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ ''میں نے دیکھا دوزخ کو کہ بعض جھے کھینچتے
تھے بعض کو اس وقت جب کہ تم نے دیکھا مجھ کو کہ میں پیچھے کی طرف ہٹ گیا تھا'' اور بعض نسخوں میں فرأیت
ہے فاء کے ساتھ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ مقصود یہ نہیں ہے کہ مقتدی سجدہ گاہ کی طرف نظر رکھے جب کہ اس
کو ضرورت پڑے اپنے امام کی طرف دیکھنے کی اقتداء یا کسی اور چیز کے لئے جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور
یحطم حاء مہملہ کے سکون سے اور طاء مہملہ کے زیر سے بمعنی کھانے کے ہے بعض کا بعض کو اور یہ کنایہ ہے
دوزخ کے غصہ کی زیادتی سے نعوذ باللہ منها اور حطمه آتش دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس
لئے کہ وہ حطم کرتی ہے یعنی کھینچتی ہے اس چیز کو جو اس میں ڈالی جاتی ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے
ساتھ اس قول میں ہے۔ حین رائیتمونی کیونکہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کی نگرانی کیا کرتے تھے نماز
میں حَدَّثَنَا مُوسَی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِی
مَعْمَرٍ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ نے'' بن اسمعیل ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے'' بن
زیاد ہے اور بعض نسخوں میں عبدالرحمٰن ہے عبدالواحد کی جگہ ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے'' اور وہ
سلیمان بن مہران ہے ''اس نے روایت کی عمارہ سے'' عین مہملہ پر پیش ہے اور میم تخفیف سے ہے ''بن عمیر'' ہے
جو عمر کی تصغیر ہے ''اس نے روایت کی ابی معمر سے'' دونوں میم پر زبر ہے اور وہ عبداللہ بن سخیرہ ازدی تابعی ہے۔
قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَقْرَاُ فِی الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ ''ابو معمر نے
کہا کہ ہم نے خباب سے کہا'' خاء معجمہ پر زبر ہے اور پہلی باء موحدہ پر شد ہے بن ارت ہے ہمزہ پر زبر ہے راء مہملہ
ہے اور تاء مثناۃ فوقیہ پر تشدید ہے رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے ''کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور عصر میں قرآن پڑھتے تھے''

Marfat.com

قسطلانی نے کہا ہے کہ یعنی ہم نے پوچھا کہ ان دونمازوں میں فاتحہ کے علاوہ قرآن سے بھی کچھ پڑھتے تھے اس لئے کہ فاتحہ کے پڑھنے کا تو ان کو شک نہ تھا۔ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ ''خباب نے کہا کہ ہاں فاتحہ کے علاوہ بھی پڑھتے تھے۔ ہم نے کہا کہ وہ کیا چیز تھی کہ اس سے آپ لوگ حضور ﷺ کی قرأت کو پہچان لیتے تھے'' اور بعض نسخوں میں فقلنا ہے فاء عاطفہ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں بم ہے حذف الف کے ساتھ تخفیف کے لئے اور بعض نسخوں میں ذاک ہے ذٰلک کی جگہ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ ''اس نے کہا کہ ہم حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کی جنبش سے پہچان لیتے تھے کہ حضور ﷺ قرأت پڑھتے ہیں'' اور لحیہ اس جگہ کا نام ہے جہاں دانت نکلتے ہیں اور بعض نسخوں میں لحیتہ صیغہ تثنیہ کے ساتھ ہے پس صحابہ سے روایت اس ہڈی کے ہلنے کی وجہ سے واقعہ ہوئی ہے اور اس کی تائید اس نسخہ سے ہوتی ہے جس میں صیغہ تثنیہ ہے یا حضور ﷺ کی مجلس شریف سے حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ ''حدیث بیان کی ہمیں حجاج نے'' بن منہال ہے یہی ہے امام بخاری رحمت اللہ علیہ کا شیخ نہ کہ حجاج بن محمد اس لئے کہ امام بخاری نے اس سے نہیں سنا ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی'' بطریق اجازت ''ابو اسحٰق نے'' اور وہ عمر بن عبداللہ ہے قسطلانی نے کہا ہے کہ لفظ انباء نا کا اطلاق کیا جاتا ہے مطلق پر بخلاف اخبرنا کے کہ اس کا اطلاق مقید پر ہوتا ہے اس طریقہ پر کہ کہتا ہے اخبرنا اجازتہ ''اس نے کہا ہمیں نے عبداللہ بن یزید سے'' انصاری صحابی امیر کوفہ ہے ''اس حال میں کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے کہ'' ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں براء بن عازب نے حالانکہ براء بن عازب جھوٹا نہ تھا'' یعنی سچ بولنے والا تھا اس لئے کہ صحابی ہے اور صحابہ سب کے سب عدول ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا صَلَّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوْا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ ''تحقیق صحابہ کرام جس وقت کہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تو حضور ﷺ اپنے سر مبارک کو رکوع سے اٹھاتے اور کھڑے رہتے تو صحابہ کرام بھی کھڑے رہتے اور سجدہ میں نہ جاتے یہاں تک کہ جب دیکھ لیتے کہ حضور ﷺ نے سجدہ فرمایا، تو پھر سجدہ میں چلے جاتے'' یعنی جس وقت دیکھ لیتے کہ حضور ﷺ نے سر مبارک سجدہ میں رکھ دیا تو پھر قیام سے سجدہ میں جاتے'' اور بعض نسخوں میں مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ اور قیاما یا تو قائم

Marfat.com

کی جمع ہے تو نصب اس کا بوجہ حال ہونے کے ہے اور یاء مصدر ہے تو پھر نصب اس کا بناء بر مصدریت ہے اور یہی بہتر ہے اور بعض نسخوں میں یرونہ نون کے ساتھ ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ دونوں وجہ جائز ہیں ایک حال کے ارادے سے اور دوسرا اشتقبال کے ارادے سے اور جملہ قد سجد نصب کے محل میں ہے بوجہ حال ہونے کے اور

مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس قول حتیٰ یرونہ میں ہے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ قَالَ حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن ابی اویس ہے ''اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی امام مالک نے اس نے روایت کی زید بن اسلم سے اس نے روایت کی عطاء بن یسار سے'' یاء مثناۃ تحتانیہ اور سین مہملہ مخففہ سے ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عباس

سے'' رضی اللہ عنہما صحابی ہے قَالَ وَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سورج گرہن ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں'' اور بعض نسخوں میں علٰی عهد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس کے لئے جو سورج گرہن پر خسوف کے اطلاق کا قائل ہے لیکن زیادہ تر اس کا اطلاق چاند پر ہوتا ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ حبیب نے شرح موطاء میں کہا ہے کہ کسوف رنگ کا بدل جانا ہے اور خسوف دونوں کا انخساف ہے یعنی گرہن لگ جانا اور فرانے کہا کہ کسفت الشمس و القمر تکسف کسوفا فهی کاسفة و کسفت فهی مکسوفة اور ترمذی نے کہا ہے کہ خسف القمر وهو یخسف خسوفا فهو خسف و خسیف و خاسف

و انخسف انخسافا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْنَاکَ تَنَاوَلُ شَیْئًا فِی مَقَامِکَ ''صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے دیکھا آپ کو کہ آپ پکڑتے تھے کسی چیز کو اپنے کھڑے ہونے کی جگہ میں'' اور تناول کی اصل تتناول ہے پس دونوں تاء سے ایک کو حذف کیا گیا اور بعض نسخوں میں تناولت ماضی سے ہے اور لفظ مقامک پہلے میم پر زبر ہے ثُمَّ رَاَیْنَاکَ تَکَعْکَعْتَ ''پھر ہم نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ پیچھے ہٹے'' یعنی پیچھے کی طرف رجوع فرمایا، عینی میں ہے کہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ معنی اس کا تقهقرت یعنی پیٹھ پھیرے بغیر پیچھے کی طرف جانا اور تہذیب ابی منصور میں ہے کہ کہتے ہیں رجل کعکع و تکاکا اذا ارتدع

فَقَالَ انی اُرِیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا ''تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے چاہا کہ پکڑ لوں اس سے ایک خوشہ انگور کا'' اور بعض نسخوں میں رایت الجنة ہے وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْهُ

Marfat.com

مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا ''اور اگر لے لیتے اس سے ایک خوشہ انگور کا، تو تم لوگ اسے رہتی دنیا تک کھاتے'' عینی نے کہا ہے کہ یہ کہا نہیں جا سکتا کہ تناول کا معنی اخذ کا ہے پس پہلے لفظ تناولت فرمایا اور اس سے اخذ کا اثبات فرمایا اور اس کے بعد لو سے ان کی نفی کر دی اس وجہ سے کہ ہم کہتے ہیں کہ تناول پکڑنے میں تکلف کرنے کو کہتے ہیں نہ کہ حقیقی پکڑنے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ تناولت سے مراد اپنے لئے ہے اور لو اخذته کا معنی ''اگر پکڑتے تمہارے لئے'' ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ان اردت التناول ہے (یعنی اگر میں ارادہ کرتا پکڑنے کا) اور بعض نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشہ کو اس لئے نہ پکڑا کہ وہ بہشت کا کھانا ہے اور اہل دنیا تو فانی ہوں گے اور یہ جائز نہیں کہ اہل دنیا اسے کھائیں بلکہ اہل دنیا اسی چیز کو کھائیں گے جو فانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فنا ہونے کے لئے پیدا کیا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سنان نے'' سین مہملہ پر زیر ہے اور نون مخفف ہے اور الف کے بعد دوسرا نون ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی فلیح نے'' فاء پر پیش ہے لام پر زبر ہے بن سلیمان بن ابی المغیرۃ اسلم مدنی ہے اور بعض نے کہا کہ اس کا نام عبدالملک ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہلال بن علی نے'' بن اسامہ عامری مدنی ہے ''اس نے روایت کی انس ابن مالک سے'' رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہیں اور بعض نسخوں میں لفظ ابن مالک نہیں ہے قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه واله وسلم ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑھائی ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے'' اور بعض نسخوں میں بنا ہے لنا کی جگہ ثُمَّ رَقَى الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ ''پھر منبر پر تشریف لے گئے پھر اشارہ فرمایا اپنے ہاتھ مبارک سے مسجد کے قبلہ کی طرف'' اور رقی الف مقصورہ سے ہے اور بعض نسخوں میں رقی قاف کی زیر سے اور یاء کے زبر سے ہے اور بعض نسخوں میں بیدیه صیغہ تثنیہ ہے ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ ''پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق دیکھا میں نے اسی وقت جبکہ میں تمہیں نماز پڑھا رہا تھا'' یعنی امامت کرتا تھا ''جنت اور دوزخ کو صورۃ'' یعنی جنت اور دوزخ کی طرح ان کی صورتیں بنائی گئی تھیں ''اس مسجد کی دیوار میں قبلہ کی طرف'' صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ یا تو حقیقتاً جنت دوزخ دکھائی گئی تھی یا اس کی مثال دکھائی گئی تھی اور لفظ الآن اسم ہے خاص کر اس وقت کے لئے جس وقت میں تو ہے (یعنی لمحۂ موجود) اور وہ ظرف ہے مبنی ہے اور الف لام کا دخول اس پر تعریف کے لئے نہیں کیونکہ اس میں شرکت نہیں اگر تو کہے کہ الآن حال کے لئے ہے اور رأیت ماضی کے

لئے تو دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ قد ماضی کو قریب کرتا ہے حال کے، پھر اگر تو کہے کہ صلیت میں کیا کہتے ہو کہ ماضی ہے میں کہتا ہوں کہ ابن حاجب نے کہا ہے کہ ہر خبر دینے والا یا انشاء کرنے والے کا مقصد موجودہ زمانہ ہوتا ہے نہ وہ ایک لمحہ حاضرہ غیر منقسمہ جو مسمی بحال ہے پھر اگر تو کہے کہ منذ اسم ہے یا کہ حرف ہے میں کہتا ہوں دونوں صورتیں جائز ہیں اگر اسم ہے تو مبتدا واقع ہے اور اس کے مابعد اس کی خبر ہے اور اگر حرف ہے تو اس کا مابعد مجرور ہے اس سے اور دونوں صورتوں میں لفظ زمان مقدر ہے صلیت سے پہلے فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِ ثَلٰثًا ''پس میں نے خیر اور شر کے لحاظ سے ایسا کوئی منظر آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلام تین بار دُھرایا'' اور مطابقت اس حدیث سے ترجمہ کی اس لئے ہے کہ متضمن ہے نظر اُٹھانا امام کا کسی چیز کی طرف تو پھر مقتدی بھی امام کی طرح ہے اور مراد یہ ہے کہ خیر کے لحاظ سے کوئی منظر جنت کے برابر نہ دیکھا تھا اور کوئی منظر شر کے لحاظ سے دوزخ سے زیادہ نہ دیکھا تھا۔

باب رَفعِ البَصَرِ اِلَی السَّمَآءِ فِی الصَّلٰوۃِ

''یہ باب نمازی کا آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے بیان میں ہے''

اور یہ نماز میں اتفاقاً مکروہ ہے اور اختلاف اس میں ہے کہ خارج از نماز دعا کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے کہ نہیں پس اس کو مکروہ کہا ہے شریح نے اور ایک اور گروہ نے اور بہت سے علماء نے اسے جائز کہا ہے کیونکہ آسمان قبلۂ دعاء ہے جیسے کہ کعبہ نماز کے لئے قبلہ ہے اور نماز میں اس کی طرف منہ کرنا اس کی کراہت کی وجہ سے ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ اعراض ہے قبلہ کی طرف سے اور ہیئت نماز سے نکلنے کے لئے ہے اور یہ خیال کرنا کہ معبود آسمان میں ہے وہم ہے یا خشوع کے ساتھ منافات (نفی) ہے کذا فی الشروح۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عبد الله قال حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سعید قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِی عَرُوبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَهُ ''ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے'' مدنی ہے ''اس نے کہا ہمیں

Marfat.com

حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید قطان نے'' اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی عروبہ نے'' عین مہملہ پر زبر ہے اور راء مہملہ پر تخفیف اور پیش ہے اور باء موحدہ تخفیف سے ہے اور وہ سعید بن مہران ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے'' بن دعامہ ہے'' کہ تحقیق انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو حدیث بیان کی'' صحابی ہے اور بعض نسخوں میں حدثھم ہے حدثہٗ کی جگہ قَالَ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَابَالُ اقوام یَرفَعُونَ اَبصَارَھُم اِلَی السَّمَآءِ فِی صَلٰوتِھِم ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں'' امام قسطلانی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کو یہ کلام فرمایا اور متوجہ ہونا ان کا اور مبہم چھوڑ دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی شخص کا نام نہیں لیا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو اس لئے کہ نصیحتِ ظاہراً ایک قسم کی نصیحت ہے یعنی شرمندگی ہے اور بال بمعنی حال اور شان کے لئے ہے فَاشتَدَّ قَولُہٗ فِی ذٰلِکَ حَتّٰی قَالَ لَیَنتَھُنَّ عَن ذٰلِکَ اَوَ لَتُخطَفَنَّ اَبصَارُھُم ''نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی میں سختی پیدا ہو گئی یہاں تک کہ فرمایا کہ خدا کی قسم آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے نماز میں یا تو باز آ جائیں گے یا خدا کی قسم اگر باز نہ آئیں تو ضرور بالضرور ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو جائے گی'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ لینتھن لام مفتوحہ سے ہے (زبر سے) تاکید کے لئے ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ پر زبر ہے اور نون ساکن ہے اور تاء مثناۃ فوقانیہ پر زبر ہے اور ھاء پر پیش ہے اور نون با تشدید مبنی للفاعل ہے اور بعض نسخوں میں یاء مثناۃ تحتانیہ پیش کے ساتھ مبنی للمفعول ہے کرمانی نے کہا ہے کہ لفظ اَوَ یہاں اختیار کے لئے بوجہ تہدید کے ہے اور وہ خبر بمعنی امر کے ہے اور معنی یہ ہے کہ یا تو ہو گی تمہارے طرف سے انتہا آسمان کی طرف آنکھیں اٹھانے کی یا تمہاری نظر ختم ہو گی آنکھیں اٹھانے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور و لتخطفن فاء کے زبر کے ساتھ صیغہ مجہول ہے فتح الباری میں کہا ہے کہ اختلاف کیا گیا ہے اس قول کے مقصد کے بارے میں تو بعض نے کہا ہے کہ مراد وعید ہے لہٰذا مذکورہ فعل اس کی وجہ سے یعنی آنکھیں اٹھانا آسمان کی طرف حرام ہیں اور ابن حزم نے اس میں افراط کیا ہے اور کہا ہے کہ فعل مذکورہ سے نماز باطل ہو جاتی ہے لیکن علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نظر اٹھانا مکروہ ہے۔

Marfat.com

باب الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ

''یہ باب نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے حکم کے بیان میں ہے''

اور یہ بھی باتفاق علماء مکروہ ہے لیکن علماء جمہور نے کہا ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے اور حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ تو ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ ابْنُ سَلِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے'' ہمزہ کے زبر کے ساتھ اور حاء مہملہ پر سکون ہے اور واؤ پر زبر ہے آخر میں صاد مہملہ ہے بن سلام ہے سین مہملہ پر زبر ہے اور لام پر شد ہے بن سلیم سین مہملہ پر پیش ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اشعث نے'' شین معجمہ اور عین مہملہ اور ثاء مثلثہ کے ساتھ بن سلیم بن اسود ہے ''اس نے روایت کی اپنے والد سلیم سے'' بن اَسود ہے ''اس نے روایت کی مسروق سے'' اور وہ اجدع کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے'' قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے دیکھنے کے بارے میں پوچھا'' یعنی حالت نماز میں دائیں بائیں دیکھنے کے بارے میں'' قَالَ ھُوَ اخْتِلَاسٌ یَخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ ''فرمایا حضور ﷺ نے کہ وہ چھین کر لے جانا ہے کہ لے جاتا ہے شیطان بندہ کی نماز سے'' یعنی بندہ کو کامل نماز پڑھنے نہیں دیتا اور بندہ کے حضور میں نقصان واقع کرتا ہے کرمانی نے کہا ہے کہ اختلاس افتعال کے وزن پر ہے خلس سے اور اس کا معنی سلب ہے فتح الباری میں کہا ہے کہ مختلس وہ ہے جو غلبہ کے بغیر جرگا کر لے جاتا ہے مالک کے دیکھتے ہوئے اور معائنہ کرنے کے باوجود اور مالک اپنی قوت کو آمادہ کرنے کے باوجود بھی وہ بھاگتا ہے اور چور خفیہ طور پر لیتا ہے۔ پس جب شیطان نمازی کو مشغول کر دیتا ہے اِدھر اُدھر کسی چیز کی طرف دیکھنے میں بغیر کسی دلیل کے جو نمازی کو دیکھنے کے لئے پیش کر سکے تو گویا یہ شیطان بھی مشابہ ہوا مختلس کے ساتھ اور شیطان کی طرف اضافت اس لئے کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں انقطاع آ جاتی ہے اور بعض نسخوں میں نختلس ہے حذف مفعول کے ساتھ بعض نے کہا ہے کہ سجدہ سہو کو مقرر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ وہ جائز ہے اس

Marfat.com

وقت جب کہ کوئی شک ہو جائے نمازی کو نہ یہ کہ وہ جائز ہے نظر کرنے کی وجہ سے بھی یا کسی ایسے کام سے جس سے نمازی کے لئے خشوع میں نقصان آتا ہو یا یہ ہے کہ مکلّف کے لئے سہو سے مؤاخذہ نہیں ہے بخلاف عمد کے کہ اس میں مؤاخذہ ہے۔ پس اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے'' بن سعید ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے'' بن عیینہ ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' محمد بن مسلم بن شہاب ہے ''اس نے روایت کی عروہ سے'' بن زبیر ہے ''اس نے روایت کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے'' اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ ''تحقیق نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کالی چادر میں'' جو مربع تھی اور اس میں کچھ نقش ونگار تھے احتمال ہے کہ چار کونوں والی ہو اور خمیصہ خاء معجمہ پر زبر ہے میم پر زیر ہے صاد مہملہ پر زبر ہے سیاہ مربع چادر جو ایک یا دو نقش ونگار رکھتی ہو فَقَالَ شَغَلَتْنِي اَعْلَامُ هٰذِهِ اِذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى اَبِي جَهْمٍ وَأْتُوْنِي بِاَنْبِجَانِيَّةَ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس چادر کے نقش ونگار نے مجھے مشغول کر دیا۔ اس کو ابی جہم کے پاس لے جاؤ اور میرے لئے لاؤ انبجانیہ کو'' اور بعض نسخوں میں اذھبو بھا تانیث کے ساتھ ہے باعتبار خمیصہ کے اور مذکر ہونا اس کا باعتبار کپڑے اور پہنے ہوئے کے ہیں اور ابی جہم جیم کی زبر ہے اور ہاء پر سکون ہے اور بعض نسخوں میں میم پر پیش اور ہاء پر زبر ہے، صیغہ تصغیر ہے اور انبجانیہ ہمزہ پر زبر، نون ساکن اور باء موحد کے زیر سے اور جیم اور الف سے اور نون ثانی کے زیر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی تشدید سے گدڑی ہے جس کا نام ونشان نہیں اور اس کی نسبت ایک قریہ کی طرف ہے جس کو انبجان کہتے ہیں اور بعض نسخوں میں انبجانیہ ہے ضمیر کے ساتھ جو ابوجہیم کی طرف راجع ہے اور اس حدیث کی مطابقت کی وجہ ترجمہ کے ساتھ یہ ہے کہ گدڑی کے نقش ونگار جب نمازی ملاحظہ کرتا ہے اور وہ اس کے کاندھوں پر ہو تو قریب ہے اس کے کہ نمازی ادھر نظر کرے، صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ تنبیہ بلیغ موجود ہے کہ اوڑھنے اور پہننے کے تکلفات چھوڑ دینے چاہئیں خاص کر دوران نماز۔

Marfat.com

باب هَلْ يَلْتَفِتُ لِاَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ اَوْ

يَرَى شَيْئًا اَوْ بُصَاقًا فِى الْقِبْلَةِ

"یہ باب اس بیان میں ہے کہ اگر نمازی کسی چیز کی

طرف نظر کرے جو اسے نماز میں پیش آ جائے"

جیسے کسی قسم کا ڈر ہو، دیوار گرنے کا یا کسی درندہ کے ایذا کو محسوس کیا، یا دیکھ لے سانپ کو اپنے آگے یا دیکھ لے دائیں یا بائیں جانب یا قبلہ کی طرف تھوک دیکھ لے اور ھل کا جواب مخذوف ہے جو یلفت ہے، جیسے کہ معلوم ہوتا ہے۔ حدیث باب سے اور بصاق باء موحدہ پر پیش ہے صاد مہملہ ہے۔ اور زاء اور سین کے ساتھ دو لغت ہیں اس میں اور واؤ یلتفت پر عطف کے لئے ہے اور اوبصاقا عطف ہے شیئًا پر اور فی القبلہ متعلق ہے بصاق سے نہ کہ شیئًا سے اور یہ ذکر خاص کا عام کے بعد ہے

وَقَالَ سَهْلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوبَكْرٍ فَرَاَى النَّبِىَّ صلى الله عليه وآله وسلم "اور کہا ہے سہل نے" ابن سعد ہے عین مہملہ پر سکون ابن مالک انصاری ہے صحابی بن صحابی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے التفات سے فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا" اور بعض نسخوں میں فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ اور مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر نہ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے اعادہ کرنے کا بلکہ اشارہ فرمایا کہ امامت کرنے پر بحال اور قائم رہو اس لئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دیکھنا ضرورت کے لئے تھا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ "ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی لیث نے" اور وہ ابن سعد ہے اور مصریوں کا امام ہے "اس نے روایت کی نافع سے "جو آزاد کردہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے" اس نے روایت کی عبداللہ بن عمر" بن خطاب رضی اللہ عنہما سے کہ صحابی ہے اور بعض نسخوں میں حدثنی قتیبة مفرد کے صیغہ سے ہے اور اسقاط ابن سعید اور لیث سے اور بعض نسخوں میں بے الف لام تعریف کے ہے اَنَّهُ قَالَ رَاَى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم نُخَامَةً فِى

قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَى النَّاسِ ''تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناک کے رینٹھ مواد کو مسجد نبوی میں قبلہ والی دیوار پر دیکھا اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے'' یعنی امامت فرما رہے تھے لوگوں کو اور نخامہ نون کے پیش اور خاء معجمہ کے زبر سے آب بنی یعنی ناک کا مواد ہے فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِى الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهٖ فِى الصَّلٰوةِ ''پھر دور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مواد کو اس حال میں کہ آپ نماز میں تھے'' جیسے کہ اس حدیث سے ظاہر ہے اور اس فعل قلیل کی وجہ سے نماز کو باطل نہ فرمایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا تحقیق تم میں سے جو کوئی بھی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے تو پھر مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے منہ کے سامنے یعنی قبلہ کی طرف رینٹھ یا تھوک، بلغم وغیرہ نہ پھینکے اور لفظ حتها حاء مہملہ سے اور تاء مثناۃ فوقانیہ کی تشدید سے بمعنے ازال (دور کیا) کے ہے اور قبل قاف کی زیر سے اور باء موحدہ کے زبر سے دونوں جگہ بمعنے سامنے کے ہے اور فلا يتنخمن زبروں کے ساتھ اور خاء معجمہ تشدید کے ساتھ اور آخر میں نون ہے عینی نے کہا ہے کہ یہ قول کہ ان الله قبل وجهه برسبیل تشبیہ کے ہے یعنی گویا اس کے سامنے اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ قبلہ کی طرف تھوکنا بے ادبی ہے رواه مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ وَ ابْنُ اَبِى رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ ''روایت کیا حدیث مذکور کو موسیٰ بن عقبہ نے'' اسدی مدنی ہے ''اور ابن ابی روادنے'' راء مہملہ پر زبر ہے واؤ پر تشدید ہے اور آخر میں دال مہملہ ہے اور اس کا نام عبدالعزیز ہے اور اس کے والد کا نام میمون ہے آزاد کردہ مہلب کا ہے ''اور روایت کی ہے اس نے نافع سے'' قسطلانی نے کہا موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی روادنے نافع سے جو روایت کی ہے اس میں مواد ناک کو کھرچنا نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ جزء ثالث سے ہے کہ وہ قول ہے ان کا او بصاقا پس اگر تو کہے کہ ترجمہ میں بصاق ہے اور حدیث میں نخامہ ہے تو پھر کہاں مطابقت ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ مطابقت اس وجہ سے ہوئی کہ بصاق اور نخامہ کا حکم ایک ہے کہ دونوں کو زائل کرنے کا تعین کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ صحیح یہ ہے کہ نخامه ایک فضلہ ہے جو سینہ سے خارج ہوتا ہے حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ''ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے'' باء موحدہ پر پیش ہے مخزومی مصری ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی لیث نے'' بن سعد ہے ''اس نے روایت کی عقیل سے'' عین مہملہ پر پیش ہے خالد کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' اور وہ محمد بن

Marfat.com

مسلم زہری ہے قَالَ اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ ''ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی انس بن مالک نے'' قَالَ بَیْنَمَا الْمُسْلِمُوْنَ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ لم یَفْجَاھُمْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کَشَفَ سِتْرَ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ فَنَظَرَ اِلَیْھِمْ وَھُمْ صُفُوْفٌ ''انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت جبکہ مسلمان نماز فجر پڑھتے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے پس اچانک انہیں (ایک واقعہ پیش آیا) جو کوئی حادثہ نہ تھا اور وہ یہ کہ اٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا اور ان مسلمانوں کی طرف توجہ فرمائی اور حال یہ تھا کہ لوگ صف در صف کھڑے تھے'' فَتَبَسَّمَ یَضْحَکُ وَنَکَصَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْہِ لِیَصِلَ لَہُ الصَّفَّ پس تبسم فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور خوشی سے مسکرانے لگے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کی طرف چلنے لگے تاکہ صف میں شامل ہوجائیں'' یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوجائیں اس مقام پر اور ضمیر لہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور لام اجلیہ ہے وَظَنَّ اَنَّہُ یُرِیْدُ الْخُرُوْجَ وَھَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یَفْتَتِنُوْا فِی صَلٰوتِھِمْ ''اور گمان کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آنا چاہتے ہیں حجرہ شریف سے اور مسلمانوں نے بھی ارادہ کیا آزمائش میں پڑنے کا اپنی نماز کے دوران'' یعنی نماز فاسد کرنے کی وجہ سے تاکہ وہ چلے جائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس، اس لئے کہ انہیں جمال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا بہت زیادہ شوق تھا فَاَشَارَ اِلَیْھِمْ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ وَاَرْخَی السِّتْرَ ''پس اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ کہ اپنی نماز پوری کرو اور حجرہ کے پردے کو گرادیا'' وَتُوُفِّیَ مِنْ آخِرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اسی دن کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا اور اس حدیث شریف کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت حجرہ شریف کے پردہ کو اٹھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی طرف دیکھا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریف قبلہ کے بائیں جانب تھا۔ پس دیکھنے والا نمازیوں میں سے اس کی طرف جو اس حجرہ میں ہے دیکھنے کا محتاج ہے اور اگر نہ دیکھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ کیسے نظر آتا! پس اس وجہ سے حدیث شریف کی مطابقت ہوئی ترجمہ سے۔

بـاب وُجُـوبِ الـقِـرَاءَ ةِ لُلاِمَامِ وَالُمَامُومِ فِى الـصَّلٰوةِ كُلِّهَا فِى الُحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام اور مقتدی کے لئے قرآن پڑھنا
واجب ہے سب نمازوں میں اقامت کی حالت میں اور سفر میں بھی''

اور یہ کہ جس میں قرأت جہر سے پڑھی جاتی ہے اور اس نماز کے بیان میں بھی ہے کہ جس میں قرأت آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ واجب مطلق قرأت ہے جیسے آخر والی حدیث میں ہے یا مراد قرأتسورہ فاتحہ ہے امام اور مقتدی سب کے لئے جیسے کہ علماء جمہور کا مذہب ہے اس کے خلاف صرف حنفیہ ہیں کہ وہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے اور خاموش رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الآیہ ''یعنی جس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے تو سنو اس کو اور خاموش رہو''۔ اور بوجہ اس حدیث شریف کے قراء ة الامام قراء ة الماموم یعنی امام کی قرأت بعینہ مقتدی کی قرأت ہے اور سفر کا ذکر اسلئے فرمایا کہ یہ خیال پیدا نہ ہو جائے کہ سفر میں قرأت نہ پڑھنے کی بھی رخصت ہے جیسے کہ چارگانہ نماز میں دو رکعت نہ پڑھنے کی رخصت ہے اور وما یجهر فیها وما یخافت صیغہ مضارع مجہول سے عطف ہے ان کے اس قول پر کہ فی الصلٰوة ہے اور عبارت کی تقدیر یہ ہے القراء ة واجبة فی الصلٰوة سواء کان المصلی فی الحضر او فی السفر وسواء کانت الصلٰوة ما تجهر القراء ة فیها اوتسرو سواء کان المصلی امامًا اومامومًا اور ماموم کا ذکر امام بخاری نے اپنے مذہب کے لئے کیا ہے اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی پر قرأت واجب نہیں اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے بھی ہے اور ذکر نہ کیا منفرد کو اس لئے کہ اس کا حکم حکم امام ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِکِ ابْنِ عُمِيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے'' عین مہملہ پر زبر ہے اور وہ وضاح ہے واؤ کی زبر سے ضاد معجمہ کی تشدید سے اور حاء مہملہ سے عبداللہ کا بیٹا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالملک بن عمیر نے'' عین مہملہ پر پیش ہے عمر کی تصغیر ہے ''اس نے روایت کی جابر بن سمرہ سے'' رضی اللہ عنہما کہ دونوں صحابی ہیں قَالَ شَکَی اَهْلُ الْکُوفَةِ سَعْدًا اِلَی عُمَرَ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيهِم عَمَّارًا ''جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا'' اور وہ بھانجا (بہن کا بیٹا) ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ''اہل کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی'' کیونکہ وہ کوفہ کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں، تو پھر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معزول کر دیا اور ان کی جگہ پر عمار رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا'' عین مہملہ پر زبر ہے میم پر تشدید ہے یاسر کا بیٹا ہے۔ عینی نے کہا ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہے وہ عقیق کے مقام پر اپنے محل (گھر) میں فوت ہوئے ایک گروہ مدینہ طیبہ سے جا کر اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا کر مدینہ طیبہ لایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے اور فوت ہونے کے لحاظ سے وہ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخری تھے۔ فتح الباری میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد اہل کوفہ پر نماز کے لئے عمار بن یاسر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عامل (گورنر) بنایا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا خزانچی مقرر کیا تھا اور عثمان بن حنیف کو زمین کی پیمائش پر مقرر کیا تھا اور عمار کا ذکر کرنے کی خصوصیت نماز پر تصریح کے واقع ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس چیز کی وجہ سے کہ اس سے شکایت کرنے کا موقع پیدا ہوا نہ کہ کسی اور وجہ سے اور اس قولِ اہل الکوفہ میں مجاز ہے بطور اطلاق کل کے بعض پر کیونکہ بعض اہل کوفہ نے شکایت کی تھی نہ کہ سب نے فشکوا حَتّٰی ذَکَرُوا انه لَا يُحْسِنُ يُصَلِّیْ ''پس اہل کوفہ نے ان کے بہت سے کاموں کے متعلق شکایت کی یہاں تک کہ کہا کہ وہ (سعد) نماز اچھی طرح سے نہیں پڑھتے'' اور جملہ فشکوا عطف تفسیری ہے جملہ شکی اہل کوفہ پر اور جملہ فعزله و استعمل عليهم عمر جملہ معترضہ ہے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان اور جملہ يصلی حال ہے اپنے فاعل سے کہ لا یحسن ہے یعنی حالت نماز میں احسان نہیں کرتا اور نماز میں احسان خشوع وحضور قلب ہے اس طرح کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّکَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّیْ ''پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا'' اور سعد رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس طلب فرمایا پس وہ شخص حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام

Marfat.com

ان کو پہنچایا تو پھر سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ''تو عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو کہا ''اے ابا اسحاق'' اور یہ سعد رضی اللہ عنہ ی کنیت ہے کہ کنیت رکھی گئی ہے اس کی اپنے بڑے بیٹے کے نام سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان کو کنیت سے پکا، نا تعظیم کی وجہ سے تھا اس میں دلیل ہے اس کی کہ عیب بیان نہ کیا سعد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ''اہل کوفہ کہتے ہیں کہ آپ احسان نہیں کرتے جس وقت نماز پڑھتے ہیں'' یعنی آپ نماز اچھے طریقے سے ادا نہیں

کرتے قَالَ اَمَّا انا وَاللّٰہِ فَاِنِّی کُنْتُ اُصَلِّی بِھِمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کما اَخْرِمُ عَنْھَا ''سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جواب میں کہا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں قسم کھاتا ہوں خدا کی کہ تحقیق ہم نماز پڑھاتے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی طرح اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نماز سے کچھ بھی کمی نہ کرتا'' اور کلمہ اما اجمال کی اور تفصیل کرتا ہے اور انواع کو تقسیم کرتا ہے اور دوسری قسم مقدر ہے اور وہ تقدیر یہ ہے اما ھم فقالوا ما قالوا اور لفظ و اللہ تاکید خبر کے لئے ہے صرف سننے والے کے لئے اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ لفظ و اللہ فاء سے بھی مؤخر ہو لیکن چونکہ جائز ہے مقدم کرنا اس چیز پر جس کی خبر میں فاء ہے یعنی ایسی فاء پر مقدم کرنا جائز ہے اور قسم اجنبی چیز نہیں اور جواب قسم محذوف ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے اور وہ فانی کنت ہے اور بغیر فاء کے بھی روایت کی گئی ہے اور لفظ ما اخرم ہمزہ کے زبر سے اور خاء معجمہ کے سکون سے اور راء مہملہ کے زیر سے لا انقص کے معنی میں ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اسی میں ہے مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت امامت میں قرآن پڑھتے تھے اور اسی طرح مقتدی لوگ بھی پڑھا کرتے بوجہ حدیث کہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہے بوجہ اس کے کہ مذہب جمہور کا ہے پس اس سے معلوم ہو کہ سعد رضی اللہ عنہ نماز میں

قرأت کیا کرتے امامت کی حالت میں بھی اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ فَاَرْکُدُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاُخِفُّ فِی الْاُخْرَیَیْنِ ''میں پڑھتا ہوں عشاء کی نماز تو پہلی دو رکعتوں میں قیام کو لمبا کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں مختصر قیام کرتا ہوں'' اور ارکد کاف کے پیش سے طوالت (لمبا) کے معنی میں ہے اور اخف ہمزے کی پیش سے اور خاء معجمہ کی زیر کے ساتھ باب افعال سے ہے کہا جاتا ہے اخف الرجل فی امرہ یخف فھو مخف اور دوسری روایت میں احذف ہے ہمزے کی زبر سے اور حاء مہملہ کے سکون سے ذال معجمہ کی زیر سے جیسا کہ عینی میں ہے اور بعض روایات میں اخفف آیا ہے اور احذف کی روایت میں اصل قرأت کو حذف کرنا مراد نہیں بلکہ مراد حذف رکود (طوالت) ہے قَالَ ذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ یَا اَبَا اِسْحَاقَ ''حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ

یہی گمان ہے میرا بھی آپ پر اے ابا اسحاق'' اور بعض نسخوں میں ذ لک لام کے بغیر ہے یعنی ذاک۔ فَاَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوفَةِ ''پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی یا چند آدمیوں کو اہل کوفہ کے پاس بھیجا اس لئے کہ وہ اہل کوفہ سے سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھیں'' اور رجلا یا رجالا میں راوی کا شک ہے اور وہ آدمی محمد بن مسلم تھا اور اگر رجالا صحیح ہو تو پھر محمد بن مسلم اور قلبی بن عوف سلمی اور عبد اللہ بن ارقم تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ آدمیوں کا بھیجنا اس لئے تھا کہ حالات کھل کر ان کے سامنے آجائیں اور خود اس تہمت سے بچ جائیں وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا ''انہوں نے ایک بھی مسجد نہ چھوڑی مگر یہ کہ اس میں سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا اور حال یہ تھا کہ اہل کوفہ سعد رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے ہر اچھے کام میں'' اور ایک روایت میں فکلهم يثنى عليه خيراً آیا ہے اور معروف ہر اچھے کام کو کہا جاتا ہے اور بعض نسخوں میں فلم يدع فاء کے ساتھ واقع ہے حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِى عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ اَمَا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِى الْقَضِيَّةِ ''یہاں تک کہ یہ مسجد بنی عبس میں داخل ہوئے'' عین مہملہ پر زبر ہے اور باء موحدہ پر سکون ہے اور آخر میں سین مہملہ ہے ایک بہت بڑا قبیلہ ہے قیس میں سے ''تو اس قبیلہ بنی عبس کا ایک آدمی اٹھا جسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا اور اس کے کنیت ابا سعدہ تھی تو اس نے کہا پس جیسا کہ آپ نے پوچھا ہم سے تو پھر بات یہ ہے کہ سعد لشکر کے ساتھ جنگ کے لئے نہیں جاتا اور عورتوں کی باری میں صحیح تقسیم نہیں کرتا اور فیصلوں میں انصاف نہیں کرتا'' قسطلانی نے کہا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ سے شجاعت کی نفی کردی لایسیر بالسریة کے ساتھ کہ وہ قوۃ غضبیہ کی تکمیل ہے اور عفت (پاکی) کی نفی کردی لایقسم بالسویه کے ساتھ کہ وہ خواہشات کی تکمیل ہے اور حکمت کی نفی کردی لایعدل فی القضیة کے ساتھ کہ وہ قوۃ عقلیہ کی تکمیل ہے اور اس میں عدل کو سلب کرنا ہے کلیتہً اور یہ عیب ہے دین میں صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ لا یقسم با لسویه سے مراد ظلم کرنا ہے تقسیم غنائم میں اور باء بالسویة میں مصاحبت کیلئے ہے اور سریہ تخفیف راء مہملہ کے ساتھ ایک حصہ ہے لشکر کا اور قضیہ حکم کے معنی میں ہے اور قسیم اما ابا سعدۃ کے قول میں نیز محذوف ہے جس کی تقدیر یہ ہے اما غیری فاثنوا علیه و اما انا فاقول کذا اور بعض نسخوں میں قال ہے بغیر فاء کے قَالَ سَعْدٌ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ ''سعد رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

تحقیق خدا کی قسم ہے میں تمہارے حق میں بدعا کروں گا تین چیزوں کی'' اور اما ہمزے کی زبر کے ساتھ اور استفتاح تخفیف حرف استفہام ہے اور اس کا معنی تحقیق ہے اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُکَ ھذا کَاذِبًا قَامَ رِیَاءٍ وَ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ بِالْفِتَنِ ''اے پروردگار اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے ان باتوں میں جس کی نسبت کی اس نے میری طرف اور کھڑا ہوا یہ ریاء کے طور پر اور دکھاوے کیلئے'' یعنی لوگوں کو اپنی جان دکھانے اور سنانے کے لئے ''تو یا اللہ اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کو فقر و فاقہ میں مبتلا کر دے اور اسے فتنوں میں ڈال دے'' اور دعا لمبی عمر کے لئے اس طرح سے کہ ارذل العمر کے درجے پر پہنچے اور تمام قوتیں ضعیف ہو جائیں اور لوگوں میں شرمندگی سے دوچار ہو تو بددعاء ہے اور سعد رضی اللہ عنہ کے لئے جائز تھا کہ بددعا کرتے ایک مسلمان بھائی پر کیونکہ اس نے ظلم کیا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر جھوٹی تہمت لگا کر۔ قسطلانی نے کہا ہے اگر تو کہے کہ اس قسم کی دعا لازم ہوتی ہے آرزو کو جس سے ایک مسلمان معاصی میں واقع ہو سکتا ہے جواب دیا گیا ہے کہ اس قسم کی دعا جس سے ایک ظالم کو رنج و عقوبت پہنچے جائز ہے۔ جیسے کہ فی سبیل اللہ شہید ہونے کی تمنا کی جاتی ہے اگرچہ اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک کافر مسلمان کو قتل کرتا ہے اور یہ گناہ ہے اور دین میں سستی ہے لیکن غرض اس تمنائے شہادت سے اس کا ثواب ہے نہ کہ کافر کو اپنے اوپر مسلط کرنا اور اپنے کو کافر کے ہاتھوں قتل کرانا اور تحقیق اس قسم کی دعائیں انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں میں بھی پائی جاتی ہیں جیسے کہ نوح علیہ السلام کا قول لا تزد الظالمین الا ضلالاً ''اور سوائے اس کے نہیں کہ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تین بددعائیں کہیں اس لئے کہ اس نے تین فضائل کی نفی کی تھی کہ وہ تینوں دین میں اصول کے مرتبے میں ہیں۔ جیسے کہ ذکر ہوا اور وہ تین متعلق نفس (جان) سے، مال سے اور دین سے تھیں پس سعد رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کے مقابلے میں یہ تین بددعائیں کیں پس نفس کے مقابلے میں طول عمر کی بددعاء کی اور مال کے بدلے میں فقر کی بددعاء کی اور دین کے مقابلے میں فتنوں کی بددعا کی فَکَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ یَقُوْلُ شَیْخٌ کَبِیْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِی دَعْوَةُ سَعْدٍ ''پھر وہ ابا سعدہ بعد میں اس حال کو پہنچا کہ جب اس سے کوئی ان کا حال پوچھتا اس سے دریافت کرتا کہ تم کیسے ہو تو وہ کہتا کہ میں بہت غمزدہ اور فتنوں میں ڈوبا ہوا ہوں کیونکہ مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے'' قَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ وَ اَنَا رَاَیْتُہٗ بَعْدُ قد سقط حَاجِبَاہُ عَلٰی عَیْنَیْہِ من الکبر وَ اِنَّہٗ لَیَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِیْ فِی الطَّرِیْقِ یَغْمِزُھُنَّ ''عبدالملک راوی نے کہا کہ میں نے اور جابر نے بعد میں اسے دیکھا جابر کی روایت کرنے کے بعد اس حال میں کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے ابرو اس کی

Marfat.com

دونوں آنکھوں پر گرے ہوئے تھے اور تحقیق وہ ابا سعدہ راستہ میں لڑکیوں کو چھیڑتا اور اپنی انگلیوں سے ان کی طرف اشارے کرتا شاید ان سے بھیک مانگتا ہو اور اس میں اشارہ ہے فتنہ اور فقر کی طرف کیونکہ اگر غنی ہوتا تو ایسے نہ کرتا اور اس میں دین و دنیا کی آفات ہیں، حیاء کی کمی اور شدت حرص کی اور اس میں دلیل ہے خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی سچائی پر اس لئے کہ سعد رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے کی تھی کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، اس لئے ان کی دعا قبول ہوئی اور بالواسطہ سعد رضی اللہ عنہ کی دعا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِیّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے'' مدنی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے'' بن عینیہ ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی زہری نے'' محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے'' اس نے روایت کی محمود بن ربیع سے'' راء مہملہ پر زبر ہے اور باء موحدہ پر زیر ہے۔'' اس نے روایت کی عبادہ سے'' بن صامت ہے عبادہ کی عین مہملہ پر پیش ہے تخفیف باء موحدہ سے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی'' اور قرأت کو باء کے ساتھ متعدی کر دیا حالانکہ وہ متعدی نفس پر ہے اس معنی سے کہ لم یبدأ القراءۃ بھا قسطلانی نے کہا ہے کہ ہر رکعت میں پڑھنا ہوگا چاہئے منفرد ہو یا امام ہو یا مقتدی اور نماز سری ہو یا جہری عینی نے کہا ہے کہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ غیر ظاہر ہے اس لئے کہ ترجمہ عام ہے اس سے کہ قرأۃ فاتحہ سے ہو یا اس کے علاوہ سے ہو اور حدیث نے فاتحہ کا تعین کیا ہے، کرمانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ قرأت فاتحہ واجب ہے منفرد پر اور امام پر اور مقتدی پر بھی سب نمازوں میں پس یہ حدیث صحیح ہے دلالت کرنے میں ترجمہ کے تمام اجزاء پر انتہی۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں نفی نماز نفی جواز پر حمل کی جائے تو وہ دلالت کرے گی اس پر اور یہ مسلّم نہیں کہ حدیث صریح ہے اپنی دلالت میں ترجمہ کے تمام اجزاء پر اور ترجمہ میں فاتحہ کا ذکر نہیں تا کہ اس پر دلالت کرے اور سوائے اسکے نہیں کہ ترجمہ میں قرأت کا ذکر ہے اور وہ عام ہے فاتحہ اور اس کے علاوہ میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِی سَعِيْدُ ابْنُ ابی سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے'' باء موحدہ پر زبر ہے شین معجمہ پر تشدید ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے'' بن سعید بن قطان ہے'' اس نے روایت کی

Marfat.com

عبیداللہ سے'' عین مہملہ پر پیش ہے بن عمر العمری ''اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی'' اور بعض نسخوں میں حدثنا ہے ''سعید بن ابی سعید نے'' دونوں جگہ پر عین مہملہ پر زیر ہے ''اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی سعید مقبری ہے ''اس نے روایت کی ابی ہریرہ سے'' رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے پھر ایک آدمی بھی مسجد میں آیا'' اور وہ خلاد ابن رافع ہے علی بن یحیٰی بن خلاد کا دادا ہے ''پھر اس نے نماز پڑھی'' اور بعض نسخوں میں کما یصلی ثم جاء بعد فصلی واقع ہے یعنی اس شخص نے نماز پڑھی جیسے کہ اس کی عادت تھی نماز پڑھنے کی پھر وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَرَدَّ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ''پس اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب دیا اور اسے فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی'' فَرَجَعَ فَصَلّٰی کَمَا صَلّٰی ''پھر وہ آدمی دوبارہ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسے کہ اس نے پہلے پڑھی تھی'' ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''پھر وہ دوبارہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور سلام عرض کیا'' فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ثلثاً ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی تین بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا'' اور اس کو پھر واپس کرتے نماز پڑھنے کے لئے فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَحْسِنُ غَیْرَہٗ فَعَلِّمْنِی ''پس اس آدمی نے کہا قسم اس کی ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا جو نماز میں نے پڑھی اس کے سوا نماز پر مجھے قدرت نہیں'' یعنی اس سے بہتر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، پس مجھے نماز سکھایئے۔ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَکَبِّرْ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہو تو تکبیر کہو ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پھر پڑھو جو کچھ بھی تم کو قرآن میں سے یاد ہو'' صاحب خیر جاری نے کہا اس میں دلیل ہے خاص کر حنفیہ کے لئے ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ''پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں قرار پکڑلو'' ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ''پھر رکوع سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہو جاؤ گے حالت قیام میں'' ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ''پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں قرار پکڑلو'' ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ''پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں قرار پکڑلو'' وَافْعَلْ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا ''اور اسی طرح کرو اپنی نماز میں یہ سب'' یعنی اس طریقہ سے ہر رکعت میں یہ سب ارکان

Marfat.com

بجالاؤ۔ عینی نے کہا ہے کہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ چھٹے جزو میں ہے اور وہ قول ہے ان کا وما
خافت اس لئے کہ حضور ﷺ نے اس آدمی کو امر فرمایا تھا اس حدیث میں اپنی نماز میں قرأت پڑھنے کے لئے
اور وہ نماز اس کی دن میں تھی اور دن کی نماز میں اصل اخفاء ہے ہاں مگر وہ نماز جو دلیل کی وجہ سے اس سے خارج
ہے جیسے کہ نماز جمعہ وعیدین ہے دراصل رات کی نماز میں جہر ہے پس اگر کوئی آدمی اس کی مخالفت کرے گا تو اس
نمازی پر حنفیہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الظُّهْرِ

''یہ باب نماز ظہر میں قرأت کے بیان میں ہے''

کرمانی نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ فاتحہ کے علاوہ قرأت پڑھنا مراد ہے کیونکہ فاتحہ کے پڑھنے میں تو
کوئی شک نہیں عینی نے کہا ہے کہ عجب ہے کرمانی کے اس کہنے پر وہ کس وجہ سے ایسی بات کہتا ہے اور
حدیث شریف سے کہاں ظاہر ہے یہ جو کہ دلالت کرتی ہو اس بات پر جو کرمانی کہتا ہے بلکہ مراد مصنف
کا رد ہے اس شخص پر جو نماز میں قرأت کو واجب نہیں کہتا اور تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے کہ ایک قوم جس
میں سے سوید ابن غفلہ اور حسن بن صالح اور ابراہیم بن علیہ ہیں اور ایک روایت میں امام مالک بھی
کہتے ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ''ہمیں
حدیث بیان کی ابوالنعمان نے'' اور وہ محمد بن فضل ہیں ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے'' اور وہ
وضاح ہیں ''اس نے روایت کی عبدالملک ابن عمیر سے اس نے روایت کی جابر بن سمرۃ سے'' سین مہملہ کے زبر

سے اور میم کی پیش سے عامری ہیں رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہیں قَالَ سَعْدٌ كُنْتُ اُصَلِّی بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلٰوتِیَ الْعَشِیِّ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا ''سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ میں نماز پڑھاتا تھا ان لوگوں کو حضور ﷺ کی نماز کی طرح دو نمازیں دن کی'' یعنی ظہر اور عصر کی نماز ان

نمازوں میں کسی چیز کی کمی بھی نہ کرتا تھا كُنْتُ اَرْكُدُ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَ اَحْذِفُ فِی الْاُخْرَيَيْنِ ''ہم پہلی دو

Marfat.com

رکعتوں میں قیام کو لمبا کرتے اور آخری دو رکعتوں میں مختصر قیام کرتے'' اور بعض نسخوں میں اخف واقع ہے احذف کی جگہ فَقَالَ عُمَرُ ذَالِکَ الظَّنُّ بِکَ ''تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا'' جو کچھ آپ نے فرمایا ''میرا گمان بھی آپ پر یہی ہے'' عینی نے کہا ہے کہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ان کے اس قول میں ہے کہ کنت ارکد فی الاولیین ''اس لئے کہ لمبا کرنا قیام کا نماز میں قرأت کی وجہ سے تھا'' حَدَّثَنَا اَبُونَعِیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیَی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے'' اور وہ فضل بن دکین ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے'' اور وہ عبدالرحمٰن ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ سے'' بن ابی کثیر ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ ہیں رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہیں قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقْرَاُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنْ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَ یُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَۃِ ''ابوقتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اس حال میں کہ قرأت کو لمبا کیا کرتے تھے پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں چھوٹا کیا کرتے تھے'' وَیُسْمِعُ الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا ''اور کبھی کبھی ایک آیت سنا دیا کرتے'' اور احیان جمع ہے قلت حین کی اور حین وقت ہے پھر اس کے معنی یہ ہوئے کہ کبھی کبھی تھوڑے سے وقت میں ایک آیت سنا دیا کرتے تھے'' وَکَانَ یَقْرَاُ فِی الْعَصْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتوں کی قرأت کرتے تھے جو فاتحہ کے علاوہ ہوتیں قرآن میں سے'' یعنی ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک دوسری سورۃ پڑھتے تھے۔ وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کی پہلی رکعت میں لمبی قرات کیا کرتے'' وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی پہلی رکعت میں لمبی قرات فرماتے'' وَیُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَۃِ ''اور دوسری رکعت میں تھوڑی قرأت فرماتے اور اس حدیث شریف کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ حَدَّثَنَا ابی قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَۃُ بْنُ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عمر نے'' عین مہملہ پر پیش ہے اور بعض نسخوں میں ابن حفص بھی آیا ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے'' جو حفص بن ابی غیاث ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اعمش نے'' اور وہ سلیمان بن مہران ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عمارۃ بن عمیر نے'' دونوں عین مہملہ پر پیش ہے ''اس نے

روایت کی ابی معمر سے'' دونوں میم پر زبر ہے اور وہ عبداللہ بن سخیرہ ہے۔ قَالَ سَالْنَا خَبَّابًا اَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ ''ابو معمر نے کہا کہ ہم نے خباب بن ارت سے پوچھا کیا حضور ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت پڑھتے تو اس نے کہا کہ ہاں قرأت پڑھتے تھے'' قُلْنَا بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذٰلِکَ ''تو ہم نے کہا کہ آپ لوگ کس چیز سے جان لیتے تھے حضور ﷺ کی قرأت کو'' قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ ''خباب بن ارت نے کہا کہ ہم حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کی جنبش سے قرأت کو جان لیتے'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ قسطلانی نے کہا ہے، اگر تو کہے کہ داڑھی مبارک کی جنبش سے کیسے معلوم ہوتا ہے قرآن کا پڑھنا حالانکہ داڑھی تو دعا و تسبیح یا اور کوئی چیز پڑھنے سے بھی جنبش کرتی ہے، ہم کہتے ہیں کہ جہری نماز پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ محل ہے قرآن کے پڑھنے کا نہ کہ وہ محل ہے ذکر و تسبیح پڑھنے کا خصوصًا جب اکٹھا کیا جائے اس کے ساتھ ابی قتادہ کا قول کَانَ یُسْمِعُنَا الآیہ احیانا ''تو اس سے بات اور بھی قوی ہو جاتی ہے یعنی نماز ظہر میں قرأت پڑھنے کی کہ اس سے استدلال مزید قوی ہو جاتا ہے۔

بَاب الْقِرَاءَةِ فِی الْعَصْرِ

''یہ باب نماز عصر میں قرأت کے حکم کے بیان میں ہے''

صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ مقصد اس باب کا اگرچہ حاصل ہو گیا ہے پہلے باب کی احادیث سے لیکن مؤلف نے اس کو علیحدہ ذکر کیا تا کہ اس کو بھی مقصود اصلی بنا لے دوسری [illegible] دوسری وجہ زیادتی تحقیق اور تاکید کو مدنظر رکھنے کے لئے جیسے کہ اس کی عادت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الاعمش عَنْ عُمَارَةِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِی مَعْمَرٍ

''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے'' بیکندی ہے باء موحدہ پر زیر ہے اور یاء مثناۃ تحتیہ پر سکون ہے اور کاف پر زبر ہے اور نون پر سکون ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے'' بن عیینہ ہے'' اس نے روایت کی اعمش سے'' اور وہ سلیمان بن مہران ہے'' اس نے روایت کی عمارہ بن عمیر سے'' دونوں عین مہملہ پر پیش ہے

Marfat.com

''اس نے روایت کی ابی معمر سے'' دونوں میم پر زبر ہے اور سکون ہے عین مہملہ پر دونوں میم کے درمیان اور وہ عبد اللہ بن سخبرہ ہے قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِ اَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم يَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ ''ابو معمر نے کہا میں نے خباب بن ارت کو کہا کہ کیا حضور ﷺ نماز ظہر اور عصر میں قرأت پڑھتے تھے'' ہمزہ استفہام خبر حاصل کرنے کے لئے ہے اور بعض نسخوں میں قلنا ہے قلت کی جگہ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قِرَاءَتَهٗ ''خباب بن ارت نے کہا کہ ہاں حضور ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت پڑھتے تھے تو میں نے کہا کہ کس چیز سے آپ لوگ حضو ﷺ کی قرأت پہچان لیتے تھے'' قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ ''خباب نے کہا کہ حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کی حرکت کرنے سے ہم لوگ حضور ﷺ کی قرأت پہچان لیا کرتے تھے'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی مکی نے'' میم کی زبر سے اور کاف کی تشدید سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ مشددہ کے ساتھ ہے اور اس کی کنیت ابو السکن ہے سین مہملہ اور کاف کے زبر سے ''ابن ابراہیم ہے'' بن بشر بن فرقد تیمی حنظلی بلخی ہے ''اس نے روایت کی ہشام سے'' دستوائی ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ بن ابی کثیر سے'' ثاء مثلثہ سے ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ حرث بن ربعی ہے۔ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةٍ سُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا ''کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے'' کہ صحابی ہے کہ حضور ﷺ پڑھتے تھے ظہر کی دو رکعتوں میں اور عصر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ اور کسی طور کبھی کبھی ہمیں ایک آیت سناتے تھے'' اور الگ الگ کیا لفظ سورۃ کو تا کہ ثابت ہو یہ بات کہ ہر رکعت میں الگ الگ سورہ پڑھتے تھے اور مطابقت اس حدیث کی بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

''یہ باب نماز مغرب میں قرأت کے حکم کے بیان میں ہے''

اور مراد مقدار ہے قرأت کی نہ کہ اثبات اصلیت قرأت کی کیونکہ وہ نماز جہری ہے اور لفظ قرأت اگرچہ

Marfat.com

شامل ہے لمبی سورہ اور چھوٹی سورہ کو لیکن دونوں حدیثیں جو اس بارے میں منقول ہیں خصوصاً پہلی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ نماز مغرب میں لمبی سورۃ پڑھے اور شاید کہ مؤلف کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور بعض علماء کا بھی یہی مذہب ہے اور اس میں احتمال ہے کہ حضور ﷺ کا نماز مغرب میں لمبی سورہ پڑھنے کا مطلب بیان جواز ہو یا وہ وقت دوسرے کاموں سے خالی ہو ورنہ تحقیق روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب نماز مغرب پڑھ لیتے تو پھر تیراندازی کیا کرتے اور تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ بھی لیا کرتے اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ نماز مغرب میں قرأت چھوٹی سورہ سے کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' زہری ہے ''اس نے روایت کی عبیداللہ سے'' مصغر ہے ''ابن عبداللہ بن عتبہ ہے اس نے روایت کی عبداللہ بن عباس سے'' رضی اللہ عنہما کہ صحابی ہیں اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَاُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ''تحقیق کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہ ام الفضل جو کہ لبابہ بنت الحارث ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہے اور حضور ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے، حال یہ تھا کہ ''حضور ﷺ پڑھتے تھے سورہ والمرسلات عرفًا کو'' اور اس میں نظر ہے ایک طریقہ سے کیونکہ لائق اس مقام کا یہ تھا کہ کہتا سمعتنی وانا اقرأ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ وَاللّٰهِ لَقَدْ ذَكَّرَتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ ''پس کہا ام الفضل نے اے میرے بیٹے خدا کی قسم مجھے یاد کرا دی آپ نے یہ سورہ اپنے پڑھنے سے'' اور بنی میں تصغیر شفقت ہے اور بعض نسخوں میں قال فقالت بقرآتک واقع ہوا ہے اور بعض نسخوں میں لفظ واللہ ساقط ہے اور بعض نسخوں میں بجائے بروزن فعلان فاء کے پیش سے اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم يَقْرَاُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ ''تحقیق یہ سورہ البتہ آخری سورۃ ہے جو میں نے سنی حضور ﷺ سے اس حال میں کہ پڑھتے تھے اس کو نماز مغرب میں'' اور جملہ انها آخر تک زیر کے ساتھ جملہ مستانفہ ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانِ بْنِ الْحَكَمِ ''ہمیں حدیث بیان

Marfat.com

کی ابوعاصم نے'' ضحاک ہے اور بعض نسخوں میں حدثنی ہے'' اس نے روایت کی ابن جریج سے'' پہلے جیم کے پیش سے اور وہ عبدالملک ہے'' اس نے روایت کی ابن ابی ملیکہ سے'' ملیکہ تصغیر سے ہے اور وہ زہیر بن عبداللہ مکی احول ہے'' اس نے روایت کی عروہ بن زبیر سے اس نے روایت کی مروان بن حکم سے'' حاء مہملہ اور کاف کے زبر

سے قَالَ قَالَ لِیْ زَیْدُ بْنُ ثابت مَا لَکَ تَقْرَاُفِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ ''مروان بن حکم نے کہا'' جو تابعی ہے کہ'' مجھے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ صحابی ہے کہ'' کیا ہوا تجھ کو کہ نماز مغرب میں قصار مفصل کو پڑھتے ہو'' یعنی مغرب کی نماز میں قرأت قصار مفصل سے کیوں کرتے ہو اور بعض نسخوں میں بقصارٍ تنوین سے مروی ہے مضاف الیہ کے عوض اور یہ استفہام بطریق انکار کے ہے مروان بن حکم پر اور مروان اس وقت معاویہ کی

طرف سے مدینہ طیبہ کا امیر تھا وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَقْرَاُ بِطُوْلَی الطُّوْلَیَیْنِ ''اور حال یہ ہے کہ میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو بڑی سورتوں میں سے بھی نسبتاً بڑی سورت کی قرات کرتے ہوئے سنا ہے'' اور لفظ طولی طاء مہملہ کے پیش سے اطول کا مؤنث ہے اور طولیین طولی کا تثنیہ ہے اور بعض نسخوں میں بطول بغیر الف کے باء کی صورت میں آیا ہے اور بعض نسخوں میں اطول السورتین واقع ہے اور مراد دو لمبی سورتوں سے العمران اور نساء کے ہیں اور بعض نے سورہ انعام اور سورہ اعراف کا تعین کیا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ فِی الْمَغْرِبِ

''یہ باب نماز مغرب میں جہر سے قرأت کرنے کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے'' اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' زہری ہے'' اس نے روایت کی محمد بن جبیر بن مطعم سے'' جبیر کی جیم پر پیش ہے اور باء موحدہ پر زبر ہے۔ مطعم کی میم پر پیش اور عین مہملہ کی زبر ہے'' اس نے روایت کی اپنے والد سے'' رضی اللہ عنہ کہ صحابی ہے

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَرَاَ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ ''جبیر بن مطعم نے کہا کہ

Marfat.com

میں نے سنا حضور ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے نماز مغرب میں سورۃ والطّور کی قرأت کی تھی'' قسطلانی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ پوری سورۃ پڑھی ہو یا کچھ حصہ اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ فِی الْعِشَاءِ

''یہ باب نماز عشاء میں قرأت جہر سے پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے''

پس اگر تو کہے کہ ترجمہ جہر سے کیوں مقدم کیا ترجمہ قرأت پر عشاء میں اور فجر میں خلاف اس کے جو کیا ہے مغرب میں اور جو مغرب میں کیا ہے وہ بہتر ہے میں کہتا ہوں کہ بڑا مقصد احکام کو بیان کرنا ہے نہ کہ ترتیب ابواب اور صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ امام بخاری کا مقصد یہاں بیان کرنا ہے قرأت کی کمیت اور کیفیت نماز فجر اور عشاء میں اور یہ دونوں باتیں حدیث باب سے معلوم ہوتی ہیں تو پھر ظاہر ہوا کہ یہ باب اپنی جگہ درست ہے کیونکہ کمیت اور کیفیت قرأت کی سننے سے معلوم ہوتی ہے اور وہ اس کے جہر پر موقوف ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عن ابیه عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِی رَافِعٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالنعمان نے'' اور وہ محمد بن فضل ہیں ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی معتمر نے اپنے والد سے'' اور وہ سلیمان بن طرخان ہے ''اس نے روایت کی بکر سے'' کاف کے سکون سے بن عبداللہ مزنی ہے ''اس نے روایت کی ابی رافع سے'' فاء اور عین مہملہ سے اور نام اس کا نفیع ہے نون کے پیش سے اور فاء کے زبر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون سے اور عین مہملہ ہے صابغ غین معجمہ سے قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَبِی هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَاَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ ''کہا ابورافع نے'' جو تابعی ہے ''میں نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس میں سورۃ اذا السماء انشقت پڑھی پھر انہوں نے سجدہ تلاوت کیا تو میں نے ان سے سجدہ کے بارے میں پوچھا'' قَالَ سَجَدْتُ خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حَتّٰی اَلْقَاهُ ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سجدہ کیا تھا میں نے ابوقاسم ﷺ کے پیچھے سورہ اذا السماء انشقت میں پس ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا اس سورہ میں یہاں تک کہ ملاقات کرلوں حضور ﷺ کے

Marfat.com

ساتھ'' اور یا اللہ تعالیٰ سے اور ابی القاسم کنیت ہے حضور ﷺ کی اور حتی القاہ کنایہ ہے موت سے یعنی ہمیشہ اس سورہ کے سجدہ ءتلاوت کو کرتا رہوں گا جب تک کہ موت نہ آ جائے اور بعض نسخوں میں سجدت بها ہے اور بعض نسخوں میں فیها ہے اور مطابقت اس حدیث کی ابو ہریرہ کے قول سے سمجھ میں آتی ہے کہ سجدت خلف ابی القاسم ہے اس لئے کہ اگر حضور ﷺ جہر نہ فرماتے اپنی قرأت پر اس نماز میں تو سجدہ نہ کرتے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' اور وہ ہشام بن عبدالملک طیالسی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے''

اس نے روایت کی عدی سے''۔ بن ثابت انصاری سے کہ تابعی ہے قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ

علیه و آله وسلم کَانَ فِی سَفَرٍ فَقَرَاَ فِی الْعِشَاءِ فِی اِحْدَی الرَّکْعَتَیْنِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ''عدی نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا'' کہ صحابی ہے ''اس نے کہا کہ تحقیق حضور ﷺ ایک سفر میں تھے انہوں نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی'' اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت میں کوئی تعین نہیں بلکہ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے مطابق پڑھ لے اور علماء حنفیہ فرماتے ہیں سردی کے موسم میں فجر کی نماز میں سو آیتیں پڑھے اور گرمی کے موسم میں فجر کی نماز میں چالیس آیتیں پڑھے اور خریف کے موسم میں نماز فجر میں پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھے اور ظہر اور عشاء کی نمازوں میں بہ نسبت فجر کے کم قرأت کرے اور عصر کی نماز میں بقدر بیس (۲۰) آیت کے برابر پڑھے جیسا کہ عینی میں ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ

''یہ باب نماز عشاء میں اس سورہ کی قرأت کرنے

کے بیان میں ہے جس میں سجدۂ تلاوت ہے''

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بن زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ بَکْرٍ عَنْ اَبِی رَافِعٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' ابن مسرہد ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی تیمی نے'' اور وہ سلیمان بن طرخان ہے ''اس نے روایت کی بکر سے'' کاف پر سکون ہے عبداللہ مزنی کا بیٹا

ہے''اس نے روایت کی ابی رافع سے''اور یہ کنیت نفیع صائغ کی ہے قَالَ صَلَّیْتَ مَعَ اَبِی هُرَیْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَاَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ ''ابورافع (تابعی) نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز میں سورہ اذا السماء انشقت پڑھی پھر انہوں نے سجدہ کیا''یعنی اس سورہ میں سجدہ تلاوت فَقُلْتُ مَاهٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''تو میں نے کہا نماز کے سجدوں پر یہ زیادہ سجدہ کس چیز کا ہے'تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے یہ سجدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کیا ہے''اور بعض نسخوں میں سجدت فیھا ہے یعنی اس نماز میں یہ سورہ پڑھنے کے وقت فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِیهَا حَتّٰی اَلْقَاهُ ''پس ہمیشہ کروں گا میں یہ سجدہ اس سورہ میں یہاں تک کہ ملاقات کرلوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ''مرنے کے بعد اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ الجهر فِی الْعِشَاءِ

''یہ باب نماز عشاء میں قرأت کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ''ہمیں حدیث بیان کی خلاد بن یحییٰ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مسعر نے''میم کی زیر سے اور سین مہملہ کے سکون سے بن کدا کوفی ہے قَالَ حَدَّثَنِی عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقْرَأُ فِی الْعِشَاءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنَ ''تحقیق عدی بن ثابت نے سنا براء بن عازب سے کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اس حال میں کہ عشاء کی نماز میں سورۃ والتین والزیتون پڑھتے تھے وَمَا سَمِعْتُ احدا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ اَوْ قِرَاءَةً ''اور نہیں سنا میں نے کسی سے اتنی اچھی آواز سے پڑھنا یا اتنی اچھی قرأت سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے''اور یہ شک راوی کا ہے قسطلانی نے کہا ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ امام بخاری نے اس حدیث کو مکرر بیان کیا واسطے شامل ہونے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں بیان کیا ہے اور بوجہ اختلاف بعض راویوں کے اس میں اور بوجہ زیادتی کے جو اس روایت میں ہے کہ اس کے قول سے جو وماسمعت احدا الخ ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

Marfat.com

بَابٌ يُطَوِّلُ فِى الْاُوَلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِى الْاُخْرَيَيْنِ

''یہ باب تنوین سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی چارگانہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں لمبی قرات کرے اور اس کی آخری دو رکعتوں میں قرأت کو ترک کر دے''

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى عَوْنٍ ''ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی ابی عون سے'' عین مہملہ کے زبر سے واؤ کے سکون اور نون سے اور وہ محمد بن عبداللہ ثقفی ہے اور بعض نسخوں میں محمد بن عبداللہ ثقفی بھی مذکور ہے قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ ''ابوعون نے کہا میں نے جابر بن سمرہ سے سنا'' قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ قَدْ شَكَوْكَ فِى كُلِّ شَىْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ ''جابر بن سمرہ نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا'' جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر کوفہ تھے ''تحقیق شکایت کی آپ کی اہل کوفہ نے ہر چیز میں یہاں تک کہ نماز میں بھی انہوں نے آپ کی شکایت کی'' اور بعض نسخوں میں لقد لام کی زیادتی سے بھی آیا ہے اور حتی الصلوۃ صلوۃ کے زیر سے ہے اور بعض نے کہا کہ حتی جارہ کے بمعنی الی کے ہے اور یہاں الی کے معنی صحیح نہیں پس یہ عاطفہ ہے اور صلوۃ کی جر (زیر) عطف سے ہے کل شیئی، پر اور بعض نسخوں میں حتی فی الصلوۃ اعادہ فی کے ساتھ ہے قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِى الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِى الْاُخْرَيَيْنِ ''سعد بن ابی وقاص نے کہا امر واقع یہ ہے کہ میں قرأت لمبی پڑھتا ہوں چارگانہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور اس کی آخری دو رکعتوں میں ترک کرتا ہوں'' اَمُدّ میم کے پیش سے ہے وَلَا اَلُوا مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم ''اور میں کم نہیں کرتا کسی چیز کو جس کی اقتداء کی ہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے'' اور وَلَا اَلُوا ہمزہ پر مد اور لام کی پیش سے لا اقصر (کم نہیں کرتا) کے معنی میں ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ما موصولہ یا موصوفہ ہے اور کلمہ من، اس کا بیان ہے اے لا اقصر فی الصلوۃ التی اقتدیت بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بل آتی الآن ایضًا کما اقتدیت فیما کان اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ صدقت ہے یہ تصدیق ہے باعتبار غلبۂ ظن (گمان) کے۔ یعنی آپ نے میرے گمان کے

Marfat.com

مطابق سچ کہا اور آپ کے کلام کا مطلب میرے گمان میں تھا۔ قَالَ صَدَّقْتَ ذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ اَوْ ظَنِّی بِکَ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ کہا آپ نے یہی ہے گمان آپ پر یا یہی ہے میرا گمان آپ پر'' اور یہ شک راوی کا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کا اعادہ چار وجوہ کی بنا پر کیا ہے۔

(۱) اختلاف اسناد

(۲) اختلاف معنعن اور سماع کی وجہ سے

(۳) ترجمہ کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے

(۴) اور بعض کلمات متن حدیث میں اختلاف کی وجہ سے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الْفَجْرِ

''یہ باب نماز فجر کی قرأت کے حکم کے بیان میں ہے''

وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَرَاَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بِالطُّوْرِ '' ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا'' ام المؤمنین پر زبر ہے اور امہات المؤمنین میں سے ایک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر میں سورہ والطور کی قرأت فرمائی'' عینی نے کہا کہ امام بخاری نے کتاب الحج میں اس تعلیق کی اسناد اس لفظ سے کی ہے۔ طفت وراء الناس والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یصلی ویقرأ بالطور اور اس میں لفظ فجر کا بیان نہیں لیکن وہ دوسری روایت سے ظاہر ہے بروایت یحییٰ کے اور اس کے الفاظ یہ ہیں اذا اقیمت الصبح فطوفی پس اس لحاظ سے معلوم ہوا کہ نماز فجر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ و الطور کی قرأت کی تھی اور صاحب خیر جاری نے کہا کہ یہاں ترجمہ حدیث کی شرح کرتا ہے یعنی حدیث میں قرأت سے مراد قرأت ہے نماز فجر میں نہ کہ مطلق قرأت حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَیَّارُ بْنُ سَلَامَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبۃ بن حجاج نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سیار نے'' سین مہملہ کے

Marfat.com

زبر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی تشدید سے ''بن سلامہ ہے'' لام کی تخفیف سے اور اس کی کنیت ابوالمنہال ہے اور بعض نسخوں میں ہو بوالمنہال ثابت ہے اور وہ تابعی ہے قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِی عَلَی ابی بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ 'سیار بن سلامہ نے کہا کہ میں اور میرے والد ابی برزہ اسلمی کے پاس گئے'' باء موحدہ پر زبر ہے اور وہ فضیلہ بن عبیدہ اسلمی ہے ''تو ہم نے پوچھا ابی برزہ سے فرض نمازوں کے اوقات کے بارے میں'' اور بعض نسخوں میں عن وقت الصلوٰۃ مفرد کے صیغہ سے ہے فَقَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الظُّهْرَ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ ''تو ابو برزہ نے کہا کہ حضور ﷺ جب آفتاب ڈھل جاتا تو نماز ظہر پڑھتے تھے'' اور مغرب کی طرف مائل ہو جاتا وَالْعَصْرَ وَیَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلَی اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ ''اور نماز عصر پڑھنے کے بعد اتنا وقت ہوتا تھا کہ اگر کوئی آدمی مدینہ طیبہ کے آخری سرے تک چلا جاتا یعنی دور تک مدینے طیبہ کی آبادی کے آخری کونے تک چلا جایا کرتا'' اور حال یہ کہ سورج ابھی اپنے حال پر رہتا'' یعنی سورج کی روشن شعاعیں اور حرارت اپنے حال پر رہتیں وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ ''اور میں بھول گیا نماز مغرب کے بارے میں جو کچھ ابو برزہ نے بتایا'' وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَآءِ اِلَی ثُلُثِ اللَّیْلِ ''اور باک نہ کرتے حضور ﷺ نماز عشاء کی تاخیر سے رات کے تیسرے پہر تک'' وَلَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا ''اور پسند نہ فرماتے نماز عشاء سے پہلے سونے کو اور نماز عشاء کے بعد بلا ضرورت دنیاوی باتوں کو پسند نہ فرماتے'' وَیُصَلِّی الصُّبْحَ فَیَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَهُ ''اور نماز فجر ایسے وقت میں پڑھتے کہ نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ آپس میں اپنے ساتھی کو روشنی ہونے کی وجہ سے پہچان لیا کرتے'' وَكَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ اَوْ اِحْدٰهُمَا مَابَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ ''اور حضور ﷺ نماز فجر کی دو رکعتوں میں یا ان دونوں میں سے ایک رکعت میں ساٹھ سے ایک سو آیتوں تک قرات کرتے تھے'' اور یہ شک روای کا ہے کہ وہ سیار بن سلامہ ہے یعنی ساٹھ آیتوں سے زیادہ پڑھا کرتے اور اس زیادتی کی انتہا سو آیتوں تک ہوتی بعض اوقات اور بعض اوقات میں سو آیات تک نہ پہنچتی بلکہ نوے یا اسی یا ستر یا اس سے کم یا کچھ زیادہ ہوتیں اور اس حدیث کی مطابقت اس قول سے ہے کہ وکان یقرأ فی الرکعتین ہے حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی عَطَاءٌ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں اسمٰعیل بن ابراہیم نے'' بن علیہ ہے ''اس نے کہا ہمیں

Marfat.com

خبر دی ابن جریج نے'' اور وہ عبدالملک ہے'' اس نے کہا خبر دی مجھ کو عطاء نے'' بن ابی رباح ہے کہ تابعی ہے اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ فِیْ كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَسْمَعْنَاكُمْ ''تحقیق عطاء بن ابی رباح نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہتا تھا ہر نماز میں قرأت پڑھنا فرض ہے'' چاہے وہ نماز جہری ہو یا سری ''پس جس نماز میں حضور نے ہمیں قرات سنائی تو اس میں ہم بھی سناتے ہیں'' یعنی جہر سے قرات فرمائی تو ہم بھی جہر سے قرات کرتے ہیں'' اور یقرأ صیغہ مضارع مجہول ہے جس کی اسناد قرآن کی طرف ہے اور بعض نسخوں میں نقرأ ہے صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معلوم سے وَمَا اَخْفٰى عَنَّا اَخْفَيْنَا عَنْكُمْ ''اور جس نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت خاموشی سے پڑھتے اور ہمیں نہ سناتے تو اس نماز میں ہم بھی قرأت خاموشی سے پڑھتے ہیں اور آپ کو نہیں سناتے'' وَاِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى اُمِّ الْقُرْاٰنِ اَجْزَاَتْ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ ''اگر قرأت سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو گے تو وہ کفایت کرے گی اور اگر قرأت سورۃ فاتحہ سے زیادہ پڑھو گے تو وہ بہتر ہے'' یعنی نماز کا پورا ہونا سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے ہے اور اس کے علاوہ زیادہ پڑھنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کے نام سے نامزد اس لئے کیا گیا ہے کہ کہ وہ قرآن کریم کے تمام معانی کو شامل ہے یا اس لئے کہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے جیسے کہ مکہ مکرمہ کو ام القریٰ کہا جاتا ہے اسلئے کہ وہ زمین کی ابتداء ہے اور اصل زمین ہے اور اس حدیث سے یہ فائدہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرأت ہر نماز میں فرض ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو نماز میں فرضیت قرأت کا مطلقاً منکر ہے اور اس میں رد ہے اس پر جو نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت کا انکار کرتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک مطلقاً قرأت فرض ہے نماز میں بوجہ ارشاد باری تعالیٰ کے کہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن ہے اور مقید کرنا سورہ فاتحہ کو نص مطلق پر زیادتی ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ اور مطابقت اس حدیث کی ترجمے کے ساتھ سمجھ آتی ہے ان کے اس قول سے فی کل صلوٰۃ فرضا اسلئے کہ ترجمہ باب القرأۃ فی الجہر ہے اور وہ داخل ہے اس کے اس قول میں کہ کل صلوٰۃ ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

''یہ باب نماز فجر میں جہر سے قرأت پڑھنے کے حکم کے بیان میں ہے''

اور بعض نسخوں میں فجر کی جگہ صبح واقع ہے وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِیُّ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی وَیَقْرَأُ بِالطُّوْرِ ''ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے لوگوں کے پیچھے خانہ کعبہ کا طواف کیا حالانکہ حضور ﷺ نماز پڑھتے تھے اور اس میں سورہ والطور کی قرأت کرتے تھے'' یعنی نماز فجر میں سورہ والطور پڑھتے تھے اور نماز فجر میں تخصیص قرأت، دوسری حدیث سے معلوم ہے جیسے اس سے پہلے باب میں مذکور ہوا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَة عَنْ اَبِی بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے'' اور نام اس کا وضاح ہے'' اس نے روایت کی ابی بشر سے'' باء موحدہ کے زیر سے شین معجمہ پر سکون ہے اور بعض نسخوں میں وہ جعفر بن ابی وحشیہ ہے اور نام اس کا ایاس ہے'' اس نے روایت کی سعید بن جبیر سے'' صحابی ہے'' اس نے روایت کی عبداللہ ابن عباس سے رضی اللہ عنہ'' کہ صحابی ہے اور بعض نسخوں میں عبداللہ بھی مذکور ہے قَالَ اِنْطَلَقَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فِی طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِیْنَ اِلَی سُوْقِ عُکَاظٍ ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے جلو میں اس بازار کی طرف تشریف لے گئے جس کا نام عکاظ ہے'' قسطلانی نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے تین سال قبل کا ہے، عکاظ عین مہملہ کے پیش سے کاف کی تخفیف سے، آخر میں ظاء معجمہ ہے منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ وہ عرب میں ایک بازار ہے مکہ شریف کے ایک طرف میں

وَقَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنِ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ ''اور حال یہ ہے کہ اس وقت شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو چکی تھی'' اور حیل، صیغہ ماضی مجہول ہے جس کا اسناد مصدر کی طرف ہوا ہے۔ جو حیلولہ ہے یا طرف کی طرف جو بین الشیاطین ہے اور شیاطین شیطان کی جمع ہے عینی نے کہا ہے کہ علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ سیبویہ نے شیطان کے نون کو اپنی کتاب میں ایک جگہ اصلی کہا ہے اور دوسرے مقامات میں زائدہ کہا ہے اور اس کا اشتقاق تقدیر اول کے مطابق شیطن ہے بعد (دوری) کے معنی میں بوجہ اس کی دوری کے صلاح سے اور دوسری تقدیر سے شاطہ سے مشتق ہے جس وقت کہ باطل ہو جائے اور شیطان کے ناموں سے باطل ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ امام الحرمین نے اپنے شامل میں کہا ہے کہ بہت سے فلاسفہ اور قدریہ کے جمہور علماء اور زنادقہ نے شیاطین اور جنات کا انکار کیا ہے قطعی طور پر یعنی شیاطین اور جنات کے وجود سے منکر ہیں۔ اور اسی کے قریب ہے جو ابوقاسم صفار نے شرح ارشاد و تحقیق میں پیش کی ہیں کتاب سنت کے نصوص کو ان کے ثبوت

Marfat.com

میں۔ابوبکر باقلانی اور قدریہ میں سے اکثر نے کہا ہے تخلیق زمین سے قبل پہلے زمانے میں تھے اور اب موجود نہیں ہیں اور پھر اس کے بعد یہ بھی کہتے ہیں کہ اب بھی موجود ہیں مگر نظر نہیں آ رہے ان کے اجسام کی وجہ سے کہ ان میں شعاعوں کا نفوذ ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے کہ جنات ابلیس کی اولاد ہیں کہ نہیں؟ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ابوالجان کی اولاد ہے اور وہ شیاطین کے علاوہ ہیں اور ان میں بعض مؤمن ہیں اور بعض کافر اور یہ مرتے بھی ہیں۔شیاطین اولاد ابلیس ہے اور وہ اپنے باپ (ابلیس) کے ساتھ مریں گے یعنی جب دنیا فناء ہوگی اور ان کے آخری انجام کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے پس وہ جو قائل ہیں اس کے کہ جنات ابوالجان کی اولاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اپنے ایمان کی وجہ سے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ بہشت میں نہیں بلکہ دوزخ میں داخل ہوں گے اور ان کے لئے صرف دوزخ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت میں ان کو کہا جائے گا کہ مٹی ہو جا، دوسری بہائم کی طرح اور یہی قوی ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے دو قول مروی ہیں ایک تو یہی قول ہے اور دوسرا قول متردد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ عذاب کئے جائیں گے جنات کفر اور گناہ کے سبب اور ایمان اور نیک عمل کی وجہ سے ثواب دیے جائیں گے انسانوں کی طرح اور میلان کیا ہے اسی قول کی طرف امام مالک اور امام شافعی اور ابن ابی لیلیٰ نے بوجہ ارشاد باری تعالیٰ کے **فلکل درجات مما عملوا** اسی طرح عینی میں ہے **وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ** ''اور ان (شیاطین) پر آگ کے شعلے حملے آور ہوتے تھے جو ستاروں کی طرح روشن ہوتے تھے'' اور شہب ہاء کے پیش سے شہاب کی جمع ہے اور وہ آگ کا شعلہ ہے اور لفظ علی میں الی کی جگہ اشارہ ہے تسلیط کی طرف، یعنی بھیجے گئے ان کی طرف آگ کے شعلے جو مسلط کئے گئے تھے ان کے اوپر یہ بھی کہا ہے کہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان جنات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے آگ کے شعلوں سے مارا جاتا تھا یا کہ نہیں بعض نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے شہیب موجود تھے بوجہ قول خداوند تعالیٰ **اِنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَشُهُبًا اِلٰى قَوْلِهٖ رَصَدًا** اور بعض نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پہلے آسمان محفوظ تھا مگر رمی (مارنا) شہب سے نہ تھا مگر جب کوئی امر عظیم مثلاً عذاب نازل ہوتا ہے یا جب کسی رسول کو بھیجا جاتا اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے قبل دیکھے جاتے تھے لیکن شیاطین کو مارنا یا جلانا نہ ہوتا مگر شروع ہوا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ شیاطین آسمانوں پر جایا کرتے کوئی ممانعت ان کے لئے نہ تھی پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اوپر والے تین

آسمانوں سے بند ہوئے اور حضور پرنور ﷺ کی ولادت شریف ہوئی تو تمام آسمانوں سے بند کئے گئے۔

فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ اِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَالَكُمْ ''پس واپس آئے وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس'' جو آسمان میں جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھے اپنی عادت کے مطابق سماعت کی چوری کیلئے یعنی اپنی قوم کے پاس واپس آئے ''تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا ہوا'' کہ تم آسمان کی خبر نہ لائے آج کے دن جیسے کہ حسب معمول آسمانوں کی خبر لایا کرتے تھے اور شیاطین ہمیشہ آسمانوں کی خبر کاہنوں کے پاس لایا کرتے اور قوم سے مراد یہی کاہن ہیں اور کاہن جادوگر ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں علم غیب جانتا ہوں اور لوگ اس سے حالات پوچھتے ہیں اور وہ غیب کی خبریں بتاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور یہ شیاطین ان کاہنوں کو آسمان کی خبریں پہنچایا کرتے، اسلئے کہ ان کاہنوں کی باتوں پر لوگوں کے عقیدے پختہ ہو جائیں اور دین حق سے روگردان ہو جائیں اور اس کو عالم الغیب سمجھیں نعوذ باللہ۔ قَالُوا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ شیاطین نے کہا کہ ہمارے درمیان اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان کوئی مانع پیدا ہو چکا ہے اور ہم پر پھینکے جاتے ہیں شعلے آگ کے جو ستاروں کی طرح روشن ہوتے ہیں'' اور بعض نسخوں میں قدحیل ہے۔ قَالُوا مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ ''قوم نے ان شیاطین سے کہا کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہونے والی چیز ابھی نئی ظاہر ہوئی ہے'' یعنی یہ رکاوٹ اس وقت زمین میں پیدا ہوئی ہے فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَاهٰذَا الَّذِى حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ ''پس سیر کرو تم تمام زمین کی اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جو تمہارے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن چکی ہے'' اور مشارق الارض اور مغاربها کنایہ ہے تمام زمین سے اور نصب اس کی بناء پر ظرفیت کے ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ وہ سمجھے کہ مذکورہ مانع ان کی سستی پر دلیل ہے چڑھنے میں ان کے تسلط کے دور ہونے میں انسانوں کو گمراہ کرنے کے متعلق پھر وہ جنات پریشان ہوئے اور پھیل گئے دنیا میں اور سیر کی زمین کے مشارق و مغارب کی اور پوری کوشش کی فَانْصَرَفَ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِيْنَ اِلَى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّى بِاَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ ''پس ان جنات میں سے جو مکہ شریف کی طرف متوجہ تھے مائل ہوئے اس طرف جبکہ حضور ﷺ اس وقت نخلہ کے مقام پر اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھے'' جنات اس حال میں پہنچے کہ ''حضور ﷺ اپنے

Marfat.com

صحابہ کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے'' اور تہامہ تاء کے زیر سے مکہ شریف کا نام ہے اور یہ نام شدت حرارت کی وجہ سے رکھا گیا اس لئے کہ وہ مشتق ہے تہم سے تاء اور ہاء کے زبر سے اور وہ شدت گرمی کو کہتے ہیں اور نخلہ غیر منصرف ہے کیونکہ وہ نام ہے ایک جگہ کا جو مشہور ہے وہاں اور عامدین حال ہے اور ضمیر جمع کی راجع ہے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی طرف اور عکاظ منصرف اور غیر منصرف دونوں صورتوں میں مکہ شریف میں ایک بازار

کا نام ہے فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اِسْتَمَعُوا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِی حَالَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ ''پس جس وقت ان جنات نے قرآن کریم کو سنا تو غور سے قرآن کریم سننے لگے پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے، خدا کی قسم یہی وہ شے ہے (ﷺ) جو تمہارے اور خبر آسمان کے درمیان حائل ہے'' کرمانی نے کہا کہ فرق سماع اور استماع کے درمیان یہ ہے کہ باب افتعال کا خاصہ ہے اور ضروری ہے کہ اس میں تصرف کرے معنی ہے قصداً کان لگا کر غور سے سننا اور سماع عام ہے چاہے قصداً سنے یا غیر ارادی طور پر پس استماع کا معنی

ہے قصداً سننا کان لگا کر اور سماع عام ہے (چاہے قصداً سنے یا غیر ارادی طور پر) فَهُنَالِكَ حِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ ''پس جب وہ وہاں سے اپنی قوم کی طرف واپس آئے'' فھنالک ظرف مکان ہے اور عامل اس میں

رجعوا ہے فَقَالُوْا یٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ''پس ان جنات نے اپنی قوم کو کہا اے ہماری قوم تحقیق سنا ہم نے ایک قرآن جو عجیب کلام ہے خوبی عبارت اور صحت معانی کے لحاظ سے سابقہ تمام کتابوں سے الگ طرز پر ہے'' عجبا مصدر ہے صفت قرآن میں استعمال ہوا ہے مبالغہ کے لئے ''ہدایت کرتا ہے اور بلاتا ہے راہ صواب (سیدھے راستے) کی طرف پس ایمان

لائے ہم سب اس پر اور نہ ٹھہرائیں گے ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی ایک کو بھی شریک'' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی

نَبِیِّهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَاِنَّمَا اوحی اِلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ ''پس نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر کہ فرما دیجئے اے محمد (ﷺ) وحی کی گئی ہماری طرف اور سوائے اس کے نہیں کہ وحی کی گئی حضور ﷺ کی طرف جنات کی باتیں'' اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے اس قول میں کہ وھو یصلی باصحابہ صلوٰۃ الفجر فلما سمعوا القرآن فاستمعوا لہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' ابن مسرہد ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن علیہ ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث

Marfat.com

بیان کی ایوب نے'' سجستانی ہے'' اس نے روایت کی عکرمہ سے'' جو آزاد کردہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے'' اس نے روایت کی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے'' کہ صحابی ہے **قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْمَا اُمِرَ وَ سَکَتَ فِیمَا اُمِرَ** ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرأت پر جہر فرمائی اس نماز میں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا'' اور اخفاء فرمایا قرأت پر اس نماز میں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا قسطلانی نے کہا کہ امر دونوں جگہ ہمزہ کے زبر سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا امر سکوت پر اس کا یہ معنی نہیں کہ قرأت کو ترک فرمایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے تو قرأت سے چارہ نہیں چاہے جہر سے ہو یا اخفاء سے **وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا وَلَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ** ''اور نہیں تیرا رب بھولنے والا'' ان احکام کو جو ابھی نازل نہیں کیے گئے افعال نماز کے بیان میں جو قران سے پڑھے جائیں اور امر مجمل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد فرمایا پس پہلے امر فرمایا اپنے قول سے کہ **فاقرء وا ما تیسر من القرآن** ہے نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** یعنی تحقیق تمہارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں بہترین نمونہ ہے'' اور حال یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہر فرمایا قرأت پر بعض نمازوں میں اور خفیہ پڑھی قرأت بعض نمازوں میں پس ظاہر ہوا حال سب نمازوں کا جیسے کہ قسطلانی میں ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَیْنَ السُّورَتَیْنِ فِی رَکْعَۃٍ

''یہ باب ایک رکعت میں دو سورتیں جمع کرنے کے حکم کے بیان میں ہے''

وَالْقِرَاءَۃِ بِالْخَوَاتِیمِ وَبِسُوْرَۃٍ قَبْلَ سُوْرَۃٍ وَبِاَوَّلِ سُوْرَۃٍ ''اور سورۃ کی آخری آیات پڑھنا اور سورۃ سے قبل والی سورۃ پڑھنا اور سورۃ کی ابتدائی آیات پڑھنے کے حکم میں ہے'' یعنی پہلی رکعت میں جو سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۃ کی قرأت کرنا اور ایک رکعت میں سورۃ کی ابتدائی آیات پڑھنا اور دوسری میں اسی سورۃ کی آخری آیات پڑھنا مراد ہے **وَیُذْکَرُ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الْمُؤْمِنُوْنَ فِی الصُّبْحِ حَتّٰی اِذَا جَاءَ**

Marfat.com

ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسَى اَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ ''اور نقل کیا گیا ہے عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے'' سین مہملہ الف اور ہمزہ سے ہے صحابی ہیں، مخزومی ہیں مکہ کے قاری ہیں اور اس سے اہل مکہ اور مردوں نے قرآن سیکھا ہے'' اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر میں سورہ قدافلح المؤمنون پڑھی یہاں تک کہ موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کا یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانسی شروع ہوگئی تو پھر رکوع فرمایا'' اور والمؤمنون واؤ کے ساتھ بنابر حکایت ہے اور ذکر موسیٰ و ھارون یعنی قول باری تعالیٰ ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھارون اور ذکر عیسیٰ یہ قول باری تعالیٰ کا ہے وجعلنا ابن مریم و امہ آیۃ اور لفظ ذکر مرفوع ہے بنابر فاعلیت جاء اور اگر جاء مسند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو تو پھر منصوب ہوگا بنابر مفعولیت اور سعلہ سین کے زبر سے ہے اور سین کے پیش سے بھی آیا ہے اور اس تعلیق کی مطابقت چوتھے جزء سے ہے ترجمہ میں سے اور وہ قول ہے اس

کا باول سورۃ ۔ وَقَرَا عُمَرُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُولٰی بِمِائَةٍ وَعِشْرِيْنَ اٰيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ وَفِی الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِنَ الْمَثَانِیْ ''اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورہ مثانی سے ایک سورہ پڑھی'' کرمانی نے کہا کہ مثانی وہ سورہ ہے جو سو آیت سے کم ہو بعض نے کہا ہے کہ مثانی گیارہ سورتیں ہیں معین حالانکہ مثانی کے نام پر کوئی سورہ نہیں ہے اہل لغت نے کہا کہ یہ سورتیں نامزد کی گئی ہیں مثانی سے اس لئے کہ تکرار کرتی ہیں دو سو آیتوں کو یعنی اس کے بعد آئی ہیں اور صاحب ''خیر جاری'' نے کہا ہے کہ مثانی سوائے لمبی سات سورتوں کے ہے یا مثانی وہ سورہ ہے جو سو آیتوں کو پہنچے یا سو آیتوں سے کم ہو اور مئین پہلی سورتیں ہیں اور اس کے متصل مثانی ہیں اور اس کے بعد مفصل ہیں۔ عینی نے کہا ہے کہ ظاہر نہیں ہے مطابقت اس تعلیق کی ایک جزء سے بھی اجزاء ترجمہ میں سے مگر اس وقت جبکہ دوسرے لفظ کو ملاحظہ کیا جائے اس تعلیق کے کہ اس میں، فی الرکعۃ الاولیٰ اور فی الرکعۃ الثانیۃ نہیں ہے۔ پس یہ احتمال ہے کہ ایک سو بیس آیتیں سورہ بقرہ پڑھی ہوں اور کوئی سورہ مثانی میں سے رکعت اولیٰ میں ہو پس اس لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے اس جزء اول سے مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس لئے کہ جمع بین السورتین سے عام مراد ہے چاہے کامل ہوں یا غیر کامل لیکن دلالت کرتی ہے قرأت کی طوالت پر فجر کی پہلی رکعت میں دوسری

Marfat.com

رکعت پر۔ وَقَرَا الْاَحْنَفُ بِالْکَهْفِ فِی الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِیُوْسُفَ اَوْ یُوْنُسَ ''اوراحنف نے قرأت پڑھی پہلی رکعت میں سورۃ کہف کے ساتھ اور دوسری رکعت میں سورۃ یوسف پڑھی یا سورۃ یونس'' اور یہ شک روای کا ہے یعنی سورہ کہف جو پیچھے ہے سورۃ یوسف اور سورۃ یونس سے پہلی رکعت میں پڑھی اور سورۃ یوسف یا سورۃ یونس جو مقدم ہے سورۃ کہف سے دوسری رکعت میں پڑھی احنف ہمزہ کے زبر سے اور حاء مہملہ کے سکون سے نون کے زبر سے اور فاء کے ساتھ ابن قیس رضی اللہ عنہ بن معدیکرب کندی صحابی ہے وَذَکَرَ اَنَّهُ صَلّٰی عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا ''اوراحنف رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ تحقیق اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ان دوسورتوں کے ساتھ پڑھی'' یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر کی پہلی رکعت میں قرأت فرمائی تھی سورہ کہف کے ساتھ اور ان دوسورتوں میں سے ایک سورہ کے ساتھ قرأت فرمائی تھی دوسری رکعت میں اور اس تعلیق کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ تیسرے جزء سے ہے اور وہ قول ہے اس کا سورہ کے ساتھ سورہ سے پہلے وَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِاَرْبَعِیْنَ اٰیَةً مِنَ الْاَنْفَالِ وَفِی الثَّانِیَةِ بِسُوْرَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ ''اورعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو صحابی ہیں'' چالیس آیتیں سورہ انفال میں سے پڑھیں پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں ایک سورہ پڑھی مفصل میں سے'' عینی نے کہا کہ مطابقت اس تعلیق کی چوتھے جزء سے ہے ترجمہ کے ساتھ اور وہ قول ہے اس کا باول سورۃ اس لئے کہ روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے فافتتح الانفال کے لفظ سے اور افتاح نہیں ہوتی مگر پہلی رکعت میں وَقَالَ قَتَادَةُ فِیْمَنْ یَقْرَاُ بِسُوْرَةٍ وَاحِدَةٍ فِی رَکْعَتَیْنِ اَوْ یُرَدِّدُ سُوْرَةً وَاحِدَةً فِی رَکْعَتَیْنِ کُلٌّ کِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ''اورکہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے'' کہ صحابی ہے ''اس شخص کے بارے میں جو ایک سورہ کو دو رکعتوں میں پڑھتا ہے یا تکرار کرتا ہے ایک ہی سورہ کی دو رکعتوں میں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی ہے'' پس جس طریقے سے بھی پڑھے کوئی کراہت اس میں نہیں۔ عینی نے کہا ہے کہ قتادہ کا قول مطابقت نہیں رکھتا کسی جزء سے بھی جزاء ترجمہ میں سے پس گویا کہ امام بخاری نے اس کو از جہت تنبیہ ذکر کیا ہے یعنی اس نے جو کچھ ذکر کیا اس کے جواز پر ترجمہ کے اجزاء اربعہ میں ہے یا غیر اس کے وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَؤُمُّهُمْ فِی مَسْجِدِ قُبَاءٍ ''اورکہا ہے عبیداللہ نے'' عین مہملہ پر

پیش ہے تصغیر کے ساتھ ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے ''اس نے روایت کی ثابت بنانی سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی انصار میں سے تھا'' اور اس کا نام کلثوم تھا کاف پر پیش ہے بن ہدم ہاء پر زیر ہے دال مہملہ پر سکون ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس ٹھہرے تھے جب پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تھے ''اور وہ مسجد قبا میں امامت کرتا تھا'' یعنی انصار کا امام تھا مسجد قباء میں فَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا يُقْرَأُ بِهِ اِفْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ اُخْرٰى مَعَهَا ''پس جس وقت بھی وہ نماز میں قرأت شروع کرتا یعنی ایسی نماز جس میں جہر سے قرأت کی جاتی ہے تو وہ قرأت کا آغاز قل هو الله احد سے کرتا اور اسے پڑھنے کے بعد دوسری سورۃ کی قرأت شروع کر دیتا۔'' یعنی قل هو الله احد کے بعد متصل دوسری سورہ شروع کر دیتا۔ وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ''اور وہ آدمی ہر رکعت میں ایسے ہی کرتا'' فَكَلَّمَهُ اَصْحَابُهُ وَقَالُوا اِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى اَنَّهَا تُجْزِءُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِاُخْرٰى ''پھر اس کے ساتھیوں نے اسکے ساتھ گفتگو کی اور اسے کہا کہ تحقیق تو شروع کرتا ہے اس سورہ کے ساتھ'' یعنی سورہ قل هو الله احد کے ساتھ ''تو پھر تو نہیں دیکھتا کہ تحقیق تیرے لئے اس سورۃ کی قرأت کافی ہے جبکہ تم دوسری سورہ شروع کر دیتے ہو'' اور تجزئک حرف مضارع کے پیش سے ہے اجزاء سے اور روایت کیا گیا ہے اس کے زبر سے جزی سے اور معنی دونوں کا ایک ہے فَاِمَّا اَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَاِمَّا اَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِاُخْرٰى ''پس یا تو تم صرف سورہ اخلاص کی قرأت کرو یا اس کو چھوڑ کر دوسری سورہ کی قرأت کرو'' فَقَالَ مَا اَنَا بِتَارِكِهَا اِنْ اَحْبَبْتُمْ اَنْ اَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ ''پس اس آدمی نے کہا کہ میں ترک نہیں کروں گا سورہ اخلاص کی قرأت مع دوسری سورہ کے اگر تمہیں یہ پسند ہے تو میں اسی سے تمہاری امامت کروں گا'' وَاِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ ''اور اگر تم پسند نہیں کرتے اس قرأت کے ساتھ میری امامت تو تمہیں چھوڑ دوں گا'' اور تمہاری امامت کو بھی چھوڑ دوں گا وَكَانُوا يَرَوْنَ اَنَّهُ مِنْ اَفْضَلِهِمْ ''اور وہ لوگ اس بات کے معتقد تھے کہ تحقیق وہ آدمی ان سب سے افضل اور بہتر ہے وَكَرِهُوا اَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ ''اور اس بات کو پسند نہ کرتے تھے کہ اس کے علاوہ کوئی اور ان کی امامت کرے'' فَلَمَّا اَتَاهُمُ النَّبِيُّ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ ''پس جس وقت ان کے پاس حضور ﷺ تشریف لائے تو انصار نے حضور ﷺ کو اس صورت حال سے مطلع فرمایا'' یعنی اس آدمی کی قرأت کرنا سورہ اخلاص سے یا دوسری سورہ سے فرض نماز کی ہر رکعت میں فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ اَصْحَابُكَ ''تو حضور ﷺ نے اس شخص کو فرمایا اے فلاں کس چیز نے تمہیں اپنے ساتھیوں کی بات ماننے سے روک رکھا ہے'' وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هٰذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ''اور ہر رکعت میں لازمی طور پر یہی سورۃ پڑھنے کا باعث کیا ہے'' قَالَ اِنِّي اُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ ''اس آدمی نے کہا کہ میں اس سورہ کو محبوب رکھتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اس سورہ اخلاص کی محبت تمہیں جنت میں داخل کر دے گی'' اور صیغہ ماضی کے ساتھ مستقبل کی تعبیر کرنا واسطے ثبوت وقوع ہونے کے ہے مستقبل میں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ جواب دوسرے سوال کا ہے نہ کہ پہلے کا اس لئے کہ سورہ اخلاص سے محبت مانع اسی سورہ کی قرأت سے ہے صرف اور وہ لوگ اس کو اختیار دیئے گئے تھے صرف سورہ اخلاص کے پڑھنے کی ایک رکعت میں یا دوسری سورہ کے پڑھنے کی صرف ایک رکعت میں اور محبت سورہ اخلاص سے التزام کے باعث ہوتی ہے نہ یہ کہ اس کو ضم کرے دوسری سورہ کے ساتھ اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے جزء اول سے ہے اور وہ قول ہے اس کا الجمع بین السورتین اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک رکعت میں دو سورتوں کا جمع کرنا جائز ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے سعید بن جبیر نے اور عطاء بن رباح نے اور علقمہ وابراہیم نخعی نے اور سفیان ثوری نے اور امام ابوحنیفہ نے اور امام مالک اور امام شافعی نے اور امام احمد رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اور ایک روایت کی گئی ہے عثمان سے بھی اور حذیفہ سے اور ابن عمر سے اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعض نے کہا ہے کہ جائز نہیں کہ زیادہ کرے ایک رکعت میں ایک سورہ سے جو فاتحہ کے ساتھ ہو۔

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم نے'' بن ابی ایاس ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرۃ نے'' میم کی پیش سے اور راء مہملہ کی شد سے اور بعض نسخوں میں عن عمرو بن مرة ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ

Marfat.com

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ ''اس نے کہا کہ میں نے سنا ابووائل سے'' ہمزہ سے ہے اور وہ شفیق بن سلمہ ہے کہ ''اس نے کہا کہ ابن مسعود کے پاس ایک آدمی آیا'' اور وہ نھیک تھا نون کے زبر اور ہاء کے زیر سے ابن سنان ہے سین مہملہ پر زبر ہے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی ہیں فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلِ اللَّیْلَةَ فِی رَکْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا کَهَذِّ الشِّعْرِ ''پس اس نے کہا کہ میں نے آج رات ایک رکعت میں مفصل سورتیں پڑھیں'' اور وہ قرآن کی آخری سات سورتیں ہیں ''پس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جلد بازی کرتا ہے مثل جلد بازی کرنے کے شعر پڑھنے میں'' اور ھذا ہا کے زبر سے اور ذال معجمہ کی تشدید سے جلدی کے معنی میں ہے قرأت پڑھنے میں اور منصوب ہے فعل مقدر سے کہ وہ تھذ ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ اس شخص نے جب اپنی زیادہ قرأت پڑھنے کی خبر عبداللہ بن مسعود کو دی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تھذ ھذا کھذ الشعراء یعنی پڑھتے ہو تم قرآن کو جس طرح شعراء شعر کو پڑھتے ہیں۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ اس میں انکار ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس شخص کا ترک ترتیل سے قرآن پڑھنے میں اور قرآن کے معانی میں تدبر نہ کرنے میں

لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِی کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یَقْرُنُ بَیْنَهُنَّ فَذَکَرَ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَیْنِ فِی کُلِّ رَکْعَةً ''تحقیق میں جانتا ہوں ان سورتوں کو'' جو آپس میں مشابہ اور ملتی جلتی ہیں ایک دوسرے سے مقدار میں مانند ان سورتوں کے ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو آپس میں ملا دیا کرتے پس ذکر کیا'' ان سورتوں کو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''بیس سورہ یعنی مفصل میں سے اور دو دو سورتوں کو ان بیس سورتوں میں سے ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے'' اور یقرن، یاء مثناۃ تحتانیہ کے زبر سے اور راء مہملہ کے پیش سے یا زبر سے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ وہ بیس سورتیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرتب کی ہیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ترتیب سے مخالف ہیں اور اسی وجہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور ملانا دو سورتوں کے درمیان پڑھنا ہے دو سورتوں کا ایک رکعت میں جیسے کہ سورہ رحمٰن اور سورہ النجم کا پڑھنا ایک رکعت میں اور سورہ اقترب اور سورہ الحاقہ کا ایک رکعت میں اور سورہ والذاریات اور سورہ والطّور کا ایک رکعت میں اور سورہ واقعہ اور سورہ نون کا پڑھنا ایک رکعت میں اور سورہ سئال سائل اور سورہ والنازعات کا ایک رکعت میں اور سورہ عبس اور سورہ ویل للمطففین کا ایک رکعت میں اور سورہ مدثر اور سورہ مزمل کا ایک رکعت میں اور سورہ ہل اتٰی اور سورہ لا اقسم ایک رکعت میں اور سورہ عم اور سورہ المرسلات ایک رکعت میں اور سورہ اذا الشّمس کورت اور سورہ الدخان ایک

رکعت میں اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے جزءاول سے ہے اور وہ جمع بین السورتین ہے۔

باب يَقْرَأُ فِى الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

''یہ باب تنوین سے ہے یعنی یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی چار گانہ نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحة الکتاب کی قرأت کرے گا''

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے'' اور وہ ابن یحییٰ ابن کثیر ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے اَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِى الظُّهْرِ فِى الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے'' یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھتے تھے وَفِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ ''اور دوسری دو رکعتوں (آخری) میں سورہ فاتحہ پڑھتے اور اپنی قرأت کی ایک آیت ہمیں سنا دیا کرتے'' اور یسمعنا یاء مثناۃ تحتانیہ کی پیش سے اسماع سے ہے وَيُطَوِّلُ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِمَّا لَا يُطِيْلُ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِى الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِى الصُّبْحِ ''اور لمبی قرأت پڑھتے پہلی رکعت میں جب کہ دوسری رکعت میں اس سے کم قرأت پڑھتے اور نماز عصر میں اسی طرح فرماتے اور اسی طرح فرماتے نماز فجر میں'' یعنی پہلی رکعت میں قرأت دوسری رکعت سے زیادہ پڑھا کرتے اور یطول یاء مثناۃ تحتانیہ کے پیش سے اور طاء مہملہ کے زبر سے اور واؤ مشددہ کے زیر سے تطویل سے ہے اور ولا یطیل یاء مثناۃ تحتانیہ کے پیش سے اور طاء مہملہ کے زیر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون سے اطالة سے ہے اور بعض نسخوں میں ما لایطیل من کے سقوط سے ہے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس کے اس قول میں ہے کہ وفی الرکعتین الاخرین بام الکتاب ہے۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ خَافَتَ الْقِرَاءَةَ فِی الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ

''یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے جو نماز ظہر میں اور نماز عصر میں آہستہ قرأت کرتا ہو اور بعض نسخوں میں دونوں جگہ لفظ صلوٰۃ کی زیادتی سے ہے''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِی مَعْمَرٍ ''ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے'' صیغہ تصغیر سے ابن سعید ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جریر نے'' اور وہ ابن عبدالحمید ہے ''اس نے روایت کی اعمش سے'' سلیمان بن مہران ہے ''اس نے روایت کی عمارہ بن عمیر سے'' عین مہملہ پر پیش ہے دونوں جگہ میں ''اس نے روایت کی ابی معمر سے'' دونوں میم پر زبر ہے، عین مہملہ پر سکون ہے اور وہ عبداللہ بن سخیرہ ہے قُلْتُ لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ ''میں نے خباب بن ارت کو کہا کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت فرمایا کرتے' تو خباب نے کہا کہ ہاں'' ان دونوں نمازوں میں قرأت فرمایا کرتے اور بعض نسخوں میں قلنا ہے قلت کی جگہ۔ قُلْنَا مِنْ اَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ مِنْ اِضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ ''ہم نے کہا کہ تم کیسے جان لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت پڑھتے تھے تو اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے جان لیا کرتے'' اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے اور وہ قرأت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ظہر اور عصر میں۔

باب اِذَا اَسْمَعَ الْاِمَامُ الْاٰيَةَ

''یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر امام سنا دے ایک آیت مقتدیوں کو سری نماز میں تو کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اس نماز کی سریت میں اس آیت کے جہر سے''

اور بعض نسخوں میں اسمع کی جگہ سمع ہے جو تسمیع سے ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی يَحْيَى بْنُ اَبِی كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ

اللهِ بْنُ اَبِی قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے'' قربانی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن عمرو اور بعض نسخوں میں حدثنی الاوزاعی ہے مفرد کے ساتھ ''اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو یحییٰ بن ابی کثیر نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ کو عبداللہ بن ابی قتادہ نے'' اور بعض نسخوں میں عن عبد اللہ بن ابی قتادة ہے ''اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو ابی قتادہ ہے اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کَانَ یَقْرَأُ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک دوسری سورۃ کی قرأت فرماتے'' یعنی ہر ایک رکعت میں نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک دوسری سورہ کو پڑھتے تھے۔ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا وَکَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی ''اور کبھی کبھی ہمیں ایک آیت سنا دیا کرتے اور پہلی رکعت میں قرأت لمبی پڑھتے'' اور یطول ، تطویل سے ہے اور بعض نسخوں میں یطیل اطاله سے ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس قول میں ہے کہ ویسمعنا الآیه احیانا ہے۔

باب یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی

''یہ باب اس بارے میں ہے کہ نمازی تمام نمازوں
کی پہلی رکعت میں قرأت کو لمبا کرے''

حَدَّثَنَا اَبُو نَعِیْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِی کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِی قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے'' اور وہ فضل بن دکین ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ بن ابی کثیر سے'' ثاء مثلثہ سے ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن ابی قتادہ سے اس نے روایت کی اپنے والد ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ''تحقیق کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں قرأت لمبی کیا کرتے'' وَیُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَةِ '' اور دوسری رکعت میں قرأت مختصر کیا کرتے'' وَیَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی صَلٰوةِ الصُّبْحِ ''اور نماز فجر کی

Marfat.com

پہلی رکعت میں لمبی قرأت فرماتے اور دوسری رکعت میں مختصر'' اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے اور وہ قول ہے اس کا کَانَ یُطَوِّلُ فِی الرَّکعة الاولٰی من صلٰوة الظهر۔

باب جَهرِ الْاِمَامِ وَ النَّاسِ بِالتَّامِیْنِ

''یہ باب امام اور مقتدیوں کے جہر سے آمین کہنے کے حکم کے بیان میں ہے''

تامین تفعیل کے وزن پر، امن سے ہے جب کوئی شخص آمین کہتا ہے تو لوگ کہتے ہیں امن فلان اور وہ اسم فعل ہے استجب کے معنی پر اور تمام قراء کے نزدیک اور سب روایات میں ہمزہ کی مد سے اور میم کی تخفیف سے ہے مبنی زبر سے اور میم کی تشدید سے غلط ہے چاروں مذاہب میں اور شوافع نے اختلاف کیا ہے اس سے نماز کے باطل ہونے میں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ غلطی مفسد نماز ہے اور اسی قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہ آمین کے میم پر تشدید بہت بڑی غلطی ہے لیکن اس نے بطلان نماز کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے مفسد نماز ہے اور صاحبین کے قول سے مفسد نماز نہیں اس لئے کہ قرآن کریم میں اس کے مثل پایا جاتا ہے اور وہ یہ قول خداوند تعالیٰ کا ہے و لا آمین البیت الحرام اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور اگر اس پر وقف کیا جائے تو نون کو ساکن کرنا ہوگا اور اگر وصل کیا جائے تو زبر دیا جائے گا بوجہ التقاء ساکنین اور طلب تخفیف کی وجہ سے بعضوں نے کہا ہے کہ معنی اس کا لِیَکُنْ کذٰلک ہے اور بعض نے کہا ہے کہ افعل کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک معنی اس کا لا تخب رجاء نا ہے اور بعض کے نزدیک لَا یَقْدِرُ عَلٰی هٰذا غَیْرُکَ ہے

وَقَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ ''اور عطا نے کہا'' اور وہ ابن ابی رباح ہے ''آمین دعاء ہے'' اور عطا کا یہ قول تقاضا کرتا ہے کہ کہے اس کو امام اور مقتدی بھی کیونکہ دونوں کے درمیان دعاء مشترک ہے اور اسی کی تائید عطاء کے اس قول سے ہوتی ہے جو یہ ہے اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَرَاءَهٗ حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً ''ابن زبیر نے آمین کہا'' اور وہ عبداللہ بن زبیر بن عوام ہے ''اور آمین کہا مقتدیوں نے جو اس کے پیچھے تھے یہاں تک کہ مسجد اونچی نیچی آوازوں سے گونج اٹھی'' اور بعض نسخوں میں فی المسجد ہے

Marfat.com

للمسجد کی جگہ اور للجة دو لام سے ہے ایک لام ابتدائیہ ہے اور دوسرا لام کلمہ کا اپنا ہے اور جیم پر تشدید ہے بمعنی اونچی آوازوں کے منصوب اسلئے کہ اسم ان کا ہے اور ایک روایت میں لجلبة بھی آیا ہے اور جیم اور لام اور باء موَحدہ کے ساتھ ملی جلی آوازوں کے معنی میں اور بعض نسخوں میں لَزَجَةً آیا ہے زاء معجمہ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں زاء معجمہ کی جگہ راء مہملہ کے ساتھ لرجه آیا ہے اور آوازوں کی نسبت مجازی طور پر ہے جیسے کہ سَالَ الْوَادِی اور اس اثر کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ جب عطا نے کہا کہ آمین دعاء ہے اور دعاء مشترک ہے امام اور مقتدی کے درمیان پس تاکید اس کی ہوئی اس چیز سے جس سے روایت کیا عبداللہ بن الزبیر نے وَكَانَ اَبُو هُرَيْرَةَ يُنَادِی الْاِمَامَ لَا تَفُتْنِیَّ بِاٰمِينَ ''اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو نداء کرتے کہ مجھے اس حال میں نہ چھوڑیں کہ آمین کہنے سے رہ جاؤں'' قسطلانی نے کہا ہے کہ وہ امام علاء بن حضرمی تھا' بحرین میں عبدالرزاق کے پاس ولا تفتنی ہے پہلی تاء مثناۃ فوقانیہ کے زبر سے اور فاء کے پیش اور تاء مثناۃ فوقانیہ ثانیہ کے سکون سے فوات سے ہے اور یہ بھی روایت ہے لا تسبقنی سبق سے ہے یعنی سبقت نہ کرو مجھ سے آمین کہنے پر اور بیہقی نے روایت کی ہے حدیث ابی رافع کی کہ بتحقیق تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ اذان کہتے تھے لوگوں کو خبر کرنے کیلئے اور اقامت بھی کہتے تھے اور صفیں بھی برابر کرتے تھے اور لوگ نماز شروع کرنے کے لئے جلدی کیا کرتے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فارغ ہونے سے پہلے پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر یہ بات شرط کردی کہ اس سے ولا الضالین کہنے میں سبقت نہ کریں یعنی سورہ فاتحہ کو اس وقت ختم کریں جب وہ جان لیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں داخل ہو گیا ہے تاکہ اس سے آمین کہنا فوت نہ ہو جائے'' حاصل یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے مفہوم ہوتا ہے جہر امام کا آمین کہنے میں اور یہی وہ جگہ ہے ترجمہ کی وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهُ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِی ذٰلِكَ خَيْرًا ''اور کہا نافع نے'' جو آزاد کردہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے ''کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فاتحہ کے بعد آمین کو ترک نہ کرتے تھے'' اور اس سے یہی ظاہر ہے کہ آمین کہنے میں جہر کیا کرتے تھے چاہے امام ہوتے یا مقتدی اور یہی مطلب ہے ترجمہ میں ''اور لوگوں کو آمین کہنے پر ترغیب دلایا کرتے'' یعنی جہر سے ''اور میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے آمین کہنے پر بہت ثواب کے بارے میں سنا ہے'' اور خیرا یاء مثناۃ تحتانیہ سے ہے اور بعض نسخوں میں باء موَحدہ سے ہے پس معنی ایسا

Marfat.com

ہوگا کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے آمین کہنے کے ثواب پر حدیث مرفوع سنی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ مُسَيِّبٍ وَ اَبِى سَلَمَةَ بْنِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تینسی ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' زہری ہے ''اس نے روایت کی سعید بن مسیّب اور ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن سے'' اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رضى الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا ''تحقیق خبر دی ان دونوں نے ابن شہاب کو ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو'' فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ''اس لئے کہ تحقیق جس کا آمین کہنا موافق ہوا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ تو اس کے سابقہ گناہ سب بخش دیے جائیں گے'' وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ اٰمين ''ابن شہاب نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ فاتحہ ختم کرنے کے بعد آمین کہتے تھے'' قسطلانی نے کہا کہ امام بخاری نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد اپنے اس قول سے کہ اذا امن الامام فامنوا ہے سے حقیقت تامین کی ہے نہ وہ چیز جو تاویل کی گئی اس لفظ سے کہ استجب ہے یا اس کے علاوہ دوسرے الفاظ اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن قوی ہے بوجہ فعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔ صاحب خیر جاری'' نے کہا ہے کہ یہ حدیث مفید ہے آمین کو جہر سے کہنے کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول جہر کے بغیر سنا نہیں جا سکتا اور اسی سے ترجمہ موافق ہے اور حنفیہ نے کہا ہے کہ آمین کہنے میں اخفاء کرے کیونکہ یہ دعا ہے اور دعاء میں اصل اخفاء ہے بوجہ قول خداوند تعالیٰ کے ادعوا ربکم تضرعا و خفیة یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کرو عاجزی زاری اور چھپی ہوئی اخفاء کے ساتھ اور اس لئے بھی کہ فرق پڑتا ہے قرأت کلام اللہ کی کیفیت میں جو ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے اور ایسی دعاء کہ نہ کلام اللہ ہے اور نہ کوئی ضروری رکن ہے نماز کا تو حاصل نہیں ہوتی عاجزی وغیرہ بغیر اخفاء آمین کہنے میں اور جو حدیث روایت کی ہے ابن شہاب نے وہ محمول ہے تعلیم امت پر۔

Marfat.com

باب فَضْلِ التَّامِيْنَ

''یہ باب نمازی کے آمین کہنے کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تنیسی ہے ''اس نے کہا ہمیں خبر دی امام مالک نے اس نے روایت کی ابی الزناد سے'' اور وہ عبداللہ بن ذکوان ہے ''اس نے روایت کی اعرج سے'' اور وہ عبدالرحمٰن بن ہرمز ہے ''اس نے روایت کی ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِى السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت تم میں سے کوئی ایک آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پس جب موافق ہو جائیں وہ دونوں آمین'' یعنی ایک آمین کہنا تمہارا اور دوسرا آمین کہنا فرشتوں کا ''تو بخش دیے جائیں گے اس کہنے والے کے گناہ جو پہلے گزر چکے ہیں'' من بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

باب جَهْرِ الْمَأْمُوْمِ بِالتَّامِيْنِ

''یہ باب مقتدی کا آمین جہر سے کہنے کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِى بَكْرٍ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے'' میم کے زبر سے سین مہملہ کے سکون سے اور دوسری میم بھی زبر سے ہے آخر میں ہاء ہے ''روایت کی اس نے امام مالک سے اس نے روایت کی سمی سے'' سین مہملہ پر پیش ہے اور میم کے زبر ہے اور یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید سے ''آزاد کردہ ہے ابی بکر کا'' بن عبدالرحمٰن الحارث ہے ''اس نے روایت کی ابی صالح سے'' ذکوان ہے ''اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه

وآلہ وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ فقولوا اٰمین ''تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت امام غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین کہے تو تم کہو آمین'' فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ''اس لئے کہ جس کا قول موافق ہو جائے گا قول ملائکہ کے ساتھ آمین کہنے میں تو بخش دیئے جائیں گے اس کے گناہ جو پہلے گزر چکے ہیں'' پس اگر تو کہے حدیث اور ترجمہ میں موافقت کی کیا وجہ ہے' میں کہتا ہوں کہ سابقہ روایت سے امام کی جہر سے آمین کہنا معلوم ہوا یہاں مقتدیوں کو آمین کہنے کے لئے امر ہے اور امر آمین کہنے کے لئے مطلق ہے اور مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے اور اس سے فرد کامل کا آمین کہنا بالجہر ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا کہ ذنب شامل ہے گناہ کے لئے صغیرہ ہو یا کبیرہ کہ اللہ رب العزت واسع المغفرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ان اللہ یغفر الذنوب جمعیا اور یہاں مراد فرشتوں سے آسمان کے فرشتے ہیں جیسے کہ سابقہ حدیث میں ذکر ہے قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ انتھٰی اور حنفیہ کے نزدیک امام اور مقتدی سب آمین آہستہ کہیں گے اور دلیل پکڑتے ہیں اس آیت سے جو پہلے ذکر ہوئی اور ان احادیث کے متعلق یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ احادیث مذکورہ آیت شریف سے پہلے وارد ہوئی ہوں تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِی صلی اللہ علیه وآله وسلم وَنُعَیْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ''اتباع کی ہے سمی کی محمد بن عمرو نے اس نے ابی سلمہ سے روایت کی اس نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضور ﷺ سے اسی طرح اتباع کی ہے سمی کی نعیم نے'' تصغیر نعم ہے مجمر اسم فاعل کے صیغہ سے ہے اجمار سے اور نعیم مرفوع ہے بوجہ عطف اس کے محمد بن عمرو پر اور حاصل یہ ہے کہ سمی اور محمد اور نعیم رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے لیکن پہلے دو حضرات جو ہیں انہوں نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے واسطہ کے ساتھ اور نعیم نے روایت کی ہے بغیر واسطہ کے۔

باب اِذَا رَکَعَ دُوْنَ الصَّفِّ

''یہ باب اس حکم کے بیان میں ہے کہ ایک شخص صف سے پیچھے اکیلے رکوع کرے''

یعنی ایک شخص داخل ہوا مسجد میں اور اس نے امام کو رکوع میں پایا پھر اگر صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کیا

اس نے صف کے پیچھے اکیلے تو اس کا حکم کراہت کا ہے اور اس باب کی مناسبت سابق سے اس وجہ سے ہے کہ جس طرح آمین کہنا قرأت کے بعد ہے تو رکوع بھی قرأت کے بعد ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَعْلَمِ وهو زيادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِى بَكْرَةَ

''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے'' ہاء کے زبر سے اور میم کی تشدید سے' یحییٰ کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی اعلم سے'' افعل کے وزن پر علم سے ہے دو زبروں کے ساتھ شق شفتین کے معنی پر ''اور نام اس کا زیاد ہے'' زاء معجمہ کے زیر سے یاء مثناۃ تحتانیہ کی تخفیف سے ابن حسان بن قرۃ الباہلی کہ صغار تابعین سے ہے اور اس کو اعلم کہتے تھے اس لئے کہ مشقوق شفتین (اس کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے) ''اس نے روایت کی حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ابی بکرہ سے'' باء موحدہ پر زبر ہے کاف پر سکون ہے اور وہ نفیع بن حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ ہے، بصرہ کے فضلاء صحابہ میں سے تھا اَنَّهُ اِنْتَهَى اِلَى النَّبِى صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قبل اَنْ يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ ''تحقیق پہنچا وہ ابی بکرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور حال یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں تھے پس ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے رکوع کیا صف میں پہنچنے سے پہلے اور صف میں داخل ہونے سے پہلے' فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ ''پس ذکر کیا گیا رکوع کرنا ابی بکرہ کا صف میں داخل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بکرہ کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرے تم کو از روئے حرص'' یعنی زیادہ کرے اللہ تعالیٰ تیرے حرص کو تمام افعال نماز کو حاصل کرنے میں جماعت کے ساتھ ''اور آئندہ ایسا نہ کرنا'' یعنی صف میں داخل ہونے سے پہلے اور صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر رکوع نہ کرنا کیونکہ یہ مکروہ ہے اور تعد تاء مثناۃ فوقانیہ زبر کے ساتھ عین مہملہ پیش کے ساتھ عود سے ہے اکثر روایتوں میں اور بعض روایات میں پہلے حرف پر پیش یعنی تاء پر اور دوسرے کے زیر سے یعنی عین کے اعادہ سے ہے اور بعض کے بیان سے معلوم ہوتا ہے تاء پر زبر اور عین پر سکون عدو سے جیسے کہ ''خیر جاری'' میں ہے۔ قسطلانی میں ہے کہ نہی محمول ہے نہی تنزیہی پر اور اگر یہ نہی تحریم کے لئے ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا بکرہ کو امر فرماتے کہ پھر نماز پڑھو سوائے اس کے نہیں کہ منع فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابا بکرہ کو آئندہ اس فعل کے کرنے سے افضل پر عمل کرنے کے لئے اور اختیار کیا تحریم کو احمد اور اسحاق اور ابن خزیمہ نے شوافع میں

سے بوجہ حدیث وابصہ کے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعادۂ نماز پر امر فرمایا تھا یا مراد لا تعد سے اعادہ نہ کرنا ہے تنگیٔ وقت کی طرف یعنی وقت اتنا تنگ مت کرو کہ جماعت کے لئے سعی کرتے ہوئے دوڑنے کا محتاج ہو جائے یہاں تک کہ جان پر بن آئے اور پھر بھی امام کو نہ پائے مگر رکوع میں یا لا تعد سے مراد نہی ہے حالت رکوع میں جانے سے جیسے کہ حماد کی روایت میں ہے کہ ابو بکرہ صف میں داخل ہوا تھا حالت رکوع میں پس اگر تو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکرہ صحیح راہ پر تھے اور آخر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلطی پر تھے میں کہتا ہوں کہ جواب دیا ہے ابن منیر نے تصویب بلحاظ حرص کے ہے فضیلت جماعت پانے کے لئے اور خطا بوجہ خاص ہے کہ وہ صف کے پیچھے تنہا رکوع کرنا ہے اور مطابقت اس حدیث کی اس قول میں ہے فرکع قبل ان یصل الی الصف۔

باب اِتمَامِ التَّکبِیرِ فِی الرُّکُوعِ

''یہ باب تکبیر کو رکوع میں ختم کرنے کے بیان میں ہے''

یعنی تکبیر انتقال کو قیام سے شروع کرے گا اس طریقے سے کہ الف اللہ کا قیام میں واقع ہو اور اکبر کی راء حالت رکوع میں ختم ہو قَالَهُ ابنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تکبیر کو رکوع میں پورا کیا جائے کہا ہے اس کو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَفِیهِ مَالِکُ بنُ الحُوَیرَثِ ''اور اس بارے میں مالک بن حویرث کی حدیث بھی ذکر کی جائے گی'' جو آنے والی ہے باب مکث بین السجدتین میں۔

حَدَّثَنَا اِسحَاقُ الوَاسِطِیّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الجُرَیرِیِّ عَنْ اَبِی العَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمرَانَ بنَ حُصَینٍ ''ہمیں حدیث بیان کی اسحاق واسطی نے'' بن شاہین ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی خالد نے'' اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے اور وہ ابن عبداللہ طحان ہے ''اس نے روایت کی جریری سے'' جیم کے پیش سے پہلی راء مہملہ کے زبر سے اور وہ سعید ابن ایاس ہے ''اس نے روایت کی ابی العلاء سے'' اور وہ یزید بن عبداللہ شخیر ہے

Marfat.com

''اس نے روایت کی'' اپنے بھائی ''مطرف سے'' میم کے پیش سے طاء مہملہ کے زبر سے اور راء مہملہ مکسورہ پر تشدید سے آخر میں فاء ہے اور وہ بھی عبداللہ شخیر کا بیٹا ہے ''اس نے روایت کی عمران بن حصین سے'' حاء مہملہ کے پیش سے اور صاد مہملہ کے زبر سے قَالَ صَلّٰی مَعَ عَلِیٍّ بِالْبَصَرَةِ فَقَالَ ذَکَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً کُنَّا نُصَلِّیْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''مطرف نے کہا کہ نماز پڑھی'' عمران بن حصین نے ''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ میں'' واقعہ جمل کے بعد ''پس عمران نے کہا'' اس شخص نے'' یعنی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہمیں وہ نماز یاد دلا دی جو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے'' اور بصرہ تثلیث کے ساتھ تین لغت پر ہے اور مشہور زبر ہے اس کی اور ذکرنا کاف کی تشدید سے راء مہملہ کے زبر سے تذکیر سے ہے یاد دلانے کے معنی میں اور بعض نسخوں میں مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جگہ مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واقع ہے فَذَکَرَ اَنَّهٗ کَانَ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَفَعَ وَ کُلَّمَا وَضَعَ ''پس بیان کیا ''عمران بن حصین نے ''تحقیق'' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جس وقت کسی رکن سے اپنا سر اٹھاتے اور جس وقت کسی رکن میں اپنا سر جھکاتے تو تکبیر کہتے'' اور وضع نیچے کرنے کو کہتے ہیں اور اس سے عموم معلوم ہوتا ہے لیکن مخصوص ہے سمع اللہ لمن حمدہ والی حدیث سے اور اس حدیث میں مشروعیت تکبیر کی ہے ہر نیچے جانے اور اوپر اٹھنے میں پس جمہور علماء تکبیر تحریمہ کے سوا سب تکبیروں کے استحباب کے قائل ہیں اور امام احمد رضی اللہ عنہ سب تکبیروں کے وجوب کے قائل ہیں اور قول اس کا ذکرنا میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو تکبیر وہ کہ اس نے ذکر کی ہے اس کو اس نسیان کی وجہ سے ترک کیا تھا یا عمداً ترک کر دیا ہوگا اور پہلے جس نے ترک کیا تھا وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے جس وقت کہ وہ ضعیف ہوئے اور ضعیف ہوئی آواز ان کی اور احتمال ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ترک تکبیر سے مراد ترک جہر ہو تکبیر کی اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس کے اس قول سے ہے کہ کَانَ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَفَعَ وَ کُلَّمَا وَضَعَ اس لئے کہ یہ عبارت ہے رکوع کی تکبیر سے اگر تو کہے کہ حدیث دلالت کرتی ہے صرف تکبیر پر اور ترجمہ تکبیر کے پورا کرنے پر ہم کہتے ہیں کہ شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر پوری ہوتی رکوع میں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تنیسی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' زہری ہے ''اس نے روایت کی ابی سلمہ سے'' بن عبدالرحمن ہے ''اس نے روایت کی

Marfat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''صحابی ہے اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّىْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خفض وَ رَفَعَ ''تحقیق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو امامت کرتے تو جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے'' فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّىْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله وسلم ''پس جس وقت نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے البتہ میں نماز میں تم سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت کرنے والا ہوں'' تکبیرات انتقالات کہنے کے بارے میں اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِى السُّجُوْدِ

''یہ باب تکبیر کو سجدہ میں ختم کرنے کے بیان میں ہے''

یعنی اس طرح سے کہ تکبیر کو شروع کرے قیام میں اور پورا کرے سجدہ میں جیسے کہ رکوع کے بارے میں گزر گیا۔

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالنعمان نے'' اور وہ محمد بن فضل سدوسی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے اس نے روایت کی غیلان سے'' غین معجمہ سے زبر سے یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون سے ''بن جریر ہے'' جیم کے زبر سے پہلی راء مہملہ کے زیر سے ''اس نے روایت کی مطرف بن عبداللہ سے'' بن شخیر ہے صیغہ اسم فاعل سے ہے قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا وَ عِمْرَانُ ابن حُصَيْنٍ وَ كَانَ اذا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ مطرف بن عبداللہ نے کہا ''کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعت پڑھنے کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے'' فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِىْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ''جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑا'' اور کہا کہ تحقیق اس نے یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلادی'' اَوْ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه و آله وسلم ''یا یہ کہا کہ تحقیق علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نماز

Marfat.com

پڑھائی'' اور او یہ شک راوی کا ہے کہ وہ حماد ہے یا اس کے علاوہ دوسرا کوئی راوی ہوگا راویوں میں سے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ تحقیق مطرف نے روایت کی عمران بن حصین سے اس حدیث کو جو باب سابق میں گزر گئی اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ مطرف عمران بن حصین کے ساتھ نہ تھا اور اس حدیث میں صریحاً ذکر ہے کہ مطرف عمران حصین کے ساتھ تھا۔ فتح الباری میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا ہو اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس کے قول و کان اذا سجد میں ہے حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِی بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی عمرو نے'' عین مہملہ کے زبر سے بن اوس ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان ہی ھشیم نے'' ہاء کی پیش اور شین معجمہ کی زبر سے ہے'' وہ ابی بشر سے روایت کرتا ہے'' باء موحدہ کے نیچے زیر ہے۔ اور شین معجمہ ساکن ہے اور وہ حفص بن ابی وحشیۃ الواسطی ہے'' اس نے روایت کی عکرمہ سے'' جو آزاد کردہ ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قَالَ رَاَيْتُ رَجُلاً عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِی كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ ''عکرمہ نے کہا میں نے مقام (ابراہیم) میں ایک آدمی کو دیکھا'' اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے'' اس حال میں کہ وہ ہر دفعہ جھکنے میں اور اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے'' یعنی سجدہ میں اور رکوع میں اور قیام میں وَاِذَا قَامَ وَاِذَا وَضَعَ ''اور جس وقت کہ اٹھتے اور جس وقت کہ اپنا سر سجدہ میں رکھتے'' فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَوَلَيْسَ تلك صَلٰوةَ النَّبِیِّ صلى الله عليه و آله وسلم لَا اُمَّ لَكَ ''پس میں نے خبر دی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو'' اس آدمی کے تکبیر کہنے کے بارے میں ہر ایک رکن کی تبدیلی میں'' تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا نہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز! نہیں ماں تیری'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اسی طرح تھی اور استفہام انکاری ہے اور یہ انکار بوجہ عکرمہ کے انکار کے ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز سے عکرمہ نے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر دی وہ بر سبیل انکار تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی مقتضاء اثبات ہے کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے اور لام لک میں کلمۂ ذم ہے عرب کے لوگ کسی کی مذمت کرتے وقت ایسے ہی کہتے ہیں اور اس طور پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کی مذمت کی کہ وہ اس سنت سے لاعلم تھے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

باب التَّكْبِيرِ اِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

''یہ باب اس شخص کے حکم کے بیان میں ہے جب

دوسرے سجدے سے تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے''

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے'' بن یحییٰ ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے'' اس نے روایت کی قتادہ سے'' بن دعامہ ہے'' اس نے روایت کی عکرمہ سے'' کہ آزاد کردہ ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بمكة فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَ عِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً ''عکرمہ نے کہا'' جو تابعی ہے کہ'' میں نے ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی'' یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے'' مکہ مکرمہ میں ظہر کی نماز تو اس نے بائیس تکبیریں کہیں'' اس لئے کہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں تو چار رکعتوں میں بیس تکبیریں ہیں علاوہ تکبیر تحریمہ کے اور قاعدہ اولیٰ سے اٹھنے کی تکبیر کے اور گیارہ تکبیریں ہیں دو رکعتوں میں اور سترہ تکبیریں ہیں تین رکعتوں میں اور بائیس تکبیریں ہیں چار رکعتوں میں اور پنج گانہ نماز میں چورانوے تکبیریں ہیں فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ اَحْمَقُ

''پس میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ شیخ احمق ہے'' یعنی کم عقل ہے فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي

الْقَاسِمِ صلى الله عليه وآله وسلم ''پس عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کہا تمہاری ماں تمہیں گم کردے یہ تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے'' اور ابوالقاسم کنیت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بعض نسخوں میں قال ہے بغیر فاء کے اور لفظ ثکلتک ثاء مثلثہ زبر کے ساتھ اور کاف کے زیر سے مشتق ہے ثکل سے ثاء مثلثہ کے پیش سے اور وہ گم کر دینا ہے عورت کا اپنی اولاد کو اور بعض نسخوں میں تلک سنة ابی القاسم ہے اور لفظ سنة یا مرفوع (پیش کے ساتھ) ہے بوجہ خبر ہونے مبتدا محذوف کی اور تقدیر یہ ہے هٰذه سنة ابی القاسم اور یا منصوب ہے فعل مقدر سے کہ فَعَلَ ہے یعنی فَعَلَ سُنَّةَ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور گم کرنا کنایہ ہے اس کی موت سے قسطلانی نے کہا کہ عکرمہ دعاء مذکور کا مستحق ہوا تھا بسبب اس چیز کے کہ اس نے ذکر کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے اس لئے کہ اس نے نسبت کی تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف حماقت کی اور یہ انتہائی جہالت ہے اور حال یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سے

Marfat.com

بری تھے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ عدد تکبیرات چارگانہ نماز میں بغیر تکبیر قیام کے سجدہ سے حاصل نہیں ہوتی وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا اَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ ''اور کہا موسیٰ نے'' بن اسمٰعیل ہے ''ہمیں حدیث بیان کی ابان نے'' ہمزہ کے زبر سے باء موحدہ کی تخفیف سے اور وہ ابن یزید عطاء ہے اس نے روایت کی موسیٰ کو ابان سے اسی طرح جس طرح روایت کی اس نے ہمام سے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ'' بن دعامہ نے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے'' جو آزاد کردہ ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوبَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ''ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے'' باء موحدہ کے پیش سے اور کاف کے زبر سے نسبت ہے اس کے دادا کی طرف بوجہ اس کی شہرت کے اور والد اس کا عبداللہ مخزومی بصری ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی لیث نے'' ابن سعد مصری ہے ''اس نے روایت کی عقیل سے'' عین مہملہ کے پیش سے ابن خالد ایلی ہے ''اس نے روایت کی ابن شہاب سے'' زہری ہے ''اس نے کہا مجھ کو خبر دی ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے'' قرشی مدنی ہے کہ فقہاء سبعہ میں سے ایک ہے اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُومُ ثُمَّ حِيْنَ يَرْكَعُ ''تحقیق سنا ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حال میں کہ وہ کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تیار ہو جاتے اور متوجہ ہوتے نماز کے لئے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے پھر جس وقت رکوع کرتے تو تکبیر کہتے'' یعنی تکبیر کو رکوع میں ختم کرتے اگرچہ اس کی ابتداء قیام میں ہوتی ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے جس وقت کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے'' یعنی تسمیع کی ابتدا حالت رکوع سے ہوتی اور قیام میں ختم فرماتے اور تسمیع کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اس شخص کی جو اس کی حمد وثناء کہتا ہے'' یعنی حمد کہنے والا مقبول بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے'' پھر اس کے بعد کہتے ربنا لک الحمد اس حال میں کہ کھڑے رہتے'' یعنی اے ہمارے پروردگار خاص تیرے لئے ہے جنس حمد وثنا کسی شخص کے لئے بھی اس میں شرکت نہیں ہے قسطلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں تصریح ہے اس کی کہ امام جمع کرے گا درمیان تسمیع اور تحمید کے اور یہی قول ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسی پر اتفاق ہے جمہور کا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

نماز جس میں جمع کرتے محمول ہے امامت پر بوجہ اس اکثر واغلب احوال میں امامت کرنے حضور ﷺ کی اور مخالفت کی ہے اس کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول ہے بوجہ حدیث شریف کے کہ اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد اس لئے کہ یہ تقسیم ہے اور تقسیم شرکت کے منافی ہے جیسے کہ قول ہے حضور ﷺ کا البینة علی المدعی والیمین علی من انکر اور باب کے حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ تنہائی کی حالت پر محمول ہے اور نماز نفل پر دونوں حدیثوں میں جمع کرنے کی وجہ سے اور منفرد کو چاہئے کہ دونوں کو جمع کرے قول اصح میں یعنی سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صالح عَنِ اللَّيْثِ وَلَکَ الْحَمْدُ ''عبداللہ بن صالح نے کہا ہے اس حال میں کہ روایت کرتے ہیں لیث سے ولک الحمد'' واؤ کی زیادتی سے جو یحییٰ کی روایت میں ساقط ہے اور یہ واؤ زائدہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ اس کا مقدر ہے جس کی تقدیر یہ ہے لک التسبیح و لک الحمد اور بہت سے نسخوں میں اختلاف ہے اس عبارت کے محل میں، بعض نسخوں میں اس جگہ وارد ہے

اور بعض نسخوں میں حدیث کے آخر میں وارد ہے ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاسَهٗ ''پھر تکبیر کہتے جس وقت انتقال کرتے'' قومہ سے سجدہ کی طرف ''پھر تکبیر کہتے جس وقت سر مبارک سجدہ سے اٹھاتے'' اور یھوی پہلے (حرف) پر زبر اور تیسرے تیسرے پر زیر یسقط کے معنی میں ہے اور تعبیر کرنا اس لفظ سے جلدی کو

سمجھنے کے لئے ہے انتقال میں سجدہ کے لئے جانے میں ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا ''پھر ایسا ہی کرتے پوری نماز میں'' یعنی ہر رکعت میں اسی طرح تکبیرات کہتے تھے ''یہاں تک کہ پوری نماز کو ختم کر لیا کرتے'' وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ اور جس وقت دو رکعتوں کو پورا کر کے قعدہ اولیٰ کے بعد اٹھتے تین رکعت والی نماز اور چار گانہ نماز میں تو تکبیر کہتے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے

باب وَضْعِ الْاَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِى الرُّكُوْعِ

''یہ باب حالت رکوع میں ہتھیلیوں کو زانوؤں پر رکھنے کے بیان میں ہے''

اور اکف کف کی جمع ہے اور رکب راء مہملہ کی پیش ہے کاف پر زبر ہے رکبہ کی جمع ہے راء

مہملہ کی پیش اور کاف کے سکون سے۔ مؤلف جب فارغ ہوا تکبیرات انتقالات کے بیان سے اور تکبیرات کی مقدار اور کیفیت کے بیان سے تو رکوع کے حال کے بیان کو شروع کیا اور اس چیز کی کیفیت کے بیان میں جو نمازی کو رکوع میں کرنا پڑتی ہے تو کہا' باب وضع الاکف -- وَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ فِي اَصْحَابِهِ اَمْكَنَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ''ابوحمید نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے سامنے کہا ہے'' حاء مہملہ پر پیش ہے تصغیر کے صیغہ سے اور وہ عبدالرحمٰن صحابی ساعدی انصاری مدنی ہے'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر مضبوطی سے رکھا'' اس حال میں کہ رکوع میں دونوں زانوؤں کو طاقت اور مضبوطی سے پکڑتے تھے اور اس تعلیق کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' اور وہ ہشام بن عبدالملک طیالسی بصری ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے'' وہ روایت کرتا ہے ابویعفور سے'' یاء مثناۃ تحتانیہ کے زبر سے ہے عین مہملہ سکون سے اور فاء مضمومہ اور واؤ ساکنہ اور راء مہملہ کے ساتھ اور اس کا نام وقدان تھا واؤ پر زبر قاف پر سکون اور دال مہملہ ہے اور نون ہے الف کے بعد اور یہ ابویعفور اکبر ہے روایت صحیحہ کے مطابق'' اس نے کہا کہ میں نے سنا مصعب سے'' تابعی ہے میم کے پیش سے صاد مہملہ کے سکون سے'' بن سعد سے'' بن ابی وقاص ہے يَقُولُ صَلَّيْتُ اِلَى جَنْبِ اَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي اَبِي اس حال میں کہ'' وہ کہتا تھا کہ میں نے نماز پڑھی اپنے والد کے پہلو میں'' جو سعد ابن ابی وقاص صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ''پس برابری کی میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان'' یعنی اپنی ایک ہتھیلی کو رکھا پھر دوسری کو رکھا درمیان میں'' اپنی دونوں رانوں کے'' رکوع کی حالت میں'' تو میرے والد نے مجھ اس کام سے منع کیا'' اور طبقت تطبیق سے ہے اور وہ ایک چیز کو دوسری چیز کے برابر کرنا ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ طَبَّقْتُ النَّعْلَ بالنعل جس وقت ایک جوتی کو دوسری جوتی کے ساتھ برابر کرتے ہو'' وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِيْنَا عَنْهُ ''اور کہا'' سعد بن ابی وقاص نے کہ'' ہم بھی اس کام کو اسی طرح کیا کرتے تھے پس منع کیا گیا ہمیں ایسا کرنے سے'' وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ ''اور امر کیا گیا ہمیں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھیں'' یعنی اپنی ہتھیلیوں کو'' اپنے دونوں زانوؤں پر'' اور ذکر کرنا ہاتھوں کا اور مراد لینا

Marfat.com

ہتھیلیوں کو یہ اس قبیل سے ہے کہ ذکر کیا جائے کل اور مراد لیا جائے جزء اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس کے اس قول میں ہے کہ نضع ایدینا ہے۔

بَاب اِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ

''یہ باب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس وقت نمازی رکوع کو پورا نہ کرے''

اور اذا کا جواب محذوف ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ نماز کا اعادہ نہ کرے اور سوائے اس کے نہیں کہ جواب اس کا یہاں ذکر نہ کیا بوجہ اکتفا کرنے کے اس چیز پر کہ ذکر کیا ہے اس کو اس باب کے بعد آنے والے باب کے متصل باب میں اور وہ باب اَمَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الذی لَمْ يُتِمُّ رُكُوعُه باالاعادة ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ ''ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے'' عین مہملہ کے اوپر پیش ہے ''اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی سلیمان سے'' بن مہران اعمش ہے ''اس نے کہا کہ سنا میں نے زید بن وہب سے'' قَالَ رَاَىٰ حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَايُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ''اس نے کہا کہ حذیفہ بن یمان نے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع اور سجود کو صحیح طریقے پر پورا نہیں کرتا تھا'' ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ وہ آدمی کندی تھا وَقَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْمُتَّ مت عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِى فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم عَلَيْهَا ''اور حذیفہ نے اس شخص سے کہا کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اس حالت میں مرجاؤ گے تو اس دین پر نہیں مرو گے جس پر اللہ تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا'' عینی نے کہا کہ حذیفہ کا یہ قول کہ ماصلیت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے مثل ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کو فرمایا تھا جو نماز اچھے طریقے سے نہ پڑھتا تھا صَلِّ فانک لَمْ تُصَلِّ تیمی نے کہا ہے مراد یہ ہے کہ ماصلیتَ صلوٰۃً کاملۃ یعنی تم نے نماز کامل طریقے پر نہ پڑھی۔ میں کہتا ہوں پس اس تقدیر سے نفی راجع ہوگی کامل نماز کی طرف نہ کہ حقیقت نماز کی طرف اور اسی طرف میلان فرمایا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیونکہ ان دونوں حضرات کے نزدیک رکوع اور سجدہ میں طمانیت

Marfat.com

فرض نہیں ہے اور خلاف کیا ان کے امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور لفظ مت میم کے زیر اور پیش دونوں سے استعمال ہے مات یموت سے اور یہ قول اس کا کہ علی غیر الفطرۃ ہے تو خطابی نے کہا کہ فطرت کا معنی ملت ہے ارادہ کیا تھا اس کلام سے اس آدمی کی توبیخ کا اس کے فعل کی برائی کی وجہ سے تا کہ وہ باز آجائے مستقبل میں اس فعل سے نماز میں جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے من ترک الصلوٰۃ فقد کفر تارک نماز کو حصول کفر پر توبیخ فرمائی یعنی نماز پر ستی کفر کی طرف لے جاتی ہے آدمی کو اور بالفعل دین سے خارج ہونے کا ارادہ نہیں کیا اور کبھی فطرۃ سنت کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ وارد ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں اور رکوع کو پورے طور پر ادا نہ کرنا اور جملہ افعال نماز کے دو وجہ پر ہیں ایک یہ ہے کہ ادائے فعل کے وقت میں کمی کر دے دوسری اس فعل کے اصل میں خلل پیدا کر دے تا کہ واقع نہ ہو اشکال اس صورت میں کہ تقاضا کرتی ہیں اسماء شریعت میں اور یہی وجہ ہے کہ حذیفہ نے اس کا ارادہ کیا ہے اور اس سے نہی کی ہے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ اِسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِی الرُّكُوعِ

''یہ باب نمازی کو رکوع میں اپنی پیٹھ برابر کرنے کے بیان میں ہے''

یعنی پیٹھ ٹیڑھی نہ کرے گا رکوع میں اور ہموار رکھے گا اس طریقے سے کہ اگر پانی کا بھرا ہوا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھا جائے تو پانی نہ گرے سوائے اس کے کہ جب اپنے سر کو اوپر یا نیچے کی طرف ٹیڑھا کرے

وَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ فِی اَصْحَابِهِ رَكَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثُمَّ حَصَرَ ظَهْرَهُ ''اور ابو حمید نے اپنے دوستوں کے سامنے کہا'' ساعدی صحابی ہے صیغہ تصغیر ہے ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ مبارک کو جھکا دیا'' یعنی زمین کی طرف مائل فرمایا اور لفظ حصر حاء کے زبر سے ہے اور صاد مہملہ سے امال کے معنی میں ہے اور بعض نسخوں میں ثم حنی زھرہ ہے حاء مہملہ کے ساتھ اور خفیفہ سے اور معنی دونوں لفظوں کا ایک ہے اور مطابقت اس تعلیق کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

Marfat.com

باب حد اتمام الركوع والاعتدال

فيه والاطمانينة

''یہ باب رکوع کی حد کو پورا کرنے اور رکوع میں سیدھا اور صحیح ہونے
اور رکوع میں آرام کرنے اور برقرار رہنے کے بیان میں ہے''

اور اطمانینة ہمزہ کی زیر سے طاء مہملہ کے سکون سے اور الف کے بعد نون پر زیر ہے اور اس کے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ ساکنہ ہے اور اس کے بعد دوسرا نون ہے زبر کے ساتھ اور آخر میں ہاء ہے اور بعض نسخوں میں طاء مہملہ پر پیش ہے اور یہ اکثر ہے استعمال میں اس لئے اطمان کے دو مصدر ہیں کہا جاتا ہے اطمان الرجل اطمینانا اور طمانیہ اے برقرار ہوا وھو مطمئن اور اسی طرح اطبان باء موحدہ کے ساتھ از روئے ابدال کے اور یہ رباعی مزید فیه سے ہے اور مجرد اس کا طمان ہے تو پھر بنایا گیا افعلل کے باب پر دوسرے لام پر تشدید کے ساتھ تو پھر ہوا اطمان اور اصل اس کی اطمانن ہے نون اول کی حرکت ہمزہ کو دی گئی اور نون کو نون میں مدغم کیا گیا اقشعر کے اصل میں وہ اقشعر ہے اور بعض نسخوں میں لفظ باب نہیں اور جمع کیا گیا اس ترجمہ کو باب سابق کے ترجمہ کے ساتھ لیکن ابی حمید کی تعلیق کو ذکر کیا اس کے درمیان بوجہ خصوصیت پہلے جملے کے۔

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبِّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِی لَیْلٰی عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ''ہمیں حدیث بیان کی بدل بن محبر نے'' بدل باء موحدہ کے زبر سے اور دال مہملہ سے ابن محبر میم پر پیش اور حاء مہملہ پر زبر ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے کہا مجھ کو خبر دی حکم نے'' بن عیینہ ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنا جمع کے صیغہ سے ہے اور بعض نسخوں میں حدثنا ہے ''اس نے روایت کی ابن ابی لیلیٰ سے'' انصاری کوفی ہے ''اس نے روایت کی براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه و آله وسلم وَسُجُودُهُ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ ''اور براء بن عازب نے کہا کہ

Marfat.com

حضور کے رکوع، سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ ہوا کرتا تھا'' یعنی کچھ وقت ہوتا تھا درمیان رکوع اور سجدہ کے اور کچھ وقت ہوتا تھا درمیان دونوں سجدوں کے وَاِذَا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَاخَلَا الْقِيَام وَ الْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ ''اور جس وقت کہ سر مبارک اٹھاتے تھے رکوع سے'' تو کچھ وقت وقفہ فرماتے'' اور قیام وقعود کے دوران بھی وقفہ فرماتے اور یہ وقفہ یعنی قیام اور قعود (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا) میں ایک دوسرے کے برابر ہوا کرتا تھا'' اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ برتقدیر لفظ باب کے وجود سے ہے اس حیثیت سے کہ اس کے قول قریبا من السواء میں نشاندہی ہے اس پر کہ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں تھوڑا فرق تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اصل حقیقت سے زیادہ وقفہ تھا یعنی قیام اور قعود میں وقفہ طویل ہوا کرتا تھا۔ اور مکث کے معنی زیادہ آرام کرنا اور اعتدال ہے ان حالات کی وجہ سے اور مطابقت اس نسخہ میں کہ اس میں لفظ باب نہیں اس جگہ میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم اَلَّذِىْ لَا يُتِمُّ رُكُوْعُهُ بِالْاِعَادَةِ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو رکوع پورا نہ کرنے کی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھنے کا امر فرمایا''

اور اس کے دوبارہ نماز کے بیان میں ہے اور بعض نسخوں میں لفظ باب تنوین سے ہے اور امر صیغہ ماضی کے ساتھ ہے یعنی یہ باب ہے کہ اس کے ترجمہ میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا امر فرمایا جو کہ رکوع پورا نہ کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِى سَعِيْدُ الْمُقْبُرِىُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے'' بن مسرہد ہے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے'' قطان ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنی ہے مفرد کے صیغہ سے ''اس

Marfat.com

نے روایت کی عبید اللہ سے'' عین مہملہ پر پیش ہے ابن عمر العمری ہے'' اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی سعید مقبری نے اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جو کیسان ہے'' اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' اور بعض نسخوں میں عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جگہ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے یعنی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک آدمی داخل ہوا'' اور وہ خلاد بن رافع تھا'' پھر اس آدمی نے دو رکعت نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پھر اس نے سلام عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا'' اور بعض نسخوں میں دخل ہے فدخل کی جگہ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی پھر وہ آدمی چلا گیا اور اس نے دوبارہ نماز پڑھی پھر نماز پڑھنے کے بعد آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور پھر سلام عرض کیا فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثًا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے سلام کا جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی تین بار اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فرمایا'' فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِيْ ''پھر تین بار کے بعد'' اس شخص نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، میں اس سے اچھی نماز پڑھنا نہیں جانتا پس آپ مجھے نماز سکھائیں'' قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ''تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ جس وقت نماز کے لئے کھڑے اور متوجہ ہو جاؤ تو تکبیر تحریمہ کہو'' ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ''پھر قرآن پڑھو جتنا تم پر آسان ہے'' ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ''پھر رکوع کرو اور کچھ دیر ٹھہرو رکوع میں یہاں تک کہ اطمینان پکڑلو تم حالت رکوع میں'' ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ''پھر رکوع سے سر اٹھالو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ'' ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ''پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ اطمینان پکڑلو سجدہ میں'' ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ''پھر سجدہ سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ'' ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ''پھر سجدہ کرو تا کہ اطمینان حاصل ہو سجدے کی حالت میں'' ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِيْ صَلٰوتِکَ كُلِّهَا ''پھر اسی طرح کرو اپنی سب نماز میں'' چاہے فرض نماز ہو یا نفل'' اور باقی واجبات نہ بتائے اس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے کہ اس کو

Marfat.com

معلوم تھے۔قسطلانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ کہاں پائی جاتی ہے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ، کیونکہ اس حدیث میں واقع نہیں ہوئی وہ چیز جو نمازی نے ناقص ادا کی تھی۔پس جواب دیتا ہوں اس سے کہ وارد ہے حدیث رفاعہ ابن رافع میں جو ابن شیبہ نے بیان کی ہے کہ اسی واقعہ میں کہ داخل ہوا ایک آدمی مسجد میں پس پڑھی اس نے نماز ہلکی' اور پوری طرح رکوع اور سجدہ نہ کرتا تھا تو ظاہر یہی ہے کہ مؤلف نے ترجمہ میں اشارہ کیا ہے اسی کی طرف۔

باب الدُّعَاءِ فِی الرکوع

''یہ باب رکوع میں دعاء کرنے کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِی الضُّحَی عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَایِشَةَ رضی اللہ عنہا ''ہمیں حدیث بیان کی حفص ابن عمر نے''عین مہملہ پر پیش ہے''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے''ابن حجاج ہے''اس نے روایت کی منصور سے''بن معتمر ہے''اس نے روایت کی ابی الضحیٰ سے ''ضاد معجمہ پر پیش ہے ہاء مہملہ پر زبر ہے آخر میں الف مکسورہ ہے اور وہ مسلم بن صبیح ہے صاد مہملہ پر پیش ہے باء مؤحدہ پر زبر ہے اور آخر میں حاء مہملہ ہے' کوفی عطاء تابعی ہے جس نے عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں وفات پائی۔''اس نے روایت کی مسروق سے''اور وہ بیٹا اخدع ہمدان کوفی کا ہے''اس نے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے'' قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ فِی رُکُوعِهِ و سجودہ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجود کی حالت میں سبحانک اللھم الخ پڑھتے'' ''یعنی میں تسبیح پڑھتا ہوں اے ہمارے پروردگار تیری تسبیح اس حال میں کہ ملے ہوئے ہیں تیرے شکر اور حمد کے ساتھ اے بار خدا ہمارے گناہ بخش دے'' اور یہ دعاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے خاص کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی رو سے کہ وہ قول ہے باری تعالیٰ کا فسبح بحمد ربک و استغفرہ اچھے طور سے اچھے حالات میں فرض نماز میں بھی اور نوافل میں بھی اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے سمجھ میں آتی ہے۔

Marfat.com

بَابُ مَا يَقُولُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ

اِذَا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

''یہ باب اس چیز کے بیان میں ہے کہ پڑھتا ہے اس کو امام اور جو امام کے پیچھے ہے مقتدیوں میں سے اس وقت جب اپنا سر رکوع سے اٹھالیتا ہے''

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم نے'' بن ابی ایاس ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی ذئب نے'' اور وہ محمد بن عبدالرحمٰن ہے اور دادا اس کا ابی ذئب ہشام ہے ''اس نے روایت کی سعید مقبری سے'' باء موحدہ پر پیش اور زبر دونوں آتے ہیں ''اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الحمد ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہتے سمع اللہ لمن حمدہ تو کہتے اللھم ربنا ولک الحمد اور سمع اللہ لمن حمدہ کا معنی یہ ہے کہ سنتا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل اور قبول فرماتا ہے اس شخص کی دعاء جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی حمد وثناء بیان کرتا ہے اور اللھم ربنا ولک الحمد کا معنی یہ ہے (اے پروردگار ہماری تسبیح اور حمد وثناء تیرے لئے ہے وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاسَهُ يُكَبِّرُ ''اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت رکوع کرتے اور جس وقت سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے'' اور تعبیر کرنا جملہ فعلیہ مضارعیہ پر فائدہ دیتی ہے استمرار کو یعنی ''اللہ اکبر'' رکوع کی ابتدا سے انتہا تک اور اسی طرح ابتداء رفع (سر اٹھانے) کہ رکوع کے انتہا تک بخلاف تکبیر کہنے کہ دونوں سجدوں کے بعد قیام کے لئے کہ وہ مستمر نہیں ابتدا رفع سے قیام تک اور اسی وجہ سے کہا ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ تکبیر نہ کہے گا اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہونے کے لئے جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو جائے وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ''اور جس وقت اٹھتے دونوں سجدوں سے تو کہتے ''اللہ اکبر'' اور یہ احتمال بھی ہے کہ مراد سجدتین سے رکعتین ہو مجاز کے طور پر عینی نے کہا ہے کہ مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے جزاول سے سمجھ میں آتی ہے۔ اور دوسرے جز سے اس قول کے ضم کرنے سے ہے کہ صلوا کما رائیتمونی اصلی

Marfat.com

یعنی ''نماز پڑھو جس طرح کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔ کرمانی نے کہا ہے اگر تو کہے کہ اسلوب میں کیوں تغیر کیا ہے کہ وہاں لفظ تکبیر کہا اور یہاں اللہ اکبر کہا میں کہتا ہوں کلام میں فن کو اجاگر کرنے کے لئے ہے اور اس لئے کہ ارادہ کیا ہے عموم کا کیونکہ تکبیر شامل ہے اللہ اکبر کو بھی تعریف کے ساتھ اور اس کے مانند کو بھی۔

باب فَضلِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحمد

''یہ باب اللھم ربنا ولک الحمد کہنے کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے''

واؤ اور بغیر واؤ کے کہنے میں دونوں روایتیں مذکور ہیں اور بعض نسخوں میں لفظ باب بھی ساقط ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن یوسف نے'' تنیسی ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں امام مالک نے اس نے روایت کی سمی سے'' سین مہملہ پر پیش ہے اور میم پر زبر ہے آزاد کردہ ہے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث کا ''روایت کی اس نے ابی صالح سے'' ذکوان سمان ہے ''اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اَنَّ رَسُولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ فَقُولُوا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحمد ''تحقیق فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ امام کہتا ہے **سمع اللہ لمن حمدہ** تو تم کہو **اللھم ربنا لک الحمد**'' فَاِنَّہُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُہُ قَوْلَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَ لَہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ''اس لئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے ساتھ موافق ہوا بخشے جائیں گے اس کے گناہ جو پہلے گزر چکے ہیں'' اور مطابقت اس حدیث کی ترجمے کے ساتھ ظاہر ہے۔

باب

''یہ باب تنوین کے ساتھ ہے بغیر ترجمہ کے''

اور بعض نسخوں میں لفظ باب بھی ساقط ہے اور بعض نسخوں میں باب القنوت ہے یعنی باب ہے نماز

Marfat.com

قنوت کے بیان میں اور قنوت دعاء کے معنی میں ہے اور ترجمہ کا ثابت رہنا ہی راجح ہے یعنی لفظ القنوت ہونا چاہئے اور اولیٰ یہ ہے کہ لفظ باب ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ لفظ باب یہاں بمنزلہ فصل کے ہو باب سابق سے اور فصل کا حکم یہ ہے کہ اس کے بعد جو اشیاء مذکور ہوں وہ انہی اشیاء کی جنس سے ہیں جو اس سے ماقبل مذکور ہو چکی ہوں گذشتہ باب میں اور یہ ضروری نہیں کہ اشیاء مذکورہ ماقبل اور مابعد میں مطابقت بظاہر صریحا موجود ہو بلکہ کسی ایک حیثیت سے بھی اگر مطابقت موجود ہو تو کفایت کرتی ہے اور یہاں بھی مطابقت اسی طرح سے ہے کیونکہ لفظ باب کے بعد تین حدیثیں مذکور ہیں پہلی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اور اصل اس میں وہ نماز ہے جس میں ذکر قنوت کا ہے اور وہ نماز جس میں ذکر قنوت کا ہے اس میں ذکر تسمیع اور تحمید کا بھی ہے جو قنوت سے زیادہ ہے کیونکہ وہ مقام دعاء کا مقام ہے اور اسی طرح دوسری اور تیسری حدیث ہے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِى سَلَمَةَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن فضالہ نے'' فاء کے زبر سے اور ضاد معجمہ ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے'' دستوائی ہے'' اس نے روایت کی یحییٰ سے'' بن ابی کثیر ہے'' اس نے روایت کی ابی سلمہ سے'' بن عبدالرحمن نے ''اس نے روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے قَالَ لَاُقْرِبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ ضرور بالضرور میں تمہارے قریب کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز'' یا تمہارے نزدیک کروں نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یعنی میں دکھاتا ہوں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اور لفظ اقربن صیغہ واحد متکلم با نون تاکید ثقیلہ ہے مضارع معلوم ہے باب تفعیل سے فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز ظہر کی رکعت اخیرہ میں اور نماز عشاء اور نماز فجر میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے'' اور یقنت نون کے پیش سے ہے اور و الآخرة میں ہمزہ مد سے ہے اور بعض نسخوں میں بغیر ہمزہ کے مد سے ہے بلکہ یاء مثناۃ تحتانیہ کے ساتھ ہے خاء معجمہ کے بعد اور بعض نسخوں میں الآخرہ کی جگہ الاخریٰ ہے ہمزہ کے پیش سے خاء معجمہ کے سکون سے اور راء مہملہ کے زبر سے فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَلْعَنُ الْكُفَّارَ ''پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر معین مؤمنون کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے'' یعنی بالعموم طور پر ''اور غیر معین طور پر لعنت کرتے کافروں پر''

کیونکہ معین کافر پر لعنت جائز نہیں زندہ ہو چاہے مرا ہو مگر اس مرے ہوئے کافر پر لعنت کرنا جائز ہے جس کا مرنا کفر پر نصوص سے ثابت ہو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدِ الحذاء عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن اسود نے'' اور وہ اس کے والد کا دادا ہے ان کی نسبت دادا کی طرف منسوب اس لئے ہے کہ وہ شہرت کی وجہ سے زیادہ مشہور تھے اور ان کے والد کا نام محمد بن حمید بصری ہے جو ۲۲۳ھ میں فوت ہو چکے تھے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل نے'' بن علیہ ہے عین مہملہ پر پیش ہے اور لام پر زبر اور یاء مثناۃ تحتانیہ پر تشدید ''اس نے روایت کی خالد حذاء سے اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' قاف کے زیر سے اور نام اس کا عبداللہ بن زید ہے ''اس نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے'' صحابی ہے اور بعض نسخوں میں ابن مالک کی زیادتی سے ہے قَالَ كَانَ الْقُنُوتُ فِی الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ ''انس رضی اللہ عنہ نے کہا'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی دور (زمانہ) میں ''دعاء قنوت تھی سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد نماز مغرب اور نماز فجر میں'' اور بعض نسخوں میں فی الفجر والمغرب ہے تقدیم تاخیر سے۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بن يَحْيَى بن خَلَّادِ الزُّرَقِی عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ ''ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے'' قعنبی ہے ''اس نے روایت کی امام مالک سے اس نے روایت کی نعیم بن عبداللہ مجمر سے'' پہلے میم کے پیش سے اور دوسرے میم کے زیر سے مجرور ہے نعیم کی صفت پر اور ''اس نے روایت کی علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے'' زاء معجمہ پر پیش ہے راء مہملہ پر زبر انصاری مدنی ہے جو ۱۲۹ھ میں فوت ہوا ہے ''اس نے روایت کی اپنے والد سے'' جس کا نام یحییٰ ہے ''اس نے روایت کی رفاعہ سے'' راء مہملہ کے زیر سے فاء پر تخفیف ہے اور الف کے بعد عین مہملہ ہے رفاعہ نے رافع زرقی سے روایت کی ہے جو صحابی ہے قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّی وَرَاءَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''رفاعہ نے کہا کہ ہم ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے'' اور بعض نسخوں میں لفظ المغرب کی زیادتی سے ہے یعنی مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے فَلَمَّا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ''پس جس وقت اٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے'' یعنی رکوع سے سر کو اٹھانا شروع فرمایا ''تو سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا اور رکعت رکوع کے معنی میں ہے قَالَ رَجُلٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ ''تو ایک آدمی نے یعنی رفاعہ نے کہا ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ'' یعنی اے پروردگار حمد اور

Marfat.com

تسبیح تیرے لئے ہے یعنی بہت ثناء جو ریاء اور دکھاوے سے پاک ہے اور ایسی ثناء جس میں خیر و برکت زیادہ ہو اور بعض نسخوں میں فقال ہے زیادتی فاء کے ساتھ اور بعض نسخوں میں لفظ وراءہٗ بھی زائد ہے فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا ''پس جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے'' تو قوم کی طرف متوجہ ہوئے ''اور فرمایا کون ہے وہ جس نے کلام کیا'' عظیم الشان کلمات کے ساتھ نماز میں؟ ''تو اس آدمی نے کہا کہ میں نے یہ کلمات ادا کئے'' اور بعض نسخوں میں لفظ فی الصلوٰۃ زیادہ ہے المتکلم کے بعد اور بعض نسخوں میں ہے فلم یتکلم احد ثم قالها الثانية فلم يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثم قالها الثالثة وارد ہے اور اس آدمی کا جواب نہ دینا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود وجوب جواب کے شاید کہ وہ ڈرتا تھا اپنے اس کلام کرنے پر کہ ممکن ہے کہ اپنے محل میں واقع نہ ہوا ہو۔ پس اس لئے اس نے عتاب کی وجہ سے اپنے آپ کو چھپا لیا باوجود اس کے کہ سوال خصوصیت سے نہ تھا قَالَ رَاَيْتُ بُضْعَةً وَثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے کچھ اور تیس فرشتوں کو دیکھا کہ سرعت اور جلد بازی کرتے تھے'' ان کلمات کی طرف کہ ''کون ان میں سے پہلے ان کو لکھ لے'' اور بعض نسخوں میں بضعا ہے تاء کے بغیر۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ فرشتے کراما کاتبین کے علاوہ تھے اور یہ وہ فرشتے تھے جو راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں ذاکرین کی تلاش میں اور ملائکہ کی مخصوص تعداد بیان کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ذکر متن مذکور کے ساتھ بھی تینتیس اور تینتیس حرف بنتے ہیں جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور لفظ بضعة اور بضعا باء موحدہ کے زیر سے عدد ہے تین سے زیادہ اور دس سے کم۔

باب الطمانينة حِيْنَ يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

''یہ باب رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے کھڑے ہونے کے بیان میں ہے یعنی قومہ کی حالت میں''

کرمانی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ دوسروں کے نزدیک طمانینہ فرض ہے اور اطمینان طاء ساکنہ سے پہلے ہمزہ کے زیر سے ہے اور بعض نسخوں میں طمانینہ طاء کے پیش سے بغیر ہمزہ کے ہے۔

قَالَ اَبُو حُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم وَاسْتَوىٰ حَتّٰى يَعُوْدُ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ ''ابوحمید نے کہا ہے'' ساعدی صحابی ہے'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو برابر کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ پشت مبارک کے اعضاء (جوڑ) اپنی جگہ پر آ جاتے'' اور بعض نسخوں میں فاستوی ہے اور فقار فاء کے زبر سے قاف کی تخفیف سے پیٹھ کے جوڑ ہیں اور وہ ہڈیاں ہیں اور اس کا واحد فقارۃ ہے اور تحقیق حاصل ہوئی مطابقت اس تعلیق اور ترجمہ کے درمیان اس قول سے کہ فاستوی ہے یعنی قیام کے حالت میں لیکن اس روایت میں کہ واستوی جالسا واقع ہے پس وہاں مطابقت اس اعتبار سے ہے کہ جلوس عبارت ہے سکون سے یعنی ذکر ملزوم سے' ارادہ لازم کا اور صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ مطابقت مناسبت کے اعتبار سے ہے رکوع وسجود کے درمیان۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' ہشام ابن عبدالملک طیالسی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے'' اس نے روایت کی ثابت سے'' بنانی تابعی ہے کَانَ اَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم ''ثابت بنانی نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی صفت بیان کرتا تھا' یعنی انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز بتاتے فَكَانَ يُصَلِّي وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلُ قَدْ نَسِيَ ''پس حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے'' ہمیں سکھانے اور بتانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ''پس جس وقت رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ تحقیق بھول گیا سجدہ کرنا انس'' رضی اللہ عنہ اور بعض نسخوں میں فاذا فاء کے ساتھ اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے'' ہشام بن عبدالملک طیالسی ہے'' اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے'' اس نے روایت کی حکم سے اس نے روایت کی ابن ابی لیلیٰ سے'' کہ نام اس کا عبدالرحمن ہے اور اس کے والد کا نام یسار ہے اور وہ تابعی انصاری ہے'' اس نے روایت کی براء سے'' بن عازب رضی اللہ عنہ ہے صحابی ہے قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم وَسُجُوْدُهُ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ ''براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکوع کا وقت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدہ کے وقفہ کی مقدار اور وہ وقفہ جبکہ رکوع سے سر مبارک اٹھالیا کرتے'' یعنی

Marfat.com

قومہ کے وقفہ کی مقدار اور ''دوسجدوں کے درمیان وقفہ کی مقدار'' یعنی جلسہ تقریبا ایک دوسرے کے برابر ہوا کرتے تھے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ جب رکوع اور قومہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب قریب برابر تھا اور اطمینان رکوع میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا تو اس سے معلوم ہوا اطمینان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قومہ میں بھی حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے'' بن درہم ہے ''اس نے روایت کی ایوب سے'' سجستانی ہے ''اس نے روایت کی ابی قلابہ سے'' عبداللہ بن زید ہے'' قَالَ قَامَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِينَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَذٰلِكَ فِى غَيْرِ وَقْتِ الصَّلٰوةِ ''ابوقلابہ نے کہا کہ کھڑے ہوئے مالک بن حویرث صحابی ہمیں حضور کی نماز دکھانے کے لئے کہ وہ کیسی نماز ہوتی تھی اور ان کا یہ سکھانا فرض نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں ہوتا تھا'' صرف ہمیں سکھانے اور تعلیم دینے کے لئے اور بعض نسخوں میں لفظ صلٰوۃ نکرہ ہے اور یرینا صیغہ واحد مذکر غائب معلوم فعل مضارع ہے ارأة سے فَقَامَ فَامْكَنَ الْقِيَامَ ''پھر وہ کھڑا ہوا اور اس میں دیر کی'' امکن الشیئی اگرچہ جگہ دینے اور کسی چیز پر قادر کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے مگر یہاں لازمی مراد یہ ہے کہ زیادہ وقت حالت قیام میں رہے پس گویا کہ اس نے قیام کو اپنے آپ میں جگہ دی اور باب افعال اور تفعیل اس کے ایک معنی میں ہے، کہا جاتا ہے امکنہ اللہ ومکنہ ثُمَّ رَكَعَ فَامْكَنَ الرُّكُوعَ ''پھر رکوع کیا پس دیر کی رکوع میں'' ثم رفع راسه ''پھر رکوع سے سر اٹھایا'' فَانْصَتَ هُنَيَّةً ''پھر تھوڑی دیر خاموش کھڑے رہے'' اور لفظ انصت ہمزہ قطعی کے ساتھ ہے اور آخر میں تاء مثناۃ فوقیہ کے ساتھ انصات سے ہے بمعنی سکوت کے اور بعض نسخوں میں فانصب ہے ہمزہ وصلی اور آخر میں باء موحدہ تشدید کے ساتھ انصاب سے ہے جو کنایہ ہے انحناء سے رجوع اعضاء کا قیام کی طرف اور بعض نسخوں میں فانتصب قائما واقع ہے باب افتعال سے اور وہ واضح ہے مقصود میں اور هنية باء کے پیش سے نون کے زبر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی تشدید سے تھوڑے وقت کے معنی میں ہے قَالَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ شَيْخِنَا هٰذَا اَبِى بُرَيْدٍ ''ابوقلابہ نے کہا پس نماز پڑھی'' مالک بن حویرث نے ''مانند نماز ہمارے اس شیخ ابی برید کے'' باء موحدہ پر پیش ہے راء مہملہ پر زبر ہے یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون سے اور نام اس کا عمرو بن سلمہ ہے لام کے زیر سے اور بعض نسخوں میں ابی یزید ہے یاء مثناۃ تحتانیہ کے زبر سے زاء معجمہ کے زیر سے غیر منصرف ہے اور ابوذر نے پہلے

Marfat.com

کو صحیح کہا ہے۔ وَکَانَ اَبُوبُرَیْدٍ اِذَا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْاٰخِرَةِ اسْتَوٰی قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ ''اور ابو برید جس وقت کہ دوسرے سجدے سے اپنا سر اٹھاتا'' یعنی آخری سجدہ سے تو بیٹھنے کی حالت میں سیدھا اور برابر ہو جاتا پھر اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے اٹھ جایا کرتا'' یعنی استراحت (آرام) کے لئے بیٹھتا پھر اٹھتا اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس قول میں ہے کہ ثم رفع راسه فانصب هنیه ہے۔

باب یَهْوِیْ بِالتَّکْبِیْرِ حِیْنَ یَسْجُدُ

''یہ باب تنوین سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نمازی
نیچے جائے گا تکبیر کے ساتھ جس وقت سجدہ کرے گا''

یعنی نمازی تکبیر کہتا ہوا قیام سے سجدہ کی طرف جائے گا اور یھوی پہلے حرف کے زبر سے اور پیش سے بھی صحیح ہے اور تیسرے حرف یعنی واؤ پر زیر ہے یھبط کے معنی میں ہے صاحب خیر جاری نے کہا کہ باب کے ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ چاہئے کہ قیام سے سجدے میں جانا اس کیفیت سے ہو جو مقرون ملنے والا ہو قول خاص کے ساتھ اور وہ قول تکبیر ہے اور کیفیت مخصوصہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو زانوؤں سے پہلے رکھے اور قلیل آنے والی حدیث کے قول سے ہے اور فعل پر وہ چیز جس کو روایت کیا ہے نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہے۔

قَالَ نَافِعٌ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَضَعُ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ ''نافع نے کہا'' جو آزاد کردہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور تابعی ہے'' کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''جس وقت سجدہ میں جاتے تو'' دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دونوں زانوؤں سے پہلے زمین پر رکھتے'' عینی نے کہا ہے کہ اہل علم نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو زانوؤں سے پہلے زمین پر رکھنا اولیٰ ہے اور اسی قول کے مطابق فرمایا ہے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور اوزاعی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اور اسی کے مطابق ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن حزم کی بھی ہے اور بعض دوسرے علماء نے کہا ہے کہ دونوں زانوؤں کا ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھنا اولیٰ ہے اور انہی علماؤں میں سے

Marfat.com

ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور نخعی اور مسلم بن یسار اور سفیان بن سعید اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے اصحاب اور اسحاق اور اہل کوفہ رحمت اللہ علیہم اجمعین۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ آداب نماز میں سے ہے رکھنا دونوں زانوؤں کا ہاتھوں سے پہلے اور رکھنا ہاتھوں کا ماتھے سے پہلے اور رکھنا ماتھے کا ناک سے پہلے۔ پس رکھنے میں پہلے اس عضو کو رکھے جو زمین کی طرف نزدیک ہے اور سجدہ سے اٹھنے میں پہلے اس عضو کو اٹھائے جو آسمان کی طرف نزدیک ہے اور اگر موزے پہنے ہوا ہو تو پہلے کفین (ہتھیلیوں) کو رکھے اور دلیل ان کی حدیث شریف ہے وائل ابن حجر کی اس نے کہا کہ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب سجدہ کرنا چاہتے تو پہلے اپنے دونوں زانو زمین پر رکھتے دونوں ہاتھوں سے پہلے حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعیب نے'' بن ابی حمزہ ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' ابن شہاب ہے قَالَ اَخْبَرَنِی اَبُوبَکْرِ بْنُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ الحارث بْنِ ھِشَامٍ وَاَبُو سَلْمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ''زہری نے کہا خبر دی مجھ کو ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام نے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے'' اِنَّ اَبَا ھُرَیْرَةَ کَانَ یُکَبِّرُ فِی کُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَکْتُوبَةِ وَغَیْرِھَا فِی رَمَضَانَ وَغَیْرِہٖ ''کہ تحقیق تھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ تکبیر کہتے تھے'' یعنی اس وقت کہ مروان نے اس کو مدینہ طیبہ میں خلیفہ مقرر کیا تھا ''ماہ رمضان اور رمضان کے علاوہ ہر نماز میں'' یعنی فرض نماز میں بھی اور اس کے علاوہ بھی فَیُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ''پس جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے'' ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ ''پھر تکبیر کہتے جس وقت رکوع کرتے'' ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ ''پھر رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے ثُمَّ یَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ یَسْجُدَ ''پھر سجدہ کرنے سے پہلے ربنا ولک الحمد کہتے'' ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ حِیْنَ یَھْوِیْ سَاجِدًا ''پھر سجدے میں جھکتے وقت اللہ اکبر کہتے'' ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ ''پھر تکبیر کہتے جس وقت اپنے سر کو سجدہ سے اٹھاتے'' ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِی الْاِثْنَیْنِ ''پھر تکبیر کہتے جب قعدہ سے اٹھتے دو رکعتوں کے بعد'' وَیَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی کُلِّ رَکْعَةٍ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ''اور ہر رکعت میں اسی طریقہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے ثُمَّ یَقُوْلُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّی لَاَقْرَبُکُمْ شَبَھًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و

Marfat.com

آلـــه وسـلـم ''پھر جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ تحقیق میں از روئے نماز تمہاری نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں اِنْ کَانَتْ هذه لَصَلٰوتُهُ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا ''تحقیق شان یہ ہے کہ اسی طرح تھی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہاں تک کہ ہم سے جدا ہو گئے اور دنیا کو چھوڑ دیا'' اور کلمہ ان مـخـففه ہے مثـقـله سے اور اسم ان کا ضمیر شان ہے اور هـذه اسـم کان ہے اور والـصـلوته' ان کی خبر ہے اور لام تاکید کیلئے ہے قَالَا وَقَالَ اَبُو هُرَیْرَةَ وَکَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم حِین یَرْفَعُ رَاسَهُ یَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ''ان دونوں نے کہا'' یعنی ابوبکر عبدالرحمٰن اور ابوسلمہ عبدالرحمٰن کے بیٹے نے ''اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے سر مبارک کو رکوع سے اٹھاتے تو کہتے سـمـع الله لمن حمده ربنا ولک الحمد'' واؤ کے ساتھ یعنی جمع فرماتے تسمیع اور تحمید کو تسمیع اس وقت کہتے جب رکوع سے قیام کی طرف انتقال فرماتے اور تحمید اس وقت کہتے جب قیام میں سیدھے کھڑے ہو جاتے جیسا کہ بعض کا مسلک ہے یَدْعُو لِرِجَالٍ وَ یُسَمِّیْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ ''اور دعاء کرتے لوگوں کے لئے مسلمانوں میں سے اور ان کو ان کے ناموں سے یاد فرماتے اور یـدعـو دوسری خبر ہے کـان کی یا عطف ہے حرف عطف کے حذف سے فَیَقُولُ اَللّٰهُمَّ انْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَیَّاشَ بْنَ اَبِی رَبِیْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ''پس فرماتے اے بارِالٰہ عزوجل! نجات دے ولید بن مغیرہ کے بیٹے کو' جو خالد بن ولید کا بھائی تھا ''اور نجات دے سلمہ بن ہشام کو' جو ابوجہل بن ہشام کا بھائی تھا ''اور نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو' جو ابوجہل کا ماموں تھا'' اور یا اللہ عزوجل نجات دے مؤمنین میں سے ضعیفوں کو' اور انـج کا ہمزہ قطعی ہے اور ولید واؤ کے زبر سے اور لام کے زیر سے ہے دونوں میں اور عطف والـمستـضـعـفـین کا از قبیل عام ہے خاص پر اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ ''مؤمنوں کے لئے دعاء نجات کے بعد بطریق عموم وخصوص ہلاکت کفار کے لئے دعا فرماتے۔ فرماتے ''اے بارخدا عزوجل! قبیلہ مضر پر اپنے عذاب کو سخت کر دے'' اور وطـاة واؤ زبر کے ساتھ طاء مہملہ ساکنہ اور ہمزہ کیساتھ بمعنی عذاب وعقوبت کے ہے اور مضر میم کے پیش اور ضاد معجمہ کے ساتھ غیر منصرف ہے اس لئے کہ قبیلہ کا نام ہے وَاجْعَلْهَا عَلَیْهِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ ''اور مسلط فرما ان پر قحط سالی زمانہ یوسف علیہ السلام کی طرح'' سات سال قحط تھا اور مشابہت کی وجہ طول زمانہ اور محنت اور رنج و بلا ہے اور

Marfat.com

رنج وتکلیف کی انتہا تک پہنچنے کے لئے اور اجعلها کی ضمیر راجع ہے وطاۃ کی طرف مضاف کی تقدیر سے جو اجعل وقت وطاتک ہے اس لئے تقدیر زمان مصاف صدر کی طرف شائع ہے اور نون سنین کا اسقاط اضافت کے لئے ہے بوجہ جاری ہونے کے لغت غالبہ اس میں اور وہ جاری کرنا جمع مذکر سالم کی جگہ مشدد کے طور پر کیونکہ وہ غیر عاقل ہے اور بوجہ مفرد کے تغیر کے پہلے میں زیر کی وجہ سے اور اسی وجہ سے نحویوں نے اسے اعراب دیا ہے نون

پر حرکات کو مثل مفرد کے وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ من مُضَرَ مُخَالِفُونَ لَهُ ''اور ان دنوں قبیلہ مضر کے مشرقی باشندہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف تھے'' اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس کے قول میں ہے ثم يقول الله اكبر حين يهوى ساجدا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرُ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ''ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبد اللہ نے'' مزنی بصری ہے ''اس نے کہا حدیث بیان کی ہمیں سفیان نے'' بن عیینہ ہے ''متعدد مرتبہ'' یعنی بہت

مرتبہ بیان کی ''ابن شہاب زہری سے'' قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَقَطَ رَسُولُ اللهِ صلى الله

عليه وآله وسلم عَنْ فَرَسٍ وَ رُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ فَرَسٍ ''ابن شہاب زہری نے کہا کہ میں نے سنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے نیچے گرے'' اور بہت دفعہ سفیان نے من فرس کہا

عن کی جگہ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ ''پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا پہلو زخمی ہو گیا فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ ''پس ہم

لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لئے گئے'' فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بنا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا ''پس نماز کا وقت آ گیا تو نماز پڑھائی'' یعنی امامت فرمائی ''ہمیں اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور ہم لوگ بھی

بیٹھے ہوئے تھے'' وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُودًا ''اور ایک بار سفیان نے یہ کہا کہ ہم نے اس حال میں نماز

پڑھی کہ بیٹھے ہوئے تھے'' فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُئْتَمَّ بِهٖ ''پس جب نماز ادا فرمائی'' یعنی جب نماز سے فارغ ہوئے ''تو فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا کہ اس کی اقتداء کی

جائے'' فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا ''پس جس وقت امام تکبیر تحریمہ کہے تو تم بھی تکبیر کہو'' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا ''اور جس وقت رکوع کرے امام تو تم بھی رکوع کرو'' وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا ''اور جس وقت امام رکوع سے سر اٹھائے تو

تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ'' وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ''اور جس وقت امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو'' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا ''اور جس وقت امام

Marfat.com

سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو'' كَذَا جَاءَ بِهِ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ ''سفیان بن عینیہ نے علی بن عبداللہ کو کہا اس حال میں کہ سوال کرتے تھے ان سے کہ'' آیا میں نے جس طرح اس حدیث کو روایت کیا اسی طرح روایت کیا ہے معمر نے'' تو میں نے کہا کہ ہاں اسی طرح روایت کیا ہے اس حدیث کو معمر نے اور ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے پہلے اس کے قول سے کہ كذا ہے اور معمر دونوں میم کے زبر سے' بن راشد بصری ہے صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ کہا شیخ بن حجر نے کہ علی بن عبداللہ تھے مستند اس روایت میں عبدالرزاق معمر کی کیونکہ وہ اس کے مشائخ میں سے ہیں بخلاف معمر کے انتہیٰ' اس لئے کہ علی نے معمر کو نہ پایا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ علی نے معمر سے بلاواسطہ روایت کی ہے اور حاصل یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ نے ارادہ کیا ہے حدیث کی توثیق کا کہ روایت کی تھی اس نے روایت علی سے اس حدیث کو معمر سے یا بلاواسطہ روایت کی ہو یہ کمال دیانت داری ہے اس کی قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كذا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ سفیان بن عیینہ نے'' کہا خدا کی قسم ضرور بالضرور تحقیق یاد کیا تھا معمر نے زہری سے یاد کرنے کے ساتھ صحیح طور پر جس طرح کہا تھا زہری نے ولک الحمد'' واؤ کے ساتھ نہ اس طرح جو معمر کے علاوہ اوروں نے کہا ہے زہری کے ساتھیوں میں سے۔ پس تقویت دی اپنی روایت کو معمر کی روایت سے اور اچھائی بیان کی اس کی اگرچہ زہری کے بعض ساتھی اس کے مخالف ہیں جنہوں نے روایت نہیں کی واؤ کی ''ولک الحمد'' میں بلکہ انہوں نے ''لک الحمد'' کہا حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے یاد کیا ہے کہ کہا اس نے فجحش من شقه الايمن کو لفظ ''من'' کی زیادتی سے فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهُ ''پس جس وقت ہم زہری سے رخصت ہوئے تو کہا ابن جریج نے'' اور وہ عبدالملک بن عبدالعزیز ہے'' کہ ہم زہری کے پاس تھے'' فجحش سَاقَهُ الْأَيْمَنُ بدل شقه الايمن ''پس زخمی ہوئی داہنی پنڈلی مبارک حضور ﷺ کی'' اور جملہ وانا عنده احتمال ہے کہ معطوف ہو مقدر پر یا حال ہو قال کے فاعل سے جو مقدر ہے یعنی قال الزهری وانا عنده صاحب ''خیر جاری'' نے کہا کہ وانا عنده ابن جریج کا قول ہے بعض کے نزدیک اور بعض نے کہا ہے کہ وانا عنده سفیان کا قول ہے اور ضمیر عنده کی ضمیر ابن جریج کی طرف راجع ہے نہ کہ زہری کی طرف اور اسی قول کو ترجیح دی ہے اور صاحب ''فتح الباری'' نے کہا ہے کہ ابن جریج کا مقولہ فجحش ساقه الايمن ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کی مطابقت کے لئے توجیہہ کرنا ہوگی بہت سختی کے ساتھ کیونکہ حضور ﷺ کا یہ قول کہ واذا سجد

فاسجدوا تقاضا کرتا ہے کہ سجدہ کرے مقتدی جب سجدہ کرتا ہے امام اور سجدہ نہیں ہوتا ہے مگر نیچے جانے سے اور حالانکہ تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے پہلے باب میں کہ نیچے جانے کیلئے دو صفات ہیں، ایک صفت قولی ہے اور دوسری صفت فعلیہ ہے اور حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہے صفت فعلیہ پر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو پہلے گذر چکی ہے دونوں پر دلالت کرتی ہے اور دونوں مروی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تحقیق معلوم ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ میں نیچے جانا شامل تھا فعل کو بھی اور قول کو بھی پس یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بھی دلالت کرتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اور افعال نماز پر پس سمجھ لینا چاہئے۔

بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ

''یہ باب سجدہ کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں ہے''

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا ''ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے'' حکم بن نافع ہے ''اس نے کہا خبر دی ہمیں شعیب نے'' بن حمزہ ہے ''اس نے روایت کی زہری سے'' ابن شہاب زہری ہے ''اس نے کہا خبر دی مجھے سعید بن مسیّب نے اور عطاء بن یزید لیثی نے کہ تحقیق خبر دی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو'' اَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ''تحقیق لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھ سکیں گے'' اور مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے جواب میں فرمایا کیا چودھویں کا چاند دیکھنے میں تم کو شک ہوتا ہے جبکہ اس کے سامنے بادل بھی نہ ہوں'' یعنی چودھویں رات کا چاند کامل ہوتا ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ هل تمارون تاء مثناۃ فوقیہ کے پیش سے اور راء مہملہ سے ہے اور پیش اور زبر سے تاء پر مماراۃ سے ہے اور یہ مجادلہ ہے دوسرے تماری سے اور اصل میں تتمارون ہے پس دونوں میں سے ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے مجرد اس کا مریہ ہے اور اس میں شک ہے قَالُوا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ''لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں ہمیں کوئی شک نہیں ہوتا جبکہ

Marfat.com

فضا بھی صاف ہو فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِی الشَّمْسِ لَیْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ ''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم شک کرتے ہو سورج کے دیکھنے میں جبکہ اس کے آگے کوئی بادل نہ ہو'' قَالُوْا لَا ''لوگوں نے کہا ہمیں کوئی شک نہیں'' ورج کے دیکھنے میں جبکہ اس کے آگے کوئی بادل نہ ہو قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ ''پس فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق تم اسی طرح دیکھو گے اپنے پروردگار عزوجل کو ظاہر اور روشن'' بے شک وشبہ۔ قسطلانی میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ظاہر ہوگا اپنے بندوں کے سامنے جس طرح رب تعالیٰ عزوجل چاہے گا اس ظاہر ہونے کی نسبت بسوئے اس ذات مخصوصہ کے جس طرح نسبت ہے آنکھوں کو ان مبصرات مادیہ سے دیکھنے میں لیکن مجرد ہوگا اقسام صورت مرئی سے اور شعاعوں کے اتصال سے مرئی کے ساتھ اور محاذات اور جہت اور مکان سے اس لئے کہ یہ امور اگرچہ لازمی ہیں دیکھنے کے لئے از روئے عادت لیکن عقل جائز رکھتی ہے دیکھنے کو بغیر ان امور کے یَحْشُرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقُوْلُ مَنْ كَانَ یَعْبُدُ شَیْئًا فَلْیَتَّبِعْهُ ''قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے اور جمع کئے جائیں گے۔ پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ عزوجل'' یا کہنے والا اس بات کا کہے گا کہ ''دنیا میں جو کوئی جس کی عبادت کرتا تھا اور اپنے اسی معبود کے پاس چلا جائے'' فلیتبعه تاء فوقانیہ کے تشدید سے اور باء موحدہ کے زیر سے ہے فَمِنْهُمْ مَنْ یَتَّبِعُ الشَّمْسَ ''پس بعض لوگ ان میں سے سورج کے پاس جمع ہو جائیں گے'' وَمِنْهُمْ مَنْ یَتَّبِعُ الْقَمَرَ ''اور بعض لوگ ان میں سے چاند کے ساتھ ہوں گے'' وَمِنْهُمْ مَنْ یَتَّبِعُ الطَّوَاغِیْتَ ''اور بعض ان لوگوں میں سے شیاطین کے ہمراہ ہوں گے'' اور طواغیت جمع طاغوت کی ہے اور وہ شیطان ہے یا ہر وہ رئیس گمراہی میں یا بت ہے یا ہر وہ معبود جو اللہ عزوجل کے سوا ہے وَتَبْقَی هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِیْهَا مُنَافِقُوْهَا ''اور باقی رہ جائے گی یہ امت اس حال میں کہ ان میں منافق بھی ہوں گے اس امت کے'' پس اس امت کے منافق مؤمنین میں چھپ جائیں گے اور پوشیدہ ہو جائیں گے' جیسے کہ دنیا میں یہ منافق مؤمنوں میں گھل مل جایا کرتے تھے جب ان منافقین پر حقیقت حال کھل جائے گی تو یہ مؤمنوں کی اتباع کریں گے تاکہ ان مؤمنوں کی اتباع سے ان کو نفع پہنچے فَیَاْتِیْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ ''پس آجائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل'' یعنی متجلی اور ظاہر ہوگا بغیر کسی صورت اور صفت کے جسے کہ جانتے تھے اس کو اعتقاد کرتے تھے اس کی ''پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ عزوجل میں ہوں تمہارا پروردگار'' پس استعاذہ کریں گے لوگ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ساتھ اس ظاہر سے کیونکہ ظاہر نہ ہوا ہوگا ان پر ان صفات کے ساتھ کہ جن کی وجہ سے وہ پہچانتے اس کو بلکہ

Marfat.com

ظاہر ہوا ان پر ایسی صفات سے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں اختیار کیا اور یہ اس لئے کہ ان میں منافق تھے اور منافق رویت کے مستحق نہیں ہیں اور منافق پروردگار کے دیدار سے محروم ہوں گے فَيَقُولُونَ هَذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاتِيَنَا رَبُّنَا ''پس کہیں گے مؤمن یہی ہے ہماری جگہ اس وقت تک کہ آ جائیں گے ہمارے رب اور ظاہر ہو جائیں گے'' فَاِذَا جَآءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ ''پس جس وقت آئے گا پروردگار عزوجل ہمارا تو ہم اسے پہچان لیں گے'' فَيَاتِيهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُولُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ اَنْتَ رَبُّنَا ''پس آ جائے گا اللہ تعالیٰ عزوجل'' اور ظاہر ہو جائے گا ان صفات کے ساتھ جسے پہچان لیں گے لوگ اللہ تعالیٰ کو ''پس فرما دے گا میں ہوں تمہارا رب (عزوجل)'' پس جس وقت لوگ اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے ساتھ دیکھیں گے تو پہچان لیں گے اللہ تعالیٰ عزوجل کو اور کہیں گے تو ہمارا پروردگار ہے۔ قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ پہلا قول منافقین کا ہو اور دوسرا قول مؤمنین کا ہو۔ کرمانی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے آنے کا کیا معنی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ عزوجل حرکت سے منزہ ہے' میں کہتا ہوں کہ آنے کی نسبت اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف مجازی ہے اور اس سے مراد ظہور ہے اس لئے کہ آنا مستلزم ہے' ظہور کو جس پر آیا جاتا ہے پس اگر تو کہے کہ کیوں تکرار کی لفظ فیاتیھم اللہ کی میں کہتا ہوں کہ تکرار نہیں اس لئے کہ پہلے سے مراد غیر واضح ظہور ہے مثلاً بعض حجابات کے باقی رہنے کی وجہ سے اور دوسرے سے مراد ظہور واضح ہے' نہایت واضح ہونے کے مراتب میں فَيَدْعُوهُمْ ''پس بلائے گا ان کو پروردگار ان کا'' وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَى جَهَنَّمَ ''پس صراط کو رکھا جائے گا جہنم کی پشت پر'' صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ یضرب صیغہ مجہول ہے اور بعض نسخوں میں فاء کے ساتھ ہے اور الصراط مرفوع ہے بوجہ اس کے کہ مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اور ظھر انی ظاء معجمہ کے زبر سے ہے اور ہاء کے سکون سے اصل اسکی ظھری ہے پس الف اور نون کو مبالغہ کے لئے زیادہ کیا گیا ہے اور معنی اس کا وسط (درمیان) ہے [illegible] نے کہا کہ لفظ ظھرانی مقحم ہے فَاَكُونَ اَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهِ ''پس تمام پیغمبروں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ اس پل پر سے گزروں گا'' وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ ''اور اس دن کوئی شخص بھی سوائے رسولوں کے باتیں نہ کرے گا'' وکلام الرسل یومئذ ''اور اس دن پیغمبروں کا کلام یہ ہوگا'' اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ''اے بار خدایا سلامت رکھ سلامت رکھ دوزخ میں گرنے سے'' اور پیغمبروں کی یہ دعا لوگوں پر نہایت رحمت اور شفقت سے ہوگی وَفِى جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ ''اور دوزخ میں سعدان کے کانٹوں

Marfat.com

جیسے لوہے کے سلاخ ہیں'' اور کلالیب جمع کلوب کی ہے کاف کے زبر سے وتشدید لام وسکون واؤ آخر میں یاء موحدہ ہے وہ لوہے کی سلاخ ہے جس میں گوشت کو داخل کر کے آگ میں بریان (بریان) کرنے کے لئے رکھ دیئے ہیں اور ایک آلہ ہے (لوہے کا حلقہ) جس پر کنوئیں سے دلو (ڈول) نکالا جاتا ہے اس کو بھی کلاب کہا جاتا ہے کاف کے پیش سے۔ جوہری نے کہا ہے الکلوب المنشل اور منشل کانٹا ہے اور سعدان سین کے زبر سے اور دال مہملہ کے زبر سے اور وہ ایک قسم کی گھاس ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں بڑے بڑے ہر طرف سے اور وہ اونٹوں کی بہترین غذا ہے (هل رايتم شوک السعدان قالوا نعم فانها مثل شوک السعد ان غير انه کہا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں تو وہ بولے ہاں، پس وہ لوہے کی سلاخیں سعدان کے کانٹوں کی مانند ہوں گی) لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ ''اس کی بڑائی کی مقدار کو سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے کوئی بھی نہیں جانتا'' تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ ''اُچک لئے جائیں گے لوگ اپنے ایسے اعمال کے سبب'' ان سلاخوں میں اور تخطف طاء مہملہ کے زبر سے ہے فصیح لغت کے اعتبار سے اور اس کے علاوہ طاء کے زیر سے بھی آتا ہے فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ ''پس بعض ان لوگوں میں سے اپنے اعمال کے سبب ہلاک ہوں گے'' اور یوبق باء موحدہ کے زبر سے ہے مبنی واسطے مفعول کے یہلک کے معنی میں ہے وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ ''اور بعض ان لوگوں میں سے وہ ہیں جنہیں ریزہ ریزہ کیا جائے گا خردل (رائی) کی مانند'' اور یہ وہ دانہ ہے جو جسم کے لحاظ سے نہایت چھوٹا ہے (اور عوام میں ضرب المثل ہے جسے اردو میں رائی سے تعبیر کرتے ہیں) ''پھر وہ لوگ نجات پالیں گے'' اور یخردل خاء معجمہ اور دال مہملہ سے ہے اور ابوعبید کے نزدیک ذال معجمہ سے ہے یقطع کے معنی میں اور بعض نسخوں میں یجردل ہے جیم کے ساتھ جردلہ سے بمعنی ہلاک ہونے کے قریب حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يخرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ ''یہاں تک کہ اہل دوزخ میں سے جن پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ارادہ فرمائے گا'' یعنی ان لوگوں میں سے جو دوزخ میں داخل ہیں ''تو اللہ تعالیٰ عزوجل فرشتوں کو فرمائے گا کہ دوزخ سے ان لوگوں کو نکال دو جو اللہ تعالیٰ عزوجل کو ایک سمجھ کر اس کی عبادت کرتے تھے تو پھر فرشتے دوزخ سے ان کو نکال باہر کریں گے'' وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ ''اور فرشتے ان لوگوں کو سجدوں کے آثار سے پہچان لیں گے'' اختلاف کیا گیا آثار سجود میں کہ اس سے مراد کیا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد اعضاء سبعہ (سات اعضاء) ہیں اور

Marfat.com

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اس سے مراد خاص طور پر پیشانی ہے وَحَرَّمَ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ ان تَاْکُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ ''اور اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ آثار سجدہ کو کھائے'' یعنی سجدہ کی جگہ کو فَیُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ ''پس باہر نکالے جائیں گے وہ لوگ دوزخ سے'' فَکُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْکُلُہُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ ''ابن آدم کے تمام بدن کو دوزخ کی آگ کھائے گی مگر سجدہ کی جگہ کو نہ کھائے گی'' فَیُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا ''پس نکالے جائیں گے دوزخ کی آگ سے اس حال میں کہ جلے بھنے ہوں گے'' اور امتحشوا تاء مثناۃ فوقیہ کے زبر سے اور حاء مہملہ سے صیغہ معلوم ہے اور بعض نسخوں میں تاء مثناۃ فوقیہ کے پیش سے اور حاء مہملہ کے زیر سے صیغہ مجہول ہے۔ احترقوا اور اسودوا کے معنی میں فَیُصَبُّ عَلَیْھِمْ مَاءُ الْحَیٰوۃِ ''پس ڈالا جائے گا ان پر آب حیات'' یعنی ایسا پانی کہ اس سے تروتازہ ہو جائیں گے فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تُنْبَتُ الْحَبَّۃُ فِی حَمِیْلِ السَّیْلِ ''پس اگیں گے یہ لوگ جیسے اگتے ہیں صحرائی دانے (تخم) اور زوردار سیلاب سے بھی نیست ونابود نہیں ہوتے'' اور حبہ حاء مہملہ کی زیر سے صحرائی تخم ہے اور حمیل حاء مہملہ کے زبر سے وہ چیز ہے جس کو سیلاب بہا کر لاتا ہے۔ گل (کیچڑ) یا اس کی مثل حبہ کے ساتھ ان کی مشابہت بوجہ جلدی اگنے کے ہے ثُمَّ یَفْرُغُ اللّٰہُ مِنَ الْقَضَآءِ بَیْنَ الْعِبَادِ ''پھر فارغ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ عزوجل بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے صاحب خیر جاری نے کہا ہے مراد فارغ سے پورا کرنا حکم کا ہے ثواب اور عذاب کا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت فراغ کا کوئی معنی نہیں کیونکہ صفت اس کی ہے لایشغلہ شان عن شان ---- وَیَبْقَی رَجُلٌ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ ''اور ایک آدمی رہ جائے گا جنت اور دوزخ کے درمیان'' وَھُوَ اٰخِرُ اَھْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ ''اور وہ اہل دوزخ میں سے آخری آدمی ہے جو جنت میں جائے گا مُقْبِلًا بِوَجْھِہٖ قِبَلَ النَّارِ ''اس حال میں کہ اس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہوگا'' اور بعض نسخوں میں مقبلا مرفوع ہے اور خبر مبتدا محذوف کی اور حال ہے فاعل یبقیٰ کا اور قبل قاف کے زیر سے اور باء موحدہ کے زبر سے بمعنی طرف کے ہے اور حکمت اس میں ایک قسم کے عذاب کا باقی رہنا ہے جس کا وہ مستحق ہے اور لذت عظیمہ اور وصول نعمت میں دیر ہے فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْھِیْ عَنِ النَّارِ ''پھر عرض کرے گا وہ آدمی اے میرے پروردگار پھیر دے میرے منہ کو دوزخ کی آگ سے'' فَقَدْ قَشَبَنِیْ رِیْحُھَا ''کیونکہ ہلاک کر دیا مجھے اس کے تعفن نے'' بعض نے کہا ہے قشب زہر ہے یعنی آگ کی بدبو سرایت کر گئی میرے بدن میں زہر کی طرح اور کہا جاتا ہے قشبۃ الدخان جس وقت سے

Marfat.com

اس کے نتھنے دھویں سے بھر جاتے ہیں وَاَحْرَقَنِیْ ذَکَاؤُھَا ''اور جلا دیا مجھے اس کے شعلوں نے'' اور ذکاء ذال معجمہ کی زبر مد اور قصر کے ساتھ شعلے ہیں آگ کے فَیَقُوْلُ ھَلْ عَسَیْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِکَ بِکَ اَنْ تَسْاَلَ غَیْرَ ذٰلِکَ ''پس اللہ تعالیٰ عزوجل فرمائے گا اس آدمی کو اگر تیری خواہش پوری کر دی جائے'' یعنی تیرے منہ کو دوزخ کی آگ سے پھرا دیا جائے ''تو پھر تو کسی اور چیز کا سوال تو نہ کرے گا'' اور عسیت سین مہملہ کی زیر اور زبر کے ساتھ اور تاء کے ساتھ فاعل ہے اور ان حرف شرط ہے اور فاعل صیغہ مجہول کے ساتھ فعل ہے شرط کا فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ ''پھر وہ کہے گا تیرے عزت کی جلال کی قسم نہیں'' کہ میں اس کے سواء کوئی اور چیز نہیں مانگوں گا فَیُعْطِی اللّٰہَ مَا یَشَاءُ مِنْ عَھْدٍ وَمِیْثَاقٍ ''پھر جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی طرح وہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیمان باندھے گا'' فَیَصْرِفُ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ ''پھر اللہ تعالیٰ عزوجل اس کا منہ آتش دوزخ سے دوسری جانب پھیر دے گا'' فَاِذَا اَقْبَلَ بِہٖ عَلَی الْجَنَّۃِ رَاٰی بُھْجَتَھَا سَکَتَ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَسْکُتَ ''پس جس وقت پھیر دیا جائے گا اس کو جنت کی طرف تو جنت کی تروتازگی اور اس کی اچھائی دیکھے گا تو خاموش رہے گا اس وقت تک جب تک اللہ تعالیٰ عزوجل کی مرضی ہوگی'' اور بعض نسخوں میں اقبل صیغہ معلوم ہے اور جملہ سکت ماشاء اللہ ''اذا'' کا جواب ہے اور جملہ رأی بھجتھا حالیہ بتقدیر قد ہے ثُمَّ قَالَ یَارَبِّ قَدِّمْنِی عِنْدَ بَابِ الْجَنَّۃِ ''پھر وہ آدمی عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے جنت کے دروازے کے قریب لے جا'' فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُھُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَاتَسْاَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنْتَ سَاَلْتَ ''پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس آدمی سے کیا تم نے میرے ساتھ یہ عہد نہیں کیا تھا کہ آئندہ سوال نہیں کرے گا اور نہ ہی اور کچھ طلب کرے گا سوائے اس چیز کے جو کہ پہلے تم نے طلب کی تھی'' فَیَقُوْلُ یَارَبِّ لَا اَکُوْنُ اَشْقَی خَلْقِکَ ''پس عرض کرے گا وہ آدمی اے پروردگار تا کہ میں تیری مخلوق میں بدنصیب ترین نہ رہوں'' قسطلانی نے کہا یعنی کافروں سے، صاحب خیر جاری نے کہا ہے یعنی اگر میں اس حال پر باقی رہ جاؤں تو میں بد بخت ترین خلق میں سے ہوں گا اور زیادہ تر زیاں کار رہوں گا ان لوگوں کی نسبت جن پر تو نے انعام و اکرام فرمایا ہے تو اس لئے میں نے سوال کیا کہ اس طرح نہ رہوں اور اشقی کی تفسیر کافر سے کرنا بعید ہے کرمانی نے کہا ہے اگر تو کہے کہ کس طرح ہوا ہے یہ جواب لفظ الیس قد اعطیت العھود کا میں کہتا ہوں کہ گویا کہ کہا ہے اے پروردگار عزوجل میں نے تحقیق میں نے عہد اور پیمان کیا ہے لیکن تیرے کرم نے مجھے یہ امید دلائی ہے کیونکہ تیری رحمت

Marfat.com

سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ فَیَقُوْلُ فَمَا عَسَیْتَ اِنْ اُعْطِیْتَ ذٰلِکَ اَنْ تَسْاَلَ غَیْرَہٗ ''پس اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل فرمائے گا کیا تو قریب ہے اس بات کے کہ اگر دے دیا جائے تم کو وہ جس کا تم نے سوال کیا تو پھر تم کسی اور چیز کا سوال کرو'' یعنی تم اس پر قائم رہو گے کہ اگر تمہارا یہ سوال پورا کیا جائے تو پھر اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ کرمانی نے کہا ہے کہ ما استفہامیہ ہے اور ان تسئال، عسٰی کی خبر ہے اور ان اعطیت ذلک جملہ معترضہ ہے اسم عسٰی کے درمیان جو ضمیر ہے مخاطب کی اور خبر اس کی اور بعض نسخوں میں ان لا تسئال ہے لا کی زیادتی سے۔ پس وہ ''لا'' یا حروف زائدہ سے ہے مثل قول خداوند تعالیٰ لِئَلَّا یعلم اھل الکتاب یا ''ما'' نافیہ ہے اور نفی، نفی کی اثبات ہے یعنی نزدیک ہو سوال کے فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ لَا اَسْاَلُ غَیْرَ ذٰلِکَ ''پس وہ آدمی عرض کرے گا نہیں تیری عزت وجلال کی قسم میں اس کے سوا اور کوئی سوال نہ کروں گا'' فَیُعْطِیْ رَبَّہٗ مَاشَآءَ مِنْ عَھْدٍ وَ مِیْثَاقٍ ''پھر وہ آدمی اپنے پروردگار سے اس کی مرضی کے مطابق عہد و پیمان کر لے گا'' فَیُقَدِّمُہٗ اِلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ ''پھر اللہ تعالیٰ عزوجل اس آدمی کو جنت کے دروازے کے قریب لے جائے گا'' فَاِذَا بَلَغَ بَابَھَا فَرَاٰی زَھْرَتَھَا وَمَا فِیْھَا مِنَ النَّضْرَۃِ وَالسُّرُوْرِ ''پس جس وقت باب جنت کے پاس پہنچے گا جنت کے پھولوں اور اس کی آرائش زیب وزینت اور خوشیوں کو دیکھ کر حیران رہ جائے گا'' اور اذا کا جواب مقدر ہے جو تحیر ہے فَیَسْکُتُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَسْکُتَ ''پس خاموش رہے گا اس وقت تک جب تک اللہ تعالیٰ عزوجل چاہے گا کہ خاموش رہے'' فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَدْخِلْنِیَ الْجَنَّۃَ ''پس عرض کرے گا وہ آدمی اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل فرما دے'' فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیْحَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَکَ ''پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ عزوجل افسوس ہے تم پر اے آدم کے بیٹے تو کس قدر وعدہ شکن ہے'' اور ویح رحمت کا کلمہ ہے جیسے کہ ویل عذاب کا کلمہ ہے اور ما اغدرک تعجب کا صیغہ ہے غدر سے غین معجمہ و دال مہملہ کے ساتھ اور وہ توڑنا ہے عہد کا اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُھُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَیْرَ الَّذِیْ اُعْطِیْتَ ''کیا تم نے عہد و پیمان نہ کیا تھا کہ تو سوال نہ کرے گا اور طلب نہ کرے گا سوائے اس کے جو تم کو دیا گیا'' اعطیت ہمزہ کے پیش اور طاء مہملہ کے زیر سے ہے صیغہ ماضی مجہول ہے فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِیْ اَشْقَی خَلْقِکَ ''پس عرض کرے گا اے میرے پروردگار عزوجل مجھے اپنی مخلوق میں بدبخت ترین نہ بنا'' فَیَضْحَکُ اللّٰہُ مِنْہُ ''پس اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل راضی ہو جائے گا اس آدمی سے'' اس کے اس فعل سے اور مراد ضحک سے ازم یہ

Marfat.com

ہے کہ رضا ہے اور خیر ہے مثل ان تمام چیزوں کے کہ مشکل نسبت کرنا اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف اس لئے کہ اس سے مراد اس کے لوازمات ہیں اور بعض نسخوں میں لفظ ساقط ہے ثُمَّ يَأْذَنُ له فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ ''پھر اللہ تعالیٰ عزوجل حکم فرمائے گا اس آدمی کے جنت میں داخل ہونے کے لئے'' فَيَقُولُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى ''پس اللہ تعالیٰ عزوجل اس کو فرمائے گا آرزو کر'' یعنی مانگو جو مانگنا ہے ''پس وہ آدمی آرزو کرے گا'' یعنی مانگے گا اللہ تعالیٰ عزوجل سے بہت چیزوں کو اور اللہ تعالیٰ عطا فرمادے گا اور پوری کردے گا اس کی آرزوں کو اور تمن امر ہے تمنی سے حَتَّى إِذَا انْقَطَعَ أُمْنِيَّتُهُ ''یہاں تک کہ ختم ہوجائیں گی اس کی تمام آرزوئیں'' اور بعض نسخوں میں انقطعت ہے صیغہ مؤنث کے ساتھ قَالَ اللهُ تَعَالَى زِدْ من كذا و كذا ''پس اللہ تعالیٰ عزوجل اس کو فرمائے گا زیادہ کرو مانگنے میں'' اور اپنی آرزوؤں کو ''یعنی فلاں چیز فلاں چیز مانگو'' جو اس سے پہلے تم اپنے دل میں آرزو رکھتے تھے۔ اَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ ''یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل توجہ فرمائیں گے اس کی طرف اور اس کو یاد دلائیں گے اس کی آرزوئیں'' اور جملہ اقبل بدل ہے قال سے اور اقبل اور یذکرہ دونوں متنازع ہیں ربہ میں حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ ''یہاں تک کہ اس آدمی کی تمام آرزوئیں پوری ہوجائیں گی'' اور والامانی یاء مثناۃ تحتیہ کے ساتھ جمع ہے امنیہ کی۔ قَالَ اللهُ تَعَالَى لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ ''اللہ تعالیٰ عزوجل اس آدمی کو فرمائے گا تیرے لئے ہیں یہ چیزیں جن کی تم نے آرزو کی اور اس کے برابر اور بھی اس کے ساتھ'' وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ ''اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو'' إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ ذَلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس آدمی کو فرمائے گا'' اس کے بعد جب وہ اپنی تمنائیں پوری کرلے ''تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جس کی تم نے آرزو کی اور اس کی مانند دس گنا اور بھی'' قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمْ أَحْفَظْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِلَّا قَوْلَهُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے'' ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کہا'' کہ مجھے یاد نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مگر صرف یہ قول جو نقل کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ عزوجل سے کہ لک ذلک ومثلہ معہ ہے قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ لك وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے'' ابوہریرہ کو کہا'' کہ تحقیق میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اور نقل کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ سے'' ذلک لک وعشرۃ امثالہا'' اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جمع کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے پہلے خبر دی ہو مثل کے ساتھ اور اس کے بعد اطلاع ملی ہو زیادتی کی اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل وکرم سے اور اس کے عکس پر دونوں حدیثوں میں جمع محال ہے۔ اسلئے کہ فضائل منسوخ نہیں ہوتے پس معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ زیادتی نہ سنی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس قول میں ہے کہ حرم اللہ علی النار ان تاکل اثر السجود ۔

باب يُبْدِیْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِی فِی السُّجُوْدِ

''یہ باب تنوین سے ہے کہ مرد نمازی سجدہ میں کھلا رکھے گا دونوں
بازوؤں کو اور باہر رکھے یعنی دور رکھے (بغلوں سے)''

اور سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں سے بھی دور رکھے گا اور عورت وخنثیٰ کا حکم اس کے برخلاف ہے اسلئے کہ ضروری ہے کہ عورت اور خنثیٰ پنڈلیوں کو ضم کرے (ملائے) زمین کے ساتھ اور رانوں کو پنڈلیوں کے ساتھ اور پیٹ کو رانوں کے ساتھ اور بازوؤں کو بغل کے ساتھ اور ہاتھوں کی لمبی ہڈی کو زمین کے ساتھ اسلئے کہ اس طریقہ سے ستر پوشی ہوتی ہے ان کی یعنی عورت اور خنثیٰ کی اور احوط ہے اور یبدی یاء مثناۃ تحتیہ کی پیش سے ہے باء موحدہ کے سکون کے ساتھ ابد سے ظاہر کرنے کے معنی میں اور ضبعیہ ضاد معجمہ کے زبر سے اور باء موحدہ کے سکون سے ضبع کی تثنیہ ہے اور وہ بازو کا درمیانی حصہ ہے یا وہ جگہ ہے جو بغل کے نیچے ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے'' تصغیر ہے اور بعض نسخوں میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر ہے ''اس نے کہا مجھ کو حدیث بیان کی بکر بن مضر نے'' بکر کی باء موحدہ پر زبر ہے کاف پر سکون ہے مضر کا بیٹا ہے میم کے پیش سے اور ضاد معجمہ کے زبر سے غیر منصرف ہے ''اس نے روایت کی جعفر بن ربیعہ سے اس نے روایت کی ابن ہرمز سے'' اور وہ عبدالرحمن اعرج ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے'' اور یہ بحینہ عبداللہ کی صفت ہے کیونکہ بحینہ اس کی والدہ کا نام ہے پس اس کو الف سے لکھنا چاہئے اور مالک کو تنوین

ے پڑھنا چاہئے کذافی القسطلانی اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کَانَ اِذَا صلی فَرَّجَ بین یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ ''تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز پڑھتے تھے تو دونوں ہاتھوں میں کشادگی فرمایا کرتے' اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں بغلوں سے دور رکھتے تھے یعنی جو جگہ ہاتھوں کے ساتھ متصل ہے ''یہاں تک کہ ظاہر ہو جایا کرتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی'' اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک پر پیراہن نہ تھا اور یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیراہن کے آستین کشادہ ہوں یا مراد یہ ہے کہ اگر پیراہن مبارک نہ ہوتا تو بغل کی سفیدی نظر آتی اور دیکھی جاتی۔ فتح الباری میں کہا ہے کہ استحباب اس ہیت میں ہر عضو کے ظاہر ہونے میں ہے بنفسہ اور جدا ہونا ہے اس کا تا کہ ہو ایک انسان سجدہ میں مثل جماعت کے اور تقاضا اس کا یہ ہے کہ ہر عضو ہو بنفس خود مستقل اور اعتماد نہ کریں بعض اعضاء بعض پر اور یہ ضد اس کی ہے جو وارد ہے عفوف کے حق میں مل کر رہنا بعض کا بعض کے ساتھ کیونکہ مقصود وہاں ظاہر کرنا اتحاد ہے درمیان نمازیوں کے یہاں تک کہ گویا ایک جسم ہیں اس حدیث کے ظاہر سے اور دوسری احادیث سے اگرچہ دلالت کرتی ہے اس ہیئت کے وجوب پر لیکن اس ہیئت کے استحباب پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جس کو روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس مین اس ہیئت سے سجدہ میں مشقت اور تکلیف کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے زانوؤں سے مدد حاصل کرو اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ کشادہ رکھنا نمازی کا درمیان دونوں ہاتھوں کے بغلوں کی سفیدی کا ظاہر ہونا حاصل نہیں ہوتا ہے بغیر

ظاہر کرنے ضبعین کے وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ نَحْوَہٗ ''اور لیث نے کہا'' بن سعد ہے ''حدیث بیان کی مجھ کو جعفر بن ربیعہ نے اسی کی طرح'' اور مطابقت اس تعلیق کی ترجمہ کے ساتھ بھی اسی طریقہ سے ہے جو حدیث بیان ہو چکی ہے۔

باب یَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَیْہِ الْقِبْلَۃَ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ نمازی سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے (سرے) قبلے کی طرف پھیرے''

Marfat.com

قَالَهُ اَبُوْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم ''کہا ہے'' اس استقبال مذکور کو ''ابوحمید نے'' تصغیر سے ہے ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی ہے ''اور اس نے راویت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' فتح الباری میں کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دونوں پیروں کو کھڑا کردے سجدہ میں انگلیوں کے پیٹوں پر اور دونوں ایڑیوں کو اونچا رکھے اور منہ کر کے رکھے قبلہ کی طرف دونوں پیروں کی انگلیوں کی پیٹھ کو اور اسی سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے انگلیوں کو ملا کر رکھنا سجدہ میں کیونکہ کشادہ رکھنے سے پھر جائیں گے انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف سے اور مطابقت اس تعلیق کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔

باب السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ اَعْظَمٍ

''یہ باب اس بیان میں ہے کہ نماز میں سجدہ سات ہڈیوں پر ہے''

اور مراد سات ہڈیوں سے سات اعضاء ہیں کہ باب کی حدیث میں مذکور ہوں گے اور عضو کو ہڈی سے تعبیر کرنا از قبیل ذکر جزء اور ارادہ کل کا ہے کیونکہ عضوء کئی چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ نے'' قاف کے زبر سے باء موحدہ کے زیر سے صاد مہملہ سے بن عقبہ بن عامر کوفی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری نے اس نے روایت کی عمرو بن دینار سے اس نے روایت کی طاؤس سے'' بن کیسان ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے'' جو صحابی ہے قَالَ اُمِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ امر کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر کہ سجدہ کریں سات اعضاء پر'' وَلَا يَكُفَّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا ''اور باز نہ رکھے (نہ سمیٹے) اپنے بالوں کو اور کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرنے سے'' اور یہ جملہ معترضہ ہے بدل اور مبدل منہ کے درمیان بیان اور مبین کے پھر بیان کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سات اعضاء کے بارے میں اَلْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ ''سجدہ کرے پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور دونوں زانوؤں (گھٹنوں) اور دونوں پاؤں پر'' یعنی دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ پر۔ عینی نے کہا کہ دلیل پکڑی ہے اس حدیث سے احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر کہ ان سات اعضاء کے بغیر سجدہ جائز نہیں یعنی اس میں سے اگر کوئی عضو کو

Marfat.com

ترک کردے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوقولوں میں صحیح تر قول بھی اسی کے مطابق ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا میلان بھی اسی قول کی طرف ہے اور اس حدیث میں ناک کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور ناک کا ذکر دوسری حدیث میں کیا گیا ہے اور علماء نے اختلاف کیا ناک پر سجدہ کے بارے میں کہ آیا وہ بھی فرض ہے جیسے دوسرے اعضاء پر سجدہ فرض ہے پس ایک جماعت نے کہا ہے کہ اگر کسی نے پیشانی پر سجدہ کیا اور ناک پر نہ کیا تو یہ کافی ہے اس کے لئے اس کو روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عطاء سے اور طاؤس اور حسن اور ابن سیرین اور قاسم اور سالم اور شعبی سے رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے ظاہر قول میں دونوں قولوں سے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابی یوسف اور ابی ثور سے لیکن مستحب یہ ہے کہ پیشانی کے ساتھ ساتھ ناک پر بھی سجدہ کرے اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ کفایت کرتا ہے سجدہ ناک پر بھی اگر کرلے اور پیشانی پر نہ کرے تب بھی اور یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی صحیح ہے از روئے مذہب اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ صرف ناک پر سجدہ نہ کرے مگر ہاں جب کوئی عذر ہو اور اس کو بہت سے علماء نے کہا ہے اور حدیث سے ظاہر یہی ہے کہ سجدہ پیشانی اور ناک دونوں پر ہو کیونکہ یہ دونوں عضو واحد کے شمار میں ہیں کیونکہ امر دیا گیا ہے سجدہ سات اعضاء پر کرنے کے لئے تو اگر ناک کو الگ عضو شمار کیا جائے تو پھر آٹھ اعضاء بنتے ہیں اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ من حیث المعنی ہے۔ کیونکہ مراد اعظم سبعہ سے سات اعضاء ہیں حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم ''ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے'' بن حجاج ہے ''اس نے روایت کی عمرو سے'' بن دینار ہے ''اس نے روایت کی طاؤس سے'' بن یسار ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس نے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے'' قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظَمٍ ''فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مامور ہوئے ہم'' یعنی میں اور میری امت ''اس پر کہ سجدہ کریں ہم سات ہڈیوں پر'' یعنی سات اعضاء مذکورہ پر وَلَا نَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعَرًا ''اور مامور ہوئے اس پر کہ بالوں اور کپڑے کو زمین پر لگنے سے نہ روکیں'' مطابقت اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ ''ہمیں حدیث بیان کی آدم نے'' بن ابی ایاس ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے'' بن یونس ہے اور بعض نسخوں میں اخبرنا ہے ''اس نے رویت کی ابی اسحٰق سے'' عمرو بن عبداللہ ہے، عمرو میں مہملہ کے

زبر سے ہے ''اس نے روایت کی عبداللہ بن یزید سے'' خطمی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی براء بن عازب نے اور حال یہ ہے کہ وہ جھوٹا نہیں'' یعنی عبداللہ سچا آدمی ہے کیونکہ ضمیر راجع عبداللہ بن یزید کی طرف ہے اگر یہ قول ابواسحٰق کا ہو اور اگر یہ قول عبداللہ بن یزید کا ہو تو ضمیر راجع براء بن عازب صحابی کی طرف ہے واسطے اثبات سچائی کے ہے اس کے واسطے بوجہ تاکید علم کے اس پر اور تقویت حدیث کے نہ کہ اپنے تزکیہ کے لئے جو مشکوک فیہ میں ہوتی ہے اور یہ عادت ان کی ہے جب کسی چیز کو روایت کرتے ہیں اس پر عمل کے وجوب کا یا اس میں اپنے علم کی تاکید کے لئے جیسے کہ قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سمعت خلیلی الصادق المصدوق ہے یا جیسے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدثنی الصادق المصدوق ہے قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ لَمْ یَحْنُ اَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ ''براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے پس جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو ٹیڑھی نہ کرتا کوئی ایک بھی ہم میں سے اپنی پیٹھ کو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیشانی مبارک زمین پر سجدہ میں نہ رکھ دیتے'' اور لفظ لم یحن نون کے زیر اور پیش سے بمعنے لم یقوس ہے اور عینی نے کہا ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کو اس باب میں اشارہ کرنے کے لئے لائے ہیں کہ پیشانی سے سجدہ کرنا باقی اعضاء کی نسبت زیادہ داخل ہے وجوب میں اور اسی لئے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے پیشانی پر سجدہ کرنے کے وجوب میں بخلاف باقی اعضاء کے کیونکہ باقی اعضاء میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔

بَاب السُّجُوْدِ عَلَی الْاَنْفِ

''یہ باب ناک پر سجدہ کرنے کے حکم کے بیان میں ہے اور بعض نسخوں میں باب اور ترجمہ یہاں ساقط ہے''

حَدَّثَنَا مُعَلّٰی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَیْبٌ عَنْ عَبِیْدِ اللّٰہِ بْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''ہمیں حدیث بیان کی معلیٰ بن اسد نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی وہیب نے'' واؤ پر پیش ہے ہاء پر زبر ہے بن خالد باہلی بصری ہے ''اس نے روایت کی عبیداللہ بن طاؤس سے اس نے روایت کی اپنے والد سے اس نے

Marfat.com

روایت کی عبداللہ بن عباس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما ''قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظَمٍ ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مامور کئے گئے ہیں اس پر کہ سجدہ کریں ہم سات ہڈیوں پر'' یعنی سات اعضاء پر پھر بیان فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول سے ان سات اعضاء کو عَلَى الْجَبْهَةِ وَ اَشَارَ بِيَدِهٖ عَلَى اَنْفِهٖ ''یعنی امر کیا گیا ہوں میں اس پر کہ سجدہ کروں جبھہ پر یعنی پیشانی پر اور اشارہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس حال میں کہ پھیرا ہاتھ اپنی ناک مبارک پر'' اور جملہ واشارہ معترضہ ہے درمیان معطوف کے کہ والیدین ہے اور معطوف علیہ کے کہ الجبھہ واسطے بیان کرنے امر کے، جس سے مراد سجدہ ہے پیشانی پر اور واسطے اس بیان کے کہ یہ دونوں ایک عضوء ہیں اور باعتبار لحاظ معنی امر کے، راء مہملہ کے تشدید سے متعدی ہوتا ہے علی کی وجہ سے نہ کہ الی کی وجہ سے وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ ''دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر اور دونوں زانوؤں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ پر'' وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَ الشَّعَرَ ''اور امر کیا گیا ہوں اس پر کہ جمع نہ کروں (نہ بچاؤں) اپنے کپڑوں کو اور اپنے بالوں کو'' سجدہ کرنے کے وقت اور ولا نکفت نون کے زبر سے اور کاف کے سکون سے اور فاء کے زیر سے اور آخر میں تاء مثناۃ فوقانیہ منصوب (زبر) ہے مشتق ہے کفات سے جمع کے معنی میں اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

باب السجود عَلَى الْاَنْفِ فِى الطِّيْنِ

''یہ باب ناک پر سجدہ کرنے کے بیان میں ہے اس حال میں کہ نمازی کیچڑ میں ہو''

عینی نے کہا ہے کہ گویا اشارہ کیا اس ترجمہ کی طرف کہ مؤکد ہے امر سے ناک پر سجدہ کرنے میں اس لئے کہ جب ترک نہیں کیا جا سکتا ناک پر باوجود اس کے کہ کیچڑ ہے تو جب کیچڑ نہ ہو تو بطریق اولیٰ ترک نہیں کیا جا سکتا۔

حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِى سَلَمَةَ ''ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ نے'' بن اسمٰعیل تبوذکی ہے ''اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ھمام نے'' بن یحییٰ ہے ''اس نے روایت کی یحییٰ سے'' بن ابی کثیر ہے ''اس نے روایت کی ابی سلمہ سے'' اور وہ ابن عبدالرحمٰن بن عوف ہے قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى اَبِى سَعِيْدٍ

Marfat.com

الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ اَلَا تَخْرُجُ بِنَا اِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثُ '' بوسلمہ نے کہا کہ ہم بوسعید خدری کے پاس گئے اور تمام اس کا سعد ہے ابن مالک خدری ہے پس '' میں نے کہا کہ ہمارے ساتھ باغ میں کیوں نہیں چلتے ہوئے تاکہ میں تاکہ آپس میں کچھ باتیں کریں '' فَخَرَجَ فَقَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِیْ مَاسَمِعْتَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ '' پس باہر آئے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بوسلمہ نے کہا کہ میں نے بوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو کہا کہ مجھے کوئی حدیث سناؤ جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سنی ہے '' قَالَ اعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عَشْرَ الْاَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَكَفْنَا مَعَهٗ '' بوسعید خدری نے کہا کہ معتکف ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی پہلی دس راتیں مسجد میں اور ہم بھی معتکف ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

اور اول ہمزہ کی پیش سے ہے اور واؤ کی تخفیف سے ہے فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ '' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا تحقیق وہ چیز جسے آپ تلاش کرتے ہیں آپ کے آگے ہے '' یعنی آپ شب قدر کی تلاش میں ہیں اور وہ اس عشرہ میں نہیں ہے اس کے بعد آئے گی اور لفظ امامک میم ثانی زبر سے ہے قدامک کے معنی میں فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فَاعْتَكَفْنَا مَعَهٗ '' پس اعتکاف کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیانی عشرہ میں پھر اعتکاف کیا ہم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ '' اور بعض نسخوں میں واعتکفنا ہے واؤ کے ساتھ اور موصوف عشرة لیالی ہے اور حق یہ ہے کہ اس کی صفت لفظ ثانیث کے ساتھ ہو اور وصف کیا گیا مذکر کے ساتھ وقت کے ارادہ سے یا زمانہ کے ارادہ سے یا تقدیر الثلث الاوسط ہے گویا کہا

اللیالی العشر التی هی الثلث الاوسط من شهر رمضان ۔ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَطْلُبُ اَمَامَكَ '' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا تحقیق جس چیز کو آپ طلب فرماتے ہیں وہ آپ کے آگے ہے '' یعنی اس عشرہ میں نہیں بلکہ اس کے بعد آئے گی '' فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خَطِيْبًا فِیْ صَبِيْحَةِ عِشْرِيْنَ '' پس کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں کہ بیسویں رمضان المبارک کی صبح خطبہ ارشاد فرمایا '' فَقَالَ مَنِ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَلْيَرْجِعْ فَاِنِّیْ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نَسِيْتُهَا وَاِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ وِتْرٍ '' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خطبہ میں جس نے اعتکاف کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ '' یعنی میرے ساتھ '' اس کو چاہئے کہ رجوع کر لے '' اور پھر اعتکاف کرے کہ تحقیق دکھائی گئی مجھے شب قدر لیکن میں بھول گیا اس کا وقت اور تحقیق وہ شب قدر اخیر دس راتوں

Marfat.com

کی طاق رات میں ہے'' یعنی اکیسویں رات یا تئیسویں رات یا پچیسویں رات یا ستائیسویں رات یا انتیسویں رات اور بعض نسخوں میں رأیت واقع ہے رویت سے مشتق یا رویاء سے اور مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس التفات ہے یا نقل بالمعنی ہے اور نسیتھا نون کے زبر سے سین مہملہ کے زیر سے اور بعض نسخوں میں نون کے پیش سے ہے اور سین مکسورہ کی تشدید سے تنسہ سے اور بعض دیگر نسخوں میں انسیتھا ہے ہمزہ کے پیش سے انسا سے اور اواخر جمع آخر کی ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ کیوں مخالفت کی گئی اوصاف کے درمیان پس عشرہ اول اور اوسط کی وصف کی گئی مفرد کے ساتھ اور اواخر کی صفت جمع کے ساتھ' میں کہتا ہوں کہ تصور کیا ہے ہر چیز کا اس کے شبہ عشرہ لیلۃ القدر کا پس جمع کیا اور ان دو عشرہ میں اس طرح نہیں ہے وَاِنِّی رَأَیْتُ کَاَنِّی اَسْجُدُ فِی طِیْنٍ وَمَآءٍ ''اور تحقیق میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں سجدہ کرتا ہوں کیچڑ اور پانی میں'' وَکَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِیْدَ النَّخْلِ ''اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی چھت کھجوروں کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی'' وَمَا نَرٰی شَیْئًا فِی السَّمَآءِ شَیْئًا ''اور ہم نہیں دیکھتے تھے اس روز آسمان پر کسی قسم کا کوئی بادل'' فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ فَاُمْطِرْنَا ''پس ایک ٹکڑا بادل کا آیا اور بارش ہوئی ہم پر'' اور لفظ قزعه قاف کے زبر سے اور زاء معجمہ سے اور عین مہملہ کے زبر سے بادل کے ایک نرم ٹکڑے کے معنی میں ہے اور لفظ امطرنا ہمزہ کے پیش سے اور طاء مہملہ کے زیر سے ہے صیغہ ماضی مجہول کا فَصَلَّی بِنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ عَلٰی جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَرْنَبَتِهٖ تَصْدِیْقُ رُؤْیَاهُ ''پھر نماز پڑھائی ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے'' یعنی امامت فرمائی ''یہاں تک کہ دیکھی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک اور ناک کی نوک مبارک پر کیچڑ اور پانی کے نشان دیکھے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کی تصدیق تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا'' یعنی بارش کے اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پانی اور کیچڑ میں نماز پڑھنے سے اس خواب کی سچائی کا یقین دلانا مقصود تھا'' اور یہی جگہ ہے ترجمے کی یعنی اس سے معلوم ہوا کہ جب باوجود پانی اور کیچڑ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناک سے سجدہ کیا اس میں تو جب پانی اور کیچڑ نہ ہوتا تو بطریق اولیٰ اس میں کرتے تھے اور لفظ تصدیق مرفوع ہے بنا بر آں کہ خبر ہے مبتدا مقدر کی کہ وہ لفظ ھو ہے اور ارنبته ہمزہ کے زبر سے راء مہملہ کے سکون سے اور نون کے زبر سے اور باء موحدہ سے ہے اور آخر میں تاء مثناۃ فوقیہ ناک کے سر اور نوک کے معنی میں ہے قسطلانی اور صاحب خیر جاری نے کہا کہ ابن عساکر نے زیادہ کی تصدیق رویاه کے بعد اس عبارت کو قَالَ

اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ كَانَ الْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ لَا تُمْسَحُ الْجَبْهَةُ فِي الصَّلٰوةِ ''ابوعبداللہ نے کہا کہ حمیدی حجت پکڑتا تھا اس حدیث سے اور کہتا تھا کہ ماتھے کو نماز میں صاف نہ کیا جائے گا'' خش وخاشاک یا گردوغبار سے بَلْ تُمْسَحُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ''بلکہ ماتھے کو صاف کیا جائے گا'' مٹی وغیرہ سے ''نماز کے بعد'' لِاَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم رُئِيَ الْمَاءُ فِي اَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى ''اس لئے کہ دیکھا گیا پانی حضور ﷺ کی ناک مبارک پر اور ماتھے مبارک پر نماز کے بعد'' ابن عساکر کی زیادہ عبارت ختم ہوئی اور ابوعبداللہ کنایہ ہے مؤلف یعنی امام بخاری رحمت اللہ علیہ سے اور حمیدی اس کا شیخ (استاذ) ہے ولا تمسح اور ولا یمسح صیغہ مضارع مجہول ہے ورئی صیغہ ماضی مجہول سے ہے۔ صاحب خیر جاری نے کہا ہے کہ صحیح بخاری کا تیسرا جزء یہاں ختم ہو چکا ہے--- واللہ اعلم۔

تمت

تمام شد بمنہ وکرمہ تعالیٰ جزء الثالث من صحیح البخاری

احقر العباد بے توشہ وزاد خادم دین متین کفش بردار علماء واولیاء خلیل الرحمٰن قادری ابن حافظ عبدالرحمٰن قادری [illegible]

نوراللہ مرقدہ گلوزئی پشاوری

عف الله عنىء وعن سائر المؤمين والمؤمنات بجاه سيدالانبياء والمرسلين والصلوة والسلام

عليه وعلى آله الطيبين. آمين

۲-۹۹

Marfat.com